

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

پیشکش: مولانا محمد رفیع الدین صاحب، مدرسہ اسلامیہ، دیوبند



فناوی حقانہ

جلد چہارم

مؤلف: مولانا محمد رفیع الدین صاحب، مدرسہ اسلامیہ، دیوبند
 مترجم: مولانا محمد رفیع الدین صاحب، مدرسہ اسلامیہ، دیوبند
 ناشر: مولانا محمد رفیع الدین صاحب، مدرسہ اسلامیہ، دیوبند

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

فہرست مضامین جلد چہارم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۸	صدقہ فطر اور قربانی میں احتیاط	۳۲	کتاب الزکوۃ
۳۸	رمضان کے دو دن صدقہ فطر ادا کرنا		باب صدقۃ الفطر
۳۹	کیا فطرانہ میں تلہ کی قیمت دینا جائز ہے	۳۲	صدقۃ الفطر میں غنا کا نصاب
۳۹	ملاقائی سطح پر گندم کی قیمت میں تفاوت		زکوۃ اور صدقہ فطر کے وجوب کا نصاب
۳۹	کی صورت میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟	۳۲	صدقہ فطر کی مقدار
۴۰	نصف صاع سے کم آٹا صدقہ فطر میں لینے کا حکم	۳۲	صدقہ الفطر میں شرعی صاع معتبر
۴۰	غیر منصوص اشیاء میں فطرانہ کا حکم		ہوگا یا مرد جبہ صاع؟
۴۱	بیہوشی میں گندم کی قیمت کا اعتبار ہوگا	۳۲	حکومت کے جرمانہ کی ادائیگی
۴۱	کم سنی میں بچی کے نکاح کی وجہ سے		میں صدقہ فطر سے تعاون کرنا
۴۱	اس کے صدقہ فطر کا حکم	۳۵	اجرت میں صدقہ فطر دینا جائز نہیں
۴۲	حقیقی بھائی کو صدقہ فطر دینا جائز ہے	۳۵	صدقہ فطر میں تجزی صغر نہیں
۴۲	صدقہ فطر دوسرے شہر کو منتقل کرنا کیسا ہے؟	۳۶	بیوی کا فطرانہ کس کے نومرہ واجب ہے
۴۳	نابالغ بچے کا فطرانہ اس کے والد پر واجب ہے	۳۷	کیا قرض معاف کر دینے سے
۴۳	قیدیوں کو صدقہ فطر دینا جائز ہے	۳۷	صدقہ فطر ادا ہوگا یا نہیں؟
۴۳	بچا اس روپے کے نصاب پر قربانی فطرانہ کی تحقیق		
۴۳	زکوۃ اور صدقہ فطر کے نصاب میں نامی اور نامی فرق	۳۷	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۴	علم دین کا طالب زکوٰۃ کا جزوق معصوم ہے	۴۵	کیا صدقہ منظر کے لیے طالع نور کا ضروری ہے
۵۵	کوئی دینی عہدہ کے ملازمین کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں	۴۵	صدقہ منظر میں اسی عہدہ کی کرنسی استعمال ہے
۵۵	مسادات زکوٰۃ کا مصرف نہیں	۴۶	بھائی کی طرف سے اگر کوئی صدقہ منظر کی قسم لینے کا حکم
۵۶	بکسی مستحق کو نقد و نصاب کی زکوٰۃ دینا جائز ہے	۴۶	زیر بندہ کے لیے صدقہ منظر اور اس کے حکم
۵۶	عہری غلام حاصل کرنے والے		
۵۶	طالب علم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے		
۵۷	مالدار طالب علم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں	۴۷	باب مصارف زکوٰۃ
۵۸	مدارس تدریس کو مصروف کے زلیہ زکوٰۃ دینا	۴۷	مالدار کو زکوٰۃ دینے کا حکم
۵۸	میان بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے	۴۷	صاحب جائیداد کو زکوٰۃ دینا
۵۸	قریبی دس کو چھوڑ کر کسی دوسرے	۴۸	گناہی بیل کے مالک کو زکوٰۃ دینے کا حکم
۵۸	دس دس میں زکوٰۃ دینے کا حکم	۴۸	غنی کوئی کار کو زکوٰۃ بغیر کے بھر
۵۹	کسی سب سے تقسیم یا انھن کو زکوٰۃ دینے کا حکم	۴۹	غنیسروں کو دینے کا حکم
۶۰	زکوٰۃ کی نیت سے کسی غریب کو کھانا کھانا	۴۹	اصول و فروع زکوٰۃ کا مصرف نہیں
۶۰	وکیل کار کو زکوٰۃ کی رقم کو خود استعمال کرنا	۵۰	رشتہ دار کو زکوٰۃ دینے میں
۶۰	وکیل کا اپنے اقرباء کو زکوٰۃ دینا	۵۰	صلہ رحمی کی رعایت ہے
۶۱	غنی عباد کو زکوٰۃ دینا	۵۰	بہن بھائی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے
۶۲	دالدار کو زکوٰۃ دینا	۵۱	کیا غریب کو چرب یا غریب کے اس کے زکوٰۃ دینا
۶۲	بہن کو زکوٰۃ دینا	۵۱	بہن بھائی کا مدنی میں رحمت مذکور
۶۳	امام مسجد کو عشرہ زکوٰۃ دینا	۵۱	تو زکوٰۃ کا حکم دار ہے
۶۳	مالدار امام مسجد کو صدقہ منظر دینا	۵۲	صاحب نصاب شخص کے بچوں کو زکوٰۃ دینا
۶۳	زکوٰۃ میں دی گئی کتابیں دینا	۵۳	بھائی کو زکوٰۃ دینے کا حکم
۶۳	بیمار شخص کی وجہ سے مفروض کو زکوٰۃ دینا	۵۳	کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ اور صدقہ منظر دینے کا حکم
۶۵	مفروض پر زکوٰۃ کا حکم	۵۴	آباؤ کو زکوٰۃ دینے کا حکم
۶۵	زکوٰۃ نہینے وقت ظہری حالت پر اتنا دینا		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۷۵	زکوٰۃ کی رقم سے تقسیم کنندہ کو زکوٰۃ دینا	۶۶	کاروبار کی رقم سے تقسیم ہونے والی زکوٰۃ
۷۶	مدارس سے تقسیم زکوٰۃ کو کوئی ممبر کے	۶۷	زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتاب خریدنا
۷۶	مطالعہ یا جیلر یا لیبر کے بعد خرچ کرنا	۶۷	مدارس اور خانقاہوں میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا
۷۷	مدارس وغیرہ کے مقصود میں زکوٰۃ دینا	۶۸	وفاق مدارس یا دارالافتاء میں زکوٰۃ
۷۷	مالدار کے لیے زکوٰۃ دینا جسے نہیں	۶۸	کسی سیاسی جماعت کو زکوٰۃ دینا
۷۷	کیا اموال کا ہر حصہ سے منکوست	۶۹	تعلیم کی ادائیگی سے زکوٰۃ اور خیرات
۷۷	زکوٰۃ وصول کر سکتا ہے	۶۹	کاروبار میں مستحق نہیں ہونا
۷۸	نہت کرنے والوں کو زکوٰۃ دینا	۶۹	موقوفہ زمین کے مقدمہ پر
۷۸	دینی مدارس میں زکوٰۃ کی تصرف ضروری ہے	۶۹	زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا
۷۹	خود بروکسے والے کو زکوٰۃ کا وکیل بنانا	۷۰	زکوٰۃ کی رقم سے مستحق کرنا
۸۰	غیر مسلم میں زکوٰۃ دینا افضل ہے	۷۰	کے لیے ضمانت خریدنا
۸۰	خانقاہ و قصاب زکوٰۃ میں دینا ضروری ہے	۷۰	کوئی ایسی ایفیدہ شخص کسی شیعہ
۸۱	گھر بلو طائر کو زکوٰۃ دینے کا حکم	۷۰	کو زکوٰۃ دے سکتا ہے
۸۱	منکوست کی طرف سے دینی خیرات	۷۱	خطلوں پر زکوٰۃ کی چیز فروخت کرنا
۸۱	کو زکوٰۃ دینے کا حکم	۷۱	اور اس میں زکوٰۃ کا حکم
۸۱	سید اور کسی بزرگ کی اولاد میں باعتبار	۷۱	جیسو زکوٰۃ کا حکم
۸۲	مصرف زکوٰۃ فاسق ہے	۷۲	زکوٰۃ دینے کے بجائے قرضہ عطا
۸۲	بہاؤی خاندان مصرف زکوٰۃ نہیں	۷۲	کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی
۸۳	فقیر و ان کو زکوٰۃ لینا جائز ہے	۷۳	زکوٰۃ کی رقم چوری ہو جائے
۸۳	قرضہ کو زکوٰۃ میں غیر اہل حکم	۷۳	کوئی خیراچین سے زکوٰۃ کے ادا
۸۳	زکوٰۃ کی رقم سے دینی مدرسہ	۷۳	ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ
۸۳	کے لیے قرآن مجید خریدنا	۷۳	منی آؤد کے زکوٰۃ عینا لیا ہے
۸۵	سید خیر کے لیے زکوٰۃ	۷۳	کسی دوسری جگہ رہنے والے
۸۵	کی رقم سے کفن خریدنا	۷۳	رشتہ داروں کو زکوٰۃ بھیجتا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۱۰	قصر اسلام میں تسکات کے سعی	۸۶	زکوٰۃ و عشر آردنی میں فقہی جائزہ اور ترامیم و تجاویز
۱۱۰	کیا زکوٰۃ ٹیکس ہے ؟	۸۹	نصاب زکوٰۃ
۱۱۱	عنیت غنیہ کی حفاظت کے لیے	۹۱	سال گزرنے کا مسئلہ
۱۱۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کی قربانیاں	۹۲	قرضوں کا مسئلہ
۱۱۱	ارکان خمسہ	۹۳	اموال ظاہرہ و باطنہ
۱۱۲	ارکان کا باہمی ربط و تعلق	۹۴	زکوٰۃ کی نیت کا مسئلہ
۱۱۳	کسی ایک رکن سے انکار یا	۹۴	بینک اکاؤنٹ کے قرض ہونے کی حیثیت
۱۱۳	تبدیل کرنا بھی کفر ہے	۹۸	مقتطاط طریقت
۱۱۵	مشکری زکوٰۃ اور غرارت صلیبی	۹۸	سودی اکاؤنٹس اور زکوٰۃ
۱۱۶	ماغیہ زکوٰۃ بھی زکوٰۃ کو	۹۹	نابالغ کی زکوٰۃ
۱۱۶	ٹیکس کچھ رہے تھے	۱۰۰	ترکے کا مال
۱۱۷	زکوٰۃ کے مقادیر اور مصارف	۱۰۰	کپنیاں اور شیشہ
۱۱۷	میں قطع برید جائز نہیں	۱۰۰	عشر بقسورت نقد
۱۱۷	اسلامی ریاست کے مذہب آمدنی	۱۰۱	چوتھائی پیداوار کا عشر سے استثناء
۱۱۸	جہاں نظریات کی جدید تعبیر	۱۰۱	تاریخ زکوٰۃ
۱۱۹	نفلت یا ملامت کے	۱۰۲	قیمتی پتھروں اور مچھلیوں کی زکوٰۃ
۱۱۹	ہولناک نتائج	۱۰۲	مصارف زکوٰۃ
۱۲۰	نفاق زدہ لوگوں کی	۱۰۳	خلافت جمہوریت کے حکومت
۱۲۰	مضحیہ کی نیز حالت		
۱۲۱	ملت مسلمہ کا فریضہ	۱۰۶	اسلامی قوانین کے نفاذ میں شیعہ سنی تفریق تباہ کن ہے



صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۳۴	ہلال کیسے کی موجودگی میں عالم دیں کے فیصلے کا حکم {		کتاب الصوم
۱۳۷	صاف مطلع کے دوران جمعہ غیر ضروری ہے		باب رؤیۃ الهلال
۱۳۸	رؤیت ہلال کے بارے میں { ایک استفسار کا جواب {	۱۲۵	اخبار رؤیت کیلئے شہادت کی شرائط ضروری نہیں
۱۳۸	استفسار ہلال کے جواب پر اشکال کا جواب	۱۲۵	دور میں سے ہلال دیکھنے والوں کی گواہی کا حکم
۱۳۲	باب تعریف الصوم و اقسامہ	۱۲۶	اختلاف مطالع شرعی معتبر نہیں
۱۳۳	روزہ کی نیت کا وقت	۱۲۷	شرعی ثبوت کے بعد عید مناسبت پر حکومت { کار کا ورک ڈالنا بدعتی کے مترادف ہے {
۱۳۳	روزہ کی فرضیت کے لیے عمر کی حد	۱۲۷	رؤیت اور تکبیر تلاشیں کے علاوہ { نفسی حساب کا اعتبار نہیں {
۱۳۳	یوم الشک میں نفل کی نیت کے باوجود { روزہ فرض شعائر ہو گا {	۱۲۷	تکبیر شعبان کے لیے ایک شخص { کی گواہی قبول نہیں {
۱۳۳	یہودی زندگی روزہ رکھنے کی منت مانغا	۱۲۸	یوم الشک میں روزہ رکھنے کا حکم
۱۳۳	شہر میں روزہ افطار کرنے کے بعد ہڑتال چھانڈنے کے ذریعے سورج دیکھنے سے روزہ دار کا حکم {	۱۲۸	طلوع آفتاب کے بعد رؤیت ہلال کا اطلاق
۱۳۵	طویل التہار فائے مالک میں روزہ رکھنے کا طریقہ	۱۲۹	دن کے وقت رؤیت کی خبر ہو تو اس کا شرعی ہے
۱۳۶	عیدین کے دن روزہ رکھنا ممنوع ہے	۱۳۰	رؤیت ہلال کیسے کی فیصلہ کی شرعی حیثیت
۱۳۷	مجنون پر روزہ کا فذیہ واجب نہیں	۱۳۱	ریڈیو اور ٹی وی کی خبر پر { فرضیت رمضان کا حکم {
۱۳۷	کس چیز سے روزہ افطار کرنا جائز ہے ؟	۱۳۲	عید اور رمضان کے ثبوت کے لیے یٹیلیفون کی خبر کا حکم {
۱۳۷	سحری و افطاری کا مستحب طریقہ	۱۳۳	بذریعہ خط عید یا روزے کا حکم
۱۳۸	کیا اذان فجر اتہام سحری کی دلیل ہے ؟	۱۳۳	یٹیلیگرام سے عید و رمضان کا ثبوت
۱۳۹	صرف جمعہ کے دن روزے کا حکم		
۱۳۹	ذی الحجہ میں آیا بعض کے روزوں کا حکم		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۵۸	روزہ بھلا افطار کرنا بہتر ہے	۱۵۰	حالی کے روزہ کو "روزہ روزہ"
۱۵۸	امکان میں ادویات سے	۱۵۰	رکعت اجازت ہے یا نہیں
۱۵۹	بعض بندہ کوئے کا حکم	۱۵۰	یوم عاشورہ کے روزے کا حکم
۱۵۹	نمبر پانچ شہرات اربعہ کے گائے	۱۵۱	رمضان المبارک میں جہان کی ناز و انصاف کا حکم
۱۵۹	سے روزہ فاسد نہیں ہوتا	۱۵۱	عاشورہ کے دن قضاء رمضان کا حکم
۱۵۹	بدکا ہی سے انزال مفید یوم نہیں	۱۵۲	ایرا و جہرات کے دن روزہ رکھنے کا حکم
۱۶۰	منہ میں دراقی سے دانت کا	۱۵۲	چند سو خجائ کے روزے کا شرعی حکم
۱۶۰	احساس مضہ صوم ہے	۱۵۳	روزہ اتھار پارچوں میں شرکت کا مسئلہ
۱۶۰	ملک کی تبدیلی پر روزہ کا تصاد	۱۵۳	مطلع صاف نہ ہونے کا مسئلہ
۱۶۱	پہلے ملک کا اعتبار ہوگا	۱۵۳	میں روزہ افطار کرنے کا حکم
۱۶۱	فصل کی گمانی کو پھر سے روزہ	۱۵۳	روزہ افطار کرنے کیلئے
۱۶۱	نہ رکعت شرعی عند نہیں	۱۵۳	وقت تقویٰ کرنے کا حکم
۱۶۲	قاضی کیلئے مستحق قضاء روزہ نہ	۱۵۳	روزہ کی بہت عربی یا عادی
۱۶۲	رکھنے کا سبب نہیں	۱۵۳	زبان میں کرنے کا مسئلہ
۱۶۲	روزہ کی حالت میں لکھنؤ کا مفید صوم نہیں	۱۵۳	جہان میں سفر کے دوران جب روزہ کا
۱۶۳	روزہ کی حالت میں شہر نگاہ سے کھیلنا	۱۵۳	وقت کو ذرا افطار کر کے کھانے سے بچنا
۱۶۳	دانت نہ آیا وقت نکلے دانت	۱۵۵	شوال کے چھ روزوں کا مسئلہ
۱۶۳	خون کے روزہ پر اثرات	۱۵۶	باب فیفسد کو مالایفسد
۱۶۴	قے کا بلا تصد یا مفید صوم نہیں	۱۵۶	تہذیب و دی کے نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا
۱۶۵	پانی میں غوطہ کھانا مفید صوم نہیں	۱۵۶	خانہ کی محنت طبیعت کا وجہ ہے
۱۶۵	روزہ کی حالت میں لکھنؤ کا مفید صوم نہیں	۱۵۶	کھانے پینے پھر دن کا بچھنا
۱۶۵	روزہ میں بیخوش سے بوی دکان کا حکم	۱۵۶	حاملہ کو اگر خون آجائے تو اس
۱۶۶	روزہ کی حالت میں بھول کر	۱۵۶	کا روزہ فاسد نہیں ہوتا
۱۶۶	کھانے پینے کا حکم		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۷۵	دوئی میں غسل کرتے وقت خردیچ	۱۷۶	تاس کا روزہ اثر ازانہ پر ہے کا حکم
۱۷۵	رجوع مفسدہ صوم نہیں	۱۷۷	دھوپیں اور گرد و خبار کے روزہ پر اثرات
۱۷۶	فساد کا استعمال مفسدہ صوم ہے	۱۷۸	روزہ رکھنے کی عاقبت کے باوجود
۱۷۶	بند وقت کی کوئی مفسدہ صوم ہے	۱۷۹	خدیجہ بیٹا بے سود ہے
۱۷۸	رجیم میں دعا کی رکھنا مفسدہ صوم ہے	۱۸۰	ہجرہ روزہ افطار کرنے پر قضاء لازم ہے
۱۷۸	روزہ دار کے لیے ٹوتھ پین استعمال کرنا	۱۸۱	غریب آفتاب سے قبل
۱۷۸	بد نظری سے روزہ نہیں ٹوٹتا	۱۸۲	افطار ہو جب قضاء ہے
۱۷۹	دانتوں سے خون آنا مفسدہ صوم نہیں	۱۸۳	بڑھاپے کی وجہ سے روزہ
۱۸۰	انہیلر کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	۱۸۴	نہ رکھنے والے کا حکم
۱۸۰	حالت صوم میں آنکھوں میں دوائی ڈالنا	۱۸۵	میت کے وقت رمضان کا حکم
۱۸۱	روزہ کی حالت میں بار بار غسل	۱۸۶	روزہ کی حالت میں دانت میں دانتیں لٹکانا
۱۸۱	کمرے یا سردھونے کا حکم	۱۸۷	شرنگھ میں انگلی داخل کرنے سے روزہ کا حکم
۱۸۱	روزہ کی حالت میں بیوی سے میل جول کرنا	۱۸۸	عورت کے لیے کفارہ کا طریقہ
۱۸۲	باب القضاء والکفارة	۱۸۹	کفارہ میں تراویح ممکن ہے
۱۸۲	سفر پر دوائی سے پہلے افطار	۱۹۰	روزہ کی حالت میں جماع سے ممانعت کا حکم
۱۸۲	کمرے والے کا حکم	۱۹۱	اغلا یا ماری سرچب کفارہ و قضاء ہے
۱۸۲	قضاء روزہ نہ رکھنے کا حکم	۱۹۲	روزہ کی حالت میں زنا کرنے
۱۸۳	مضان میں دہے کے وقت دھوی	۱۹۳	پر قضا اور کفارہ کا وجوب
۱۸۳	سے جماع سرچب کفارہ و قضا ہے	۱۹۴	جانور سے وحلی کرنے پر روزہ کا حکم
۱۸۳	کفارہ سے بچنے کا حیلہ	۱۹۵	جائز کے بغیر ایزل سے
۱۸۴	روزہ کی حالت میں متجن کے	۱۹۶	صرف قضاء واجب ہے
۱۸۴	استعمال کا حکم	۱۹۷	غیر رمضان میں روزہ افطار کرنے
۱۸۴		۱۹۸	سے صرف قضاء لازم ہے
۱۸۴		۱۹۹	سفر میں روزہ رکھنے پر عرف قضا واجب ہے

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۸۰	عائضہ کے لیے اسماک ضروری نہیں	۱۸۸	استخدام بالکبد سے انزال میں
۱۹۱	سزا فرمے یہ افطار میں عزیمت	۱۸۹	نضار واجب ہے
۱۹۱	پر عمل کرنا بہت سہ ہے	۱۹۰	غلط فہمی سے کھانا پینا واجب کفارہ نہیں
۱۹۱	شدید بیمار کیلئے روزہ فطار یا روزہ ہے	۱۹۰	سگریٹ نوشی منقطع صوم ہے
۱۹۲	بیمار پر کسی کی وجہ سے روزہ فطار نہ کرے	۱۹۰	بے خبری میں ملوٹا پھر کے بعد کھانا کھانے کا حکم
۱۹۲	پر قضا کا لازم ہے یا قضاء؟	۱۹۰	قذیر غصے سے عاجز ہو کر کھانا کھانے کا حکم
۱۹۲	شدت پیاس کی وجہ سے روزہ توڑنے کا حکم	۱۹۱	مسافر یا مریض کو روزہ کی قضا کا موقع نہ ملے تو کچھ مواخذہ میں
۱۹۲	مسافر میں افطار کی حکمت	۱۹۱	غیر رمضان کا روزہ فطر کا اثر ہے
۱۹۳	بیمار میں روزہ فطار کرنا	۱۹۱	نویں نضار واجب ہے کفارہ نہیں
۱۹۳	قصر نماز کی عروج نہ کرنا	۱۹۱	سگریٹ یا حقہ پینے سے جب روک ٹوک جائے تو معرفت قضا کرے یا کفارہ کی؟
۱۹۳	مہمان کے حضور کو غیر روزہ افطار کرنا	۱۹۱	سفر کے ارادے سے سفر سے پہلے کے
۱۹۳	آدمی جس سلاطین تک میں پوراں	۱۹۱	مستور نماز پر بعد نحر واپس آکر روزہ افطار
۱۹۳	یا نہ کہ اعتبار سے روزہ رکھے	۱۹۱	کرسمس پر قضا و کفارہ کا مسئلہ
۱۹۳	نوجوان کے مریض کے بعد روزہ کا حکم	۱۹۱	تو مسلم خوف کی وجہ سے روزہ نہ کر سکے
۱۹۳	عقربا کی بنا پر روزہ رکھ جانے	۱۹۱	تو اس پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں
۱۹۳	کے خوف سے روزہ نہ رکھنا	۱۹۱	قصد روزہ توڑنے کے بعد فرض
۱۹۳		۱۹۱	کو دوبارہ روزہ رکھنے کا حکم
۱۹۳		۱۹۱	خبر سے تو معرفت قضا لازم ہے
۱۹۳	باب الاعتکاف	۱۹۱	
۱۹۳	روزہ کے قلمدعویٰ سے اعتکاف کا حکم	۱۹۱	باب اعتذار الیچۃ لا افطار
۱۹۳	اعتکاف قلمدعویٰ پر اس کی قضا نہیں	۱۹۱	تا کمال برداشت تکلیف کے وقت روزہ توڑنا
۱۹۳	اعتکاف کا ہوتا آ کر نہ کر کے اثرات	۱۹۱	
۱۹۳	مہنگت کا کسی دوری مسجد میں ترک کرنا	۱۹۱	
۱۹۳	سننے یا سنانے کے لیے نہ کرنا	۱۹۱	

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۱۹۸	کتاب الحج	۱۹۸	احکامات کے دوران بنے قلمروہ اقوال سے استنباط حکم
۱۹۹		۱۹۹	معتکف کی حالت پر اعتکاف کی تکمیل کا حکم
۱۹۹		۱۹۹	کیا اعتکاف کے لیے جنازہ پڑھنا درست ہے
۲۰۰	باب اشراط الحج و ارکانہ	۲۰۰	معتکف کا نماز باجماعت کیلئے مسجد سے نکلنا
۲۰۱		۲۰۰	معتکف کا غسل جمعہ کے لیے صحیح یا سہیسا نکلنا
۲۱۳	حج کی فرضیت کا وقت	۲۰۱	معتکف جمعہ پر صبح کے لیے کتنی
۲۱۳	مذہب سے زائدین میں ہر ترویج فرض ہے	۲۰۱	دور تک جا سکتا ہے ؟
۲۱۳	زمین کی آمدنی پر حج کی فرضیت	۲۰۱	احکامات کی حالت میں تعلیم کے لیے نکلنا
۲۱۳	صرف نقدین کا اختیار حج کی	۲۰۲	بوقت ضرورت اعتکاف سے نکلنا
۲۱۳	فرضیت کیلئے کافی نہیں	۲۰۳	افرائق سے نکلنے کے اعتکاف کا مسجد سے نکلنا
۲۱۵	مستزکر مال سے حج کی فرضیت کا حکم	۲۰۳	بجول کر اعتکاف سے نکلنے کا حکم
۲۱۵	مذہب کے خلاف پر حج کر سکتے ہیں	۲۰۴	نشدہ پنے کے لیے مسجد سے نکلنا فرض نہیں
۲۱۵	حج کا فریضہ سابقہ ہو جاتا ہے	۲۰۴	معتکف کا بیرونی مسجد باتیں کرنا
۲۱۶	حرام مال سے حج کر سکتے ہیں	۲۰۵	حالت اعتکاف میں بیوی کا یوسر لینا
۲۱۶	بیوی کا مالی مخلوط ہو جانے پر حج کا حکم	۲۰۵	حالت اعتکاف میں بیوی سے باتیں کرنا
۲۱۶	حج فرض ہونے کے بعد تکدستی	۲۰۶	کیا نکلنے کی ہر مسجد میں احکامات فہرہ ہے
۲۱۶	ت حج سب فقط نہیں ہوتا	۲۰۶	معتکف کا اذان دینے کے لیے
۲۱۸	نکاحات تواریج حلیہ سے زائد	۲۰۶	خارجہ المسجد اذان خانہ کو جانا
۲۱۸	ہوں ترویج فہرہ میں ہے	۲۰۷	مذہبوں کے لیے احکامات کا حکم
۲۱۸	بیوی کی شادی کرنا مانع حج نہیں	۲۰۸	حالت اعتکاف میں اخبار پڑھنا
۲۱۹	صاحب استطاعت کیلئے مکان	۲۰۸	حالت اعتکاف میں جگہ نمبر مل کرنا
۲۱۹	کارت ہونا مانع حج نہیں	۲۰۹	معتکف دھوپ کے لیے مسجد کے
۲۱۹	اولاد کا غیر شادی شدہ ہونا	۲۰۹	سکن میں بیٹھ سکتا ہے
۲۱۹	وجوب حج سے مانع نہیں	۲۰۹	حالت اعتکاف میں گھر سے کھانا لانا

صفحہ	ملاحظات	صفحہ	ملاحظات
۲۲۸	تکرمہ لڑکات میں احرام کا	۲۲۰	سجود نہ ہو جسے راکعتی حج نہیں
۲۲۸	دور گھٹ پڑھنے کا حکم	۲۲۰	لگا زاب حج فرضی ہے یا نہیں
۲۲۹	احرام باندھنے سے قبل غسل کرنے کا حکم	۲۲۱	سجود پر حج فرضی ہو تو خواہ
۲۲۹	تسبیح پر حج مقدم ہے	۲۲۱	کہ اجازت ضرور دیا نہیں
۲۳۰	طہارت کے بعد دوبارہ حج کی فرضیت	۲۲۱	طہارت لکڑی سے ہذا تک غیر جائز ہے
۲۳۰	تفرقہ حالت میں حج کرنے کے بعد	۲۲۱	سنگرنا اور حج عمرہ کے ساتھ لکڑی کا حکم
۲۳۰	خفی ہونے کی صورت میں دوبارہ	۲۲۱	طہارت کے بعد اگر کوئی بیوقوف غم نہیں
	حج کرنا فرض نہیں	۲۲۲	طہارت کے لیے غاوند کے بجائے
۲۳۱	حج میں تجلوت کا وجہ سے قبل کھینچا ہوتا	۲۲۲	بھینچے کے ساتھ حج کرنے کا حکم
۲۳۱	دینی دوزی لکڑی کے بعد آئندہ وراثت کا حکم	۲۲۲	طہارت غیر فرض ہمسایہ کے ساتھ
۲۳۱	حائضہ طہارت کے لیے حج کرنے کا طریقہ	۲۲۲	حج کے لیے نہیں باہر ملتی
۲۳۲	حائضہ طہارت پر طہارت مند لازمی نہیں	۲۲۳	طہارت کا روپ یا شوم کے چھا
۲۳۲	حج میں گرمی کی وجہ سے تہذیب پر تنقل کرنا	۲۲۳	کے ساتھ حج کے لیے جانا
۲۳۲	طہارت کی طرف سے ترک کا وجہ یا کرنا	۲۲۳	نہان کے بیسوں سے حج کرنا
۲۳۳	رہی جہز اس کے لیے حاجی لکڑیاں کہاں سے لے	۲۲۳	مرضیت کرچنے سے حج فرضی نہیں ہو جاتا
۲۳۳	طہارت میں نماز مغرب پڑھنے کا حکم	۲۲۳	غاوند کی اجازت کے بغیر حج کرنا
۲۳۳	طہارت میں حج تاخیر کی صورت میں	۲۲۳	واحد کی اجازت کے بغیر حج کرنا
۲۳۳	غیر اور عمر ایک ساتھ پڑھنے کا حکم	۲۲۳	تقل حج کے لیے غاوند کی اجازت ضروری ہے
۲۳۳	مزدغ میں مغرب اور عشاء کی	۲۲۳	افضل حج افضل ہے یا صدقہ
۲۳۳	نماز جمع تاخیر میں پڑھنا	۲۲۳	حائضہ طہارت طہارت زیارت جہز سے تر
۲۳۳	میلے احرام کو تہذیب کرنے کا حکم	۲۲۳	زیارت محل میں رہنے والے کیلئے طہارت مقدم
۲۳۳	قبیلہ جہز پڑھنے کا حکم یا کیا اور واد	۲۲۳	بیعتات کے اندر رہنے والوں
۲۳۳	طہارت میں اس میں یکساں ہیں	۲۲۳	کے لیے طہارت و راح کا حکم
		۲۲۳	غیر اور طہارت نماز کے بعد احرام کی نماز کا حکم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۳۷	نیت نہ آدمی کے لیے نفل حج کا ثواب	۲۳۶	ازام یا نہ جھنے سے قبل نائی وغیرہ کا ٹٹا
۲۳۸	فقہی حج کے لیے والدین سے اجازت لینے کا حکم	۲۳۷	قصر کا مقدار کا مسئلہ
۲۳۹	نفلی حج کے لیے پاکستان آنا ضروری نہیں	۲۳۷	حج اور نکاح کی تقدیم و تاخیر کا مسئلہ
۲۳۹	غریب آدمی سے حج بدل کرانا	۲۳۸	حج کے متعلق چند سوالات
۲۴۰	حج بدل کر امر کا اطاعت کا حکم	<div style="border: 1px solid black; padding: 5px; text-align: center;"> باب التمتع والقرآن </div>	
۲۴۰	حج بدل کر عمرہ کی نیت کا حکم		
۲۴۱	ذیابیطس کے مریض کے لیے حج بدل کا حکم	۲۳۶	حج نیت میں فراموشی نہ کرنے کا حکم
۲۴۱	حج بدل کر عمرہ کی نیت کی طرف سے ہوگا	۲۳۷	مستحب اور کارن کا تفسیرانی
۲۴۱	بیعتات کے بھانے حرم سے	۲۳۷	سے پہلے حسن کرنا
۲۴۱	حج بدل کا احکام یا نہ جھنا	۲۳۷	حج قرآن التمتع کی تعریف
۲۴۲	حج بدل کر عمرہ کی نیت سے ضروری ہے	۲۳۷	تمتع کے لیے عمرہ کرنے کے بعد
۲۴۲	حج بدل میں اپنے لیے حج کرنا اور کسی	۲۳۷	حج کا احکام یا نہ جھنے کا حکم
۲۴۲	و غیر سے کو حج بدل کھینچ کر کرنا	۲۳۷	حج نیت کرنے والے کے لیے عمرہ
۲۴۳	سفر کی تعارض کی وجہ سے	۲۳۷	نہ ازام اٹھو لے گا حکم
۲۴۳	حج بدل کر عمرہ کی نیت نہیں	۲۳۷	نہ جھنے میں رہنے والے کے
۲۴۳	حج بدل کی شرائط	۲۳۷	نہ حج نیت اور تفسیرانی
۲۴۳	وحییت کے بغیر حج یہ حکم	۲۳۷	حج نیت کی نیت کرنے کے بعد
۲۴۳	نیت کو کہ اگر نیت سے حج بدل کرنا	۲۳۷	حج تفسیرانی کی نیت کرنا
۲۴۳	غیر وحییت کا حج یہ نیت کرنا	۲۳۷	حج نیت فصل ہے یا قرآن
۲۴۳	ایک سال سے بعد نیت بدل کرنا	<div style="border: 1px solid black; padding: 5px; text-align: center;"> باب الحج عن الغیر </div>	
۲۴۳	معاذ بن جبل کا حکم		
۲۴۳	جائے نیت بعد نیت بدل کرنا	۲۳۷	نفلی حج میں حج بدل کی نیت کرنا ضروری نہیں
۲۴۳	حج بدل کے بعد مذکورہ حج کرنا	۲۳۷	والدین کی طرف سے حج کرنے میں زیادہ ثواب ہے
۲۴۳	والدین کی طرف سے حج کرنے میں زیادہ ثواب ہے		

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۲۶۶	حالت احرام میں پیر سے کوڑھ لگنے کا حکم	۲۵۸	دم نشین و دیگران امر پر سہ ماہی پر ۹
۲۶۶	حالت احرام میں عطاری کی دکان میں بیٹھا	۲۵۹	نیم دستے کی صورت میں عورت
۲۶۷	زیلع اور مقل میں ترتیب	۲۵۹	سج بدل بھی نہیں کر سکتی
۲۶۷	ترک مٹی کا دم ایام التحصیر	۲۵۹	سج بدل اور کرنے کے مامورین
۲۶۸	کے ساتھ مخصوص نہیں	۲۶۰	واپس نہ آنے تو سج کا حکم
۲۶۸	طواف صبر چھوڑنے پر دم واجب ہے	۲۶۰	سج اگرچہ مامور شخص اپنے لیے عذر دے سکتا ہے
۲۶۸	عورت کے لیے وقفہ ۳ دفعہ کا دم	۲۶۰	سج کے مافی ثل سے فساد سج کی صورت
۲۶۹	دم جنابت زمین حرم سے خاص ہے	۲۶۱	میں سج کا خسر ہے کس پر ہو گا
۲۶۹	بلا احرام بیٹھا سے جاؤ کرکے اور بھی ہو کرنا	۲۶۱	کیا سج افراد پر مامور شخص متنع
۲۶۹	افاقی شخص کا زیارت نبوی	۲۶۱	یا قرآن کر سکتا ہے یا نہیں
۲۶۹	کے لیے بغیر امر ام جاننا	۲۶۱	مامور کا پیر منورہ جانے کیلئے
۲۷۰	مردہ جانے والے کے لیے	۲۶۲	امر کی رقم سے خسر سج کرنا
۲۷۱	بیٹھا سے بلا احرام نماز کرنا	۲۶۲	سج بدل میں زیارت امر کی طرف سے ہوگی
۲۷۱	بیٹھا میں تبصرہ بھول جانے پر دم مکمل واجب	۲۶۳	
۲۷۱	طواف زیارت سے پہلے بیٹھا		
۲۷۱	سے حساب احرام ہے		
۲۷۲	عینک کے ساتھ سج کرنا درست ہے	۲۶۳	رک چھوڑنے کی وجہ سے دم واجب ہونے کا حکم
۲۷۲	احرام کی حالت میں خوشبو دار	۲۶۳	حجۃ العقبہ کی بلا مذہب شری چھوڑنے کا حکم
۲۷۲	پان کھانے کا حکم	۲۶۳	۱۱. قوی الحجہ کی چھوڑنے کا حکم
۲۷۳	دوران سج خرید و فروخت کرنا جائز ہے	۲۶۳	ترک سنت کی وجہ سے دم لازم نہیں
۲۷۳	مردہ سے باہر میں ہاتھ کر کے احرام سے لگنا	۲۶۳	مفردہ پر دم مشککہ لازم نہیں
۲۷۳		۲۶۵	احرام کی حالت میں بے ہوش
۲۷۳		۲۶۵	پکڑے چہنے کا حکم
۲۷۳		۲۶۵	حالت احرام میں سر و حانچنے کا حکم

باب الجنایات

باب الہدی

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۸۲	بیوی کی طرف سے عمر کرنا	۲۸۲	رم جنابت سے خود کھانا جائز نہیں
۲۸۳	عمر کا احرام باندھنے کے بعد تکبیر کتنی مرتبہ پڑھنا ضروری ہے	۲۸۵	حرم کی حدود میں تھکنے کے لیے بروم انحراف سے قبل ذبح کرنا
۲۸۳	عمر و فسخ ہے یا واجب یا سنت؟	۲۸۵	حج سے واپسی کے بعد واپس آنے دوہن میں ادا کرنا
۲۸۳	کئی ایام میں عمر کرنا منع ہے	۲۸۶	رم جنابت کیلئے وقت یا وہی کہ مشرور نہیں
۲۸۳	عمرہ کے کتنے ارکان ہیں؟	۲۸۶	یعنی میں قربانی پر عدم قدرت کی صورت میں کیا کرنا چاہیے
۲۸۵	ایام تشریق میں عمرہ کرنے کا حکم	۲۸۷	بینک کے ذریعے قربانی کرنا جائز ہے
۲۸۵	ارکان عمر میں تقدیم و تاخیر کا حکم	۲۸۷	
۲۸۷	باب زیارۃ قبۃ القبری	۲۸۷	باب العمرة
۲۸۷	حج یا عمرہ میں رخصت اندس کی	۲۸۸	عمرہ کے بعد سر مٹانے کا حکم
۲۸۷	نہایت سکے لیے جانا لازمی ہے	۲۸۸	متعدد عمرے کرنے کی تمیز میں حلی کیے کی جگہ
۲۸۷	فریارت دو وقت ابھی علیٰ شرط و سلم کے وقت کی کرنا چاہیے!	۲۸۹	عمرہ اور مزدوری
۲۸۷	زائر دو قسم اصولاً اللہ علیہ وسلم کے لیے بجہ تشریق و انکسار کے وقت دو رکعت پڑھنا	۲۸۹	بہلوس مزدوری جہ جہ والے پر عمرہ واجب نہیں
۲۸۸	حرم نبوی علیٰ ارض علیہ وسلم کی زیارت کے وقت کیا کرنا چاہیے؟	۲۸۹	حج کی بجائے عمرہ ادا کرنا
۲۸۸	قانوناً حلالین تشریق اکرم ہونے کی وجہ سے طہی بدینہ طہیہ جاکے تو کیا	۲۹۰	دونوں میں متعدد عمرے کر کے کا حکم
۲۸۸	اس کا حج مت اثر ہو گا یا نہیں؟	۲۹۰	شول اور ذی القعدہ میں عمرہ ادا کر کے کا حکم
۲۸۹	سقطہ نہ ہو یا بسے پاس دو رکعت پڑھنا حکم	۲۹۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رضوان اللہ علیہم کوئی عمرہ نہیں کرنا
۲۹۰	روافراہر کی زیارت اور طواف و سلام کا طریقہ	۲۹۱	نستورہ کی کے لیے طواف اور عمرہ کرنا
		۲۹۲	حج کے بعد کچھ ایسا الیٰ ثواب کیلئے عمرہ پڑھنا حکم

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۳۰۰	یا تو کہ اجازت سے والد کا گزرا یا پہلو نکاح ناقابل فصیح ہے		کتاب الشکاح
۳۰۱	نکاح کا شرعی حکم		باب آداب النکاح و شرائط
۳۰۲	زوج نفقہ عبادت سے بہتر ہے	۲۹۳	نکاح نکاح سے پہلے پڑھنا چاہیے
۳۰۱	اسلام میں ایک وقت تعدد ازواج کا حکم	۲۹۳	نفقہ نکاح کے جملے سے بیع کا لفظ کہنے سے نکاح کا حکم
۳۰۲	دوسری شادی کے لیے جوہل	۲۹۴	نکاح کے لیے عورت کی زبان پر عہد کرنا
۳۰۲	بیوی کی اجازت کا مسئلہ	۲۹۴	بشرط مطلوب ہے اسے نکاح کا اعتقاد و حکم
۳۰۲	تعدد نکاح کے دوران	۲۹۵	بغیر گواہوں کے صرف ايجاب و قبول
۳۰۲	بائیں کرنا گناہ ہے	۲۹۵	سے نہ راجح منصف نہیں ہوتا
۳۰۲	کورٹ میریج کا حکم	۲۹۵	اثبات نکاح کیلئے شہادت یا تسبیح کافی ہے
۳۰۳	یا شا اول و ثانہ نکاح سنا دیا جب کہ زور دار ہے	۲۹۶	نکاح کی اجازت ایسے وقت کو دینا مستحب ہے
۳۰۳	یہ اس کے نکاح ناقہ حکم	۲۹۶	بغیر دفع نکاح کا اعلان کرنا
۳۰۵	زانیوں کے نکاح میں بلا وجہ ناجز کرنا کی وجہ	۲۹۶	بجائے بیویوں کو گھر میں رکھ کر بلایا نہ
۳۰۵	ایمان کی گواہ خود نکاح کا حق حاصل ہے	۲۹۷	سنت علی ای کا نکاح نہ کرنا
۳۰۶	جلسہ نکاح میں لڑکی کو نام لیتا	۲۹۷	رضعتی کے وقت دوبارہ نکاح فرمایا جائے تو
۳۰۶	نکاح میں راجح و قبول کا	۲۹۸	سکھ جوتا نہ کے بعد لڑکی کا
۳۰۶	تین بار دہرنا ضروری نہیں	۲۹۸	کسی دوسری جگہ نکاح کرنا
۳۰۷	بیسہ عورت سے نکاح ناجائز	۲۹۸	صرف وعدہ نکاح سے نکاح منصف نہیں ہوتا
۳۰۷	کیلئے اجازت یا قبول کا حکم	۲۹۹	بالحدوث تدریجی ہے نہ نکاح کا حکم
۳۰۷	زفاف کے وقت دعا پڑھنے کا حکم	۲۹۹	الغرض عیت کو نکاح کے لیے
۳۰۸	نکاح کے وقت بھول کر گئی	۲۹۹	وہ نہیں کیا یا باہر نکاح
۳۰۸	دوسری عورت کا نام لینا		
۳۰۹	یہ کہ کو فائدہ کے پاس ماننے سے روکنا		
۳۰۹	رضعتی میں تاجیسر کا شر		

سور	عنوانات	سور	عنوانات
۳۲۸	باب بیحیوبہ النکاح (۱۰۰)	۳۱۰	بیرو کو دل مغویں مائل نہ جانے کا مسئلہ
۳۲۸	نفسی تشکیک سے نکاح کا حکم	۳۱۰	منقونہ غیر کی موت کی شرکاء مسئلہ
۳۲۸	انجیورت سے نکاح کرنا	۳۱۱	صلح میں تان و فتنہ و دوپٹے کی شرط کرنا
۳۲۹	بیرو کی بیوی کا خود گناہ کی دوسری	۳۱۱	خلیفوں پر نکاح کا حکم
۳۲۹	شادی کن اثرا خیر و اہم نہیں	۳۱۲	بالغ اطفال کی شادی کرنا طالعہ بی کا فرض ہے
۳۲۹	زانی اور سزیدہ کے درمیان نکاح	۳۱۳	قوت کرنا لے دہم شخص کے نکاح کا حکم
۳۳۰	حاملہ مدت سے نکاح کا حکم	۳۱۳	وکیل کے ذریعہ تحریر کردہ اجاب نکاح کا حکم
۳۳۰	سوتیلی ماں کی بیٹی سے نکاح کا مسئلہ	۳۱۴	نکاح کے بعد قاضی کا لازمہ ضروری نہیں
۳۳۰	غفلت و اللہ سے نکاح کرنا جائز ہے	۳۱۴	نکاح بھری کر کے کی شرکاء حیثیت
۳۳۱	بیرو عورت سے نکاح کرنا جائز ہے	۳۱۵	اجاب نہ سے بر وقت کر دینے
۳۳۱	سوتیلی ساسہ سے نکاح کرنا	۳۱۵	سے نکاح منع نہیں رہتا
۳۳۱	سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح کرنا	۳۱۵	اجاب قبول میں ملاقات ضرور ہے
۳۳۲	بیوہ کی وفات کے چند دنوں	۳۱۶	نکاح میں تابیٹ شخص کی گڑھی
۳۳۲	بعد اس کی بہن سے نکاح کرنا	۳۱۶	بیس نکاح میں گواہوں کا وجود گناہ ہے
۳۳۲	عدت و وفات میں کئے گئے نکاح کا حکم	۳۱۶	طافی اہل مزہب انکار پر جانے
۳۳۲	سوتیلی ماں غیرہ غفلت نکاح حرام ہے	۳۱۶	طافی بہ کو فتنہ نہیں
۳۳۲	ساحل اور بیوہ دونوں کو ایک	۳۱۷	نکاح میں عرف آجین کا کہر قبول کی ضرورت ہے
۳۳۲	ساتھ نکاح میں رکھنا	۳۱۷	نکاح پر اجماع و سریت کے بعد تادمہ کا حکم
۳۳۳	ثانی اور زانی کو ایک نکاح میں جمع کرنا	۳۱۸	مٹا نکاح کا رد و کر کے کی شرکاء حیثیت
۳۳۳	بیوہ اور بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنا	۳۱۸	خلیفہ پر خلیفہ کا حکم
۳۳۳	دو بیوہ کو ایک نکاح	۳۱۹	لوقہ نکاح چھوڑنے سے بیگانہ نسبت ہے
۳۳۳	میں جمع کرنے کا حکم	۳۱۹	انما سے نکاح متاثر نہیں ہوتا
		۳۲۰	سولی میر کا مسئلہ معی حکم
		۳۲۰	حضرت کو مہر طلاق کے نکاح کے گواہ کی تحقیق

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۳۶	کسی اسلامی ملک میں مسلمان بونے والی شادی شدہ عورت کے نکاح کو شکامرغہ	۳۳۶	والد کو بری سمجھ کر ہتھ دنگانے کے اثرات
۳۳۷	بھونڈی بیوہ سے نکاح کا حکم	۳۳۷	ساز کے ساتھ نکاح کرنا
۳۳۸	بھائی کی بیٹی سے نکاح کا حکم	۳۳۸	سوتیلی ماں کی بیٹیوں سے نکاح کرنا
۳۳۸	بھونڈی کی دوسری بیوی کی	۳۳۸	فیملی کوریٹ سے شیعہ نکاح کے
۳۳۸	شوہر کے نکاح کا حکم	۳۳۸	بعد نکاح ثانی کا حکم
۳۳۹	ایک جگہ شنگی کر دینے کے بعد شوہر کی نکاح کسی دوسری جگہ کرنا	۳۳۸	طلاق مطلقہ میں بغیر عدالت کے تجدید نکاح کرنے کا حکم
۳۳۹	کسی شوہر اور اس کی سوتیلی ماں کا ایک مرد کے نکاح میں آنا	۳۳۹	مطلقہ عورت کا وضع حمل سے قبل نکاح ثانی کرنا
۳۴۰	نفاق میں کیا گیا نکاح منقطع ہو جاتا ہے	۳۴۰	منفرد کی شرعی حیثیت
۳۴۰	بھونڈی بیوی اور بیٹے کے نکاح کا حکم	۳۴۰	نکاح عورت کی تعریف
۳۴۱	میں سے نکاح یا مطلقہ سے نکاح کرنے کا حکم	۳۴۰	بیساک اور بیوہ کی عورت سے نکاح کرنا
۳۴۱	عدت کے دوران ساقی سے نکاح کرنا صحیح نہیں	۳۴۱	مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد سے نکاح
۳۴۱	منکوحہ کی بیٹی سے نکاح کرنا	۳۴۱	قادیانی عورت سے نکاح جائز نہیں
۳۴۱	بابا کی سوتیلی بیٹی سے نکاح جائز ہے	۳۴۲	خداوند کے مرتد پر جانے سے نکاح کا حکم
۳۴۲	بیٹے کی سزا سے نکاح کا حکم	۳۴۲	لاٹھی میں قادیانی سے نکاح کا حکم
۳۴۲	بیٹے کی سزا سے نکاح کرنا	۳۴۲	شرعی عورت سے نکاح کرنا
۳۴۲	نور مسلمہ عورت سے نکاح کرنا	۳۴۲	لاٹھی میں قادیانی سے نکاح کا حکم
۳۴۲	بھونڈی سے قبل نکاح کرنا	۳۴۲	غیر مسلم عورت کو غیر مسلمان کر کے اس سے نکاح کرنا
۳۴۲		۳۴۲	کسی عورت کا بیوہ سے نکاح کرنا
۳۴۲		۳۴۲	بھائی کو بری سے ناماںز قتل کے بعد نکاح کرنا
۳۴۲		۳۴۲	جنسی کمزوری کی صورت میں نکاح کرنے کا حکم

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۳۶۴	بیٹی کے حق میر کی رقم سے جہیز	۳۵۵	باب المهر
۳۶۴	کامدان خسرینا		
۳۶۴	جہیز کی شرعی حیثیت		
۳۶۵	جہیز کے مال کی ملکیت کا حکم	۳۵۵	رضعتی سے قبل طلاق دے کر لڑکی
۳۶۶	میر معاف کرنے کے بعد دوبارہ مطالبہ کرنا		والوں کو کچھ رقم دیت
۳۶۷	میر معاف کرنے پر اولیاء کا اعتراض کرنا	۳۵۶	میر کی کم از کم مقدار
۳۶۷	خلوت تیس کے بعد نامہ شہرہ لکھ کر میر سے لگا	۳۵۶	میر کی طہی کی مقدار
۳۶۸	بچے خلع و ملاء سے معذور میر کا حکم	۳۵۶	طلاق کے بعد نکاح میں بہرہ ورنہ گناہ زنی ہے
۳۶۸	لڑکے والوں سے شادی کا شرط نہیں	۳۵۷	مستعد اور راج کی صورت میں میر
۳۶۸	حق میر کی تعمین	۳۵۷	میں مساوات کا مسئلہ
۳۶۹	حق میر خاوند کے ذمہ واجب ہے	۳۵۸	حق میر میں نقدی کے بجائے زمین وغیرہ دینا
۳۶۹	حق میر کے بغیر نکاح کا حکم	۳۵۸	اختیار نکاح کے بعد حق میر میں تاخیر کرنا
۳۷۰	مقرر شدہ حق میر میں اضافہ کرنا جائز ہے	۳۵۹	ایک حیثیت سے زیادہ میر مقرر کرنا
۳۷۰	خاوند سے حق میر کے بعد اولیاء لے گئے ملانے کا حکم	۳۵۹	عورت کو کا مطالبہ کسی سے کرے گی
۳۷۱	میر میر کے لیے عورت اپنے آپ کو	۳۶۰	عورت کے ورثا، شوہر سے میر کا مطالبہ کر سکتے ہیں
۳۷۱	خاوند سے روک سکتی ہے	۳۶۰	میر عورت کے ورثا کو دے دیا جاسکتا ہے
۳۷۱	حق میر قسط وار ادا کرنا جائز ہے	۳۶۱	اموال لڑکے کی شادی کے میر کا حکم
۳۷۲	تشکیل میر مستحب ہے	۳۶۱	بدرجہ بزرگ طلاق لینے کی صورت میں میر کا مطالبہ کرنا
۳۷۲	نقد میر یا نقد نہیں	۳۶۲	جزا میر معاف کرنا
۳۷۳	جہیز کس کا حق ہے	۳۶۲	مقدار میر میں اختلاف کا پتہ ہونا
۳۷۳	طلاق میر کی مقدار ہے	۳۶۲	عدالت کے ذریعہ میر کو کر دانا
۳۷۳	خاوند کے مرنے کے بعد بھی	۳۶۳	تاجیل و تجیل میر میں عرف کا اختیار ہے
۳۷۳	میر میر کی مقدار ہے		
۳۷۳	طلاق قبل النکاح میں میر کی مقدار	۳۶۳	رضعتی سے قبل شوہر کی وفات پر
			عورت پر سے میر کی مقدار ہے

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۳۸۲	نکاح میں مائدہ کا خورد و کھل بننا	۳۷۴	ہر دین کے لئے بپا کیے گئے عرف ضامن ہونا
۳۸۲	خیار برف میں عدالت سے نکاح فسخ کرانے پر مقدمہ کی جگہ نکاح کرنا	۳۷۵	باب الاولیاء والدفعاء
۳۸۳	وکیل نکاح کے شرائط		
۳۸۳	عدالت میں قریب بھائی کے درجہ کا اعتبار	۳۷۵	قریبی مادات کے کفو میں
۳۸۳	ساوی درجہ میں سے کسی ایک کا	۳۷۵	یہ عالم کا عالم دین کی لڑکے سے نکاح کرنا
۳۸۳	نابالغ لڑکی کا نکاح کر دینے کا حکم	۳۷۹	ناسق لڑکے کے کھانچ سمیٹ کر رشتہ دینا
۳۸۵	عدالت کے دوسرے نکاح وضع کر دینے سے حق مبرا کا حکم	۳۷۹	بیمید کا سمیٹنا دینے سے نکاح کا حکم
	عدالت سے تسبیح نکاح کی فوری حاصل	۳۷۹	بھون اور دیوانہ و عاقلہ عورت کا کفو نہیں
۳۸۵	کچے غیر جڑت کا دوسری جگہ نکاح کر دینے کا حکم	۳۷۹	نکاح میں ولایت کی ترتیب
۳۸۶	کفالت ایک جانب سے ہونا ضروری ہے		قریب کے ولی کا مرجع بھی بعید
۳۸۶	کفو کی شرائط		کادری نکاح کرے تو اس کا حکم
۳۸۶	تقریبی تاخیر ملاق سے یا فسخ؟	۳۷۹	باب ما واکم ملاوہ کسی ولی کا ہونا
۳۸۸	کسی لڑکی کا غیر کفو میں اپنی مرضی سے نکاح کرنا	۳۷۹	نکاح غیر کفو میں کر دینے کا حکم
۳۸۸	کفو میں وقت کا اعتبار ہے	۳۷۹	کسی ایک ولی کا اپنا حق ولایت استعمال کرنے سے دوسروں کے حق کا حکم
۳۸۹	کوٹے شخصی کا اشارہ سے نکاح کرنا	۳۷۹	مائدہ کا نکاح لڑکی کے کر دینے سے
۳۹۰	بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا	۳۸۰	لڑکی کو خیال برف کا حق ہے
۳۹۰	بہوی کر کہتے دوسری کے بعد ولایت کے کھو جانے کی اجازت ہے	۳۸۰	کفالت میں والدہ کی اعتبار کا حکم
۳۹۱	سورہ کی رسم کا شرعی حکم	۳۸۰	شریعت میں برف کی حد
۳۹۲	بیٹی کا غیر کفو میں نکاح کرنا	۳۸۱	وکیل کے ذریعہ نکاح کا حکم
۳۹۲	غیر کفو میں نکاح پر والدہ کا اعتراض	۳۸۱	نکاح میں نابالغ کی ولایت کا حکم
			نکاح میں کسی اجنبی کی توفیق کے لئے تصریح ضروری ہے

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۰۶	شہر کا بچہ کے پستان چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی	۳۹۳	عائسی دغا پر ڈاکا مینڈک خاندان کی لڑکی کا کفر نہیں
۳۰۷	رضاعی بیٹوں کا رمدھ کے ساتھ خاوند سے نکاح جائز ہے	۳۹۴	ولایت میں ان داری سے مقدم ہے ولی کی اجازت کے بغیر بالغ مرد اور عورت کا نکاح
۳۰۸	رضاعی بیٹے کی چودہ سے نکاح جائز نہیں	۳۹۵	بالغہ کا اپنے کفر میں نکاح کرنا صحیح ہے
۳۰۹	نہیں بھائی کا رضاعی بہن سے نکاح کرنا	باب الرضاع	
۳۱۰	رضاعی باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا		
۳۱۱	غفلت سے کسی عورت کا دودھ پیچنے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے	۳۹۵	رضاعی بھائی کی ماں سے نکاح کا مسئلہ
۳۱۲	بھوڑ سے بچہ کر دودھ دینا موجب رضاعت ہے	۳۹۵	رضاعی بیٹھیں سے نکاح حرام ہے
۳۱۳	رضاعی بہن بھائی کا نکاح حقیقت حال معلوم ہونے کے بعد واجب النکاح ہے	۳۹۶	منکوحہ کا دودھ پیچنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا
۳۱۴	بوغ کے بعد دودھ پیچنے سے حرمت ثابت نہیں	۳۹۷	رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح کا حکم
۳۱۵	شک کے بعد رضاعت ثابت نہیں	۳۹۸	نکاح کے بعد رضاعت کے ثبوت کا حکم
۳۱۶	حالت رضاعت کے بعد دودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی	۳۹۸	رضاعت کے ثبوت کے لئے ایک بار پستان چوسنا کافی ہے
۳۱۷	رضاعی والد کی چوٹی سے نکاح کرنے کا مسئلہ	۳۹۸	رضاعی بیٹی کی نہیں بہن سے نکاح جائز ہے
۳۱۸	عورت رضاعت	۳۹۹	رضاعی بھائی کے اصول و فروع حرام ہے
۳۱۹	رضاعی بھائی سے نکاح جائز نہیں	۳۹۹	رضاعت پر اجرت لینا جائز ہے
۳۲۰	عورت رضاعت صغیر اسلام کا حکم ہے	۴۰۰	عمر رسیدہ عورت کے پستان سے نکلنے والے سفید بالی سے رضاعت ثابت نہیں
۳۲۱	بچی والدہ کو دنانی کا دودھ پیچنے سے اس کی اولاد سے نکاح کا حکم	۴۰۱	عورت عورت کے رضاعت ثابت نہیں ہوگی
۳۲۲	رضاعی خالہ سے نکاح کا حکم		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۱۷	حرمیت معاشرت کے اوقات { کے لئے گواہوں کی تعداد	۳۱۰	باب فی حرمت المصاحف
۳۱۸	مزنہ کی بیٹی کا نکاح زانی کے بیٹے سے جائز ہے	۳۱۰	ماس کی بغیر شہرت کے ہاتھ لانا
۳۱۸	مزنہ کی غفلت میں اپنا سونے نکاح کرنا جائز نہیں {	۳۱۰	ماس کی شہوت سے دیکھنا
۳۱۹	مزنہ کی پوتی سے زانی کا نکاح جائز نہیں {	۳۱۱	ماس سے زانیہ پر بیوی کے حرام ہونا کا حکم
۳۱۹	شوکرانہ دینے کی بیٹی کے ساتھ { زانیہ سے شوکرانہ کا حکم	۳۱۱	بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگانے { سے نکاح پر اثرات
۳۲۰	شوکرانہ دینے والی بیٹی { کے ساتھ نکاح کا مسئلہ	۳۱۷	زانی اور مزنہ کی اولاد کے درمیان نکاح جائز ہے
۳۲۰	بیٹی کا شوکرانہ دینے والے سے نکاح کرنا { خبر پر نقد دینے سے بیٹے	۳۱۷	نابالغہ کے ساتھ زانیہ سے { حرمیت معاشرت کا حکم
۳۲۱	پرہیزگاری حرام نہیں ہوتی {	۳۱۷	بیٹی کی شوکرانہ نکاح حرام ہے
۳۲۱	مزنہ کے حصول و فروغ زانی { پر حرام ہو جاتا ہے	۳۱۳	سرتیلے بیٹے سے زانیہ کے زانی { حرمیت بیٹے و دیگر حرام ہونا ہے
۳۲۱	خون دینے سے حرمت معاشرت کا حکم	۳۱۴	نابالغہ کے زانی کا نکاح حرمت { معاشرت کا سبب نہیں
۳۲۲	سالی کے ساتھ زانیہ سے نکاح نہیں کرنا	۳۱۴	فرج و غل کو دیکھنا موجب حرمت معاشرت ہے
۳۲۲	باب الخصانۃ	۳۱۵	کھن کی کھن کو شہرت کے ساتھ چھوڑنا { حرمت معاشرت کا سبب نہیں
۳۲۳	چھوڑنے والی کی پرورش نکاحی والدہ کے	۳۱۶	ماس سے زانیہ کے قرار کے بعد { انکار کی کوئی حیثیت نہیں
۳۲۳	والدہ کے بعد تربیت کا حق زانی کے	۳۱۶	مزنہ کا زانیہ کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں
۳۲۳	والدہ کی بجائے زانی پر ورثہ کا زانیہ کا	۳۱۷	ماس کے ہستان کو کپڑے سے { بیوی حلال ہو جاتی ہے
۳۲۳	زانی کے حق پر ورثہ کی مدت		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۲۵	بیوی کا خاوند کے مال سے اپنا حق وصول کرنا	۳۲۵	بیوہ کا نکاح ثانی کرنے سے غیر ضرر
۳۲۶	بیوی بیوی سے زیادہ محبت رکھنا	۳۲۶	بیوی کی تربیت کا مسئلہ
۳۲۷	بیوی کے لیے سفید و مکان کا انتظام	۳۲۷	بیوہ کا کسی غیر محرم سے نکاح کرنے سے حق تربیت کا مانتا ہونا
۳۲۸	خاوند بیوی کی رضا مندی کے بغیر اسے نکاح دوسرے ملک میں مانتا نہیں ہے جاسکتا	۳۲۸	اخلاق و حالت اور کردار متاثر ہونے کی صورت میں ولایت کا حق تربیت مانتا ہوا ہے
۳۲۹	بیوی سے ہمبستی کرنا	۳۲۹	ولایت کی ضمانت کسی کے دوسرے صورت کو عید و انکار سے جانے کا حق نہیں
۳۳۰	اوقات میں جائز نہیں	۳۳۰	باب الولیۃ
۳۳۱	مباحثت کا طریقہ	۳۳۱	ولیمہ کی شرعی حیثیت
۳۳۲	جماع کے آداب	۳۳۲	دعوت و ولیمہ کا مسنون وقت
۳۳۳	بیوی کے علاج معالجہ ۲ فریقہ کے ذریعہ	۳۳۳	دعوت و ولیمہ پر شرعی اصول کے کتاب کی دوم سے شرکت نہ کرنا
۳۳۴	حاملہ بیوی سے جماع کرنے کا مسئلہ	۳۳۴	زوجہ و اولاد کی طرف سے کھانا کھانا
۳۳۵	نایاب بیوی سے جماع کرنا	۳۳۵	ولیمہ شمار نہیں ہوتا
۳۳۶	حالت حیض میں منکوحہ سے جماع کے علاوہ استمتاع کرنا	۳۳۶	ولیمہ کھانا نہ کرنا جائز ہے
۳۳۷	بیوی سے استنساخ یا نہ کرنا	۳۳۷	منکوحہ کے سوچ پر مشالہ و غیرہ تقسیم کرنے کا حکم
۳۳۸	بیوی کے برتنہ ہونے کو دیکھنا	۳۳۸	باب حقوق الزوجین
۳۳۹	کتاب الطلاق	۳۳۹	میاں بیوی کے کتبہ اور چہرہ پر حق کا حکم
۳۴۰	باب شرائط لطلاق	۳۴۰	
۳۴۱	طلاق سے پہلے دی گئی لفظ کا حکم ہے	۳۴۱	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۵۵	طلاق پر جبری قسم کرنا	۳۴۴	طلاق میں اقامت مندرجہ ہے
۳۵۶	طلاق کا وقوع ثبوت کا محتاج ہے	۳۴۴	بہرہ نگاروں نے دیکھنے کے لیے طلاق کا لفظ نکلتا
۳۵۶	طلاق کے ثبوت کے لئے ایک ایک گواہ ناگاہ ہے	۳۴۴	طلاق کے وقوع کے لئے غاۃ کا باج شرط ہے
۳۵۷	بہرہ نگار ایک بھیجی گئی طلاق کا حکم	۳۴۵	غایۃ کو کوئی گئی طلاق کا حکم
۳۵۷	طلاق نامہ پر دو مجلس میں دستخط کرنا	۳۴۶	بھڑائی کی طلاق کا حکم
۳۵۸	رضع سرعام میں دی گئی طلاق کا حکم	۳۴۶	بیوقوف کی طلاق کا حکم
۳۵۹	خواب کی حالت میں دی گئی طلاق غلط ہے	۳۴۶	بہرہ نشین کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم
۳۵۹	طلاق المصیح والکتابۃ	۳۴۷	مسترد کی طلاق کا حکم
۳۵۹	تم طلاق ہو میں میں طلاق کی نیت کرنا	۳۴۷	دوسرے کے پیاری میں مبتلا شوہر کی طلاق کا حکم
۳۵۹	سوچ و فکر کے عالم میں طلاق کا اعتقاد کرنا	۳۴۸	نفس کی حالت میں طلاق کا حکم
۳۶۰	عورت کی عدم سرور کی بھی خطا ہے	۳۴۸	خضوع کی حالت میں طلاق دینا
۳۶۰	کے صیغہ سے طلاق دینا	۳۴۹	غافل کی طلاق کا حکم
۳۶۰	ایک دو نہیں کہنے سے طلاق واقعی نہیں ہوتا	۳۴۹	جیچ کی حالت میں جبری کر طلاق دینا
۳۶۱	بہرہ کے ناک کی جگہ دوسرا نام لکھ کر طلاق دینا	۳۵۰	طلاق کے لئے اگر ضروری نہیں
۳۶۱	طلاق رجعی کی حدت گزرنے کے بعد طلاق دینا مؤثر نہیں	۳۵۰	محل مانع و مکرع طلاق نہیں
۳۶۲	طلاق عروج کے بعد دی گئی طلاق کا حکم	۳۵۱	حالت نقاس میں طلاق دینا
۳۶۲	دو دفعہ طلاق دینے کے بعد رجوع کیا جا سکتا ہے	۳۵۱	جبری گمراہی کی بنیاد پر طلاق کا ثبوت
۳۶۳	دو طلاق کے بعد رجوع کر کے دوبارہ طلاق دینا	۳۵۲	طلاق نامہ پر جبراً دستخط کرنا
۳۶۳	طلاق بائن کے اثرات	۳۵۲	جبر طلاق کا حکم
		۳۵۳	بہرہ دستبرداری ہونی طلاق کا حکم
		۳۵۳	لکڑیاں پھینکنے کا اعتبار نہیں
		۳۵۳	بکرا الفاجر طلاق مستبر ہیں
		۳۵۳	اشعار سے طلاق کا حکم
		۳۵۵	حائل کی طلاق کا حکم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۸۶	طلاق خلائی دیتا ہوں کہے سے	۳۸۴	لفظ ان کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی
	طلاق لفظ شرعی ہونے کا حکم	۳۸۳	طلاق کی حکایت کا بیان کرنا
۳۸۴	ایک روز میں تم آزاد ہو گئے	۳۸۵	طلاق کا قسم کھانا
	سے طلاق واقع ہونے کا حکم	۳۸۵	بھڑ پر میری جائز طلاق ہوگی سے طلاق کا حکم
۳۸۵	کئی دفعہ یہ کہنا کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں سے طلاق منقطع کا حکم	۳۸۶	دو بیویوں میں سے ایک کے کو مجھ سے طلاق دیتا
۳۸۷	تمہاری بیوی پر طلاق کے جواب میں ان کا حکم	۳۸۷	سنا کہ وہ کہ خلاف ورزی پر شرط طلاق کا حکم
		۳۸۷	خیر و غول بھلا کر طلاق دیتا
۳۸۹	ایاب تعلیق و تفویض الطلاق	۳۸۷	طلاق ثلاثہ کے ایک وقت واقع ہونے کی تحقیق
		۳۸۷	طلاق دینے وقت مزید کرنے کا حکم
۳۸۹	طلاق کو کس حکم سے معلق کرنا	۳۸۷	بیسہ گھر سے نکل جاؤ گا غافل کے طلاق پر اثرات
۳۸۹	کس کو قتل کرنے سے طلاق معلق کرنا	۳۸۷	مال باپ کے پاس چلی جائے کہے سے
۳۹۰	جان بچانے کے لئے طلاق پر	۳۸۷	نکاح چار اثرات کا حکم
	جھوٹی قسم کھانا	۳۸۷	بیوی بھلا نہیں کہنے سے طلاق نہیں ہوگی
۳۹۰	نکاح سے قبل طلاق معلق کا حکم	۳۸۷	بیوی کو اجازت ہے کہ وہ دوسرا خاوند لے
۳۹۱	طلاق معلق سے بچنے کا سید	۳۸۷	بچے تمہارے کہ ضرورت نہیں کا حکم
۳۹۲	طلاق نکاح کی حقیقت	۳۸۷	قرآن سے آزاد ہے سے طلاق کا حکم
۳۹۲	کلی طلاق کے وقوع سے بچنے کی صورت	۳۸۷	قرآن سے بچا ہے کا حکم
۳۹۳	میں گمراہ تو تجھے طلاق ہوگی	۳۸۷	تو مجھ پر حرام ہے کا حکم
۳۹۳	کسی کے گھر جانے سے منع کرنے کے سے طلاق پر قسم کھانا	۳۸۷	میں نے اسے جھوٹا بچہ کا حکم
۳۹۳		۳۸۷	وہ مجھ نہیں چاہیے کا حکم
۳۹۳		۳۸۷	تم ہمدردانہ ہو سکتے ہو سے طلاق کا حکم
۳۹۳	طلاق کے ساتھ متعلق انشاء دیکھنے کا حکم	۳۸۷	اس کتیا کی بیوی کو طلاق
۳۹۳	اگر نکاح کا کیا تو طلاق ہی ہوں گا	۳۸۷	برائے دلائل طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی

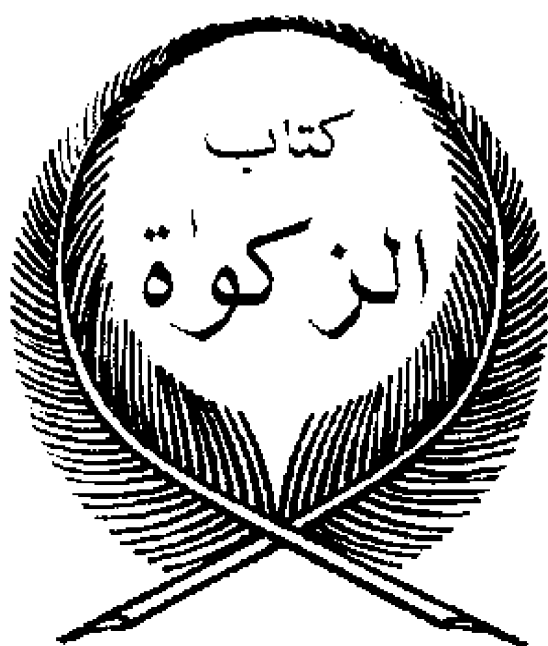
صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۱۵	شور کا میاں بیوی پر تہمت ہے زنا سے انکار کرنا	۴۹۴	طلاق کے لئے کسی اور کو حق دینا
۵۱۵	دارالخلافہ بیوی پر تہمت زنا سے اعلان لازم نہیں آتا	۴۹۵	بیوی کو طلاق کا حق دینا
۵۱۶	مشہد زنا موجب اعلان نہیں	۴۹۶	باب تفریق مقنود الخلع و تحولا
۵۱۷	باب الطہار	۴۹۶	مقتود الخلع کی بیوی کا نکاح ثانی کرنا
۵۱۷	ظہار میں تشبیہ ضروری ہے	۵۰۵	نامزد شخص کی بیوی کی عیادت کی کاسند
۵۱۷	اپنی سکوت کو بہن کہنے کا حکم	۵۰۸	سزا یا قید قیدی کی بیوی کا حکم
۵۱۸	ظہار میں مخلوہ و مبیوع شرط ہے	۵۰۸	موت کی بیوی کا حکم
۵۱۸	ظہار میں عہد کفارہ کیا واجب ہوتا ہے	۵۰۹	مقتت کی اندر عصبہ کا حکم
۵۱۹	تیسرے قریب آؤں تو اپنی بیوی کے قریب آؤں	۵۰۹	دورث سے بیوی کی نفات کا طریقہ
۵۱۹	قریبی گھر واپس آؤں تو گھر آیاؤں	۵۱۰	بھونڈ کی بیوی کے نسخہ نکاح کا حکم
۵۱۹	کے سب قدر زنا کرنا	۵۱۱	باب الایلاء
۵۲۰	بیوی کا خانہ بد کو بھائی کہنے	۵۱۱	بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم کھانا
۵۲۰	سے ظہار لازم نہیں آتا	۵۱۲	بیوی کے قریب نہ جانے کی مشروط قسم کھانا
۵۲۰	بار بار ظہار کے الفاظ سننے سے نکاح کا حکم	۵۱۲	ایلا میں مروجہ کے لئے بیوی کا انکار کرنا
۵۲۱	اگر تجھے رکھ دو اپنی بیوی کو رکھ دو گھر کا حکم	۵۱۲	باب اللعان
۵۲۱	کی مرتبہ ظہار سے کم رہا حکم	۵۱۳	لعان کا حکم
۵۲۲	باب الخلع	۵۱۳	لعان کے بعد دوبارہ نکاح کرنا
۵۲۲	مرفوع خلع کے وقت سے موت پہنچاؤں جو کئی	۵۱۳	لعان کے بعد عدالت کا میاں بیوی پر تفریق کرنا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	محتویات
۵۲۳	باب العدة	۵۲۳	اجنبی شخص پر بدلہ طلع کے لازم کا حکم
۵۲۳		۵۲۳	ماقران عورت سے طلع کرنا
۵۲۳		۵۲۳	خاوند کے رضا مندی کے بغیر
۵۲۳		۵۲۳	تمام کر طلع کرانے کا حق نہیں
۵۲۳		۵۲۳	بدلہ طلع کی مقدار
۵۲۳		۵۲۳	ناچاک کی عورت میں طلع بہتر ہے
۵۲۳		۵۲۳	طلع عورت کے قبول پر موقوف ہے
۵۲۳		۵۲۳	بیٹیکے طرف سے باب طلع نہیں کر سکتا
۵۲۳		۵۲۳	طلع طلاق بائن کے حکم میں ہے
۵۲۳		۵۲۳	ایجاب طلع کے بعد شوہر کا
۵۲۳		۵۲۳	رجوع صحیح نہیں
۵۲۳		۵۲۳	خیع کے بعد تہجد میں نکاح صحیح ہے
۵۲۳		۵۲۳	صبی و بچوں کا طلع نافذ اصل نہیں
۵۲۳		۵۲۳	باب العین
۵۲۳		۵۲۳	زوجہ عین کا حکم
۵۲۳		۵۲۳	ایذا زحمانہ سے خیال باطل ہو جائے
۵۲۳		۵۲۳	خیال نسخ کے ختم ہونے کی شرط
۵۲۳		۵۲۳	خصی اور عین کا ایک ہی حکم ہے
۵۲۳		۵۲۳	مقطوع الذکر کا حکم
۵۲۳		۵۲۳	عقیم مرد سے نسخ نکاح کا حکم
۵۲۳		۵۲۳	©

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۵۲	حلالہ کے نکاح میں جماع کے لئے	۵۴۲	عدت و نفات کے بعد زانیہ کے لیے جانا
۵۵۲	کثرت و استعمال کرنا	۵۴۳	مہینہ نہ آنے کی صورت میں مطلقہ
۵۵۳	حلالہ کے نکاح میں برکت جماع	۵۴۳	کی مدت کا حکم
۵۵۳	انزال کرنے یا نہ کرنے کا حکم	۵۴۴	عدت مطلقہ کے بعد زانیہ کے استعمال پر جانا
۵۵۳	مابالغ سے حلالہ کرنے کا شرعی حکم	۵۴۴	حلالہ میں الزام صورت کی مدت
۵۵۴	دہر میں جماع کرنے سے حلالہ کا حکم	۵۴۵	عدت و نفات شوہر کے گھر کو لانا لازمی ہے
۵۵۴	صورت تمام مقام و علی نہیں	۵۴۵	عدت و نفات کے دوران صورت
۵۵۵	صورت کا قبی کر میں حلالہ کر چکی ہوں	۵۴۵	کا بیابانی کی وجہ سے واپس کے گھر جانا
۵۵۵	حلالہ کے نکاح میں شوہر شرافت سے شریعتی ہے	۵۴۶	برجمی کے لیے عدت و نفات اپنے
۵۵۶	باب ثبوت الغصب	۵۴۶	اپنے گھر میں گھسنا یا لانا ہے
۵۵۶	قبل از وقت پیدا ہونے والے	۵۴۷	مہینہ والی صورت کی مدت مہینہ سے ہے
۵۵۶	بچے کے ثبوت الغصب پر غصہ کو	۵۴۷	شوہر بزاز کی علیانی ہو جانے
۵۵۶	مانع حکما و روایات کے استعمال کا حکم	۵۴۸	تو صورت پر عدت واجب ہے
۵۵۷	مسقط عمل کے جواز کا حکم	۵۴۸	خلو طہم کے بعد عدت مطلقہ کا حکم
۵۵۸	میسکت نبویہ سے بی بی کی شرعی حیثیت	۵۴۸	شادی شدہ حلالہ میں الزام کی مدت
۵۵۹	جماع کے وقت کثرت و استعمال کرنا	۵۴۹	عدت و نفات میں جوڑی کی تلقین
۵۵۹	عزل کرنے کی شرعی حیثیت	۵۴۹	کے لئے شہرہ استعمال کرنا
۵۵۹	خافہ کے مادہ کی قید کا کسی اجنبی	۵۵۰	عدت و نفات میں چوڑیاں پہنتا
۵۵۹	کے رسم میں نشو و نما پانا	۵۵۰	دیور کے خوف سے شوہر کا گھر چھوڑنے کا حکم
۵۶۰	حیدر نظام تولد کا شرعی حکم	۵۵۱	باب الحلاۃ
۵۶۱	حلوئی رجس کے دو سال بعد پیدا	۵۵۱	حلالہ کی شرعی حیثیت
۵۶۱	ہونے والے بچے کا ثبوت الغصب	۵۵۲	حلالہ کے نکاح میں واپس کے گھر جانا
۵۶۱	اپ کا بچے کے نسب سے انکار کرنا	۵۵۲	کے لئے حلالہ میں شوہر کی ضرورت

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۶۲	اپنی ذات یعنی شجرہ نسب بدلنا	۵۶۲	ولد الزنا کا نسب
۵۶۳	غیر کی سزا کا بگوشی نکلوانے سے پہلے	۵۶۳	حاطہ من الزنا سے نکاح کے بعد بچہ کا نسب
۵۶۳	واسے بچے کی نسب کا حکم	۵۶۳	داشت کی اولاد کے نسب کا حکم
۵۶۴	پروردہ پندرہ سال جڑائی کے	۵۶۳	کھانہ بنے نکلنے جانے کے بعد منکوحہ
۵۶۴	پروردہ بچہ ثابت نسب ہے	۵۶۳	غیر مطلقہ کے ہاں پیدا ہونے والے بچہ کا حکم
۵۶۵	مسائل شتی	۵۶۵	خاوند کا قول غیر حاضری میں
۵۶۵	مطلقہ سے بچے کیلئے حلال	۵۶۵	میر کی حاطہ ہوتا
۵۶۵	مضارع کے حقیقہ سے طلاق کا حکم	۵۶۵	حلت حاصل
۵۶۶	بدنیت طلاق پر تکرار و مکرر خاوند	۵۶۵	کم از کم حلت حاصل سے پہلے پیدا
۵۶۶	معاشرہ کریم کے الفاظ کو کہنا	۵۶۶	پورے واسے بچے کے نسب کا حکم
۵۶۶	مکرر طلاق پر طلاق دینا مستحب ہے	۵۶۶	مطلقہ کی زکوٰۃ حلت
۵۶۶	شرکی پسند آئے کی صورت میں	۵۶۶	ثبوت نسب کیلئے مدت کا
۵۶۶	طلاق دینے کا حکم	۵۶۶	استبراء حقیقت نکاح سے ہے
۵۶۶	خوف طلاق یا خیال آنے سے طلاق واقع نہیں	۵۶۶	سباوت کا نسب اور سیرہ و فاطمہ کی فضیلت
۵۶۶	نکاح کی صورت میں کئی طلاق واقع ہوئی	۵۶۶	لیکن حال جد پیدا ہونے والے
۵۶۶	رضی الموت کی طلاق سے حق	۵۶۶	بچے کے نسب کا حکم
۵۶۶	داشت ختم نہیں ہوتا	۵۶۶	بارہ سال کے شرک سے ثبوت نسب کا مسئلہ
۵۶۶	خاوند حلت کو طلاق واجب نہیں سمجھتا	۵۶۶	بزرگوار کے نکاح خاوند سے پہلے
۵۶۶	طلاق کے لئے خاوند پر مبرا کر کے کا حکم	۵۶۶	بچنے واسے بچے کا نسب
۵۶۶	والدین کی رضا مندی کے بغیر	۵۶۶	عدت کے دوران حائض سے نکاح کرنا اور
۵۶۶	میر کی طلاق دینا	۵۶۶	اس سے پہلے ہونے والے بچے کا نسب کا حکم
۵۶۶	مطلقہ کی میراث کا حکم	۵۶۶	حائض سے نکاح کے بعد ہونے
۵۶۶		۵۶۶	اولاد ہونے کے نسب کا حکم
۵۶۶		۵۶۶	زنا کی بیوی سے نکاح کے بعد ہونے
۵۶۶		۵۶۶	میرنے والی بیوی کے نسب کا حکم

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۵۹۷	باغیر حق کے علاج کی حکمت صومریں	۵۹۲	بجز روح کے عدت گزرنے پر عدت بڑھ کر
۵۹۸	ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا طریقہ علاج	۵۹۲	مطلق مطلق کا خاتمہ کے گھر رہنا
۵۹۹	سد ورائج اور اسلام	۵۹۳	عدت گزرنے میں عدت کے
۶۰۰	قرآن کریم کی مدت قاعدہ کی وضاحت	۵۹۳	بیان پر اعتماد کرنا
۶۰۰	حدیث سے قاعدہ کی وضاحت	۵۹۳	نکاح کی مدت طلاق
۶۰۱	ٹیسٹ ٹیوب بے بی سے نسب محفوظ نہیں رہتا	۵۹۳	نرسیم عدت کی مدت کا حکم
۶۰۲	مادہ فرسید کا مذہب کا رو بار	۵۹۵	تجربہ طلاق دی، دی، دی سے تین طلاق کا حکم
۶۰۲	مذہب کا اصول بن جائے گا	۵۹۵	بنت طلاق کا طلاق اگر شرعی حکم
۶۰۲	معاشرہ میں نکاح کی اہمیت	۵۹۶	نفل طلاق سے طلاق کے وقوع کا حکم
۶۰۲	خسٹم بد جانے گی	۵۹۶	طلاق نامہ میں بری کے باپ کا نام
۶۰۲	افراطی مثل انسانی کے خاتم	۵۹۶	نفل طلاق کا تعلق و وقوع طلاق نہیں
۶۰۳	مرد بھی بیچے پیدا کر سکیں گے	۵۹۷	کسے جا رہے اسباق طلاق
۶۰۳	زنا کاری کا پیشہ خوار لاد و لادو	۵۹۷	کے الفاظ کھوانے کا حکم
۶۰۳	کھل جائے گا	۵۹۷	تیسرا برا معاشرہ نہیں ہے نکاح پر اثر
۶۰۳	انسان کا بد شستہ بندوں	۵۹۸	اثبات طلاق کے لئے باپ کی گوری کا حکم
۶۰۳	اور کشتی سے جڑ جائے گا	۵۹۸	تعداد طلاق میں شک برقرار
۶۰۴	خاندانی منصوبہ بندی خطرات و فوائد	۵۹۹	دعویٰ میں بری کی ضمانت شرط نہیں
۶۰۴	قرنی خود کشی	۵۹۹	سو روایات کا شرعی کے تاخلف ہے
۶۰۴	افرونی قوت اور ورپ	۵۹۹	بطلان میں شریعت کو تسلیم کرنے سے
۶۰۸	سیاسی اور دینی ضرورت	۵۹۹	نکاح نکاح کی شرعی حیثیت
۶۰۹	تعمیر و ترقی کا صحیح راستہ	۵۹۹	ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت
۶۰۹	منصوبہ بندی کا اخلاقی اور سماجی پہلو	۵۹۹	باغیر حق کے اسباب



10

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ

جو لوگ ایمان لائے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے

لَمْ يَجْعَلْهُمُ الْغُفَّ الْكَافِرِينَ

یہ کہانیاں کے کاموں کا مجموعہ ہے۔ ان میں ایک قریباً نصف کے قریب ان کے ناولوں کا مجموعہ ہے۔

1
2
3
4
5
6
7
8
9
10
11
12
13
14
15
16
17
18
19
20
21
22
23
24
25
26
27
28
29
30
31
32
33
34
35
36
37
38
39
40
41
42
43
44
45
46
47
48
49
50
51
52
53
54
55
56
57
58
59
60
61
62
63
64
65
66
67
68
69
70
71
72
73
74
75
76
77
78
79
80
81
82
83
84
85
86
87
88
89
90
91
92
93
94
95
96
97
98
99
100
101
102
103
104
105
106
107
108
109
110
111
112
113
114
115
116
117
118
119
120
121
122
123
124
125
126
127
128
129
130
131
132
133
134
135
136
137
138
139
140
141
142
143
144
145
146
147
148
149
150
151
152
153
154
155
156
157
158
159
160
161
162
163
164
165
166
167
168
169
170
171
172
173
174
175
176
177
178
179
180
181
182
183
184
185
186
187
188
189
190
191
192
193
194
195
196
197
198
199
200
201
202
203
204
205
206
207
208
209
210
211
212
213
214
215
216
217
218
219
220
221
222
223
224
225
226
227
228
229
230
231
232
233
234
235
236
237
238
239
240
241
242
243
244
245
246
247
248
249
250
251
252
253
254
255
256
257
258
259
260
261
262
263
264
265
266
267
268
269
270
271
272
273
274
275
276
277
278
279
280
281
282
283
284
285
286
287
288
289
290
291
292
293
294
295
296
297
298
299
300
301
302
303
304
305
306
307
308
309
310
311
312
313
314
315
316
317
318
319
320
321
322
323
324
325
326
327
328
329
330
331
332
333
334
335
336
337
338
339
340
341
342
343
344
345
346
347
348
349
350
351
352
353
354
355
356
357
358
359
360
361
362
363
364
365
366
367
368
369
370
371
372
373
374
375
376
377
378
379
380
381
382
383
384
385
386
387
388
389
390
391
392
393
394
395
396
397
398
399
400
401
402
403
404
405
406
407
408
409
410
411
412
413
414
415
416
417
418
419
420
421
422
423
424
425
426
427
428
429
430
431
432
433
434
435
436
437
438
439
440
441
442
443
444
445
446
447
448
449
450
451
452
453
454
455
456
457
458
459
460
461
462
463
464
465
466
467
468
469
470
471
472
473
474
475
476
477
478
479
480
481
482
483
484
485
486
487
488
489
490
491
492
493
494
495
496
497
498
499
500
501
502
503
504
505
506
507
508
509
510
511
512
513
514
515
516
517
518
519
520
521
522
523
524
525
526
527
528
529
530
531
532
533
534
535
536
537
538
539
540
541
542
543
544
545
546
547
548
549
550
551
552
553
554
555
556
557
558
559
560
561
562
563
564
565
566
567
568
569
570
571
572
573
574
575
576
577
578
579
580
581
582
583
584
585
586
587
588
589
590
591
592
593
594
595
596
597
598
599
600
601
602
603
604
605
606
607
608
609
610
611
612
613
614
615
616
617
618
619
620
621
622
623
624
625
626
627
628
629
630
631
632
633
634
635
636
637
638
639
640
641
642
643
644
645
646
647
648
649
650
651
652
653
654
655
656
657
658
659
660
661
662
663
664
665
666
667
668
669
670
671
672
673
674
675
676
677
678
679
680
681
682
683
684
685
686
687
688
689
690
691
692
693
694
695
696
697
698
699
700
701
702
703
704
705
706
707
708
709
710
711
712
713
714
715
716
717
718
719
720
721
722
723
724
725
726
727
728
729
730
731
732
733
734
735
736
737
738
739
740
741
742
743
744
745
746
747
748
749
750
751
752
753
754
755
756
757
758
759
760
761
762
763
764
765
766
767
768
769
770
771
772
773
774
775
776
777
778
779
780
781
782
783
784
785
786
787
788
789
790
791
792
793
794
795
796
797
798
799
800
801
802
803
804
805
806
807
808
809
810
811
812
813
814
815
816
817
818
819
820
821
822
823
824
825
826
827
828
829
830
831
832
833
834
835
836
837
838
839
840
84

يكون التصاب بماله تام لانها وجبت بالتقدم المسكنة ونحوها يشترط فيه بصوت
وجوبه ، القدوة انيسرة كما لم تكن على ما عرفت في الاصول .

انما يدعى على ما مش فتح القدير ج ۲ ص ۲۱۳ باب صدقة الفطر (صلح

صدقة فطر کی مقدار | **سوال :-** صدقة فطر کی مقدار کیا ہے اور قیمت کی ادائیگی کیسے
بصورت نقولت کون سی قیمت معتبر ہوگی ؟

الجواب :- فقہ حنفی کی رو سے قیمت ماع یعنی ایک سو چالیس تولہ اگر نہ ہو تو صدقة فطر کی مقدار
سے البتہ بڑی کھجور سے ایک ماع یعنی دو سو اسی تولہ اور کیا جائے گا . دفع الجندی : وحی
نصف صاع مت بواو صاع من شعیر اور تسرہ رج ۱ ص ۱۹۱ باب صدقة الفطر
اس میں انگریزی کو اور ملاقاتی سیر مقامات سے اس لیے قولہ کی مقدار سے ملاقاتی سیر کا تین آسان
ہے . ادائیگی میں غیر کے مفاد کو مدنظر رکھا جائے ، اگر قیمت میں فائدہ ہو تو مروجہ قیمت ادا کیا جائے
قال ملائذ الذین المصکفی بحمدہ اللہ ۱ دینقوم فی البیضاء الذی المال فیہ .

والذین الفطار عن صدقة استأجر ج ۲ ص ۲۱۳ باب ذکوة لضم

صدقة الفطر میں شرعی ماع معتبر ہوگا یا مروجہ صاع | **سوال :-** صدقة فطر میں شرعی ماع
معتبر ہوگا یا مروجہ صاع ؟ اور اگر کوئی

مروجہ صاع کے مطابق صدقة فطر ادا کریں تو یہ جائز ہے یا نہیں ؟

الحمد للہ حسن بن عتار رحمہ علیہ ، مالک التصاب اعلم ان التصب ثلاثة فغالب يشترط فيه ان
يتعلق به الزكوة وسائر الاحكام المتعلقة بالمال فغالب فغالب يجب به حكم اربعة حرمة للصدقة
وجوب التضحية وصدقة الفطر ونفقة الاقارب ولا يشترط فيه منو بالتجارة ولا حولان
المحل والتصاب تثبت به حرمة السؤال وهو ما اذا كانت عندة موت يومه . انظر
ومراق الفلاح ص ۲۱۳ باب صدقة الفطر .

وَمِنْ كَلِمَةٍ فِي الْجَنَدِيَّةِ ج ۱ ص ۱۱۱ كِتَابُ زَكَاةٍ الْبَابُ سَائِعُ فَمِنْ مَوْضِعٍ فِي سِتِّ نَمَائِمٍ

أَمَّا قَالَ الشَّيْخُ (مَنْ هَمَّ بِهَذَا) (وَيْقُوتُهُمْ) أَيْ الْإِنْسَانُ فِي الْبِلَادِ أَرَى فِيهِ تَلَالِ الْخَيْرِ

(فتح القدير ج ۲ ص ۲۱۳ فصل في الفطر) :

وَمِنْ كَلِمَةٍ فِي الْمَهْدِيَّةِ ج ۱ ص ۱۱۱ الفصل الثاني في نعروض .

الجواب :- صدقہ فطر ادا کرنے میں اصل اعتبار صاع شرعی کو ہے تاہم اگر توجہ صاع کا مقدار مجہول ہو تو پھر اس کا اعتبار نہیں اور اگر توجہ صاع شرعی سے نہ ہو تو پھر زیادہ ادائیگی میں کوئی رنج نہیں، البتہ جب توجہ صاع کم ہو تو جب تک شرعی صاع کے مطابق ادائیگی نہ ہو تو ذمہ داری فاسخ نہیں ہوگی۔

لما قال فی الہندیۃ :- ثم یمتد نصف صاع من بڑا و صاع من غیرہ بالوزن نیما و فی ابو یوسف عن ابی حنیفۃ لان اخذت اعلیٰ الصاع بانہ کم بطل و هو اقل منہم و انہ متقدما للوزن و قبل خلت الحبات و الصاع ثمانیۃ اطنال بالیہدادی و اوسط البغدادی عشر و ن استأمرأ - و انشاوی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الزکوۃ الباب الثامن فی صدقۃ الفطر ص ۱۷۰

حکومت کے جرمانہ کی ادائیگی میں صدقہ فطر سے تعاون کرنا | حکومت کے جرمانہ کی ادائیگی لازم ہو تو اس کو صدقہ فطر دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- صدقہ فطر اور زکوۃ کا مصرف ایک ہے لہذا مذکورہ شخص کے ذمہ جب حکومت کا جرمانہ واجب لا رہا ہو تو دیون ہونے کی وجہ سے اس کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔

قال علامۃ اجت نجیم رحمہ اللہ :- و صدقۃ الفطر کا الزکوۃ فی الصارف - از (البحر المرائق ج ۲ ص ۲۵۷) باب صدقۃ الفطر ص ۱۷۰

اجر ت میں صدقہ فطر دینا جائز نہیں | **سوال :-** اگر اگر مساجد کو اجرت کی اجرت میں صدقہ فطر دیا جائے تو کیا اس سے صدقہ فطر ادا ہوگا یا نہیں؟ اور خود اہل مکہ کے لیے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

لما قال الامام ابراہان بن یزید البغدادی :- ثم یمتد نصف صاع من بڑوزن فایسار و عن ابی حنیفۃ عن محمد بن یحییٰ عن یزید الدقیق اقل من البڑوزن و الدھم و الدق من الدقیق - (الہدایۃ علی صمدی فتح القدر ج ۲ ص ۲۲۹) باب صدقۃ الفطر و مشکئۃ فی البحر ج ۲ ص ۲۵۷ باب صدقۃ الفطر -

ثم و فی الہندیۃ :- و شرفہ و ستمۃ ما هو مع الزکوۃ - (انشاوی البغدادی ج ۲ ص ۱۹۷) باب صدقۃ الفطر و مشکئۃ فی البحر علی صمدی رد المحتار ج ۲ ص ۸۷ باب صدقۃ الفطر -

الجواب :- صدقہ فطر کی دایرگی میں یہ ضروری ہے کہ کسی خدمت کے عوض نہ ہو، صدقات واجب کی خصوصیت یہی ہے کہ اس میں تملیک بلا عوض شرط ہے۔ امامت یا اذن پر عین خود اجرت لینے میں اگرچہ کوئی قرح نہیں لیکن صدقہ فطر امامت کی اجرت میں دینا ناجائز ہے تاہم اگر دیا گیا تو اجرت کی ادائیگی تو ہو جائے گی صدقہ فطر کا ذمہ باقی ہے گا۔ البتہ اگر ایک امام غریب ہو اور اس کے لیے امامت کی اجرت (تخو اھافیس) مقرر کی گئی ہو تو پھر بھائی تعاون کی صورت میں غریب امام کو صدقہ فطر دینے میں کوئی قرح نہیں۔

قال علاء الدین الحصکفی: وصدقۃ الفطر کا لکھنا فی المصارف الاثنی عشر الی الذی۔ رالہما المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۶۵ باب صدقۃ الفطر لم

مدقہ فطر میں تجزی و تقسیم | **سوال ۱ :-** کیا ایک صدقہ فطر ایک آدمی کو دینا لازمی ہے یا متعدد افراد پر تقسیم کیا جاسکتا ہے؟

الجواب :- صدقہ فطر میں تجزی و تقسیم مقرر نہیں، اس لیے ایک مدقہ فطر متعدد افراد پر تقسیم کرے جس کوئی قرح نہیں، اسی طرح ایک ہی شخص کو متعدد صدقات فطر دیئے جاسکتے ہیں۔

قال شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ الترمذی النخعی، و جاز دفع کل شخص فطرته الی مسکین علی المذہب کا جاز دفع صدقہ جامعہ الی مسکین واحد بلا خلاف۔ (تسبیح الکبائر علی رالہما المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۶۴ باب صدقہ فطر لم



لہ قال ابن نجیم رحمہ اللہ :- وصدقۃ الفطر کا الزکیۃ فی المصارف والی البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۲۸۴ باب صدقۃ الفطر

و مئلف فی الہندیۃ ج ۱۷ صفحہ ۱۹۴ باب صدقۃ الفطر۔

لہ قال العلماۃ البوکیہ انکاسا فی رحمہ اللہ :- ویجوز ان یعطی ما یرغب فی صدقۃ الفطر من المساکین واحد جماعة مساکین ویعطى ما یرغب عن جماعة مسکینا واحد۔

(ردائع المحتار ج ۲ صفحہ ۲۵۴ فصل واما ذکر کتبها)

و مئلف فی تادی قاضین علی ما مشرط الہندیۃ ج ۱ صفحہ ۲۸۵ باب صدقۃ الفطر۔

بیوی کا فطرانہ کس کے ذمہ واجب ہے | **سوال ۱۰**۔ کیا بیوی کا فطرانہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا وہ عموماً اور کرے گی، جبکہ اس کا مہر یا مالی

نصاب کو نہیں پہنچتا ہو؟

الجواب۔ بہر جب زوجہ تکلیف نصاب ہو تو صدقہ فطر کی ادائیگی کی وہ خود ذمہ دار ہوگی شوہر کے ذمہ بیوی کا فطرانہ ادا کرنا لازم نہیں تاہم اگر شوہر نے بیوی کا طرف سے فطرانہ دیا تو وہ ہر حال میں گناہ اور اگر وہ نصاب کا مالک نہ ہو تو سر سے اس پر فطرانہ واجب ہی نہیں۔

لَا قَالِ الْعَلَامَةُ الْمَرْغِيَّةُ فِي ذَوَاتِ الْوَدَى عَنْ زَوْجَتِهِ وَلَا عَنْ أَوْلَادِهِ الْكِبَرِ وَأَنْ كَانَ الْوَدَى عِيَالَهُ وَلَوْ أَدَى عَنْهُمْ زَوْجَتَهُ اجْزَاءَهُمْ اسْتَحْسَانًا وَلَا بَلَاءً بِمَا اسْتَلْزَمَ بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ ۱۷
سوال ۱۱۔ ایک شخص کے لئے کچھ کیا قرض معاف کر دینے سے صدقہ فطر ادا ہوگا؟ **سوال ۱۲**۔ اگر قرض دہندہ وہ قرض اس

غریب آدمی کو صدقہ فطر کی جگہ معاف کر دے تو کیا اس شخص کا صدقہ فطر ادا ہو جائے گا یا نہیں؟
الجواب۔ فطرانہ صدقہ واجبہ میں سے ہے جس میں تلمیک شرط ہے، لہذا صورت مسئولہ میں چونکہ تلمیک نہیں ہوئی بلکہ بغیر وصولی کے معاف کیا جاتا ہے اسلئے صدقہ فطر ادا نہیں ہوگا۔ تاہم اگر اس طرح کرنا بھی ہو تو کچھ غریب مقرض کو فطرانہ ادا کرے اور اسی کے بعد اس سے اپنے قرض کا مطالبہ کرے۔

لَا قَالِ الْعَلَامَةُ الْمَصْكُوفُ ۱۸ وَشَرْطُ أَنْ يَكُونَ الْعَرَفُ تَمْلِيكًا -

وَالْمَدَامَةُ دَعْلَى مَدْرَمَدًا لِحَتَّارٍ بِمَا اسْتَلْزَمَ بَابُ الْعَرَفِ ۱۹

لَا قَالِ الْهَنْدِيَّةُ - وَلَا يَزِيدِي مِنْ زَوْجَتِهِ وَلَا عَنْ أَوْلَادِهِ الْكِبَرِ وَأَنْ كَانَ الْوَدَى عِيَالَهُ وَلَوْ أَدَى عَنْهُمْ زَوْجَتَهُ اجْزَاءَهُمْ اسْتَحْسَانًا -

وَالْفَتْاوى الْهَنْدِيَّةُ ج ۱ ص ۱۹۳ بَابُ التَّامِنِ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ

وَمِنْهُ فِي الْجَوْهَرَةِ الشَّرِيفَةِ ج ۱ ص ۱۹۳ بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ -

تَمَّ وَفِي الْهَنْدِيَّةِ لَحْنٌ تَمْلِيكًا أَلَّا مِنْ فِتْرَةٍ مَسْلُومَةٍ بِهَا شَيْءٌ وَلَا هُوَ كَلَا يَشْرُطُ قَطْعُ الْمَنْعَةِ عَنِ الْمَالِكِ مِنْ حَقِّ وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى هَذَا فِي الشَّرْحِ -

وَالْفَتْاوى الْهَنْدِيَّةُ ج ۱ ص ۱۹۳ كِتَابُ الْفِطْرِ بَابُ مَا نَقَلَ فِي تَفْسِيرِهِ -

صدقہ فطر اور قربانی میں احتیاط | سوال: ایک شخص صاحب جائیداد ہے لیکن اس کی آمدنی قوتِ لاہوت نہ کہ جو ذریعہ ہے اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی نقد مالی نہیں تو کیا اس شخص پر صدقہ فطر یا قربانی واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اہل نظر میں معنی بردائے ہے کہ اس شخص پر قربانی یا فطرانہ واجب نہیں البتہ احتیاط یہی ہے کہ حتی الامکان فطرانہ یا قربانی ادا کرے۔ اور اگر جائیداد کی آمدنی اکیلا بیتِ اہلیم سے زائد ہو تو اس صورت میں بالاتفاق فطرانہ اور قربانی واجب ہے۔

لما قال العلامة ابن عابدی:۔ مثل عمن له أرض وینزعها وحدثت بستانها وودار غلتها ثلاثة اذین لا تکی لتفقتہ ولفقتہ عیانه سنة یحل له اخذ الزکوۃ و ان کانت قیمتها تبلغ الوفا و علیہ الفتوی و عتدها۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۹) باب صدقات اہلیم
رمضان کے دوران صدقہ فطر ادا کرنا | سوال:۔ اگر ایک شخص صدقہ فطر رمضان المبارک میں ادا کرے تو کیا اس سے اس شخص کو ذمہ فارغ ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ صدقہ فطر کا وجوب میرا فطر کے دن طلوعِ قرآن سے پہلے ہو گا لیکن اگر کوئی شخص عید سے قبل اس غلّانہ ادا کرتا ہے چاہے وہ رمضان کے کسی بھی دن میں ادا کرے تو اس کا فطرانہ ادا ہو جائے گا اگرچہ محبِ عید کے دن عید گاہ میں جائے۔ بہ قبل ہے۔

لما قال العلامة برہان الدین العزیمانی:۔ وصحب ان يخرج لفقير بركة فطر قبل الخروج الى العمل۔۔۔ فان قدمها يوم الفطر جائز لان ادي بعد خروجه السبب فاشبه التعجيل في الزکوۃ۔ (الحدایق ج ۱ ص ۱۹۲) باب صدقة الفطر

لما وثق الهندیہ:۔ دکن لوکان لہ حوائت اور رغلۃ شادی ثلاثۃ آلات درہم و غلتها لا تکی لوقتہ و قوت عیانه یجوز صرف الزکوۃ ایہ فی قول محمدؐ و لو کان لہ ضیعة شادی ثلاثۃ آلات الخ۔ (فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۵) الباب السابع فی صدارت

زکوۃ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۴۴ باب لمصرف

لما وثق السندیہ:۔ والمتوب من من یخرجوا الفطرۃ بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج الى العمل۔ (فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۹۲) باب الثامن فی صدقة الفطر
وغلّانہ فی الجوہرۃ شریعہ ج ۱ ص ۱۹۵ باب صدقة الفطر۔

کیا فطرانہ میں غلہ کی قیمت دینا جائز ہے؟ اس سوال پر آجکل لوگ فطرانہ میں گندم وغیرہ قیمت دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: زر کوۃ اور فطرانہ کا حکم ایک جیسے ہے جس طرح عشر میں بیدوہ کی قیمت دینا جائز ہے اسی طرح فطرانہ میں بھی غلہ کی قیمت دینا درست ہے بلکہ بہتر ہے بھلا فطرانہ کے دہان یا فورہ خرچ کرنا ضروری ہے۔

لما قال العلامة الحسکلی: دفع القیمة ای الدرہم فضل من دفع العین علی ما ذهب الیہ المغنی وہ جوہرۃ وجرح عن الظہیریۃ ولہذا فی البعۃ ما فی الشذوذ عند دفع العین فضل کا لا یغنی۔ (الدرہم اعتبار علی صدقہ و اعتبار ج ۲ باب مدقۃ الفطرانہ

طافی سطح پر گندم کی قیمت میں تفاوت کی صورت میں کس قیمت کا اعتبار کرے؟ سوال دیگر: کیا قیمت کم ہوا اور سرحد میں زیادہ ہو کر کیا ہم پنجاب میں گندم کی قیمت کا استعارہ کر کے فطرانہ دیں تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟

الجواب: اصل یہ ہے کہ فطرانہ میں گندم یا دوسری چیز دی جائے جس کا اعتبار شریعت سے کیا ہے اور اگر اس کے بدلے میں قیمت دینا چاہیں تو اپنے شہر کی قیمت کا اعتبار کر کے دی جائے، دوسرے علاقے یا شہر کی قیمت کا اعتبار کرنا درست نہیں۔

لما قال العلامة الحسکلی: ویضم فی البلد الذی المال فیہ ولو فی مفاہرۃ فقۃ اقرب الی اخصار

الب۔۔ (الدرہم اعتبار علی صدقہ و اعتبار ج ۲ مسئلہ باب زر کوۃ الغنم)۔

لحد فی الہندیۃ، والذوق ولی من البرد لدرہم اونی من الذوق لدفع الحاجۃ وبہا سواہ من الحبوب لا یجوز الا بالقیۃ و ذکر فی التذاریات: اذا اختلفت فضل من غیر منصوص عنہ و علیہ فتویٰ۔
ذات فی الہندیۃ ج ۱ مسئلہ ۱۹ باب التامین فی مدقۃ الفطران

و مثلاً فی الجوہرۃ النبیۃ ج ۱ مسئلہ ۱۱ باب مدقۃ الفطران۔

لحد فی الہندیۃ: ویضم من المال فی البلد الذی فیہ المال حتی لو بعض عبد التیامرۃ الی بلد آخر محل احول لقیمتہ فی ذلک البلد ولو کان فی مفاہرۃ لقیمتہ فی اقرب الامصار الی ذلک. السویم۔

(التذاری الہندیۃ ج ۱ مسئلہ ۱۱) یا ثالثاً فی زر کوۃ الذہب والفضۃ والتمیج و مثلاً فی تذاری دارالعلوم دیوبند ج ۲ مسئلہ مسائل صدقۃ الفطران۔

نصف صاع سے کم انصافہ فطر میں دینے کا حکم اسم سوال اگر گندم کو بجائے آٹا
 کہ گندم کے صاف کر سنے اور اس کی پسائی پر کچھ رقم بھی خرچ ہوئی ہے تو کیا اس طرح فطرانہ
 ادا ہو جائے گا ؟

الجواب یہ فقہی ذخائر کے مزاج عبارت سے گندم اور گندے کو برابر شمار کیا ہے کہ فطرانہ
 میں نصف صاع گندم یا آٹا یا ستودینا واجب ہے۔ لہذا صورت مشورہ میں فطرانہ پوری طرح ادا
 نہیں ہوا، نصف سے جتنا کم آٹا دیا ہوا ہے اتنا آٹا اور دینا ضروری ہے۔

لما قال العلامة العسکفی: نصف صاع من بوز و ذبیقہ او سولقہ اور بسبب
 والذی اختار علی صدر ذی الحوت ج ۲ ص ۲۱۲ باب صدقة الفطر (الخطیب)

غیر منصوص اشیا میں فطرانہ کا حکم اسم سوال ہم سے علاقہ میں چاول کا فصل زیادہ ہوتا
 ہے اگر ہم صدقہ فطر میں چاول دیتا چاہیں تو کس مقدار
 سے ادا کریں نصف صاع کے اعتبار سے یا پھر سے صاع کے اعتبار سے ؟

الجواب :- فقہاء احناف نے غیر منصوص اشیا سے فطرانہ ادا کرنے کے بارے میں
 تصریح کی ہے کہ اگر کوئی غیر منصوص اشیا سے فطرانہ ادا کرنا چاہتا ہو تو منصوص اشیا کی قیمت کا
 اعتبار کر کے اس قیمت کے برابر جتنے چاول یا دیگر غیر منصوص اشیا دیتے ہوئے دیتے ہیں تو اس
 طرح فطرانہ ادا ہو جائے گا۔

لما قال العلامة العسکفی: نصف صاع قاعل بحب من براد و ذبیقہ او سولقہ لوز بیب
 او صاع قمر او شعیر و نور یا و ما لمریض علی کثر و خیر یعرف فیہ القیاس۔

والذی اختار علی صدر ذی الحوت ج ۲ ص ۲۱۲ باب صدقة الفطر (الخطیب)
 لہ وفلندیہ: وخصص من براد صاع من شعیر او قمر ذبیق الخصة و الشعیر و سورینہا مثلہا الذبیق
 الذبیق الا با اعتبار القیاس و هو الاصح. ج ۱: اختار ابن سیر ج ۱ ص ۱۹۱ الباب الثامن فی صدقة الفطر
 کوٹلہ فی الہندیہ ج ۱ ص ۱۹۲ باب صدقة الفطر۔

کلمہ فی الہندیہ: ثم الذین اتفقوا البر والذی اہموا فی من الذی قد نفع الحاجة و عاشرہ من الجویب
 لا یجوز الا بالقیاس۔ وثلثا وی الہندیہ ج ۱ ص ۱۹۲ الباب الثامن فی صدقة الفطر
 و مبحثہ فی الجوہرۃ النبیۃ ج ۱ ص ۱۶۵ باب صدقة الفطر۔

میوہ جات میں گندم کی قیمت کا اعتبار ہوگا | **سوال** وہ اگر کوئی علاقہ ایسا ہو جہاں گندم وغیرہ

کے باغات ہوں تو وہاں کے رہنے والے فطریہ میں گندم کی قیمت کا اعتبار اپنے علاقہ کی قیمت کے مطابق کریں یا جہاں گندم پیدا ہوتی ہو وہاں کی قیمت کا اعتبار کریں ؟

الجواب :- جہاں گندم وغیرہ مخصوص اشیاء پیدا نہ ہوتی ہوں تو فطریہ میں اپنے علاقہ کی پیداوار کو گندم وغیرہ کی قیمت کے برابر ادا کیا جائے جبکہ گندم کی قیمت کا اعتبار اپنے علاقے یا شہر کا ہوگا جہاں گندم پیدا ہوتی ہو وہاں کی قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

لما قال المداۓة المصنعة ؟ - نصف فاعل یجب من براد د قیقة و سولقة و ابن سب

اوصاع تمر او شعیر و لوز و کشیا و غیر من منہ کذرا و غیر یستحب فیہ القیقة -

والدرا اختار علی صدر مدار المختار ج ۲ ص ۳۰۳ باب صدقة الفطر

وقال ايضا و یقوم فی البذل الذی یلک فیہ . والدرا اختار علی صدر مدار المختار

جلد ۲ ص ۲۹۹ باب زکوٰۃ الفتن ج ۱

سوال :- یعنی ملازم میں کم ہستی میں بچی کے نکاح کی وجہ سے اس کے صدقہ فطر کا حکم | **ابن رواج** ہے کہ بہت کم ہستی

میں ماں باپ بچی کا نکاح کر دیتے ہیں تو شرط ایسی ہے کہ صدقہ فطر مال باپ پر واجب ہے یا سسرال والوں پر ؟

الجواب :- جن لوگوں کا نکاح کم ہستی میں ہوا ہو تو اس کے صدقہ فطر کا حکم یہ ہے اگر وہ خود صاحب مال ہو تو صدقہ فطر اسی کے مال سے دیا جائے گا اور صاحب مال نہ ہو تو اگر رعیتی نہ ہوئی ہو تو باپ کے دستے ورنہ کسی پر بھی واجب نہیں۔

لما قال الفلانة عالم بن الفلانة كالفناری رحمه الله : زوج ابنته الصغیر

من ۳ جلد وسلمها اليه ثم جاء یومها الفطر لا یوجب علی الآت

لعرف الهندیة ثم الدقیقہ اولی من البر و لدہم اولی من الدقیقہ لدفع الحاجة و ما سواہن البسب

لرحمة الملکیة - الفتاوی الهندیة ج ۱ ص ۱۹۱ الباب اثنا من فی صدقة الفطر

فی الجوهرة النيرة ج ۱ ص ۱۶۵ باب صدقة الفطر

صدقة الفطر (الفتاویٰ التاتاریخانیہ ج ۲ ص ۱۱۱) النعل الثالث عشر فی صدقة الفطر، سلم

سوال: کیا اپنے حقیقی بھائی کو صدقہ فطر اور حقیقی بھائی کو صدقہ فطر دینا جائز ہے؟ نماز اور دوسرے کافر پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ نہیں بھائی چرکھ اصول و فروع میں داخل نہیں ہیں اس لئے ان کو صدقات دینا جائز نہیں چاہے زکوٰۃ ہو یا صدقہ فطر وغیرہ، اسی طرح غنم و روزے کا فدیہ دینا بھی جائز ہے۔

وذا الهندیة: لا یصل فی الزکوٰۃ و الفطر و لشد و الصدقات الا زلی الاخرة و الفحوت ثم فی الاکلام ثم الی الامعاء و العصات الخ۔ (فتاویٰ الهندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ باب المصلحت) سلم

سوال: اگر زکوٰۃ تو ایک شہر ہے دوسرے صدقہ فطر دوسرے شہر کو منتقل کرنا کیسا ہے؟ شہر کو منتقل کرنا مکروہ ہے تو کیا صدقہ فطر کا

مکروہ حکم ہے؟

الجواب: جس طرح زکوٰۃ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ ہے اسی طرح صدقہ فطر کا انتقال بھی کراہت سے خالی نہیں البتہ اگر ایک شہر کے لوگ زیادہ حاجت مند ہوں تو پھر اس کے انتقال میں کوئی کراہت نہیں۔

ذ: ہندیہ، ویکر نقل الزکوٰۃ من بلد الی بلد الا ان ینقلها الی انسان الی القریۃ و الی قوم ثم یوجہ الیہا من اهل بلدیہ۔ (فتاویٰ الهندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ باب المصارف) سلم

لہذا فی ہندیہ، ووجہ ایضہ الصغیرۃ من ریح و سطحہا الیہ ثم جاء یوم الفطر لا یجب علی الایمۃ الفطر۔ (فتاویٰ الهندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ باب صدقة الفطر)

وَمَثَلُهُ فِي اِمْدَادِ الْفُقَرَاءِ ج ۲ ص ۱۱۱ باب صدقة الفطر۔

لہ قال: امداد فقیر غنم مصری، قید باصلہ و فروعہ لان من سواہم من القریۃ و بعضہم الدفع نہم و هو ادلی لما فیہ من منفعۃ مع الصدقة کالصدقة و الاخوات و ذلایع و العصات

و لا یصل فی القلات و الفقراء۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۱ باب المصارف)

وَمَثَلُهُ فِي اِمْدَادِ الْفُقَرَاءِ ج ۲ ص ۱۱۱ باب صدقة الفطر۔

لہ قال: العلامة الوانیکات النفسی، وکرہ نقلها الی بلد اخر غیر قریب و اوجہ۔

رکن الدقائق عن صاحب البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۱ باب المصارف)

وَمَثَلُهُ فِي اِمْدَادِ الْفُقَرَاءِ ج ۲ ص ۱۱۱ باب صدقة الفطر۔

نابالغ بچے کا فطران اس کے والد پر واجب | **سوال :-** اگر ایک نابالغ بچہ نماز کا تک
ہو یا نہ ہو مگر باپ نے اس کا صدقہ فطر دیا نہ
کیا ہو تو کیا یہ بچہ بطور غصہ فطر ادا کرے گا یا نہیں ؟

الجواب :- صدقہ فطر برصاحب نماز پر واجب ہے چاہے نابالغ ہو یا نابالغ
اور اگر نابالغ بچے کا باپ مالدار ہو تو اس پر اپنے نابالغ بچے کا فطران دینا واجب ہے۔ اب اگر چہ خود
مالدار ہو مگر اس کے سرپرست نے فطران اس کی نفرت سے ادا نہ کیا تو بعد از موت بچے پر اپنا فطران ادا
کرنا واجب ہے۔

لما قال العلامة المصنف: "عن كل حر مسلم ولو صغيراً أو مجنوناً حتى لو لم يخرجهما
وليهما وجب الاداء بعد البلوغ"۔ زاد المحتار على حاشي المطاوعة ج ۲ ص ۱۱۱ باب منتهى النظر
سوال :- اگر جیل میں قیدیوں کو صدقہ فطر دیا
جائے تو کیا اس سے صدقہ فطر ادا ہو جائے
گیا یا نہیں ؟

الجواب :- صدقہ فطر کے لیے بھی زکوٰۃ کی طرح فقیر و غریب شخص کو تنہا کرا لایا جے
لہذا اگر جیل میں قیدی غریب اور فقیر ہوں تو ان کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔

لما قال العلامة ابو البركات النصفی: "هي تحلیط. قال من قتل مسلماً غیر ہاشمی
ولا ملأه بشرط قطع المنفعة عن المثلک من حبل وجہ۔
(کنز الدقائق علی حاشی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ ص ۲۸)

۱۔ لما قال الشيخ اعرف على شاة الفقاهة عز الله عنه: "ان اس من كان بعد بلوغ صدقہ فطر ادا کرے ہوگا،
اور اگر کسی تکب نماز نہ ہو مگر باپ صاحب نماز تھا اور اس نے ادا نہ کیا تو کسی پر بعد از موت واجب ہوگا۔
(زاد المحتار ج ۲ ص ۱۱۱ باب منتهى النظر)

۲۔ قال العلامة ملا الدین المصنف: "هي تحلیط حرج الا با حة فلو لم يمت بتمام ذوايا
الزکوٰۃ لا يعز عليه.... جزاء حال... عينه السارخ وهو يبيع عشر تصاب حول... من
سلم فقير ولو معتوها غير هاشمی ولا ملأه مع قطع المنفعة عن المثلک من كل وجه فلا
يقع لصلته وقربه لله تعالى. زاد المحتار على مدررة المحتار ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ

پچاس روپے کے نصاب پر قربانی فطرانہ کی تحقیق | سوال :- کیا فطرانہ میں ملائی
فتویٰ رشیدیہ ملا میں لکھا ہے کہ جس کے پاس پچاس روپے نقد ہو اس پر فطرانہ اور
صدقہ فطر واجب ہے کیا یہ نصاب صحیح ہے ؟

الجواب : فتاویٰ رشیدیہ میں پچاس روپے کے نصاب سے مراد اس نصاب کے
موسف کے روپے ہیں جن کا قیمت نصاب کے برابر تھی۔ آج کل کا غدا نوٹوں کا یہ نصاب
تہیں ہے بلکہ چاندی یا سونے کے نصاب کے حساب سے جو پیسے بنتے ہوں اتنے ہی میں
زکوٰۃ واجب ہوگی اس لیے کہ موجودہ دور کے کاغذی نوٹ عروض تجارت کے حکم میں ہیں۔
وفي الهديّة الزکوٰۃ واجبة في عروض التجارة لائنة ما كانت، وبلغت
قيمتها نصاباً من الورق والذهب كذا في المہدایۃ۔ (انصاف فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۷۸)
الفصل الثالث فی العروض۔ لہ

زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے نصاب میں مالی نامی اور غیر نامی کا فرق | سوال :- ایک
شخص نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ جس آدمی پر زکوٰۃ واجب نہ ہو اس پر صدقہ فطر بھی واجب نہیں، لہذا
یہ بات صحیح ہے یا دونوں کے نصاب میں کچھ فرق ہے ؟

الجواب :- زکوٰۃ، صدقہ اور قربانی کا نصاب اگرچہ ایک ہی ہے یعنی جس شخص
کے پاس ۵۰۰ تولہ چاندی یا ۵۰ تولہ سونا یا دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر
موجودہ کرنسی یا دوسرا سامان جو حوائج اعلیٰ اور قرض سے نائد موجود ہو تو اس پر زکوٰۃ،
صدقہ فطر اور قربانی تنہا واجب ہیں، البتہ زکوٰۃ کے نصاب کے ساتھ نوا اور سال کا
گزر لازم ضروری ہے جبکہ صدقہ فطر اور قربانی کے نصاب کے ساتھ یہ دونوں شرطیں ضروری
نہیں، لہذا یہ بات درست نہیں کہ جس کے ذمے زکوٰۃ نہ ملتا نہ ہو وہ صدقہ فطر بھی

لنزال: ۱۰ ذی الحجۃ ۱۴۲۸ھ، وفي عروض التجارة بلغت نصاب ورق الذهب معطوف عن قوله
اول الباب في مآق دوم۔ (الہدیٰ ج ۱ ص ۱۷۸) باب زکوٰۃ لال
ومشکوٰۃ فی الدین المقتدر ج ۲ ص ۲۵۳ باب زکوٰۃ لال۔

ادانہ کرے بلکہ انصاف نصاب ہوئے کی صورت میں صدقہ فطر واجب ہے۔

قال العلامة الخصکفیؒ: وسیبہ ای سبب اقتراضها من ذلک فضاوی حولی... تا...
 فارغ عن دین له مطالب اخر، والذی اختار علیها حق رد المقتار حرج من کتاب انوکوتہ
 وذا انما لصکفیؒ، علی کل حق مسلم... ذی نصاب قاضی من حلیتہ لاصلیہ کذبتہ
 وحوالہ علیہ وان لم یتم کما حق... وانما المشرط فی الفصولان وجوبہا بقدر
 ممکنہ۔ (الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۳ کتاب منکوتہ، باب صدقة الفطر)
 کیا صدقہ فطر کے وصول کے لیے عامل مقرر کرنا ضروری ہے؟

کے لیے بھی عالم وقت عامل مقرر کر کے وصول کرے گا یا نہیں؟
 الجواب: نہ تو؟ کن وصولی کے لیے اگرچہ عالم وقت کو اختیار ہے کہ وہ عامل مقرر کرے
 تو اسے ذکوۃ وصول کرے مگر صدقہ الفطر کا حکم اس سے الگ ہے اس لیے وصول کے لیے حکومت
 وقت عامل مقرر نہیں کر سکتی۔

یا قول العلامة ابو بکر بنکاسانیؒ: ولا یبعث الامام علی صدقة الفطر ساعیا لان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم لم یبعث... ولم یبعثوا الصائغی ج ۲ ص ۳۳۳ فصل صدقة الفطر (رد المحتار)
 صدقہ فطر میں اسی ملک کی کرنسی کا اعتبار ہے؟
 الجواب: ج ۲ ص ۳۳۳ آدی انگریزوں میں رہتا ہے اور وہ صدقہ
 فطر پاکستان میں ادا کرنا چاہتا ہے، تو کیا وہ اس رقم کو یونٹ کی شکل میں پاکستان کی کرنسی کی
 شکل میں ادا کرے گا؟ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: آدی جہاں بھی ہو صدقہ فطر وہاں کی کرنسی کے حساب سے ادا کیا جائے گا۔
 قال العلامة برہان الدین: لم یمنافی دعوہ اللہ: ولا یشرط فیہ النحو
 ویتعلق بعزل النصاب حرمان الصدقة وجوب الاضحیۃ والفطر۔

(المہدیۃ ج ۱ ص ۳۱۱ باب صدقة الفطر)

وَمِنْهُ لَفِي الْمُهَنْدِيَةِ ج ۱ ص ۳۱۱ الباب الثامن في صدقة الفطر۔

۲۔ لا فان ای نجیح: ولا یبعث الامام علی صدقة الفطر ساعیا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لم یبعث۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۳ باب صدقة الفطر)

باب مصادف الزکوۃ

(زکوۃ کے مصادف کے بیان میں)

سوال ہمارے ایک شخص کی جائیداد غیر منقولہ کی قیمت ہمارے مال دار کو زکوۃ دینے کا حکم

حساب لگایا جائے تو قیمت کے اعتبار سے شخص کی شمار ہو سکتا ہے لیکن اس جائیداد سے حاصل ہونے والی آمدنی اتنی نہیں کہ جس سے اس کی گزراوقات ہو کیا ایسے شخص کے لیے زکوۃ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس مسئلہ میں غیر منقولہ جائیداد کی قیمت کو اعتبار نہیں بلکہ حق میں بنیادی طور پر اس کے گزراوقات کو دیکھا جاتا ہے، اس لیے جب کسی شخص کی جائیداد کی قیمت تو زیادہ ہو لیکن آمدنی کے اعتبار سے اس کے معاش کی کفایت نہ آکافی ہو اور نہ اس کے پاس نقد رقم ہی ہو تو ایسا شخص مصرف زکوۃ ہے اور اس کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

لما قال في الهندية، وكذا الموهبان عندا من المصاحف وهو يحتاج إليه ويرت كان۔۔۔ وكان لو كان له حوائيت او ادخلته تساوئ ثلثة آلاف درهم وغلته الاكفى لغوته وقوت عياله يجوز مصرف الزکوۃ اليه في قول محمد ولو كان له ضيعة تساوئ ثلثة آلاف ولا يخرج ما يكفى له وعلیالہ اختلفوا فيه قال محمد بن مقاتل يجوز له اخذ الزکوۃ۔
والفتاوى الهندية جزء ۱ ص ۱۸۹ کتاب الزکوۃ۔ الباب السابع في مصادف له

سوال۔ ایک آدمی کے پاس تقریباً ۵۰۰۰ روپے ہیں

صاحب جائیداد کو زکوۃ دینا ہے اور اس کی قیمت تمام زکوۃ یعنی ۱۰۰ روپے چاندی سے زیادہ ہے اور اس کے پاس عیش کے لیے اپنا مکان بھی ہے تو کیا یہ شخص دومروں سے

لے قال طاهر بن عبد الرشيد البخاري، ولو كان له ضيعة تساوئ ثلثة آلاف درهم ولا يخرج منها ما يكفى له وعلیالہ اختلفوا فيه قال محمد بن مقاتل يجوز له اخذ الزکوۃ۔

(خلاصۃ الفتاوى ج ۱ ص ۲۸۲۔ الفصل الثامن في احوال الزکوۃ)

وَمُثْلُهُ فِي الْمِنْهَادِيَةِ عَلَى هَامِشِ الْهِنْدِيَةِ ج ۲ ص ۲۸۲۔ الباب الثامن في مصادف

زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- ضرورت منسلکہ میں زمین کی قیمت کا اعتبار نہیں اور نہ قیمت سبب قنا ہے بلکہ زمین کی آمدنی اگر چند اخراجات کے لیے کافی ہو تو یہ شخص صاحب جائیداد ہے اور اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں اور اگر زمین کی آمدنی ضرورت کے لیے کافی نہ ہو تو کچھ اس شخص کے لیے زکوٰۃ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

وہوکان له ضیعة قہتمہا کلا من ولیہ حصن منہ ما یکفی له ولعیالہ اختف فیہ قالہ بن حقائق یعوی صوفی الزکوٰۃ الیہ۔ بہا زیل حاضر البہرہ ج ۲ ص ۵۵۰ اثن فی العرفہ

گائے یا بیل کے مالک کو زکوٰۃ دینے کا حکم | **سوال ۱۔** اگر ایک آدمی کے پاس ایک گائے ہو تو اس شخص کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی صرف ایک گائے کا مالک ہونے سے وہ آدمی غنی شمار ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- غنا کے پہلے تواریخ اس لیے ۵۲۲ تولد چاندی کی ضرورت قیمت کے مالیت کا مالک بنا ضروری ہے، اگر کسی شخص کی ضروریات سے زیادہ ایک گائے یا بیل ہو اور اس کی قیمت ۵۲۲ تولد چاندی تک پہنچی ہو تو اس سے یہ شخص غنی تصور ہوگا اور اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

قال فی الہندیۃ : وسیقۃ واحدة غنی وبثلاثۃ غیران اذا سادی احدھا ماشی ودرہم صاحب نصاب (فتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۱۹۲) کتاب الاضحیۃ لباب الاول فی التفسیرھا الخ ص ۵۵

۱۔ قال جابر بن عبد اللہ انہما قالوا : لو کان لہ ضیعة فداوی ثلاثۃ آلاف درہم لا یخرج منہا ما یکفی لہ وولیعالہ، حلقو فیہ قال محمد بن حنفیہ یجوز لہ اخذ الزکوٰۃ۔

خلاصۃ امتدادی : ص ۱۸۱ الفصل اثنان فی اداد الزکوٰۃ

ویشکل فی الہندیۃ : ص ۱۸۱ لباب الثالث فی زکوٰۃ الذہب والفضۃ والبرص۔

۲۔ قال انما مالہ جابر بن عبد اللہ انہما قالوا : لو کان لہ ضیعة فداوی ثلاثۃ آلاف درہم لا یخرج منہا ما یکفی لہ وولیعالہ، حلقو فیہ قال محمد بن حنفیہ یجوز لہ اخذ الزکوٰۃ۔

غنی آدمی کو زکوٰۃ قبض کر کے پھر فقیروں کو دینے کا حکم [مسئوال :- ایک صاحب نصاب الکی زکوٰۃ کی رقم اپنے قبضے میں سے کر خود تو استعمال میں کرتا ہے بلکہ فقیروں اور مستحقین کو دیدیتا ہے تو اس شخص کے لیے زکوٰۃ کے مالی کا نپتہ قبضہ میں لینا شرعاً کیسا ہے ؟

الجواب :- مذکورہ شخص کے لیے دوسروں سے زکوٰۃ لینا جائز نہیں کیونکہ یہ غنی ہے اور غنی کوئی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اور اس صورت میں یہ آدمی نہ اصل ہے اور نہ ذیل اور مال زکوٰۃ کو اپنے قبضہ میں لے کر دوسروں کو بطور صدقہ دیتا ہے لہذا اس طریقہ مال زکوٰۃ اپنے قبضہ میں لے کر محتاجوں اور فقیروں کو دینا مناسب نہیں ان تمام نوکیلا قبضہ کر کے فقیروں میں تقسیم کرنا مصلح ہے ۔

لما فی الہندیۃ : وکذا المکات عندہ من المصاحۃ وهو محتاج إلیہ وان کان لا یحتاج إلیہ وهو یسادی ماتیق دس حیم کا بھون صرف الزکوٰۃ إلیہ ولا یجوز لہ أخذہ ۔
والفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۹ استای الزکوٰۃ ابایا لایب فی المصاحف ۔
[مسئوال :- اگر کسی شخص کے والدین علیحدہ علیحدہ رہتے ہوں اور خراج کا نظام ایک دوسرے سے الگ ہو کر ایسی صورت میں کسی ایک کے غریب ہونے کی صورت میں اس کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ہاں و فروغ اور میاں بیوی کا رشتہ ایسا قوی رشتہ ہے جو مالک کے الگ ہونے کے باوجود بھی الگ نہیں ہوتا ، اس لیے علیحدہ علیحدہ کاروبار کے ہوتے ہوئے ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ۔

قال علی ابن ابی بکر المرصیانی رحمہ اللہ :- ولا یدفع الملتک زکوٰۃ مالہ إلی ابیہ وجده وان حل ولا إلی ولده وولدہ وولدہ وان

لہ قال الامام برہان الدین المرصیانی :- ولا یدفع الی غنی لقولہ علیہ السلام ولا تحمل الصدقۃ غنی ۔ (الحدایۃ حلی ص ۲۸۲ فقہ القدر ج ۲ ص ۲۸۲ باب ما یجوز دفع الزکوٰۃ وملا بھون) وروایت فی البحر الزاخر ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الزکوٰۃ باب المصروف ۔

سفل۔ ۱۲ (الهدایۃ ج ۱ ص ۳۸۰) باب اعمار و ہلے

رشتہ دار کو زکوٰۃ دینے میں صلہ رحمی کی رعایت ہے | سوال ۱۰۔ اگر ایک شخص کے رشتہ دار فقار ہوئے کہ ہوتے ہوتے

دیندار نہ ہوں تو کیا کسی ایسی فقیر (جو دیندار بہت کم کو زکوٰۃ دینے پہلے یا اس قریبی رشتہ دار کو دے) الجواب۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ میں سلفہ وال رقم بے درجی کے کاموں میں خرچ کرتا ہو تو ایسے شخص کو غراء وہ رشتہ دار ہو یا ایسی کو زکوٰۃ دینا لغاؤن علی المعصیت کے مترادف ہے۔ البتہ اگر بے درجی کے کاموں میں خرچ نہ کرتا ہو ذاتی ضروریات میں صرف کرتا ہو تو پھر رشتہ دار کی رعایت اولیٰ ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے علاوہ اس میں صلہ رحمی کی رعایت بھی ہے۔ البتہ اگر کسی ایسی کو زکوٰۃ دی گئی ہو تو ذمہ دار غ مفسور ہوگا۔

قال ابن عابدین: وقید بالولاد لجوانہ بقیۃ الاقارب کالاخوة والاعمام
والاخوان الفقراء بل هم اولى لانه صلة وصدة وفي الظہیریۃ ویبدی فی الصدقات
بالاقارب ثم الموالی ثم البیوان۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۱) باب المصروف ص ۳۳۱

مہین بھائی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے | سوال ۱۱۔ اگر مہین بھائی غریب ہوں تو کیا ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے مازر مہین و بھائی کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مہیناں بھائی اور اصول و قروع کے علاوہ باقی تمام رشتہ داروں کو

لے قال ابن عابدین: ولا لابی من بینہما ولاد۔۔۔ ی اصلہ وان علا کالیہ واجدادہ

وجدادتہ من قبلہما وخرجه وان سفل۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۱) باب المصروف

ومشئلہ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۳۳۱ باب المصروف۔

لے قال زین الدین ابن نجیم: وقید باصلہ وقریبہ کان من سواہم من القرابۃ بمنزۃ الونیع
لہم وهو اولى لما فیہ من الصلۃ مع الصدقۃ کالاخوة والاخوان والاعمام والاعمال والاخوان
والحالات الفقراء ولهذا قال فی الامتاع فی الظہیریۃ ویبدی فی الصدقات بالاقارب
ثم الموالی ثم البیوان۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۱) باب المصروف

ومشئلہ فی الہندیۃ ج ۱ ص ۳۸۱ باب المصروف۔

زکوٰۃ دینانہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے بشرطیکہ وہ صاحب نصاب نہ ہوں اور یہی د
بھائی اس زکوٰۃ میں اگر ان کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

قال ابن عابدین: وقيد بالكل والكل من كل صنف من الاغنام والاشجار والاعمال
الغرامه بل هم اذ في كل صنف صدقة. (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۸ باب مصرف)

کسی غریب کو میرا قرض کے نام سے زکوٰۃ دینا | سوال :- بعض لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے
ملا کر وہ کافی غریب ہوتے ہیں تو اگر
اُن کو میرا قرض کے نام پر زکوٰۃ دی جائے اور اس میں نیت زکوٰۃ کی ہو تو کیا اس طرح زکوٰۃ
ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- دو اوقات میں کسی ایک وقت کے اندر زکوٰۃ کی نیت ضروری ہے ،
ایک زکوٰۃ کی رقم کو اکٹ کرتے وقت اور دوسرے زکوٰۃ دینے وقت۔ ان اوقات میں
جس وقت بھی زکوٰۃ کی نیت کرے اور کسی غریب کو جس طرح بھی دے دی جائے زکوٰۃ
ادا ہو جائے گی۔ لہذا صورت مشورہ میں جب کسی مستحق کو جبہ یا قرض کے نام پر زکوٰۃ دے
دی گئی اور نیت زکوٰۃ کی ہو تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، البتہ اگر یہ غریب اس رقم کو واپس کر
دے تو اس سے لے کر کسی دوسرے مستحق کو دیدی جائے۔

لعافی الہندیۃ :- ومن اعطى مسكيناً دراهم ستمائة او قرضا ونوى
الزکوٰۃ فانها تجزیه وهو الاصح۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۸ کتاب زکوٰۃ)

بیس شخص کی آمدنی میں بچت نہ ہو تو وہ زکوٰۃ کا مستدار ہے | سوال :- ایک
مستحق ہے لیکن گھریلو اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ مشکل اس کا گزارہ ہوتا ہے بلکہ نہایت شخص

نے قال ابن النبی ان یخرج وقید باصلہ وخرجه من سواہم من اقربۃ یجوز الیہ
وهو اولى لایہ من القسۃ مع الصدقة والاخوة والاعمام والعساک والاخوان
والغلات، نفقہ الخ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۸ باب مصرف)

وَمَثَلُهُ فِي الْمُهَنْدِيَةِ ج ۱ ص ۱۹۰ باب مصرف۔

لے لاقال المسلمۃ ابن عییم مصرفی :- من اعطى مسكيناً دراهم ستمائة او قرضا ونوى
الزکوٰۃ فانها تجزیه۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب الزکوٰۃ)

سوال :- کیا مہاجرین کو بعض ہجرت کی وجہ سے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ کیا اگر کسی مہاجر کے پاس اپنے ملک میں نصاب کی مقدار کے برابر مال ہو لیکن ہجرت کرنے کے بعد غربت کی زندگی گزار رہا ہو تو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ میں نیا دی چیز فقر و کی مشکلات کو آسان کرنا ہوتا ہے، بعض اس وجہ سے زکوٰۃ مہاجر ہے اس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

قال علی ابن ابی بکر الرضی عنہ: ولا یجوز دفع الزکوٰۃ الخ من یمتک نصاباً من ای مال کانت۔ (السنن الاہلب المصروف ۱۸۹) ہنہ

ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ملک میں صاحب نصاب تھا لیکن ہجرت کر کے کسی اور جگہ جانے کے بعد جب شخص صاحب نصاب رہے تو اپنے ملک میں، لازم ہونے کی وجہ سے ہجرت کی جگہ صاحب نصاب نہیں بن سکتا ہے، لہذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ لقولہ تعالیٰ: بِالْفَقْرِ وَالْحَاجَةِ مِنَ الرِّيحِ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ۔ (الآیۃ)

سوال :- کسی غیر مسلم کو کسی کی غربت کی وجہ سے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ کی صحت اور اس کی لیے صرف کاملاً مسلمان ہونا شرط ہے، اس لیے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کسی غیر مسلم کو نہیں دیئے جاسکتے۔

قال علی ابن ابی بکر الرضی عنہ: ولا یجوز العیون الزکوٰۃ الخ من یقولہ علیہ السلام لما خذنا من انفسنا ہم ثم ہما فی حقہم یدفع ایہ ما سوا ذلک من الصدقۃ (مشیر بہ باب من یجوز دفع الصدقۃ مالا یجوز) لہذا لا تصحک۔ (والا فی حقہم بل فی حقنا فی حقہم) (الحال کل۔ زکوٰۃ الخ من صدقاتہم) (باب الصدقات) ویشہ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۲ باب المصروف۔

لہ قال علاؤ الدین المصنف: (و) لا تدفع الخ (ذاتی) محدث معاذ (وہما) دفع (غیر ہما) غیر العشر و الخراج (الیہ) ای الذی و لو واجبا کذا و کثارة و فطرۃ خلافا للشافی۔ الخ (القدامتہ) (عن صدری و المختار ج ۲ ص ۲۳۲) باب المصروف۔

وہنہ فی المنہدیہ ج ۱ ص ۱۸۸ باب المصروف۔

سوال :- باغ کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟
الجواب :- زکوٰۃ کے مصرف میں یہ ضروری نہیں کہ زمین کو زکوٰۃ دی جائے وہ باغ ہو بلکہ یہ ضروری ہے کہ قبضہ کرنے والا عاقل ہو ورنہ لینے اور اس کو خرچ کرنے کے واسطے میں فہم رکھتا ہو۔ مراہن تجرّموا میں درجہ کا مثل ضرور لکھا ہے اس لیے مراہن عاقل بچے یا بچی کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں تاہم ایسا باغ بچہ غربت والہ لڑکی میں والد تابع ہوتا ہے اس لیے اگر اس کا والد صاحب نصاب ہو تو پھر اس کے نام باغ بچے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

قال حنبلہ الدین الحنفیؒ: ودفع الزکوٰۃ الی صبیان آؤربہ برعم عید الی البشر
 او مہدی الباکوؒ جاز۔ وقال ابن عابدینؒ: فتنہ ہجر قولہ الی صبیان آؤربہ الی لعلہ
 ولا خلاف یصلح آؤ دفع الی ولی المصغیر۔ (رد المحتار دار المصنوعۃ ج ۲ باب المنصرف ص ۱۷۰)

سوال :- دیکھنا میں کہ طلبہ کو علم دین کا طالب زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے زکوٰۃ دینے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ ان میں

اخر فساد محتاج ہوتے ہیں اور اہل خیر کا تو یہاں کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں؟
الجواب :- دینی مدارس کے طلبہ و شب دروز علم دین کے حصول میں مصروف و غریب ہوتے ہیں اور دیوبند کا مولوں کی طرف بہت کم توجہ دے پاتے ہیں اس لیے زکوٰۃ اور دیگر مہمات کے یہ لوگ زیادہ مستحق ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی نسبت ان کو زکوٰۃ دینا زیادہ بہتر ہے تاہم کسی مالدار طالب علم کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ فاقہ نہیں ہوگی۔

قال علاؤ الدین الحنفیؒ: وفي المعراج: المصدق علی اعم الفقیر افضل۔ وفي رد المحتار: ای صحت اعم الفقیر فقہانی۔ (المدار المحتار فی فقہ حنفی ج ۲ باب المعروف ص ۱۷۰)
 لہذا دفعی الی ہندیۃ: وروقی بن المصغیر ہو مہرق جاز وکذا لوکان یعقل الفقیہ بان کاہ لا یرحمہ ولا یجند عنہ۔ ولودفع الی فقیر صحیح جاز۔ (افتاویٰ السہندریہ ج ۱۸ باب المنصرف) و مشئلہ (فتاویٰ) قاضی خان ج ۱ ص ۱۸۰ فصل فقہین یوضع فیہ ان زکوٰۃ۔

کے دفعی السہندیۃ: المصدق علی الفقیر العالم افضل من المصدق علی الجاهل۔

(فتاویٰ السہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۰ باب المنصرف)

و مشئلہ فی الصحاوی حاشیہ حلقہ فی الفلاح ص ۳۰۰ باب المنصرف۔

کسی دینی مدرسہ کے مالک یا استاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ سوال: اگر کسی شخص نے

تدریس کے لیے اپنے آپ کو فائز کیا ہو اور مالی اعتبار سے اس کی حالت مستحکم ہو یعنی مالکِ نصاب ہو تو کیا اپنے شخص کو معلوم دینے والے مدرسہ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ زکوٰۃ کی تفکیک میں قبض کرنے والے کا فیر ہونا شرط ہے اس لیے مالک کے علاوہ زکوٰۃ کے معرف کی دوسری قسموں میں کسی غیر کے علاوہ غنی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ تدریس کرتا کرتے ایسا عمل نہیں جو اس کو زکوٰۃ کا معرف بنادے اس لیے یہاں یہ نصاب مدرسہ کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

قال ابن عابدین: هذا النوع مخالف لأطلاقهم الحرمة في الغني ولم يعتدوا به أحد. قلت وهو كذلك ولا وجه تقييد. هـ بالغنيب... قال لا تقدر على أن آتاهم كلهم سوى الناحية يعطون بشروط الفقر. (رد المحتار ج ۷ ص ۱۸۳) باب المصروف ہ۔

سوال: سادات کے لیے مالی غنیمت میں جس شخص سے سادات زکوٰۃ کا مصروف نہیں باقی نہ رہنے کی وجہ سے کیا ان کو زکوٰۃ یاد کر سکتے ہیں؟

الجواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کہ غنیمت کی طرف منسوب سادات پھر سادات خود دہر وقت تعظیم و احترام کے قابل ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کو عظمت و عزت کی نگاہ سے دیکھنا ایمانی جذبہ کا تقاضا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زکوٰۃ نہ دینے کا حکم ان کی عظمت و احترام کی وجہ سے دیا تھا اس لیے ان کا حکم مردِ پائے یا جس شخص نہ رہنے کی وجہ سے قنار نہیں ہوتا تاہم اربابِ استطاعت کے لیے ضروری ہے کہ نفیِ مدقات اور غنیمت سے ان کے ساتھ تعاون کریں تاکہ ان کی حالت بہتر رہے اور صدقاتِ واجہ زکوٰۃ، صدقہ فطر وغیرہ نہ دیا کریں اگرچہ امام بخاری سے ہزار کا قول مروی ہے۔

قال علی بن ابی ہریرۃ: لا تدفع الی بی ہاشمی۔ یقولہ علیہ السلام: یا بنی ہاشم! لا تدفع الی ابن ابی بکر الخ۔ (۱) ذیل ج ۱ ص ۱۸۳ باب المصروف؛ و مثنیٰ و مضاف ج ۱ ص ۱۸۹ باب المصروف۔

ان اللہ تعالیٰ حرم علیکم غسالۃ الناس و دساختم۔ (الزہد ۱۰۲) باب المصروف ۱۰۲
سوال :- اگر کسی فقیر کو کھانا دینا چاہتا ہو تو اس کے لئے زکوٰۃ دینی
 جائز ہے یا نہیں؟
 اس سے صاحب نصاب جی جانتے تو کیا اس سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ دینے میں بیاد کی فلسفہ فقراء کی حالت بہتر رہتا ہے اس لیے ان کو اتنا
 مال دینا مناسب ہے جس سے ان کی غربت دور ہو سکے، لہذا اگر کوئی شخص مقررہ ہونے والے کو
 زکوٰۃ ادا کرے اس کے لئے جملہ رقم دینا جائز ہے اگرچہ یہ رقم نصاب سے زیادہ ہو کیوں نہ ہو لیکن
 بلا وجہ کسی شخص کو نصاب کی مقدار کی زکوٰۃ دینا مکروہ ہے تاہم زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

قال علاؤ الدین الحنفی، وکرم المطاہر فقیر نصاباً واکثر کلاً اذا کان لہ نفع الیہ
 مدیون او کان صاحب عیال و حیث یفرقہ علیہم لایخص کل او لایفضل بعد
 دینہ نصاباً فلا ینکرہ۔ (المدخل فی شرح منہج الفقہاء ج ۲ ص ۲۵۲) باب المصروف ۱۰۲

عصری علوم حاصل کرنے والے طالب علم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔
سوال :- ایک طالب علم
 ہوا اور تعلیمی اخراجات اس کی استطاعت سے بالا ہوئے تو کیا اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟
الجواب :- عصری علوم کے تعلیم حاصل کرنا کوئی ناجائز نہیں اور نہ اس میں مصروفیت کی
 وجہ سے انسان کی اہلیت متاثر ہوتی ہے، اس لیے ایسا طالب علم جب مسلمان اور بالغ ہو اور
 صاحب نصاب نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگرچہ اس کا والد مالدار ہو کیوں نہ ہو بالغ بیٹا
 والد کی مالدار کد سے مالدار نہیں بنتا ہے تاہم غیر شرعی اخراجات میں تعاون نہ کرنا تو علیٰ بصیرت

لہ فی الہندیۃ، وکلا دفع الیہ بنی حاشم وحم آل علی و آل عباس و آل جعفر و آل عقیل
 و آل نعیر بن عبد المطلب الخ۔ (افتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۹) باب المصروف

وَمِثْلُهُ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۲ ص ۲۴۲ باب المصروف
 سے قاضی زین الدین بن نجیم، (قولہ وکرم لافہام) ای کہہ ان میں دفع الیہ فقیر یا مصروف
 نہیں۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۴۹) باب المصروف
 وَمِثْلُهُ فِي الْبَهْدِيَّةِ ج ۱ ص ۱۸۹ باب المصروف۔

کے مترادف ہے۔

قال ابن القيم: ولا أتى مطلقاً بخلاف ذلك، فكيف هو عليه الخ. وفي
 رد المحتار: ولا أتى مطلقاً، أي الغنى فيصرف إلى البالغ ولو لم يكن أصحراً.

رد المحتار: ولا أتى مطلقاً، أي الغنى فيصرف إلى البالغ ولو لم يكن أصحراً.

الطالب علم كزكاة ديناً جائز نہیں | اگر کوئی طالب علم مال پر موقوف کیا ہے زکوٰۃ دینا جائز ہے؟
 الجواب: اگر کسی طالب علم کے پاس اپنے

تھیں مال موجود ہو اور وہ نصاب کے برابر ہو۔ مگر صرف حالت میں اس کے پاس مال نصاب
 سے کم ہو تو ایسے طالب علم کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ کیوں کہ حکمت یہ کا اعتبار ہے۔
 قال ابن عابدین: فإن التعليل إذا كان له فذلك له مال بمنزلة الفقير
 رد المحتار: باب المصروف ص ۲۴۴

البتہ اگر طالب علم کے پاس موجود مال اتنا ہو کہ نصاب تک پہنچتا ہو تو اس کو زکوٰۃ
 دینا جائز نہیں، کیونکہ تعلیم غیر زکوٰۃ دینے میں شرط ہے البتہ حامل زکوٰۃ اس شرط سے
 مستثنیٰ ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: وهذا الفرع مما لا خلاف فيه في العلم، ولعمري بعد ما قلنا
 وهو كذلك ولا وجه لتقيده بالفقير.. ثم قال: لا يفرق عن ان كان له مال كان
 العامل يعطون بشرط الفقر. رد المحتار ص ۲۴۴ باب المصروف ص ۲۴۴

ع قال زين الدين ابن نجيم الحنفی: (وقوله وعبدته وطفله) أي الموقوف وقيل الزكاة وقيل الحق
 به بعد الغنى وورده الصنفين لأنك إذا عبدت موكلاً وهو ليس بمصرف -
 البحر الرائق ج ۲ ص ۲۴۴ باب المصروف

ومثله في الهداية ج ۲ ص ۱۸۹ باب المصروف.

ع قال علي ابن ابی بکر المرصفي: ولا يجوز دفع الزكاة إلى من يملك نصاباً من ائ مال كان
 كان لغنى شرعي مقدم - (الهداية ج ۱ ص ۱۸۹ باب المصروف)
 وايضاً: وبإسبيل من كان له مال في دينه وهو في مكان لا شئ له فيه -
 الهداية ج ۱ ص ۱۸۹ باب المصروف

مدارسی عربیہ کو سفر اخراجات کے لئے زکوٰۃ دینا | **سوال** :- مدارسی عربیہ کے لئے کوئی مستقل ذرائع آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ دیگر صدقات واجہر کی قوم سفراء کی واسطت سے جمع کی جاتی ہیں۔ کیا مدارس کے سفراء کو زکوٰۃ دیدینے سے انسان کی ذمہ داری فارغ ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ دیگر صدقات واجہر کی مصیبت ادائیگی کے لئے فقراء اور مساکین کی تنصیب شرط ہے۔ اس لیے جن مدارس میں طلباء کو کھانا دیا جاتا ہے تو تعلیم کا کھانا سے زکوٰۃ کی رقم کی ادائیگی درست ہے البتہ جن مدارس میں بطبخ کا انتظام نہ ہو تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے طلباء کا اعاشہ یا کوکشا تین ضروری ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ عظام اور علماء کو خود صدقات وغیرہ دیتے ہوں۔
قال علاؤ الدین المصنفی: ۱۔ بصرہ المذبحی الی کلام ادائی بضمہم، لم یصلح لکلا اباحتہ۔ ۲۔ والمدار الخدار علی صدورہ المختار ج ۳ ص ۳۸۱ باب المصروف بہل

میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے | **سوال** :- کیا غائبانہ سکین بیوی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے ایسا ایسا ہی غائبہ کو بیوی زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- میاں بیوی ایک دوسرے کی زکوٰۃ کے لیے مصروف نہیں اس لیے ایک دوسرے کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ دا نہیں ہوگی۔

قال علی ابن ابی بکر اسرفینا فی: ۱۔ ولا تلزمتہ فلا تلزمک فی المنافع مادیة ولا تدفع المرأة الی زوجہ عند ارض حنیفۃ۔ ۲۔ راجعہ الیہ ج ۱ ص ۱۸۸ باب المصارف ص ۳۷

قریبی مدر کہ چھوڑ کر کسی دوسرے مدرس میں زکوٰۃ دینے کا حکم | **سوال** :- ایک شخص زکوٰۃ ہمیشہ اپنے قریبی دینی مدرسہ کو

لہ فقہان ابن اثیر ابن خیر الحنفی: ۱۔ فی تخیلک فان من خیر مسلم ۲۔ راجعہ الیہ ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب زکوٰۃ ورجلہ فی التہذیب ج ۲ ص ۱۸۸ کتاب زکوٰۃ۔

کے قال علاؤ الدین المصنفی: ۱۔ نکلا: ۲۔ من بینہما ولا دلوہ مسلکاً لا فقیراً وینہما زوجۃ ولو ہوا نفع۔ ۳۔ راجعہ المختار علی صدورہ الفت ج ۲ ص ۳۸۱ باب المصروف۔
ورجلہ فی التہذیب ج ۱ ص ۱۸۸ باب المصروف۔

زکوٰۃ کی قیمت سے غریب کو کھانا کھلانا | **سوال :-** اگر کسی غریب اور مسکین زکوٰۃ کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جائے اور اس کا سنا

میں قیمت زکوٰۃ کی کر لی جائے تو کیا اس سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ کی ادائیگی میں اہم شرط تملیک کا ہے کہ کسی غریب یا یتیم کو اس کا مالک کر دیا جائے، جو کچھ صورت مستلزم میں غریب کو کھانا کھلانے میں تملیک نہیں ہو سکتا ہے اس لیے اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، تاہم اگر وہ کھانا کسی غریب کو بطور تملیک دیا جائے تو وہ درست ہے۔

لما قال العلامة المحقق: فلو طعمه بيميناً فادى الزکوۃ لا يجزيه آلا دفع اليه الطعم لانه بال دفع اليه ينشأ الزکوۃ منكمه قيصراً لا من مكه بخلان ما اذا طعمه معه. (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب الزکوٰۃ) ۱۵

سوال :- اگر کسی شخص کو زکوٰۃ کے پیسے کسی مدرسہ وکیل کا زکوٰۃ کی رقم کو خود استعمال کرنا یا غریب شخص کے لیے دینے یا میں یکن یہ شخص وہ خود اپنے اور خرچ کر لے جبکہ یہ شخص وکیل خود بھی مستحق ہے تو کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہوئے گی؟

الجواب :- اگر مرکزی زکوٰۃ دینے والے نے اس آدمی کو کسی خاص شخص یا مدرسہ کو زکوٰۃ پہنچانے کا وکیل بنا کر زکوٰۃ کے پیسے دینے ہوں اور اس صورت میں وکیل نے وہ رقم اپنے اور خرچ کر لی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور یہ وکیل خاص ہوگا۔ البتہ اگر مرکزی کی طرف سے مطلقاً تمیناً دیا گیا ہو کہ جہاں چاہے اس کو خرچ کرے تو اگر یہ شخص خود مستحق زکوٰۃ ہو اور اس نے وہ رقم بطور زکوٰۃ اپنے لیے قبض کر لی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

لما قال العلامة المحقق: ولو وكيل ان يدفع لولد الفقير و زوجته لا تصح الاداء في دفعه حاجته شئت. والرد المحتار على مدارك المحتار ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب الزکوٰۃ) ۱۶

لما قال العلامة ابن نجيم: وأما إذا أكلها من دفع، طعماً اليه بيد غيره - يعني، نلتها العلة وإن كان ليدفع له وإن ألتيم لم يجز (فقد المبرك هو الحديث: لا تأكلوا من ثمره حتى يبلغه) ۱۷

لما قال الشيخ وجه للرجحان، لو قيل أن يدفع الزکوۃ لولد الفقير أو زوجته الفقيرة إذا حضر أو لم يكن في شخص معين فلا يجوز له أن يأخذ الزکوۃ لنفسه إذا أقال له أو لم يكن معهما حيث تمت دفعه الاسلامي وأدلت ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب الزکوٰۃ. ثانياً التوكيل في اداء الزکوۃ ۱۸

وکیل کا اپنے اقرباء کو زکوٰۃ دینا | **سوال :-** اگر کسی شخص کو تقسیم زکوٰۃ کی ذمہ داری سونپی گئی ہو تو کیا یہ شخص اپنے اصول اور فروع کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب :- وکیل ذاتی طور پر مال کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ نہیں دے سکتے ہیں لیکن اس کے اصول و فروع جب معرفت زکوٰۃ ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال الشيخ الامام حافظ الدين: (الوكيل باءاء الزکوٰۃ اذا عرفة احواله الكبير او الصغير او امرأته وهم محايو بيع جاز ولا يمسك لنفسه شيئاً).

ربذا ذیة عن هاشم الهندیة ج ۳ ص ۱۸۸ کتاب الزکوٰۃ۔ اذا ذلک المعروف

غنی بجاہ کو زکوٰۃ دینا | **سوال :-** وہ لوگ جو جہاد میں شریک ہوں اگرچہ مالی اعتبار سے ان کی حیثیت مستحکم ہو لیکن پھر بھی بعض اسی مقدس کام کی وجہ سے ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- یہ شخص اگر وطن میں مال رکھتا ہو لیکن میدان جہاد میں جاتے وقت اس کے پاس مال نہ ہو تو پھر جہاد کے لیے نکلنے والے اس شخص کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں، تاہم غنی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

لما قال المکاسبی: (واما استثناء ما لا ذی فہو لعل علی حال حدوث الحاجة وسائر غنی علی اعتبار ما کان قبل حدوث الحاجة وهو ان یکون غنیاً ثم حدثت به الحاجة ثم یعزم علی الخروج فی سفر غیر فیحتاج الی آلات سفر وسلاح يستعمله فی عزو ومرتکب غیر علیہ فیجوز ان یعطى من الصدقات ما یتعین به فی حاجته الحق تحدثت فی سفره وهو فی مقامه غنی بما ملکہ لانه غیر محتاج فی حال اقامته فیحتاج فی حال سفره فیحصل

لما قال ابن عابدین: (ولا اذ فہو لعل ان الغنی فیعرف الی البالغ ولو کما صحیبت)۔ خافوا ان یأخذوا لعل فیہ لیلۃ فکذا اذا تم فی یوم الیہ ولا علی الاصح لما نہ بعد غنیاً یعنی بخلاف ولیدہ الکبیر فاذہ لا یعد غنیاً یعنی الیہ ولا الاب یعنی ابنتہ ولا لعل یعنی امہ۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۹ باب المعروف، مطلب فی الخواص الاصلیۃ، ومثلہ فی: لہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی الصدقات۔)

قوله لا تمنع الصدقة لغير الآغا في سبيل الله على من كان غنياً في حال مقامه فيعطى
بعض ما يمتدح إليه سفره لما أحدث. لسفره من الحاجة ألا أنه يعطى حين يعطى وهو
غني. (البدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۸۳ فصل الذي يرجع إلى المودع) له
سوال :- کیا کوئلہ آدمی اپنے غریب اور مفلس داماد کو زکوٰۃ دے
دما د کو زکوٰۃ دینا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ کا مال اپنے کسی رشتہ دار کو دینا جائز نہیں جو اصول یا فروع میں
داخل ہو داماد جو محکم بذات خود ان دونوں میں کسی میں بھی داخل نہیں اس لیے اگر وہ غریب
ہو تو دیگر رشتہ دار بدل کی طرح اس کو بھی زکوٰۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔
لما قال العلامة ابن نجيم، قيد بأصله وخرجه لأن من سواه هم من القرابة يخرجون
بهم وهو أولى لما فيه من تعلقه مع الصدقة كالأخوة والأخوات من الأعمام والعلمات
والأخوات والخالات انفراداً ولو لم يزد في الفتاوى الظهيرية ويبدل في الصدقات
بألا قال ج. (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۰۳ باب المصروف) سے

سوال :- اگر باپ بیٹا دونوں ایک ہی مگر رتے پر
بہو رتے کی یہوی کو زکوٰۃ دینا کھانا پینا آپس میں اکٹھا ہو تو ایسی حالت میں بہو کو زکوٰۃ
دینے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ بہو کو زکوٰۃ دینے سے تو اس کے گھر میں محصور رہ جاتے ہیں۔
الجواب :- اصول اور فروع کے علاوہ دیگر سب رشتہ دار بدل کو زکوٰۃ دینا نہ صرف جائز
بلکہ افضل ہے۔ زوجہ الاہل یعنی بہو اصول اور فروع میں نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا

لہ لما قال ابن عابدین: رقت قوله ما نسب «لواتعات» وفي المسند ولا يجوز دفع الزکوٰۃ
إلى من يملك نصيباً لا إلى طالب علم والفقير ومنقطع الحج لقوله عليه السلام يجوز
دفع الزکوٰۃ لطالب علم وإن كان له نفقة لغيره سنة. (رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۳ باب الزکوٰۃ)
ومثله في السهنية ج ۱ ص ۱۸۰ کتاب الزکوٰۃ. (اناب السامع في المصروف) .
لہ وذا السهنية ولا فضل في الزکوٰۃ وانظر ما انفرد به منصرف ولا إلى الأخوة والأخوات
إلى ولا دهم ثم إلى الجيران. (الفتاوى السهنية ج ۱ ص ۳۰۳ باب المصروف)
ومثله في رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۳ باب المصروف .

معرفت ہے اس لیے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگرچہ اس کے فوائد تحریر میں ہی نہیں بشرطیکہ جو
مستحق زکوٰۃ ہو۔

لما قال ابن نجيم: وقيد بالصحة وقرعته كان من سواهم من المتعلقين بوجوب دفع
لهم وهو اطلاق فيه من الصلة مع الصفة كالزكاة والاخوات والاعمام والعميات
والاخوال والمخالات الفقراء. ولهذا اقل في الفتاوى الظهيرية وبين في المصنفات
بالاقتراب ثم الموالى ثم الجيران وذكر في موضع آخر معنى ان ابي حفص الكبير لا
تقبل صدقة الرجل وقرائنه مما يخرج فيسد حاجتهم. (البر الوفاء ج ۲ ص ۲۸۱ باب يعرف له
انما مسجد وعشر زکوٰۃ قرینا) **سوال ۲۰:** اگر ایک امام مسجد اپنے مقتدیوں سے جبراً زکوٰۃ
درم کرنا کرے یعنی مقتدیوں پر لازم ہو کر وہ زکوٰۃ و عشر امام
کو دے گا، تو کیا اس سے زکوٰۃ و عشر ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: آخرت میں زکوٰۃ دینا خود بہرہ ہو یا رضا ہو جائز نہیں، ایسی حالت میں
قرم کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی تاہم اگر امام غریب ہو تو بطور صلہ اس کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں۔
لما في الحديث: ولو نوى الزكاة بما يدفع العلوي الخليفة ولو ساء أمره ان كان الخليفة
لحال لو لم يدفعه يعلم انصبها. ايضاً اجزاء والا فلا وكل ما يدفعه الى اخيه من رجال
والسارق الاعيان وغيرهما بقية الزكاة. (الفتاوى الظهيرية ص ۲۸۱ کتاب زکوٰۃ و عشر علی فقہ حنفی علیہ
الطہار امام کو صدقہ قطر دینا) **سوال ۲۱:** اگر امام کی مالوری اس کے اقدار سے ثابت ہو تو
اس کے باوجود اس کو صدقہ قطر دینے کا کیا حکم ہے جبکہ امام است

لما قال في الهندية: يكره أهل زكاة من يمد له يديه... والافضل في الكثرة والفضل في النقص والفضل في النقص
بصرف قوله: والافضل في النقص والافضل في النقص... والافضل في النقص والافضل في النقص...
والافضل في النقص والافضل في النقص... (الفتاوى الظهيرية ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب زکوٰۃ و عشر علی فقہ حنفی علیہ
الطہار امام کو صدقہ قطر دینا) **سوال ۲۲:** اگر امام کی مالوری اس کے اقدار سے ثابت ہو تو
اس کے باوجود اس کو صدقہ قطر دینے کا کیا حکم ہے جبکہ امام است

لما قال ابن نجيم: وفي المستقط من الاجسام العلم اذا اعطى خليفته شيئاً نأوى الزكاة فان
كان بحيث يوصله نولم يعطه يصع حنهما والا فلا. (الاشباہ والنظائر ج ۲ ص ۲۸۱)

کی اجرت لینے کے تحت میں ہو؟

الجواب :- صدقہ فطر غریب، فقراء اور مساکین کو بطور نیک دیا جاسکتا ہے۔ امام جب اہل
ہو تو اس کو صدقہ فطر دینے سے ذمہ داری قائل نہیں ہوتی، قوم کو بلا لینے کہ امام کی خدمت تک
طرہ لینے سے کرے، نیز امامت کی اجرت میں صدقہ فطر دینا جائز نہیں خواہ امام غریب ہی کیوں ہو
تاہم اگر ایک امام غریب ہو تو اجرت کی نیت کیے بغیر محض ایک عالم دین کی ضروریات کے تکفل
کی نیت سے دینے میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال فی المندقیہ، ومصرف غلۃ الصدقة ما هو مصرف الزکوۃ۔

والفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۹ کتاب الزکوۃ، ابن اثار میں فی تصانیفہ ص ۱۷۰

مسوال :- اگر کسی نے زکوۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر طلباء
میں تقسیم کیں تو کیا اس سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- کتابیں بھی دیگر اجناس کی طرح قابل تحکک و تنکک ہیں اس لیے زکوۃ میں
کتابیں دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے تاہم اس میں طلباء کو نیک دینا ضروری ہے صرف عاریض
دینا یا مدرسہ کے کتب خانہ میں بطور وقف رکھنے سے نیک کے فائدہ کی وجہ سے زکوۃ ادا
نہیں ہوگی۔

قال علاء الدین الحصکفی، یصرف الزکی الماکلہم، والی بعضہم ولا تمیلکلا بلعۃ۔

والمدبر الخار علی صدر رد المحتار ج ۲ ص ۳۷ کتاب مصرف ص ۱۷۰

مسوال :- ایک شخص عیاشی کی وجہ سے مقروض ہو
گیا تو کیا اس کو مدیون کے ذمہ میں شمار کر کے زکوۃ

دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- مقروض کے قرض میں یہ ضروری نہیں کہ اس کا دین کسی نیک کی وجہ سے ہو

لما قال ابن قیم، وصدقہ فطرہ لزوۃ فی البصائر۔ (ابن الوائق ج ۲ ص ۲۵۹ باب البصائر)

فی مسئلہ فی رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۹۔ باب مصرف ص ۱۷۰

لما قال ابن قیم، ۱۰۔ ہی تعلیقات لال من فقیر صدر (ابن الوائق ج ۲ ص ۲۵۹ کتاب الزکوۃ)
فی مسئلہ فی البصائر ج ۲ ص ۳۹۹ کتاب الزکوۃ۔

ہام اگر موقوفہ کے قرض کی ادائیگی سے اس کے نقص و فخر میں اضافہ ہو سکتا ہو اور بے ذمی کئے
زائیں کھل سکتی ہوں تو ایسی حالت میں کسی نیک آدمی کو زکوٰۃ دینا اولیٰ ہے ۔

ما قال فی المسندینہ : التصدق علی الذقیار العام افضل من التصدق علی الجاهل ۔
و انفاوی المسندینہ ج ۱ ص ۱۸ کتاب الزکوٰۃ : باب السامع فی المصارف س ۱۷

مسوال ۱۔ اگر کسی شخص کے پاس اتنا مال موجود ہو جو مقدار نصاب کو
موقوفہ پر زکوٰۃ کا حکم پہنچاتا ہے لیکن یہ شخص موقوفہ میں ہے اور قرضہ اس مال سے نکال دیتے تو
نصاب پورا نہیں رہتا کیا اس مال پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر شخص کے پاس اتنا مال ہو جو مقدار نصاب کو پہنچاتا ہو لیکن موقوفہ ہونے
کی وجہ سے اگر قرضہ میں سے نکال دھائے تو باقی مال سے مال نصاب پورا نہیں ہوتا اس لیے
اس شخص پر زکوٰۃ لازم نہیں، البتہ قرضہ نکلنے کے بعد اتنا مال بچے جو مقدار نصاب کو پہنچے تو جو دن
میں سے اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

قال علی بن الجابر بن عیسیٰ : وان کان ماله اکثر من دینہ ذکی ناقض ذابغ
نصابہ۔ (المسندینہ ج ۱ ص ۱۸ کتاب الزکوٰۃ س ۱۷)

مسوال ۱۔ اگر ایک شخص کی کاہری حالت
زکوٰۃ دیتے وقت کاہری حالت پر اکتفا کرنا کو مد نظر رکھتے ہوئے اُسے خبر دیا جائے کہ
اگر زکوٰۃ دی جائے جبکہ اس کی اصل حالت سے ناواقفیت ہو تو کیا ایسی حالت میں زکوٰۃ ادا
ہوگی یا نہیں؟

الجواب۔ اسی میں دارومدار زکوٰۃ دینے والے کے غلبہ ظن پر ہے اگر زکوٰۃ دیتے وقت

ما قال المصنف : ادا ہو ا و صبح : و اربع اوائق مہینہ ا و ا ل طالب العرفی : ا و ا ح
التصدق علی العام الفقیر حصن (و ا ل فخر العارف) : ا و ا ح ۲ ص ۵۸۰ باب المصروف
و و شہد فی سطح طحاوی ص ۹۰۔ باب المصروف۔

لے ق و ا ل و ا ل دین المصنف : ا و ا ح ۲ ص ۵۸۰ باب المصروف۔ لے ق و ا ل دین المصنف : ا و ا ح ۲ ص ۵۸۰
ابن بلع تصانیہ : ا و ا ح ۲ ص ۵۸۰ باب المصروف۔ لے ق و ا ل دین المصنف : ا و ا ح ۲ ص ۵۸۰
و شہد فی سطح طحاوی ص ۹۰۔ باب المصروف۔

اس کا غالب گمان یہ ہو کہ یہ شخص معصوم زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ دی جائے تو اس سے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔ اگرچہ بعد میں اس شخص کا غنا ثابت ہو جائے۔

لما قال في الهندية: اذا شئت وتحرى فوقع في اكبر ما به انه محل الصدقة فذفع اليه او سال منه فذفع اوراء في صف الفقراء فذفع فان ظهر انه محل الصدقة جازيا لاجراع وكذا ان لم يظهر حاله عنده واما اذا اظهر انه غني او هاشمي... فانه يجوز وتسقط عنه الزكاة في قول ابي حنيفة وعبد الله بن ابي رافع والي الهندية ^{بم} استجاب الزكوي انما اسباب المصارف

سوال ۱۔ فقراء کرام نے جہاں یہ لکھا ہے: زکوٰۃ کا مال اپنے کاؤل کے فقراء کو چھوڑ کر دوسری جگہ فقراء کے لیے لے جانا مکروہ ہے، تو اس سے کون سا کاؤل مراد ہے؟ اگر ایک شخص وطن اسی کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کو وطن اقامت بنا کر تجارت کرے تو اس کی زکوٰۃ کی رقم کیلئے اس کا وطن اصلی یا وطن اقامت اپنا کاؤل شمار ہوگا؟

الجواب ۲۔ اس سے وہ مقام مراد ہے جہاں پر کاروبار کیا جاتا ہو تو وہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت، ممکن ہے کہ ایک انسان اپنی جائے پیدائش (وطن اصلی) کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ معصوم غل ہو تو اس کو چاہیے کہ کاروبار کی جگہ میں فقراء پر زکوٰۃ تقسیم کرے۔

قال علاء الدين الحسكي: والمعتبر في الزكاة فقرا مكان المال لا اهل البيت بل مودعها ^{بم} باب المصارف
زکوٰۃ کی رقم سے دی کتاب چھپوانا **سوال ۱۔** ایک شخص نے دی کتاب چھپوانے کا ارادہ

لما حل اعلامه من الدين الوغنا في قول ابو حنيفة وعبد الله اذا وقع الزكاة في رجل ينفقه فقيرا قسم بان انه غني او هاشمي او كافرا فوقع في ثلثة فبان انه ابوا وابنه فلا حاجة عليه... وعذا اذا تحرى فذفع وفي اكبر... به انه مصرف اما اذا شئت وتحرى فوقع في اكبر ما به انه ليس بصرف ولا يجر به الا اذا علم انه غني هو لصحيح (الهداية على مسند محمد القدير ج ۲ ص ۱۹۲) باب من يجوز دفع الصدقة اليه (الح)

ومثله في البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۴ باب المصارف -

قال زين الدين بن نجيم: والمعتبر في الزكاة مكان المال لا اهل البيت (المحلى ج ۲ ص ۲۵۰) باب المصارف

ومثله في المنتقى ج ۱ ص ۱۱۱ باب المصارف (المصنف)

اودا کیا لیکن وہ مفلس ہے تو اگر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے کتاب بچھواتے اور پھر تحقیق زکوٰۃ پر تقسیم کئے تو کیا یہ جائز ہے یا نہ؟

الجواب :- اگر شخص غور و معریف زکوٰۃ ہو اور زکوٰۃ جنگل کی امانت سے طباعت کے بعد یہ کتاب مستحقین میں تقسیم کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ احادیث زکوٰۃ میں تملیک ضروری ہے اور بہان تملیک ممکن نہ ہو وہاں زکوٰۃ الحکم لگانا درست نہیں۔

لما قال حاکم بن عیسیٰ: «ویشترط ان یکون الصرف قبل ان لا ایاحة فلا یصرف» جانا نحو المسجد وکان فی کلینیت وقضاء دینہ۔ (الدر المختار علی صمدیہ والمختار ۲۴۰ ص ۲۴۱ باب الصرف)۔

سوال :- مدارس اور خانقاہوں میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا **رئیس** کے پاس زکوٰۃ جمع ہو کر مبلغ وغیرہ پر خرچ ہوتی ہے ایسی حالت میں مبلغ سے کھاتے والوں میں یہ فرق نہیں ہوتا ہے کہ یہ کسی مدرسے نے کھانا یا غریب نے، تو کیا اس سے زکوٰۃ کی رقم ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ کی رقم کی محنت ادا ایسی کے لیے کسی فقیر اور مسکین کو مالک بنانا ضروری ہے، مدرسہ دینی میں عموماً غریب اور اہل طلبہ ہوتے ہیں جن کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے، لیکن خانقاہوں کے منکر سے کھانے والوں میں صرف مسکین نہیں ہوتے بلکہ اہل لوگ بھی شامل ہوتے ہیں، ویسے بھی کھانا کھلانے میں وجہ تک یا قاعدہ تملیک نہ ہو تو صرف اباحت کے طور پر زکوٰۃ کی ادائیگی صورت زکوٰۃ کے لیے کافی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ فقر اور زکوٰۃ تقبیل کر کے پھر اگر چاہیں تو مبلغ یا منکر میں خرچ کریں، لیکن اس میں بھی فقیر سے جبراً رقم واپس لینا جواز تملیک میں ہزل کی شانہ کی ترکت ہے بہر حال کسی جواز تملیک کے بغیر زکوٰۃ کی رقم منکر میں خرچ کرنا نقصان سے خالی نہیں۔

قال فی الہندیۃ: «منہا الفقیر وهو من لہ اذنی شئ وهو ما حویٰ» تصاب وقتہ نصاً

سواء قال فی الہندیۃ: «اما تشیرہ ذہبی تملیک المال من فقیر مسلم» (الفرانقاوی الہندیۃ

باعتبار کتاب الزکوٰۃ: الباب الاول)

وفیہ ایضاً: «ولا یجوز ان یتبی بالزکوٰۃ المسجد وکذا القطار والسقایات»۔۔۔ دلائل تملیک

فیہ الخ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۸ کتاب الزکوٰۃ: الباب السابع فی المصارف)

ومثلہ فی فتح القدیر ۲۴ ص ۲۸۷/۲۸۸ باب المصارف۔

خیر نام وهو مستغرق فی الحاجة فلا یخرجہ من الفقر ملک نصاب کثیرہ خیراتیہ ذاکانت
مستغرقۃ بالحادیۃ۔ والفتاویٰ المتنبیۃ برامک کتاب زکوٰۃ باب التلا فی انصار۔ اے
دینی مدارس یا رفاہی اداروں کے مالی پرزکوٰۃ | **سوال ۱۔** بعض دینی مدارس و رفاہی اداروں
کا کافی آمدن ہوتا ہے کیا اس پر زکوٰۃ واجب
ہوگی یا نہیں؟

الجواب ۱۔ زکوٰۃ کے وجوب کے لیے شخصی ملکیت کا ہونا ضروری ہے اس لیے مدارس یا کسی
رفاہی ادارے کی حالت پر حوالہ دینا حل کے باوجود زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔
لما قال ابن عابدین: زکوٰۃ ملک نصاب (فلا زکوٰۃ) فی سواہم توقفت طویل و البتۃ
لعدم النصاب۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۵ کتاب الزکوٰۃ)۔

سوال ۲۔ وہ مدارس میں بعض سیاسی جماعتیں اپنے لیے
زکوٰۃ اور پرچم قربانی جمع کرتی ہیں کیا ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟
| **کسی سیاسی جماعت کو زکوٰۃ دینا**
اے اسی سے زکوٰۃ ادا ہو جائے؟

الجواب ۱۔ زکوٰۃ باسقاط واجب علی تملیک بالعرض شرط ہے جو نہ کسی سیاسی جماعت میں یہ
پرچم منظور ہوتا ہے اس لیے حوالہ زکوٰۃ کو سیاسی مقاصد، خدمات، ملکیت یا دیگر کاموں میں استعمال کرنا
جائز نہیں اور نہ اسی سے زکوٰۃ ادا ہوگی بلکہ اس کے بجائے دینی مدارس زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہیں۔
لما قال: سلامۃ المحکمۃ، ہی تملیک خرم الاباحۃ فلما علم نتیجۃ ناویا الزکوٰۃ لایجزیہ
الا اذا فوج انہ یشعلوم۔۔۔ جزء مالہ یخرج المنفعة للواسکن فقیر دار و منۃ ناویا

لما قال: سلامۃ المحکمۃ، اسی مصرف الزکوٰۃ کی توقع ہو تو منۃ ناویا فقیر دار و منۃ ناویا
نصاب نہیں امتحان ہوتا ہے۔ (المدار المختار ص ۲۲۱ کتاب الزکوٰۃ)۔
و مسئلۃ فی الرافۃ الخلاح ص ۳۹۹۔ باب مصرف۔

۳۔ قلم اعلامۃ کا کافی؟ و اما ان شرط القی ترجع الی مالہا فمنہا ملک فلا تجب الزکوٰۃ فی سواہم الوقف
ونقل السبلۃ لعدم ذلك وهذا لان فی زکوٰۃ والتملیک فی غیر ملک لا یتصور۔
دہدائے الصنائع ج ۲ ص ۹۔ فصل الشرطۃ فی ترجع الی المال
۴۔ و مسئلۃ فی تبیین اعتقاد شریعتیہ قائل ج ۱ ص ۲۵۱ کتاب الزکوٰۃ۔

لايجز به عينه الشارع۔۔۔ من مسلم فقير وفوعثوا۔

والله اعلم بالصواب ج ۲ ص ۲۵۶ کتاب الزکوۃ (۱)

سوال۔ حکومت کا دہاری اور ٹیکس کی ادائیگی سے زکوۃ اور عشر کا وجہ متاثر نہیں ہوتا۔ صنعتی اداروں سے بخاری ٹیکس وصول کرتے ہیں اور ان ٹیکسوں کو رفاہ عامہ کے کاموں میں بھی خرچ کرتے ہیں، کیا اس طرح ٹیکس لوار کرنے سے زکوۃ کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مختلف قسم کے ٹیکس حکومت کا ذریعہ آمدنی ہوتے ہیں جن میں عبادت کا عنصر منقود ہوتا ہے اس لیے اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت ٹیکس ہر شہر کی سے وصول کرتے ہوئے مسلمان ہو یا غیر مسلم، جبکہ زکوۃ کی ادائیگی کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے۔

لہ قال العلامة بروہان الدین المرحومانی، زکوۃ واجبة علی المرافعات البالیغ المسلم۔ (املاک نواباً مسلکاً تاماً و علی علیہ احوال۔ ہدیہ ج ۱ ص ۱۸۵ کتاب الزکوۃ) (۲)

سوال۔ ہم سے گاؤں کے قریبان کا زمین موقوفہ زمین کے مقدمہ پر زکوۃ کی رقم خرچ کرنا۔
الجواب۔ زکوۃ کی ادائیگی میں ٹیکس بلاغوں کی شرط ہے، اگرچہ اس مقدمہ میں بہرہ و منقود ہے اس لیے قریبان کے مقدمہ یا دیگر رفاہ عامہ کے کاموں میں زکوۃ کے روپے لگانا صحیح نہیں اس سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

لہ قال العلامة ابو یوسف کات النسفی: فی تدلیک الدال من فقیر مسلم غیر ہاشمی۔

کتب الذائق علی هامش البصر لرائق ج ۱ ص ۱۸۵ کتاب الزکوۃ (۳)

لہ قال العلامة الغضنفری، و شرط اقتضاها عقل و بلوغ و سلام و حریة والعلم به ولو کما کونہ فی دمرنا فلا زکوۃ۔ (فتاویٰ عابدی، قولہ و سلام فلا زکوۃ علی کافر لعدم خطاہ بالفروع۔)

و قال مختار ج ۲ ص ۲۵۸ کتاب الزکوۃ (۴)

و یملکہ فی شرح اوقایہ ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الزکوۃ۔

لما قال العلامة علاء الدین الحسکفی، ویستقرط ان ینکون الصبرف تسلطاً لا باحة کما
لا یصرف الی بناء معوج جدید ولا الی کفن میت وقضاء دینیه۔

(الدرا المختار علی صدر مدار المختار ج ۲ ص ۳۲۳ باب المصروف) لے
زکوٰۃ کی رقم سے مشترکہ مفاد کے لیے سامان خریدنا **اصوال :-** اگر ملاک کوئی غرض اور غرض
اہمائی طور پر خریدنے کا ارادہ کریں تو کیا اس کام کے لیے زکوٰۃ کی رقم استعمال کی جا سکتی ہے یا نہیں؟
الجواب :- زکوٰۃ یا صدقات واجبہ میں تنفیک برائے غرض مشترکہ مفاد کے لیے ہوا شیاء
خریدی جاتی ہیں ان میں جو کوئی شخص کی ملکیت نہیں ہوتی اس لیے ایسے مواقع میں زکوٰۃ کی رقم کا
استعمال جائز نہیں۔

لے قال علاء الدین الحسکفی، ویستقرط ان ینکون الصبرف تسلطاً لا باحة کما مر کلا
یصرف الی بناء نحو المسجد ولا الی کفن میت..... لعدم التعلیل وهو الزکوة۔

(الدرا المختار علی صدر مدار المختار ج ۲ ص ۳۲۳ باب المصروف) لے
کیا سنی العقیدہ شخص کسی شیعہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے **سوال :-** اگر قرب و جوار میں شیعہ بادی
کی کثرت ہو اور سنی عقیدہ شخص غریبی
زکوٰۃ شیعہ مسک سے تقویٰ رکھنے دینا میں تقسیم کرے تو کیا اس سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟
الجواب :- زکوٰۃ کے مصرف کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے، جبکہ خالی قسم کے شیعہ اپنے
غناؤں بالکل کی وجہ سے اسلام سے خارج ہیں اس لیے وہ لوگ سنی العقیدہ شخص کی زکوٰۃ کا مصرف
نہیں اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی تاہم زکوٰۃ کے علاوہ صدقات داخلہ غیر مسلم کو دینے میں

لے لما قال العلامة ابن نجیم، تحت قوله ولا الی ذقی وغیرھا وبناء مسجد وکفنیة
میت وقضاء دینہ وشراء قن یعق..... وعدم الجواز لعدم التعلیل الذی هو الزکوة
فی کلام یحی۔ (ایضاً الوائض ج ۲ ص ۲۴۲ باب المصارف)

لے قال فی المہندیۃ، کما یجوز ان ینفی با زکوٰۃ المسجد وکذا انفاقاً وطعاماً ولباساً
الغریقات..... ولا مکالاً تعلیلاً فیہ۔ (الفتاویٰ المہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۹ کتاب زکوٰۃ الباب السابع فی المصارف)
ویشمل فی المداویۃ علی صدر دفع المقدیر ج ۲ ص ۲۰۲ باب من یجوز دفع الصدقة الیہ۔ الخ

کوئی خرچ نہیں۔

لما قال العلامة القرضاşi، وهو تعليل جزء مالي عينه الشارع من مسلم فقير۔

والدرا المختار على صمدية المختار ج ۲ ص ۲۵۶ کتاب الزکوة (۱) حله

قسطوں پر کوئی چیز فروخت کرنا اور اس پر زکوٰۃ کا حکم۔ اس سوال کے ایک شخص نے

نیریدی اور بھڑاس کو ایک لاکھ پچیس ہزار (۱۲۵۰۰۰) روپے قسطوں پر اس طرح فروخت کیا کہ ہر سال پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) روپے بطور قسط خریدائیائی اُسے ادا کرے گا اس طرح زکوٰۃ مجموعی رقم پر اُسے کیا صرف اقساط پر ہوگی؟

الجواب۔ اگر کسی نے کوئی چیز تجارت کا نیت سے خریدی ہو اور بھڑاس کو قسطوں میں منافع پر فروخت کیا ہو تو ان میں زکوٰۃ ہر قسط وصول کرنے کے بعد واجب ہوگی، جب بھی کم از کم چالیس روپے بطور قسط قبول ہوں تو اس میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا لازم ہوگا، اگر چالیسویں حصہ سے کم ہو تو اس کے پاس پہلے سے کوئی نصاب موجود ہے تو قسط سے حاصل ہونے والا مال اس کے ساتھ ملا کر مال سے زکوٰۃ ادا کرنا لازمی ہے ورنہ چالیس واہم کے پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ دینا لازمی ہے۔

قال علاؤ الدین العسکری: فتجب زکوتها اذا فقم نصابا و حال العول لکن لا فورا بل عند قبض اربعین درہما من الدین القوی کقروض و بدل مال تجارت فکما قبض اربعین درہما یلزمہ درہم۔ والدرا المختار علی صمدیة المختار ج ۲ ص ۲۵۷ باب زکوٰۃ المال (۲) حله

سوال۔ مدرس اور صاحبین زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنے کے لیے عموماً یہ حیلہ زکوٰۃ کا حکم جید کیا جاتا ہے کہ ایک شخص مجملہ رقم زکوٰۃ قبض کر کے تعمیر یا ڈومیرے امور

لہ قال فی الہندیۃ، واما الحرفی المتسامن فلا یجوز دفع الزکوٰۃ والصرفۃ الواجبة الیہ با وجہ و یجوز صرف التطوع الیہ۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۵۷ کتاب الزکوٰۃ باب ما یصلح فی المصارف) و یُنکح فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۳ باب المصارف۔

لہ وف الہندیۃ، وقوی و هو ما یجب بدلا من سلخ التجارۃ اذا قبض اربعین زکی لہما معنی۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۵۸ کتاب الزکوٰۃ) و مشرک فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۰ کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کی رقم چوری ہو جائے یا کوئی چیز چھین لے | سوال۔ اگر کسی نے زکوٰۃ کی رقم کسی کے
 قریب زکوٰۃ کے ادا ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ | اس غرض سے اپنے پاس رکھی کہ جب کوئی
 مسکین مل جائے تو اس کو دے دوں گا، پھر
 کسی چور نے اس سے رقم چھین لی یا کسی نے اس سے چیز چھین لی تو کیا اس سے ذمہ دہی فارغ
 ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں ادا کرنے والے کی نیت ضرور قیہ ہے بصورتِ غیر جب
 نیت نہ ہو تو نہ کوئی ادا نہیں ہوئی۔ قال زین الدین ابن نجیم: «ما استع من ذمۃ مالک
 لا یخلف ما ذکرہ ولو اخلع لا یقع عن الزکوٰۃ لکن یزید الخیار» و پھر زکوٰۃ ج ۲ ص ۱۸ کتاب زکوٰۃ
 نیت کا ہونا زکوٰۃ دینے کے وقت ضروری نہیں بلکہ اگر کہیں چوری زکوٰۃ مہیا کرنے کے وقت نیت کی جوتو
 کافی ہے تاہم اس سے ذمہ داری ساقط نہیں ہوئی جب تک فقرہ اقبض نہ کریں، چوری کے وقت
 چور نے فقرہ کی ملک مفقود ہے اس لیے ایسی صورت میں مالک پر دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے
 ابراہام خانقاہیہ میں جملہ زکوٰۃ کی وصولی درست ہے۔

قال علاؤ الدین المصنف: «و شرط صیغۃ اقبض لیس مقدرۃ لادای لادۃ و یؤخذ اذین ال
 ما وجب کمرہ» و بعضہ ولا ینخرج من العہدۃ باعلی اس ۱۰۱۵ و ملفقوا۔

واحد لختہ دستی صدور ہو احتیاطاً ج ۲ ص ۱۸ کتاب زکوٰۃ ج ۲

سوال۔ اگر ایک آدمی کسی دوسرے کے دیے
 زکوٰۃ دینا ہے تو کیا اس شخص کی دی ہوئی رقم ہی دینا
 دی رقم نہیں چھین کر زکوٰۃ ادا کر دینے کی وجہ
 من زکوٰۃ کی رقم کسی شخص کو بھی جاتی ہے تو یعنی وہی رقم اس تک نہیں پہنچی بلکہ تہہ بی ہو جاتی ہے
 تو اس صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب۔ کسی دوسرے آدمی کو زکوٰۃ کی رقم دے کر مستحقین زکوٰۃ کو دینی جائز ہے اور

قال زین الدین ابن نجیم: «لا ینخرج بعض ما وجب عن العہدۃ بل لا بد من الادلۃ
 فی المذکور» (ابراہیم بن نجیم ج ۲ ص ۱۸ کتاب زکوٰۃ)
 و یؤخذ فی الصحاحی حاشیۃ لدرالافتاء ج ۲ ص ۱۸ کتاب زکوٰۃ۔

والا فضل اخوته واخوته الخ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۳) باب المعرفۃ الخ

زکوٰۃ کی رقم سے یہ قسم کفہ کو مزدوری دینا | **سوال**۔ مؤخرہ میں حکومت وقت یہ کہوں
یہ علامہ کی جمع شدہ رقم سے کچھ کوئی کرتی ہے
بہرہ رقم کوئی کوئی جاتی ہے اور یہ قسم کے لیے حکومت نے کچھ آڑی تقریر کیے ہوئے ہیں جن کو
اس رقم کی تقسیم اور دیگر معاملات کے عین ماہانہ کچھ رقم بطور خواہ وہ ان کو پس کے ہوتی ہے کیا ایسے
لوگوں کے لیے یہ رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ حکومت کے بیان کے مطابق یہ زکوٰۃ کی رقم ہوتی
ہے اور ان تقسیم کاروں میں اکثریت معرفت زکوٰۃ بھی نہیں ہوتی؟

الجواب۔ ایسی رقم پر حکومت کی تمام کوئی زکوٰۃ پر نہیں ہوتی بلکہ اس میں سود کا
بھی کچھ حصہ شامل ہوتا ہے تاہم اگر زکوٰۃ بھی ہو تو عامل کو زکوٰۃ کی رقم سے مزدوری دینا
جائز ہے اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو؟

ثم في الهدية، ومنها الجاهل وهو من نصب الامام كالشيخ، الصدقات والاعشور،
وبعيد ما يكفي، وعونه بالوسط مدة ذهب بهم والياهم ما دام المال بائنا لا اذا
استقر وقت كفايته لوجهه فلا يزال في نصيبه. (فتاوى الهندية جلد ۱ ص ۱۹۵)
کتاب زکوٰۃ۔ باب السابع في المصارف الخ



لے قال بن نجيم رحمه الله: ويد في الصدقات بالاقارب ثم الموالي ثم الجيران وذكر
في موضع آخر معرباً الى اني حنفى الكلب لا تقبل صدقة الرجل وقواته من وجم فيس
حاجتهم. (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۱) باب المصارف
ومشئلہ فی نور الايضاح من کتاب الزکوٰۃ۔ باب المصارف۔

۲۔ وقال العلامة حنفی رحمه الله: وعامل يوم اساعى وانما شرف يعطى ولو من مال اهلنا
لانه مرغ نفسه لئلا يفسد فيحتاج الى الكفاية والفقير لا يمنع من تناولها۔

والرد المحتار على سدرۃ المحتار ج ۲ ص ۲۱۱ باب المعرفۃ

ومشئلہ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۱ باب المصارف

مدارس کے مستحق زکوٰۃ کو اپنی صوابدید کے مطابق یا حیرتلیک کے بعد خرچ کریں |
 مدارس کے لیے دی جانے تو کیا وہ اسے اپنی صوابدید کے مطابق مدارس کے جملہ امور میں خرچ کر سکتے ہیں

یا حیرتلیک کے بعد خرچ کریں !

الجواب : مدارس کے اہل اہتمام اگرچہ عالمین کی طرح ہیں مگر جس طرح عالمین مال زکوٰۃ کو اپنی صوابدید کے مطابق غرض علی مصارف میں خرچ نہیں کر سکتے تو اسی طرح متعلمین بھی مال زکوٰۃ کو امداد طلباء پر تعلیم کے علاوہ ان کے دیگر امور میں خرچ نہیں کر سکتے بلکہ مدرسہ کے متعلق امور میں خرچ کرنے کے لیے حیرت شرعی ضروری ہے ۔

نا قال ابو بکر الاشعث : ما وضع فی بیت المال من الاموال فاربعة انواع ذل ذکوۃ لسوا و اشعور
 وما اخذ العشار من تجار التميمی اذا مروا بهم ثم دخله ما ذکرنا من المصارف ای انفسر
 ولسا لیس ۔ زیندفع المصنف ج ۱۵۹ فصل ۱۰ ما بیان ما یوضع ۔ (۱۰۷۱)

مدارس دینیہ کے متعلمین کو زکوٰۃ دینا |
 سمائل : وہ لوگ مدارس کے متعلمین کو زکوٰۃ دیتے ہیں حالانکہ وہ خود مالدار ہوتے ہیں تو کیا ان متعلمین کو زکوٰۃ دینے سے مراد ان کی زکوٰۃ اور جو مالے کی جائز کہ جب تک مستحق کسی مصرف میں خرچ نہ کرے اس وقت تک زکوٰۃ کی ادائیگی موقوف ہو کر ؟

الجواب : موجودہ دور میں مدارس کے متعلمین کی حیثیت عالمین زکوٰۃ کی ہے جب کوئی شخص ان کو زکوٰۃ ادا کرے تو اس کی زکوٰۃ ہی وقت سے ادا ہو جائے گی البتہ متعلمین کے لیے لازم ہے کہ وہ زکوٰۃ کو اپنے ذاتی مصارف میں خرچ نہ کریں بلکہ طلباء معلوم دینیہ پر خرچ کریں اور غیر ضروری مصارف سے احتیاط لازمی ہے ۔

نا قال احمد بن حنبل : فیہا من اذکوۃ فلما ذلک ان یذبح الی کو واحد

لم یذبح فیہا من اذکوۃ ای ان ذلک ذکوۃ لسوا و اشعور
 فذلک العاشر من تجار التميمی الذین یسرون عبیدہ محله ما ذکرنا من المصارف
 رائتاور الہندیہ ج ۱۵۹ کتاب الزکوۃ

و مشکئ فی رۃ العتار ج ۷ کتاب الزکوۃ

مسئب مال کے پروردگار! لہذا اموالِ خابروہ باطن سے حساب مالِ خود رکوۃ ادا کر سکتا ہے۔
 لما قال العلامة الموفق الكاشاني: فان عامة المستفتين: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
 طالب زكوة والمزكور مدبر طالب وعنه من لم يمانا ولا كثرت: مولانا اس دہائی ان
 طے شدہا حرجاً علی لافہ و فی قفتی شہادتیں راہ باب اکاموان قروض لافہ ان راہ باب
 و بدائع الصنائع ج ۲ مشک کتاب الزکوۃ، فصل بیان منہ نہ نمانا:

نشدہ کرنے والوں کو رکوۃ دینا **مسئوال**۔۔۔ اصل اکثر بزرگ اور چم کے لوگ رکوۃ و
 غیرت ماننے ہیں اگر ایسے لوگوں کو رکوۃ دی جائے تو کیا اس
 طرح رکوۃ ادا ہو جائے گی۔

الجواب۔۔۔ رکوۃ ہر فقیر و مسکین کو دینے سے ادا ہو جاتی ہے چاہے وہ اس مالِ رکوۃ کو
 معاصی پر خرچ کرے تاہم رکوۃ دینے والے کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ کسی بھی دگتہ
 کے مادی اشخاص سے مصیبت کے کاموں میں تعاون نہ کرے، لہذا ایسا بڑا ہی اہم و نیکو چم، انصاف
 و غور کو ان امور کے ارتکاب کیلئے رکوۃ دینا مناسب نہیں۔

لما قال العلامة المصنف:۔۔۔ فی تہذیب نوح الايام: فلو علم یقیناً ان رکوۃ لا یفرقہ
 الا اذ اذ فیہ معہم۔۔۔۔۔ جزاء ما خرج منفضة فلیا سکن فستجیر دارہ منہ نادیا لا یجیرہ
 عیضہ الشارح۔۔۔۔۔ من مسلم فقیر غیر ہاشمی ملا مولانا۔

راہ المصنف علیٰ مشن المخطوط ج ۲ مش ۲۵ کتاب الزکوۃ بریلے

دینی مدارس میں رکوۃ کی تصریح ضروری **مسئوال**۔۔۔ کسی دینی مدرسہ میں رکوۃ دینے وقت
 صرف نسبت کافی ہوتی ہے یا رسید لکھتے وقت
مالِ رکوۃ کی تصریح ضروری ہے؟

الجواب۔۔۔ مدرسہ دینی میں رکوۃ دینے وقت رکوۃ کی تصریح کرنا ضروری ہے تاکہ

لما قال الامام ابو ایوب کات السیف:۔۔۔ فی تہذیب امان من فقیر مسلم غیر ہاشمی ولا
 مولانا بشرطہ قطع المنفعة عن الملک من حیل وجہ فقہ تعالیٰ۔

و کذا فی علی ہامش، لیحوالہ ج ۲ ص ۲ کتاب الزکوۃ

و کذا فی بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲ کتاب الزکوۃ، فی شرائط التبریض۔

مد سے والے اس کو زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کر سکیں صرف نیت کافی نہ ہوگی۔

قال العلامة الحنفیؒ: ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للمفقور، وقال ابن مابونؒ: فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوۃ۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۱)
قبیل اختراضا عمریؒ ۱۷

خرد برد کرنے والے کو زکوٰۃ کا وکیل بنانا | سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی مد سے کاظم زکوٰۃ و صدقات جمع کر کے خرد برد کرتا ہو طلباء کے نام پر زکوٰۃ و صدقات کی رقم خرد کیا جاتا ہو اور مد سے میں طالب علموں کا نام و نشان نہیں (حالانکہ یہ زکوٰۃ مد سے کے طالب علموں کے لیے منتہم کو وکیل بنا کر دی جاتی ہے، تو کیا اس طرح کے منتہم مد سے کو مد سے کے لیے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- جہاں خرد برد کا المذنب ہو وہاں زکوٰۃ وغیرہ دینا مناسب نہیں اور اگر دی جا چکی ہو اور پندرہ سو کر صحیح جگہ پر خرچ نہ کی جائے گی تو دوبارہ ادا کرنا چاہیے تاکہ ادائیگی یقینی ہو جائے۔

قال الحنفیؒ: دفع بتخری لمن یظنہ مصرفاً... لا یعد لانه انما یما فی وسعہ حق لو دفع بلا تعذر لم یجز ان اخطأ۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۱ باب المعروف) ۱۷
لمد فی الہندیۃ: واذا وضعها ولم یخطر بها لہ انہ مصرف ام لا فہو علی الخوار اذا تبیین انہ غیر مصرف..... او علی علی طبعہ انہ لیس بمصرف فہو علی الفساد۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۱۱ باب السابغ فی المصارف)

وَمِنْ مَثَلِهِ فِي الْبَحْرِ الْمَرْكُوبَةِ ج ۲ ص ۲۱۱ کتاب الزکوٰۃ۔
کہ مال المرغبانیؒ قال ابو حنیفۃؒ ومحمدؒ اذا دفع الزکوٰۃ الى رجل یظنہ فقیراً ثم بان انه غنی او هاشمی او کافر.... فلا اعادة علیہ۔ وقال ابو یوسفؒ علیہ الامادة... وانظروا ہو الاول وھذا اذا تصدی ودفع وفي اکبر رأیہ انہ مصنف اما اذا شک ولم یتردد وقرئ قد دفع وفي اکبر رأیہ انہ لیس بمصرف لا یجزیہ الا اذا علم انہ تصدی ہو الصحیح۔

(الہدایۃ ج ۱ ص ۱۸۹ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ومن لا یجوز)

وَمِنْ مَثَلِهِ فِي تَوْرٍ الْاِبْطِاح ص ۲۱۱ باب المصارف۔

گھر پر ملازم کو زکوٰۃ دینے کا حکم | سوال ۱۔ میرے پاس دو ہزار روپے ماہوار پر ایک
ملازم ہے کیا میں اسے زکوٰۃ دے سکتا ہوں ؟
الجواب۔ فقیر ملازم کو زکوٰۃ اور صدقہ و درویش دینا درست ہے اور ملازم کے
لیہ دینا بھی جائز ہے تاہم غمخوار میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

لما فی الہندیۃ: ویجوز دفعہا الخ من یملک اقل من النصاب وان کان صحیحاً
مکتبہ کتانی الزاحدی۔ (افتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۱۸۸ الباب المصروف فی المصارف) لہ
حکومت کی طرف سے ملازمین وغیرہ کو زکوٰۃ دینے کا حکم | سوال ۲۔ کیا غریبوں میں

میں کہ حکومت بیکوں کی رقم سے دینی مدارس کو کچھ رقم بطور زکوٰۃ دیتی ہے تو کیا یہ رقم
زکوٰۃ شمار ہوگی یا سود یا کوئی دوسری جنس، اور طلبہ کو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ یہ بظاہر زکوٰۃ کی رقم ہے لہذا طلبہ جو مصرف زکوٰۃ ہوں ان کے لیے
اس رقم سے کھانا لایا جائے یا نہیں، اگرچہ اس میں سودی رقم کے اختلاط کا وہم بھی موجود ہے۔

قال العلامة ابن مایدین: لو اخرج زکوٰۃ المال الحلال من مال حرام ذکر
فی الوہابیۃ انه یجوز عند البعض..... ولو نزل فی المال الخبیث الذی وجبت
صدقۃ ان یقع عن الزکوٰۃ وقع عنہا۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۸ مطلب
فی التصدق من المال الحرام) لہ

لہ قال العلامة ابن نجیم المصری: یجوز دفع الزکوٰۃ الخ من یملک ما دون
النصاب اذ قد نہ نصاب فیرتام و هو مستغرق فی الحاجۃ۔
(البحر الرائق ج ۲ ص ۲ ص ۲۸۸ باب المصروف)

و مثلاً فی الدر المختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۸ باب المصروف۔
لہ قال العلامة ابن البزازی لکوردی: وان عین نية الدافع لا تعلم المدفوع
الیہ وبعد اسطر فلا یأخذ۔ لامن لا یجوز لہ اخذ الصدقة۔

(فتاویٰ البزازیۃ علی ہامش الہندیۃ ج ۳ ص ۲۸۸ ابواب التنافی فی المصروف)
و مثلاً فی قاضی خان علی ہامش الہندیۃ ج ۳ ص ۲۸۸ کتاب الفطر والفاضة و یکرہ کلہ و مالہ۔

سید اور کسی بزرگ کی اولاد میں باعتبار مصرف زکوٰۃ فرق ہے اس سوال سے ہمارے
 ثبوت کی یکساں نقد کی جاتی ہے سید تو ان ہی میں اور میان لوگ کسی بزرگ اور دلی اللہ
 کی اولاد ہوتے ہیں تو کیا میان لوگ مصرف زکوٰۃ ہیں یا میان اور سید برابر ہیں ؟

الجواب : سید اور میان میں فرق واضح ہے اس لیے کہ اگر میان صاحب کسی
 غیر سید بزرگ کی اولاد ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور سید کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ۔
 لما فی الہندیۃ : ولایدفع الی بنی ہاشم وحم آل علی وبنی سائب و آل جعفر و آل
 عقیل و آل المحدث بن عبد المطلب کذا فی الہندیۃ ۔

(اختلاف الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۸ باب السابع فی المصارف)

عباسی خاندان مصرف زکوٰۃ نہیں اس سوال سے جناب مفتی صاحب امیر تعلق عباسی
 خاندان سے ہے کیا میں عباسی خاندان کے معامین
 وبتالی کو زکوٰۃ دے سکتا ہوں یا کوئی ایسا شخص عباسی نہ ہو جو عباسی کو زکوٰۃ دے سکتا
 ہے یا نہیں ؟

الجواب : عباسی خیر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیونکہ آل عباس آل ہاشم سے ہیں اور
 آل ہاشم مصرف زکوٰۃ نہیں خواہ زکوٰۃ دینے والا عباسی ہو یا کوئی دوسرا ۔
 ما فی الہندیۃ : ولایدفع الی بنی ہاشم وحم آل علی و آل سائب و آل جعفر

لہ قال صاحب ابن نجیم : قولہ بنی ہاشم وحم آل علی لا یجوز المدفع لہم
 عند بنی المصاریح نحن اہل بیت لا نحل لنا الصدقة ولحدیث ابی داؤد وروی الترمذی
 انفسہم وانا نحل لنا الصدقة اطلاق فی بنی ہاشم فضل قائم واما ما فی الترمذی
 ومن العرب من صدقہ منہم کووند ابی لہب فیدخل من اسمہ منہم فی حرمة الصدقة
 لکونہ ہاشمی ۔۔۔ (رد ما یبولہب وابتاعہ) وروی حدیث لا تقربہ بنی
 بنی ابی لہب وصدق فی البدائع علی ان الکفر فی قبیلہ بنی ہاشم باخمسة الخ

(المعراج الوائق ج ۲ ص ۲۴۶ باب المصروف)

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ فِي الدِّينِ لِحْتَارَ عَلِيٍّ هَاشِمِيًّا رَدَّ الْحَتْلُ ج ۲ ص ۲۴۶ باب المصروف ۔

وَأَبُو حَقِيلٍ وَالْمَدَائِدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ كَذَا فِي الْهَدَايَةِ -

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۹ الباب السابع فی المصارف) ۱۸۹

فقیر دائن کو زکوٰۃ لینا جائز ہے | سوال: کیا فرماتے ہیں علم ہدیین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید فی الحال مسکین ہے لیکن اس کا عمر پورا تھا قرض ہے کہ اگر وہ وصول ہو جائے تو زید صاحب نصاب بن جاتا ہے لیکن عمر بھی مسکین ہے اور قرض ادا کرنے سے قاصر ہے، تو کیا زید کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- اس صورت میں زید کا حکم ابن السبیل جیسا ہے کہ اگر کم عمر وہ صاحب نصاب ہے لیکن اس کے ہاتھ میں وہ مال موجود نہیں لہذا ایسے مقروض کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے اور اس کو زکوٰۃ دینے سے فریضہ بھی ساقط ہو جائے گا۔

لَا فِي الْهَدْيَةِ: وَإِنْ كَانَ الْمَذْمُونُ غَيْرَ مَوْجِلٍ فَإِنْ كَانَ مِنْ عَلَيْهِ لِدِيَّةٍ مَعْرُوضَةً لَعَلَّهَا تَعْدُ زَكَاةً فِي أَصْحَابِ الْأَقَاوِيلِ لِأَنَّهُ بِمَعْرُوضَةٍ ابْنِ السَّبِيلِ - (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۹ الباب السابع فی المصارف وجمعها الغارم) ۱۸۹

لَمْ قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ نَجِيمٍ الْمَصْرِيُّ: وَالْخُصَّةُ الْمَذْكُورُونَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ لِأَنَّ الْعَبَّاسَ وَالْخَلِيفَةَ عِمَّانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعْفَرَ وَعَقِيلَ أَنْوَاعَ عَلِيٍّ وَبَنِي اللَّهِ عَنْهُ بَنِي أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۲۶ باب المصحات)

ومثله في الدر المختار على هامش رد المختار ج ۲ ص ۲۲۶ باب المصحات ثم قال العلامة ابن عابدین: قوله من له مال لا معه أي سواء كان هو في غير وطنه أو في وطنه وله دين لا يقدر على إغناها كما في النهر... قال والحق به كل من هو فاقب من ماله وإن كان في بلدته لأن الحاجة هي المعتبرة وقد وجدت لأنه فقير بدا وإن كان غنيا فاهرا - (رد المختار على هامش الدر المختار ج ۲ ص ۲۲۶ باب المصحات)

وَمِثْلُهُ فِي الْفَتَاوَى الْخَانِيَّةِ ج ۲ ص ۲۲۶ باب المصحات -

قرضہ کو زکوٰۃ میں مجرا کرنے کا حکم | سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین اور کرام کی شخص
حضرات اگر اپنا قرضہ زکوٰۃ میں مجرا کریں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- صورت مذکورہ میں اسی طرح زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی دو
صورتیں ہیں: (۱) قرض خواہ اپنی طرف سے واجب الادا رقم اس کو زکوٰۃ میں بے کر قرضے
میں وصول کرے۔ (۲) مفروض کسی اور سے قرض لے کر قرض خواہ کو دے دے اور قرض خواہ
اپنے قرض میں وصول کر کے مفروض کو زکوٰۃ میں واپس کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

قال العلامة المصنف: "وإذا ما لئ بن عن العين وعن دين سيقبض لا يجوز
وحيلة الجواز ان يعطى مديونه نفقيد زكوتة ثغر يأخذها عن دينه ولو امتنع
المديون مديد مواخذها لكونه ظمور بجنس حقه غارت مافعه دفعه
للقاضي. (الذم المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۱) قيل فتراضها هو؟

زکوٰۃ کی رقم سے دینی مدرسہ کے لیے قرآنی مجید خریدنا | سوال :- ہمارے گائوں
میں ایک دینی مدرسہ ہے

جس کے گائوں کے اکثر لوگ غریب ہیں اور مدرسہ کو اپنی حد آپ کے تحت چلا رہے ہیں تو
کیا زکوٰۃ کی رقم سے اس مدرسہ کے لیے قرآنی مجید اور دینی کتب خریدنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے تنہا شرط ہے بدین تنہیک کے زکوٰۃ ان نہیں
ہوتی تاہم اگر تنہیک کے بعد وہ آدمی جسے زکوٰۃ دی گئی ہے اپنی طرف سے مدرسہ کیلئے
قرآنی مجید اور دینی کتب خرید کر وقف کر دے تو جائز ہے۔

لے قال العلامة ابن نجيم رحمه الله . واستفاد منه ان رجوع المتبرع بقصد الدين
عند التصديق على ما اذا كان بغير مولى من امانه انما اذا استبان
با مردم فهو تمليك منه فلا يرجع عند التصديق بانه لا دين على المانين وانما يرجع
على المديون وهو بعمومه.... والحيطة في الجوار في هذه الامور اربعة ان
يتصديق بصدق زكوتة على تقدير ثمره بامره بعد ذلك بالصورة التي هي
الوجوه الخ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۱) باب المصروف

قال العلامة الحنفی: الحيلة ان يتصدق على فقير ثمرًا مرة ان يفعل هذا الاثني
وهو ان يغترف امره لوارثه وانتظاره ونعم۔ (الذخائر على من رد المحتار
۲۳ ص ۲۴۰ باب انصراف)

قال العلامة الحنفی: رحيلة التكفين بها التصديق على فقير فقير هو كفن يكون
الثواب لهما وكن اني تعين المسجد۔ (الدرر المختار على من رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۰)
فبيل افتراضها محسوس (لح)

سید فقیر کیلئے زکوٰۃ کی رقم سے کفن خریدنا | سوال :- اگر کوئی سید فقیر اور محتاج کو
کچھ نہ ہو تو کیا زکوٰۃ کی رقم سے سید فقیر کیلئے کفن خریدنا جائز ہے اور اس کے پاس کفن وغیرہ کیلئے
اور ایسی ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ کی رقم سے کفن خریدنا اگر مال کی بنا پر اور زکوٰۃ کی رقم سے کفن خریدنا اگر مال کی بنا پر
کفین میت میں چونکہ فیک کی شرط مستقر ہے لہذا میت کیلئے چاہے سید ہو یا غیر سید زکوٰۃ
کے مال سے کفن خریدنا جائز نہیں تاہم اگر مال زکوٰۃ کسی فقیر کے ہتھ میں دے دیا جائے اور وہ
اپنی طرف سے میت کے لیے کفن خرید کر اس کو پہنا دے تو زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور فقیر کو بھی
میت کے کا ثواب ملے گا۔

قال الحنفی: رحيلة التكفين بها التصديق على فقير ثم هو كفن فكل ثواب لهما وكن اني
تعين المسجد وتمامه في حبل الاشياء۔ (الذخائر على من رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۰ کتاب الزکوٰۃ) (لح)

قال العلامة ابن نجيم رحمه الله: والحيلة في الجواز في هذه الاربعة ان يتصدق
بمقدار زكوة على فقير ثمرًا مرة بعد ذلك بالنصر الى هذه الوجوه
يكون لصاحب المال ثواب الزكوة والفقير ثواب هذه القرب كذا في المحيط۔
(البيعر الرائق ج ۲ ص ۲۳۰ باب انصراف)

قال العلامة ابن نجيم: وبالحيلة في الجواز في هذه الاربعة ان يتصدق بمقدار زكوة على فقير ثم
يأمر بعد ذلك بالنصر الى هذه الوجوه فيكون لصاحب المال ثواب الزكوة والفقير ثواب هذه
القرب كذا في المحيط۔ (البيعر الرائق ج ۲ ص ۲۴۰ باب انصراف)

زکوٰۃ و عشر آرڈیننس کا فقہی جائزہ اور ترامیم و تجاویز

صافحت صدر پاکستان اور بڑے فوجی کے سربراہ جناب جنرل محمد ضیاء الحق کو رقم نے ایچ ڈی حکومت سے جب زکوٰۃ و عشر آرڈیننس کے اجراء کا فیصلہ کیا اور دیکھا گیا معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا تو ننگی خدوا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قید اور معتقل رہائے رکھنے والے اس آرڈیننس کے جائزہ لینا اور چند غامضہ کرداروں اور اسے تسلیم طور پر منظور بنانے کے لئے حکومت کو ایچ عرفیہ سے ترمیم و تجاویز پیش کیے۔ اسے برسرِ عمل جو عملہ شامل ہے اس کے اسرارِ محکمہ دین و تبلیغیات و ایچ اے عرفیہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب باقی دارالعلوم قانیمہ اوزہ شاک، (۳) فقیر العزیز حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی دارالافتاء، قلم یاد گراچہ (۴) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن دارالافتاء برسرِ عہدہ ٹاؤن کراچی (۵) شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نائب رئیس دارالعلوم کراچی (۶) حضرت مولانا عبدالحق اسلمند رستم جامعہ خیریت ٹاؤن کراچی (۷) شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد نور دارالعلوم کراچی (۸) حضرت مولانا مفتی عبدالحق کھڑکی دارالافتاء دارالعلوم کراچی انہ تجاویز و ترامیم کو فقہی حیثیت سے مناسبت کے بناء پر فتاویٰ دارالعلوم قانیمہ سے شائع کیا جاتا ہے۔ (ان کلمات)

صدر پاکستان کی طرف سے جاری کردہ زکوٰۃ و عشر اؤدینش کا

فقہی جائز اور تراہیم و تجاویز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى آمین بعد
حال ہی میں حکومت پاکستان نے سرکاری سطح پر زکوٰۃ اور عشر کی وصولی اور تقسیم کے لیے
ایک آرڈی ننس نافذ کیا ہے جس کے ذریعے مسلمانوں پر واجب الادا زکوٰۃ کا ایک حصہ حکومت
وصول کر کے اس کی تقسیم کا انتظام کرے گی۔

زکوٰۃ کا وصول اور تقسیم کا انتظام انسانی حکومت کی ایک اہم ذمہ داری ہے اور اگر حکومت
یہ انتظام ٹھیک ٹھیک شرعی احکام کے مطابق قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے تو یہ نفاذ شریعت
کی طرف ایک نہایت مثبت قدم ہوگا اور انشاء اللہ اس ملک کے مسلمان اس کی دیکھ بھال اور
آخری قدر کات سے بہرہ ور ہو سکیں گے، لیکن اس نظام کو سرکاری سطح پر جاری کرنے وقت حکومت
کو یہ بات ضروری طرح ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ نظام زکوٰۃ کا نفاذ اسلامی معیشت کے قیام
کے لیے جتنا ضروری اور اہم ہے اتنا ہی نازک اور توجہ طلب بھی ہے۔ زکوٰۃ دوسرے عوامل
یا ٹیکوں کی طرح کوئی ٹیکس نہیں ہے بلکہ یہ وہ عظیم نشانِ جہاد ہے جو اسلام کے پانچ
بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن قرار دی گئی ہے۔ لہذا اس میں جہاد اور اطاعت
خداوندی کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤی الاسلام علی خمس
شهادة ان لا اله الا الله وان محمداً عبداً ورسولاً وقام الصلوة وادتا الزکوة والحر ووصوم
رمضان متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ المعجم ج ۱ ص ۱۸ کتاب الايمان۔ انفصل الاول)
قال العلامة ابن عابدین: قد مولا زکوٰۃ اقتداء بکتاب اللہ... جلا نھا اقتض الجادات
بعد الصلوة قہستانی۔ (رد المحتار علی الدر المختار ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوة)

حکومت زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا انتظام اپنی ذمہ لے کر ایک ایسی کڑیاب اور نازک ذمہ داری اپنے سر لے رہی ہے جو اس کے ذہنی جذبہ اس کے اخلاقی اور ایمانی کے حسن انتظام کے لیے ایک زبردست آزمائش اور امتحان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں حکومت کو ایک طرف تو اس بات کا پورا لحاظ رکھنا ہوگا کہ کسی مسلمان کے ساتھ زکوٰۃ کی وصولی میں کوئی نا انصافی نہ ہوئے بلکہ اور دوسری طرف اس کے ذمے شرف و واجب الا و واجب اس سے ایک پائی بھی زیادہ وصول نہ ہو کہ حدیث پاک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **المعتدی فی الصدقة کما تعدي علیہ یعنی زکوٰۃ وصول کرنے میں زیادتی کرنے والا ایسا ہی گنہگار ہے جیسے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا۔**

اور دوسری طرف اس بات پر کڑی نظر رکھنی ہوگی کہ زکوٰۃ سے حاصل ہونے والی یہ مقدس رقم شریک شریعت کے مطابق اس کے صحیح مستحقین تک پہنچیں اور اس میں کوئی عیانیت خورد برد یا بد عنوانی یا شرعی احکام سے تجاوز نہ ہوئے پائے۔ زکوٰۃ کے تقدس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے مصارف کا تعین انبیاء علیہم السلام پر بھی نہیں چھوڑا بلکہ اسے بذات خود قرآن کریم میں تعین فرما دیا ہے۔ چنانچہ جب تک زکوٰۃ کو ان مصارف پر صحیح طور سے خرچ کرنے کا اطمینان نہیں انتظام نہ ہو جائے زکوٰۃ کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ لہذا اگر حکومت زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم دونوں کا انتظام صحیح طور سے نہ کر رہے ہیں کامیاب ہو جاتا ہے تو یہ اس کا ایک عظیم کارنامہ ہوگا جس کی برکات اللہ تبارک و تعالیٰ آنکھوں سے دیکھیں گے۔

اگر خدا نخواستہ زکوٰۃ کی ان مقدس رقم کو مستحقین تک پہنچانے کا انتظام صحیح نہ ہو سکے تو کروڑوں مسلمانوں کی عبادت خراب ہونے کا وبال بھی دنیا و آخرت میں بڑا سنگین ہو سکتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکومت کو اس کڑی آزمائش میں پورا

سَلَّمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **مُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَا تَعْدِيهَا، مَرَدٌّ**
بِوَدَادٍ وَالتَّعْمِدَةُ رَدٌّ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۷۱) **يَا أَيُّهَا عَاجِبُ تِلْكَ الْقُوَّةِ الْفُضِّلِ لِنَفْسِي**
أَلَمْ تَأَلَّ اللَّهُ تَعَالَى، أَمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ، أَمَا مَلِكِينَ طَيْفَةٍ وَالْمَوَافِقَةُ قُلُوبُهُمْ وَفِي
الْقَنَابِ وَالْغَرَمِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ، (سورة التوبة آیت ۳۴)

اترے کی توفیق کامل عطا فرمائے اور اس نازک مرحلے کو اس کے لیے آسان فرمائے آمین
اس مقصد کے حصول کے لیے پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ زکوٰۃ و عشر کا جو قانون نافذ
کیا گیا ہے وہ شرعی اعتبار سے درست ہو اور اس میں شرعی لحاظ سے کوئی کسر یا کمی نہ ہے
اور دوسرا قدم یہ ہونا چاہیے کہ اس قانون کے مطابق عمل درست ہو چکا ہو تاکہ قانون
کا اطلاق ہے مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کے ابلاغ میں مایہ زکوٰۃ و عشر آرٹیکل نمبر پندرہ دیا گیا
اور شرعی نقطہ نظر سے اس کا جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل تبصرہ اتفاق رائے کے ساتھ
منظور کیا گیا۔

(۱) نصاب زکوٰۃ | اس آرٹیکل کی سب سے زیادہ سنگین غلطی یہ ہے کہ اس میں ہر
اس شخص پر زکوٰۃ کہ ادائیگی لازم کر دی گئی ہے جس کے ہینک کاؤنٹ
میں زکوٰۃ اٹھا کرنے کے لیے ایک ہزار روپے سے زائد رقم جمع ہو اور ہینکوں کے علاوہ
دوسرے مالیاتی اداروں میں ہر ایک ہزار روپے کی قید بھی نہیں ہے بلکہ ان اثاثوں کے
حاصل افراد کو ان کے اثاثوں کی مالیت کا لحاظ کے بغیر لازمی طور پر زکوٰۃ کا منسوب قرار
دے دیا گیا ہے۔ یہ شرعی لحاظ سے انتہائی سنگین غلطی ہے اور بلا اس قانون سے بہت
سے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو سکتی ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہو جس کے باوجود
ان سے زکوٰۃ وصول کر لی جائے حالانکہ شریعت کی رو سے زکوٰۃ صرف اس شخص پر فرض ہے
جو نصاب یعنی ۲۵۰ تولہ چاندی یا اتنی مالیت کی نقدی وصولیے یا مالی تجارت کا مالک
ہو یا ان چاروں اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ ۵۰۰ تولہ چاندی کی قیمت کے
برابر اس کی ملکیت میں ہو البتہ اگر کسی شخص کے پاس سونے کے سوا کوئی اور چیز موجود نہ ہو
تو اس کا نصاب ۲۵۰ تولہ سونا ہے۔

۱۔ قال العلامة ابن عابدینؒ: قوله نصاب هو ما نصبه الشارع علامة على وجوب
الزکوٰۃ من المقدار۔ (محد المختار علی هامش الدر المختار ج ۲ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ)
۲۔ قال: علامة الحصان، نصاب الذب عشر ذنق، لا وفضة ما شادهم کل
عشرة دھم وزن سبعة مثاقیل۔۔۔۔۔ فی غرض تجاوة قیمتہ نصاب۔

(الدر المختار علی هامش رد المحت ج ۲ ص ۱۸۱) باب زکوٰۃ المال

پھر اگرچہ شرعاً زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ہر رقم پر عین وہ سال پورا ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ سال کم از کم بقدر نصاب مالیت کا مکمل رہا ہو، اور جنس میں زکوٰۃ کی ان بنیادی شرائط کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔

لہذا اگر نظام زکوٰۃ کو واقعہ شرعی اصولوں کے مطابق قائم کرنا ہے تو آرڈیننس میں اسی قدر کم تا کر رہے ہیں کہ اس کی زد سے زکوٰۃ صرف وہی افراد سے وصول کی جاسکے جن کے لیے شرعاً زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کا عملی طریقہ یہ ہے کہ دفعہ ۲ ذیل ۲۳ میں صاحب نصاب کی جو تعریف لکھی گئی ہے یہ مختص ہے :

”صاحب نصاب سے مراد وہ شخص ہے جس کے خدے اس آرڈیننس کی زکوٰۃ واجب الادا ہوں۔“

اسے تبدیل کر کے صاحب نصاب کی تعریف اس طرح کی جائے :-

”صاحب نصاب سے مراد وہ شخص ہے جس کی ملکیت میں ۲/۲۵ تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا نقد روپیہ ہو یا سامان تجارت، جو یا ان چاروں اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ۲/۲۵ تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو۔“

۱۔ قال العلامة ابن مابدر، قوله لولا أنه عليه السلام لولا أن حولان الحول إلى النصاب شرط لكونه سبباً وهذا اعلم للنسبة وسعي الحول حولاً لأن الأموال تتحول فيه لولاه يتحول من فصل إلى فصل من فصوله الأربع - ردة المختار على هامش الدر المختار ج ۲ ص ۵ مطلب الفرق بين الحب والنشر والعلّة (

تلمع عن ابن سعيد الخدري رحمه الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس فيما دون خمسة أوسق من الصدقة وليس فيما دون خمس الخمر - (مشکوٰۃ المصابيح ج ۱ ص ۵۸ باب ما يجب فيه الزکوٰۃ)

۲۔ قال العلامة المحقق رحمه الله نصاب الذهب عشرون مثقالاً والفضة مئتا درهم كل عشرون درهماً وزن سبعة مثاقيل في عروض تجارة قيمة نصاب - الدر المختار ج ۲ ص ۵ ردة المختار ج ۲ ص ۵ باب زکوٰۃ المال)

پھر ہر سال، درج زکوٰۃ سے پہلے ۲۴ تولد پانڈ کی جو قیمت ہو اس کا اعلان کر کے اس قیمت کو وصول کر زکوٰۃ کا معیار قرار کیا جائے بھی صرف ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی کی اتنی مالیت کی قوم بینکوں یا دیگر مالیات اداروں میں جمع ہوگی۔

(۲) سال گذرنے کا مسئلہ | زکوٰۃ کی فریضت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ مقدار نصاب پر پورا سال گذرنے کا ہو۔ یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ

جب کوئی شخص ایک مرتبہ صاحب نصاب بن جائے اور سارا سال صاحب نصاب رہے تو سال کے اختتام پر یعنی بھی رقم اس کی ملکیت میں ہوگی اس ساری رقم پر سارا زکوٰۃ واجب الادا ہوتی ہے خواہ اس رقم کا کچھ حصہ ایک دن پہلے ہی اس کی ملکیت میں آیا ہو، لہذا ہر رقم پر تو سال گذرنا ضروری نہیں ہے لیکن مقدار نصاب کا پورے سال ملکیت میں رہنا ضروری ہے۔ موجود آرڈیننس کے تحت ایسی صورتیں عملاً ممکن ہیں کہ جس تاریخ میں کسی شخص کے

اکاؤنٹ سے زکوٰۃ وضع کر جانے اس سے صرف چند روز پہلے ہی وہ صاحب نصاب بنا ہو تو ایسی صورت میں اس سال ایسے شخص سے جبراً زکوٰۃ وضع کرنا شرعاً درست نہیں ہے بلکہ لہذا آرڈیننس میں ایسی گنجائش موجود ہوئی چاہیے کہ اگر کوئی شخص یہ ثابت کرے کہ اسے مقدار نصاب کا مالک بنے ہوئے سال پورا نہیں ہوا تو اس کی زکوٰۃ وضع نہ کی جائے۔
لے قال العلامة المحقق، مقوماً باحدھما انت استر یا غلواحدھما ارج تعین التقویم
بہ ولو یبلغ باحدھما نصاباً دون الآخر تعینت ما یبلغ بہ اخر

والنہ المختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۲ باب زکوٰۃ المال

لے قال العلامة المحقق، والمستفاد من وجوبه ايامه وسائر وسط الحول یضم الی نصاب من
جانبہ فی ذلک بحدول الاصل۔ (رد المحتار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۲ باب زکوٰۃ النہر
سے قال العلامة ابن عابدین، فمن انکر تمام الحول ای علی ما فی یدہ وعلی ما فی بیتہ فلو کان
فی بیتہ مال اخذ قد حال علیہ الحول وما مر بہ لم یعمل علیہ الحول واتحد الجنس
فان العاشر لا یلتفت الیہ لوجوب الضم فی متحد الجنس الا لما نفع جدد۔
(رد المحتار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۲ باب العاشر)

لے قال العلامة المحقق، وسببہ ای سبب المتروکہ ما ملک نصاب حول۔
والنہ المختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۲ مطلب الفرقی بین السبب الشرطی والعلقہ

(۳) قرضوں کا مسئلہ | آرڈیننس میں فرضہ جات کو قابلِ زکوٰۃ مالیت سے منہا کرنے کی جو کوئی نئی شے نہیں رکھی گئی، اس سلسلے میں فقہائے امت کے مذاہب کا نظام یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر طرح کے قرضے منہا کرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوتی ہے بشرطہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قدیم بھی یہی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرضے، موال یا غنہ کی زکوٰۃ سے مانع ہیں اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ سے نہیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول جدید یہ ہے کہ کسی بھی طرح کا قرض زکوٰۃ سے منہا نہیں ہوگا بشرطہ ملائفہ ہو اور الجسوع شرح المہذب ص ۵۵ ص ۳۱۳۲)

۱۲۔ جمع الاول ۱۳۹۹ھ کو زکوٰۃ آرڈیننس کے جن سو دے کو رائے عامہ معنوم کرنے کے لیے شہر کیا گیا تھا اس میں بھی قرضوں کی مٹائی کی گئی تھی اور اس پر تصریح کرتے ہوئے "انجمن تحقیق مسائل حاضرہ" نے اس وقت بھی یہی رائے پیش کی تھی۔ (ملاحظہ ہو ماہنامہ امتیت ص ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ)

لہذا مجلس کی رائے میں نصابِ اخراجات حول اور قرضوں کے بارے میں مذکورہ بالا تجاویز کو مد نظر رکھتے ہوئے آرڈیننس کی دفعہ ۳ مجوزہ ترمیم کے بعد اس طرح ہونی چاہیے۔
 "آرڈیننس کے دوسرے احکام کے تابع ہر مسلمان صاحبِ نصاب شخص سے مشیدول میں دی ہوئی تفصیل کے مطابق ہر سال زکوٰۃ کے اختتام پر لازماً زکوٰۃ وصول کی جائے گی، شرط یہ ہے کہ جو شخص یہ ثابت کر دے کہ زکوٰۃ کے دن اس کی قابلِ زکوٰۃ جملہ ملکات کو نصاب کی مقدار تک پہنچے ہوئے ہو ورنہ اس میں نہیں گنایا جائے گا۔ مذکورہ اثاقول سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی۔ مزید شرط یہ ہے کہ جو شخص یہ ثابت کر دے کہ وہ متروک ہے اور

لے قال النکحی: فانزع عن حین نہ مالک عت اب ہمة انجند

والنکحی رعلی حانق ردا الحق درج ۵۵۵ کتاب الزکوٰۃ

تہ قال بعلامہ برهان الدین اسرقینانی، ومن کان علیہ ذنوب یخاف جالہ فلا زکوٰۃ علیہ۔ وقال اللہ ففیہ یجب التحق نسب و هو ملک نصاب ۵۵۵
 (الہدایۃ ج ۱ ص ۱۸ کتاب الزکوٰۃ)

اسی نے قرضہ کسی بیاداری غرض سے نہیں لیا، تو اس کے قرضے کی رقم کو قابل زکوٰۃ رقم سے منہا کیا جائے گا۔

(۴) اموال ظاہرہ و باطنہ | بیگ اکاؤنٹس اور دوسرے مالیاتی اداروں سے زکوٰۃ منہا کرنے پر ایک علمی انسکال ہے کہ فقہ الکلام کھم تفریح کے مطابق حکومت کو اموال ظاہرہ سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حق ہوتا ہے احوال باطنہ سے نہیں لیتے۔

عام طور پر فقہاء نے مفت چرائیوں میں چرنے والے مویشیوں، کھیتوں اور باغات کی پیداوار اور اس مال تجارت کو جو شہر سے باہر سے جایا جاد یا ہوا اموال ظاہرہ میں شمار کیا ہے اور نقدی، انبیوت وغیرہ باقی تمام قابل زکوٰۃ اموال کو اموال باطنہ قرار دیا ہے۔ بیگ اکاؤنٹس چونکہ صورت نقد ہوتے ہیں اس لیے علمی طور پر یہ سوال قابل غور ہے کہ حکومت ان سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ تو اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد مجلس اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ موجودہ دور میں بیگ اکاؤنٹس کو اموال ظاہرہ میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں اموال ظاہرہ و باطنہ کی کوئی تفریق نہیں تھی بلکہ دونوں رقم

لے قال العلامة ابن نجیم رحمہ اللہ: ان مال الزکوٰۃ نوعان ظاہر وهو الماشی والمال الذی یمربہ التاجد علی العاشور و باطن وهو الذہب والفضة و اموال التجار فی مواضعها اما الظاہر فلا مام ونوابہ و ہم البصدقون من السعاة والعشایة الاخذ۔ ثم قال بخلاف الاموال الباطنة۔

(البعدر الرائق ج ۲ ص ۳۳۱ باب العاشور)

لے قال العلامة الخصکی رحمہ اللہ: لیاخذ البصا قات۔۔۔ من القبا طنارین باموالہم الفاضل والباطنة علیہ۔ قال ابن عابدین وصراحتہ تمنا بالباطنة ما عدل المواقف بغیرتہ قوله المارین باموالہم۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۱ مطلب ما ورد فی ذم العشار)

کے، اموال سے زکوٰۃ سرکاری سطح پر وصول کی جاتی تھی۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب قابل زکوٰۃ اموال کی کثرت ہو گئی اور آپ نے یہ محسوس فرمایا کہ اگر عامین زکوٰۃ لوگوں کے گھروں اور دوکانوں میں پہنچکر ان کی ہلاک کی جہاں بین کرینگے تو پس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور اس سے ان کے مکانات، دوکانوں، گوداموں اور غنیمت شخصی مقامات کی کج حیثیت مجروح ہوگی، تو آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ صرف ان اموال کی زکوٰۃ حکومت کی سطح پر وصول کی جائے جن کی زکوٰۃ وصول کرنے میں یہ مضرت لاحق نہ ہو۔ جس کا حساب کرنے کے لیے گھروں اور دوکانوں کی تلاشی نہ یعنی بڑے لیے سوانہ اس زمانے میں صرف دو قسم کے تھے یعنی ہمیشہ اور زرعی پیداوار۔ چنانچہ صرف ان کی زکوٰۃ آپ نے سرکاری سطح پر وصول کرنے کا اعلان فرمادیا اور باقی اموال کو باطنہ قرار دے کر ان کی زکوٰۃ کو ادائیگی خود مالکان کی ذمہ داری قرار دے دی۔

بعد میں جب حضرت عمرو بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دور آیا تو انہوں نے شہروں کے باہر ایسی چوکیاں مقرر فرمادیں کہ جب کوئی شخص مال تجارت لے کر وہاں سے گزرتے تو اس سے وہیں زکوٰۃ وصول کر لی جاتے، اس مقام پر شہر سے باہر ملنے والے مال تجارت کو بھی اموال ظاہر میں شمار کر لیا گیا کیونکہ حکومت کو اس کی زکوٰۃ وصول کرنے اور اس کا حساب کرنے کے لیے مالکان کے گھروں، دوکانوں اور نجی مقامات کی تلاشی کا ضرورت نہیں تھی۔ مذکور بالا صورت حال کی وضاحت کے لیے حضرات فقہاء کرام کی تصریحات مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

فاہر قوله تعالى اخذ من اموالهم صدقة زكاة، تجب اخذ الزكاة مطلقاً
 ملاعام، ومعنى هذا ان وصول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء بعده فيها
 على عمه ومعنى الله عنه وظهر تغير ان كان يفتش اموال الناس مستور
 اموالهم نفوس السارقين، ملاك تباية عنه ولم يختلف انصافاً في ذلك عليه وهذا
 لا يسطط طلب به - (فتح الموفق، ج ۱، ص ۲۸۷ کتاب الزکوٰۃ)

(۲) اور امام ابو جعفر جصاص رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

وقوله تعالى اخذ من اموالهم صدقة زكاة، يدل على ان اخذ، تصلقات

ابن الامام وانہ معنی اداها من وجبت علیہ ای المساکین الحریزہ لان حق الامام قائل
فی اخذها فلا سبیل لی استقامہ وقد کان لنبی صلی اللہ علیہ وسلم بیئۃ لہم علی
صدقات المواسی ویکاموہم بان یاخذوا علی ابیاء فی مواضعہا
اے گئے تحریر فرماتے ہیں ۔

امانۃ الاموال فقد كانت تحصل فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر
وعثمان ثم تطبع عثمان فقال هذا شهر زکوتکم فمن کان علیہ دین فلیؤدہ ثم لیؤرک
بقیۃ ما لہ فیصل لہم اداها الی اساکین ویسقط من اجل ذلک حق الامام فی اخذها
لانہ عقد عقدہ ما من ائمة العدل قبلہ فافذ علی الائمة لقولہ علیہ السلام
وعلیہم اولہم ولہم ینبغنا انہ یعش سعاۃ علی زکوة الاموال کم بعثہم علی
صدقات المواسی والفقار فی ذلک لان سائل الاموال غیر ظہورہ فلا مالہ وانما یؤرک
مخسوة فی الدور والمواسیت والمواسع الحریزہ ولہم یکن جائزاً للسعاۃ دخولہم
ولہم یجوز ان یکتموہم احضارہا ولہما ظہرت ہذہ الاموال عند التصرف
بہا فی بلدان اشجعت المواسی فصب علیہا عبال یاخذون منها ما وجب
من الزکوة ولذا ثبت کتب عمر بن عبد العزیز الی عمالہ ان یاخذوا ما سألوا
بہ المسلم من التجارات عن علی عشرت دیناراً نصف دینار ۔

(احکام القوانین ج ۲ و ۱۵۱ مطبوعہ استنبول ۱۳۳۵ھ)

(۳) اور فقہ حنفی کے معروف کتاب "الاختیار" میں ہے ۔

لان الاخذ کان لامام وعثمان رضی اللہ عنہ فوضہ الی المملک وذلک
لا یستحق حق طایب الامام حتی علیہا اهل بلدہ لا یؤدوہم نہ کہ طایبہم
بہا و لو مزیبہا علی اساعی کا نہ اخذہا ۔ (الاختیار ج ۱ ص ۱۷۱ کتاب الزکوة)

(۴) اور علامہ برہان الدین مرغینانی "تحریر فرماتے ہیں ۔

ومن مزی علی ما شرہا مائة درهم واخبرہ ان لہ فی منزله مائة اخرى
وقد حال علیہا الخول لہم یؤرک الحق مزیہا القنتہ وما فی بیتہ لہم یدخل تحت
حمايتہ ۔ (الہدایۃ ج ۱ ص ۱۷۱ باب من یؤرک علی العاشر)

فتہا کرام کی مزیہ بالانصریحات سے یہ بات واضح ہے کہ قصور پر اور ماہانہ کجارت

اُسی وقت تک اموال باطنہ رہتے ہیں جب تک وہ پوشیدہ یعنی مقامات پر مکان کے گھر چھت ہو ایسے اصول کی ذکوۃ وصول کرنے میں جو کہ ان کی مقامات میں داخل ہونے کی پڑتی ہے اسلئے انہیں حکومت کی وصولیاتی سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے، لیکن جب یہی اموال مالکان ان کی مقامات سے نکال کر باہر لے آئیں اور وہ حکومت کے زیر حفاظت آجائیں تو وہ اموال ظاہر ہو کے حکم میں آجاتے ہیں۔ لہٰذا اور حکومت کو ان سے ذکوۃ وصول کرنے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے، گویا کسی مال کے اموال ظاہرہ میں شکان ہونے کے لیے دو بنیادی امور ضروری ہیں۔

ایک یہ کہ وہ ایسے ہی مقامات پر رکھے ہوتے نہ ہوں جہاں سے ان کا حساب کرنے کے لیے نجی مقامات کی تفتیش کرنی پڑے۔ کافی عبارت الاولیٰ والثانیۃ۔

اور دوسرے یہ کہ وہ حکومت کے زیر حفاظت آجائیں۔ کافی عبارت الرابعۃ۔

اگر اس معیار پر موجود بینک اکاؤنٹس کا جائزہ لیا جائے تو ان میں یہ دونوں باتیں پوری طرح موجود ہیں۔ ایک طرف تو یہ وہ اموال ہیں جنہیں ان کے مالکان نے اپنی حذر و احتیاج سے نکال کر خود حکومت پر ظاہر کر دیا ہے اور ان کے حسابات میں بھی مقامات کی تفتیش کی ضرورت نہیں ہے، دوسری حکومت کے زیر حمایت ہی نہیں بلکہ زیر ضمانت آچکے ہیں، بالخصوص جب بینک سرکاری ملکیت میں ہوں اور ان کو جو سرکاری تحفظ حاصل ہے وہ حاضر یہ گزرنے والے اموال کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے اس لیے مجلس کی رائے یہ ہے کہ بینک اکاؤنٹس اور دوسرے مالیاتی اداروں میں رکھے ہوئے اموال اموال ظاہرہ کے حکم میں ہیں اور حکومت ان سے ذکوۃ وصول کر سکتی ہے۔

لیکن اگر بالفرض انہیں یا ان میں سے بعض کو اموال باطنہ ہی قرار دیا جائے تب بھی

لے قال العلامة دہلوی، شبه الاما علی الطریق لیاخذ الصنقات من

التجار الماسین یا موالیم انظارہ ویاظنہ علیہ۔ قال ابن عابدین، ومواد

ہنا بالباطنۃ ما عدا المواتی بقدرینۃ قولہ الماسین یا موالیم والآفلک ما مویہ علی العاشر لہو من نوع ظاہر وسماعنا بطنۃ باعتبار ما کان قبل المذکور۔

والدس المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۳ مطلب ما ورد فی ذم العشار

و مشکۃ فی الہندی ج ۱ ص ۱۸۳ الباب الرابع فیمن یعد علی العاشر

فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جس علاقے کے لوگ از خود زکوٰۃ ادا نہ کریں تو وہاں حکومت اموال باطنی کی زکوٰۃ کا بھی مطالبہ کر سکتی ہے جیسا کہ فتح القدیر اور الاختیار کی عبارتوں سے اس کی تصریح اندر چمکی ہے اور یہی مسئلہ بالغ الصانع جلد ۲ ص ۲۸۱ میں بھی موجود ہے۔
(۵) زکوٰۃ کی نیت کا مسئلہ | ایک اکاؤنٹس اور دیگر مالیاتی اداروں سے حیران زکوٰۃ وضع کرنے کے بارے میں ایک دوسرا علمی اشکال یہ ہو سکتا ہے کہ زکوٰۃ ایک عبادت ہے اور دوسری عبادتوں کی طرح اس کی ادائیگی میں بھی نیت ضروری ہے لیکن جب مذکورہ اداروں سے حیران زکوٰۃ وضع کی جائے گی تو اس میں مالکان کی طرف سے شاید نیت نہ ہو سکے؟

لیکن فقہاء کرام کی تصریحات میں اس اشکال کا حل موجود ہے اور وہ یہ کہ حکومت کو جن اموال کی زکوٰۃ وصول کرنے کا حق ہے ان میں حکومت کا وصول کر لینا بذات خود نیت کے قائم معاذ ہے جتنا ہے، چنانچہ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں ۱۔

وفي مخصوص الكوفي: اذا اخذها الامام كرها فوضعها موضعها اجزأ لان الله ولاية اخذ الصدقات فقام اخذ مقام دفع المالك وفي الظنية فيه اشكال لان سبب فيه شرط وهو توجع منه: فقلت: قول الكوفي فقام اخذ اعم يصلح الجواب تاملاً. (رداغن ومناشیر للدر المختار ج ۲ ص ۲) مطلب تھا لو صواباً ولسلطاناً

(۶) بینک اکاؤنٹس کے قرض ہونے کی حیثیت | ایک اکاؤنٹس سے زکوٰۃ وصول کرنے پر تیسرا مشبہ یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ بینکوں میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہیں وہ قطعی اعتبار سے قرض کے حکم میں ہیں اور مقرض کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ قرض خواہ کی رقم سے زکوٰۃ وضع کرے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض بن جانے کے بعد تو یہ اموال مفقود ہونے کی بنا پر اور زیادہ سرکاری تحفظ میں آگئے ہیں اس لیے قرض ہونے سے حکومت کے وصول زکوٰۃ کے حق پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا اور بلا شک و شبہ ذہن قوی ہے جس پر بالاضافہ زکوٰۃ فرض ہے اور بینکوں کے سرکاری ملکیت ہونے کی وجہ سے یہ رقم حکومت کے تصرف میں ہیں بلکہ اس کے قبضے اور ضمانت میں آجاتی ہیں اس لیے اگر حکومت ولایت عامہ کی بنا پر ان سے زکوٰۃ وضع کرے تو اس کو کوئی شرعی قیاحت نہیں ہے۔

۱۰۔ محتاط طریقت | لیکن محسن یہ سمجھتی ہے کہ بینک اکاؤنٹس اور دیگر مالیاتی اداروں سے زکوٰۃ وصول کرنے کا محتاط طریقہ یہ ہوگا کہ جب کوئی شخص ادھول میں اپنی رقم رکھوانے کے لیے آئے تو وہ بینک یا دیگر گھرے جس میں اس کے طبقت سے متعلقہ ادارے کو یہ اختیار دیا گیا ہو کہ وہ تاریخ زکوٰۃ آنے پر اس کی رقم سے زکوٰۃ سبائیکے زکوٰۃ نقد کو دے دے۔ اس طرح یہ ادارے مارکان کی طرف سے باقاعدہ وکیل بادر زکوٰۃ بن جائیں گے اور پھر اس میں نہ موال بہ غنہ کی بنیاد پر کوئی اشکال باقی رہے گا نہ نیست کی بنیاد پر نہ اکاؤنٹس کے خرچہ ہونے کی بنیاد پر۔

۸۔ سودی اکاؤنٹس اور زکوٰۃ | بینک اکاؤنٹس سے زکوٰۃ وصول کرنے پر ایک اور زکوٰۃ اکاؤنٹس اور زکوٰۃ | خزان بعض ذہنوں میں یہ رہنمائی ہے کہ یہ تو سودی اکاؤنٹس ہیں اور سود اور زکوٰۃ دونوں یکے سے جمع ہو سکتے ہیں؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک اسلامی حکومت میں سودی کاروبار کا وجود اس کے مانتے پر کلنگ کا شرمناک نتیجہ ہے اور بالخصوص زکوٰۃ کا نظام جاری کرنے کے بعد اس حرام و ناپاک ذریعہ آمدنی کو باقی رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے لہذا یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ مجتہد محکمہ مسلمانوں کو سودی نظام کی اس لعنت سے نجات دلائے لیکن یہاں تک زکوٰۃ کی ادائیگی کا تعلق ہے فقہی اعتبار سے اگر کسی شخص کی آمدنی حرام و حلال سے مخلوط ہو اور وہ مجموعہ پر سے زکوٰۃ نکال دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے فرق صرف یہ تھا کہ حلال آمدنی کا حلالی فیصد شرعاً زکوٰۃ ہوگا اور حرام آمدنی کا حلالی فیصد زکوٰۃ نہیں ہوگا بلکہ وہ حد تک سمجھا جائے گا جو حرام آمدنی سے جان چھڑانے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ اصل شرعی حکم یہ ہے کہ سود لینا حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص سود وصول کرے تو وہ سود کے کارزار

لے قال علامہ علی بن ابی طالب (رحمۃ اللہ علیہ) ما اذن من انسان ما اذن ومن اذن ما اذن وخططها تحت تصدق لا یفعل الا ان یشی بحدیثہ بعبہ۔ قال ابی حاتم علی بن ابی حاتم من یشی بحدیثہ بعبہ۔

اندر ما اذن مع حدیثہ بعبہ ۲۸۸

مطلب فی تصدق من مالی حرام

و جب تصدق ہے اسے اب اگر حکومت نے اس میں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ خیر میں دینا
 ہے وہ بیکار زکوٰۃ خیر میں صدقات مانفہ اور عطیات بھی شامل ہیں، تو وہاں کا ٹیکس واجب
 ہے کہ باقی ماندہ سود و سودی چھٹا حاصل کرنے کے لیے صدقہ کریں، نہ یہ کہ اس کی بنیاد پر اصل
 مال کی زکوٰۃ بھی ادا کریں۔

مثال کے طور پر ایک شخص کے ایک ہزار روپے بنک میں جمع ہیں، ہونے پر ستر روپے
 سود کا اضافہ ہو گیا ہے، تو حکومت پورے گیارہ سو روپے پر ڈھائی فیصد کے حساب سے
 ستر روپے سٹائیس روپے وصول کرے گی، ان ستر روپے سٹائیس روپوں میں سے بیس روپے
 تو اس شخص کے اصل یعنی ایک ہزار روپے کی زکوٰۃ سے اور ڈھائی روپے زکوٰۃ میں سے
 بلکہ سود کی جو رقم پوری کی ہو رہی صدقہ ہو جی چاہیے تھی اس کا ایک حصہ ہے، اگر یہ بھی زکوٰۃ
 میں چلا جائے تو اس میں کوئی قیامت نہیں ہے، کیونکہ اس کا صرف بھی فخر ہو ہی ہے۔

(۹) نایاب کی زکوٰۃ کا حائل و مانع ہونا شرط ہے، جبکہ امام شافعی اور امام مالک
 رحمہما اللہ کے نزدیک نایاب اور سفاقرانقل کیسے مال پر بھی زکوٰۃ لازم ہے۔ اگر وہ شخص میں
 چونکہ مانع اور نایاب کے اکوئٹس میں کوئی فرق نہیں کیا گیا، اس لیے اس میں غالباً شکی
 مسئلہ اختیار کیا گیا ہے، اور لوگوں کے موجودہ حالات کے پیش نظر اگر ضرورت ہو
 تو اس کی گنجائش ہے لیکن پھر بھی حکومت کے لیے اس میں بڑی احتیاط کرنا لازم ہے۔

لے قال: العلامة لمصلحة الفقہ، انما یکسر: تصدق بالغیر، المقطعی۔ قال (ج۱)۔
 عابد بن ج۱، ایک مع رجاء الشوب انما شی عن استخلاہ۔ وقال المصنف فی شرحہ فلا
 زکوٰۃ لہ، نوکان انکی غیباً۔ (اندر المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۰) مطلب فی
 تصدق من المال الحرام۔

لے قال العلامة لمصلحة الفقہ، وشروط اختراضا عن وجوب و سلام و حریمۃ۔
 قال ابن عابد بن ج۱ فلا تجب علی یحیون و صبی زانہ عبدۃ محضۃ و سب
 معاقبہ میں جہا۔ (زالہ المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۰) مطلب انفق بین
 اسبیب و انشاء و نعتہ۔

۱۰) اگر ترکے کا مال | البتہ بینک اکاؤنٹس میں بعض اموال ایسے ہو سکتے ہیں جو کسی مرحوم شخص کا ترکہ ہوں، پھر ان مرحوم کے انتقال کے ساتھ ساتھ ان اموال پر ورثہ کا حق ثابت ہو جائے اور ورثہ میں سے ہر ایک کا صاحب نصاب ہونا ضروری نہیں اس لیے اس مال سے بھی زکوٰۃ وصول کرنا درست نہیں ہوگا لہذا آرڈیننس میں یہ استثناء بھی ہونا چاہیے کہ جو شخص زکوٰۃ وضع کرنے کے دن انتقال پا چکا ہو اس کے اکاؤنٹ سے زکوٰۃ وضع نہیں کی جائے گی۔

۱۱) کمپنیاں اور شریکرز | آرڈیننس میں کمپنی کو بھی صاحب نصاب قرار دیا گیا ہے اور کمپنیوں کے حصص کو بھی شریکوں میں ورثہ کر کے ان سے زکوٰۃ وضع کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر کمپنی کے بینک اکاؤنٹ سے بحیثیت فرد قانونی الگ زکوٰۃ وصول کی جائے گی اور اس کمپنی کے حصہ داروں سے ان کے حصص پر الگ زکوٰۃ وصول ہوگی، اگر واقعہ یہی ہے تو یہ طریقہ شریعت کے خلاف ہے کیونکہ اس میں ایک ہی مال سے سال میں دو مرتبہ زکوٰۃ وصول ہونے کا احتمال ہے جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ لہذا اگر کمپنیوں سے زکوٰۃ وصول کی جا رہی ہے تو حصہ داروں الگ زکوٰۃ وصول نہ کی جائے، اور اگر حصہ داروں سے وصول کی جا رہی ہے تو کمپنیوں سے وصول نہ کی جائے، ان دونوں صورتوں میں سے مجلس کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ حصص پر وصول کی جائے۔

۱۲) عشر بصورت نقد | آرڈیننس میں عشر کا بھی ایک حصہ لازماً وصول کرنے سے باریک فیصد ہر قسم کی زمینوں میں کاشتکار کا حصہ وغیرہ نہیں ساتھ ہی یہ تصریح بھی کر دی گئی ہے کہ ان پر عشر کا عشر واجب ہے جیسے مارکان اپنے طوہر ادا کریں گے اس حکم میں شرعاً کوئی تعارض نہیں، البتہ آرڈیننس کی دفعہ ۷ ذیل ۷ میں صراحت کی گئی ہے کہ عشر بصورت نقد وصول کیا جائے گا، صرت گندم اور دھان کے بارے میں یہ

لغت الالعلامۃ المحکمینی، ولذا لا یؤخذ الفشس من الوصی اذا قال هذا ما من الیتیم۔ (الدمعۃ المختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۰۰ قبیل باب الزکات)

استثناء رکھا گیا ہے کہ اگر صوبائی کو نسل چاہے تو اسے بصورت جنس وصول کرے۔
 مجلس کی رائے میں یہ قسم ہی ان کے قریب ہے کیونکہ شریعت کا عشر کو بصورت نقد اور مال نام
 نہیں بلکہ شریعت نے اس میں مالک پیداوار کی سہولت کو ملحوظ رکھ کر صلہ لہذا یہ پابندی
 ختم کر کے اس معاملے کو مالک پیداوار کی صوابدید پر چھوڑنا چاہئے۔

(۱۳) چوتھائی پیداوار کا عشر سے استثناء
 آرڈی ننس میں زرعی پیداوار کے چوتھائی
 حصہ کو اخراجات کی مد میں عشر سے
 مستثنیٰ کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اگرچہ بعض ائمہ کے اقوال اس قسم کے منقول ہیں کہ
 چوتھائی پیداوار تک اخراجات کی مدت مستثنیٰ ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو دفع البیاری ج ۳ ص ۲۴۲
 باب خرمن التمر لیکن حنفیہ اور اکثر فقہاء کے مسلک میں یہ چھوٹ نہیں ہے بلکہ لہذا
 اگر حکومت یہ چوتھائی حصہ لازمی وصولی سے مستثنیٰ کرنا چاہتی ہے تو ساتھ ہی یہ اعلان
 بھی کرنا چاہئے کہ اس حصہ کا عشر مالکان خود ادا کر دیں گے۔

(۱۴) تاریخ زکوٰۃ
 موجودہ آرڈیننس کے مطابق ہر سال زکوٰۃ یکم رمضان المبارک سے
 شروع ہو کر شعبان کے آخری دن پر ختم ہوگا، اور یہ تاریخیں غنیمت
 ہے کہ شریعت کے مطابق زکوٰۃ کی تقسیم کے لیے ہجری سال کو اختیار کیا گیا ہے۔

لے قال العلامة المرقيني: ويجوز دفع القيمة في الزكاة عند تاركها في الكفارات وصدقة
 الفطر والعشر والسنة..... ولتان الامر بالاداء الى الفقير ايصال للزوق الموعود
 اليه الخ۔ (المهداية ج ۱ ص ۱۷۷) (تفصيل في الخليل)

لے قال العلامة المرقيني: وفي شئ اخر جتہ الارض مما فيه العشر كما يحسب فيه
 اجراء اعمال ونفقة البقر لان النبي عليه السلام حكم بتفاوت الواجب بتفاوت
 الثروة فلامعنى لرفعها۔ (المهداية ج ۱ ص ۱۸۵) باب زکوٰۃ الزروع والثمار۔

لے قال العلامة المرقيني: في قليل ما اخذتہ الارض وكثيره العشر سواء
 سيق الخ۔ (المهداية ج ۱ ص ۱۸۳) باب زکوٰۃ الزروع والثمار۔

لے قال العلامة المصنف: وحولها اي الزكاة تصري بحر عن ائقنية لا
 شمسي۔ (المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۳) (تفصيل باب زکوٰۃ المال)

مختلف اثاثوں کی قیمت، دکان کے لیے پہلے شیڈول میں مختلف تاریخیں مقرر کی گئی ہیں یہ صورت حال شرماء درست نہیں ہے غیر رسمی صورت یہ ہے کہ جب کوئی شخص صاحب نصاب بن جائے تو اس کی ہر قسم کے لیے ایک سال شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے تمام اثاثوں کے لیے زکوٰۃ کے وجوب کی ایک ہی تاریخ ہوتی ہے۔ لہذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تمام اثاثوں میں قیمت دکانے کی تاریخ (VALUATION DATE) ایک ہی رکھی جائے۔ البتہ اس قیمت کی بنیاد پر زکوٰۃ وضع کرنے کی تاریخیں (DEDUCTION DATE) مختلف اثاثوں کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہیں۔

(۱۵) قیمتی پتھروں اور پچھلیوں کی زکوٰۃ | آرڈیننس کے شیڈول ۱ میں اشیاء کی فہرست دی گئی ہے جن پر حکومت زکوٰۃ وصول نہیں کرے گی بلکہ ماسکین پر بطور خود ان کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اس فہرست میں قیمتی پتھروں اور پچھلیوں پر بھی زکوٰۃ عائد کی گئی ہے، حالانکہ ان دونوں اشیاء پر اس وقت زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب تک تجارت کی قیمت سے انہیں خرید لیا گیا ہو۔ لہذا ان دونوں اشیاء کو اس شیڈول سے خارج کرنا چاہئے کیونکہ برقیات تجارت خریداری کی صورت میں یہ اموال تجارت میں شامل ہو جائیں گے جن کا ذکر شیڈول ۱ میں موجود ہے۔

(۱۶) بصاریف زکوٰۃ | بصاریف زکوٰۃ کے بیان میں آرڈیننس میں براہ راست نقرہ کو زکوٰۃ پہنچانے کے ساتھ مختلف اداروں کے توسط سے نقرہ کی

عَنْ قَالِ اَلْعَلَامَةُ الْمُرْسِيَّةُ فِي الْقَلَمِ، وَمِنْ كَانَ لَهُ نَصَابٌ، فَاسْتَفَدَ فِي اِثْبَاتِ الْحَوْلِ مِنْ حَيْثُ
ضَمَّهٖ اِلَيْهِ وَزَكُوٰةٌ بِهِ..... اِنَّ الْجَالِسَةَ هِيَ اَنْعَلَةٌ فِي الْاَوَّلَادِ وَالْاَسْبَاحِ لَا اَنْ
عِنْدَ هَآئِثِ عَرَا اَنْ يَمِيَّزَ قِيَعَا اَلْحَوْلِ لِكُلِّ مَسْتَفَادٍ وَمَا خَرِطَ الْعَوَّلِ اَلَا
لِلْمُسِيَّرِ - (الْمُهْدَايَةُ ج ۲ ص ۱۴۵) فَصْلٌ فِي الْخَيْلِ
لَهُ وَفِي الْمُهْدَايَةِ: وَلَا شَيْءٌ فِيهَا يَخْرُجُ مِنْ اَلِيْهِمْ كَالْعَبْدِ وَالْمَوْلُ وَالْمَلَكَ كَذِي الْقُوَى
تَاْمَنِي نَعَمْ - (الْمُهْدَايَةُ الْمُهْدَايَةُ ج ۱ ص ۱۴۵) فَصْلٌ فِي زَكُوٰةِ الْبُرْعِ وَالْمُهْدَايَةِ
وَقَالِ اَلْعَلَامَةُ اَلْمُصَلِّىُّ: لَا زَكُوٰةٌ فِي مَالِيٍّ وَبِخَوَالِهِمْ وَلِنْ سَاوَتْ اَنْفَا اَنْفَا قَالَا اِنْ سَاوَتْ
لِلْمُهْدَايَةِ - (الْمُهْدَايَةُ الْمُهْدَايَةُ ج ۲ ص ۱۴۵) فَصْلٌ فِي اَلْمُهْدَايَةِ

اہل وکالمی ذکر ہے، اس میں یہ وضاحت ہونی چاہیے کہ ہر صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی مستحق زکوٰۃ کو باقاعدہ مالک بنا کر کی جائے گی۔

خلاصہ تجاویز برائے حکومت

- (۱) صاحب نصاب کی موجودہ تعریف کی جگہ حسب ذیل تعریف لکھی جائے۔
 ”صاحب نصاب سے مراد وہ شخص ہے جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا نقد روپیہ، سونایا سامان تجارت ہو یا ان چاروں اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو۔“
 پھر ہر سال تاریخ زکوٰۃ سے پہلے ساڑھے باون تولہ چاندی کی جو قیمت ہو اس کا اعلان کیا جائے اور اس قیمت کو وصولی زکوٰۃ کا مہیا و مقرر کیا جائے، یعنی صرف ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی جائے جن کی اتنی مالیت کی رقم بیکوں یا دیگر مالیاتی اداروں میں جمع ہوں۔
- (۲) آرڈیننس کی دفعہ ۱ میں ترمیم کر کے اس کو اس طرح بنایا جائے۔
 ”آرڈیننس کے دوسرے احکام کے تابع ہر مسلمان صاحب نصاب شخص سے ٹیڈول و ما میں دی ہوئی تفصیل کے مطابق ہر سال زکوٰۃ کے اختتام پر لازماً زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔“
 شرط یہ ہے کہ جو شخص یہ ثابت کر دے کہ تاریخ زکوٰۃ کے دن اس کی جملہ ملکات کو نصاب کی مقدار تک پہنچے ہوئے ہو یا سال نہیں گزرا، تو اس کے مذکورہ اثاثوں سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی۔
- مزید شرط یہ ہے کہ جو شخص یہ ثابت کر دے کہ وہ قروض ہے اور اس نے قرضہ کسی پیداواری غرض سے نہیں یا تو اس کے قرضے کی رقم کو قابل زکوٰۃ رقم سے منہا

لے قال العلامة المحقق رحمۃ اللہ علیہ، الزکوٰۃ شرعاً نفیث خیر الاباحۃ فلو اعظم یتما ناویا الزکوٰۃ لا یجوزہ الا اذا کفیع الیہ المطعوم۔
 (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲ کتاب الزکوٰۃ)
 وَفُتِلَ فی البعوالرائق ج ۲ ص ۲ کتاب الزکوٰۃ۔

کیا جائے گا۔

مزید شرط یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں باضابطہ ڈیجیٹل سرٹیفکیٹ کے ذریعے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ زکوٰۃ وضع کرنے کی تاریخ میں انتقال پا چکا تھا تو اس کے اکاؤنٹ پر سے بھی زکوٰۃ وراثت نہیں کی جائے گی۔

(۳) بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں میں رقم رکھوانے والوں سے ایک وکالت نامہ تحریر کرنا چاہیے جس میں وہ متعلقہ مالی ادارے کو یہ اختیار دیں کہ تاریخ زکوٰۃ آنے پر وہ ادارہ ان کی طرف سے زکوٰۃ وضع کر کے زکوٰۃ خزانہ میں جمع کروادے۔

(۴) گیندوں اور ان کے حصص پر ملک ملک زکوٰۃ وصول نہ کی جائے بلکہ اگر گیندوں سے وصول کی جائے تو حصص پر وصول نہ ہو اور اگر حصص پر وصول کی جائے تو گیندوں پر وصول نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں میں سے بہتر یہ ہے کہ حصص پر وصول کی جائے۔

(۵) عشر کے بصورت فقہاء و حوں کرنے کی پابندی ختم کی جائے بلکہ یہ امر مالک پیداوار پر چھوڑا جائے کہ وہ چاہے تو بصورت جنس اور عمر اور چاہے تو بصورت نسل کرے۔

(۶) ہرزنگی پیداوار میں سے چوتھائی حصہ جو کہ حکومت بطور منہائی اخراجات چھوڑ رہی ہے اس کے بارے میں یہ اعلان کیا جائے کہ اس حصہ کا عشر مالکان خود ادا کریں۔

(۷) مشیڈول کے تحت تمام اثاثوں کے لیے قیمت معتمدہ کرنے کی تاریخ

(VALUATION DATE) ایک ہی مقرر کی جائے اور مختلف اثاثوں کے لیے یہ

مختلف تاریخیں نہ رکھی جائیں البتہ زکوٰۃ وضع کرنے کی تاریخیں مختلف اثاثوں کے لحاظ

سے مختلف ہو سکتی ہیں بشرطیکہ اثاثوں کے اسباب مختلف ہوں۔

(۸) قیمتی چیزوں اور پھیلیوں کو مشیڈول کے تحت سے خارج کیا جائے۔

(۹) مشیڈول کے تحت میں مویشیوں کی زکوٰۃ کی شرح بیان کرتے ہوئے پانچ

سے پچیس اونٹ تک کی شرح بہت مجمل ہے جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ

پانچ سے پچیس اونٹوں تک ایک اونٹ واجب ہے۔ اس کی اصلاح کر کے

واضح کر دینا چاہیے کہ پانچ سے پچیس اونٹوں تک ہر پانچ اونٹ پر ایک بڑی

واجب ہوگی۔

(۱۰) مصارف زکوٰۃ میں یہ وضاحت کی جائے کہ ہر صورت میں مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ کا

اسلامی قوانین کے نفاذ میں شیعہ تفریق تباہ کن ہے

وفاق مجلس شوریٰ مسیح کے اجلاس منعقد ہوا ۹ فروری ۸۲ء: درجہ نظام خسرو اور
 قاصدہ النور کے مستودع پر مبنی ناسیخ الرحمن اور جب بن دسم منٹ کے محمد دقت
 مختصر خطاب کے دو لفظ دو اہم امور پر توجہ دلائے۔ اولاً اللہ کے اسم خطاب کو قاصدہ مختصر
 خراج کے ساتھ نہ بہت کم وجہ سے وفاق مجلس شوریٰ کہہ رہے ہیں کہ اس کی طرف سے
 قطع کر کے، انادو عام کیے قاصدہ مختصر کی طرح کہہ رہے ہیں کہ اس کی طرف سے

بنابینہ چیمبر میں مولانا سید اعجاز صاحب !

مولانا سید اعجاز صاحب! محمدہ و نصی علی رسولہ اکبریم و بسم اللہ الرحمن الرحیم
 جناب چیمبر میں صاحب! عشر کے بارے میں جہاں سے دستور لے نہایت ماضی و مستقبل
 کہ ہے اور اس کے شرعی حیثیت سے جو نکات تھے وہاں سے علماء کرام نے با تفصیل واضح
 کیے ہیں۔ اس خود دقت میں مختصر تین نکات کے بارے میں کچھ عرض کروں گا جس کی طرف بعض
 حضرات نے اشارہ بھی کیا ہے۔

عشر کے ساتھ خراج بھی ہے | پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر محمد کے متعلق زمینوں کے متعلق
 اسلام کا جو نظام محامل ہے وہ دو چیزوں سے جہاں
 ہے، عشر اور خراج۔ تو ہم اس سمت میں جب تھما اٹھا ہے ہیں اور یہ ایک نہایت قابل تحسین
 قدر ہے اللہ والہوں نے یہ میں جو نمایاں اور گامی ہیں وہ آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گی
 لیکن ہم نے نظام عشر کے ساتھ ساتھ خراج کے نظام کو بالکل یکسر نظر انداز کر دیا ہے خراج
 معنی ہے کہ جو راضی غیر مسلموں کی ہیں ان پر بھی عشر کی طرح ایک خاص شرط سے ٹیکس لگایا
 جائے عشر تو عہدات میں شامل ہے اور غیر مسلموں سے حاصل ہونے والے محامل کو ہم عشر
 نہیں کہہ سکتے لیکن اسلام کی نظریات ایک اسلامی مملکت کے تمام شہری حقوق کے لحاظ سے بھی برابر
 ہوتے ہیں اور رادوں کے لحاظ سے بھی زمینوں جب اسلامی مملکت کی کسی صلا کے پاس ہے یا

جیسے جائیں گے اور اس کے حامل بھی متعین ہیں اور جہاں جہاں اس کو خرچ کیا جائے گا وہ ہمارے
 بھی متعین ہیں۔ لہذا اس پر وہ طریقہ تو بے حد خطرناک ہے کہ جس کی سارے عالم اسلام میں کوئی مثال
 نہیں ملتی، احوالِ شیعہ کا معاملہ الگ ہے۔ پر مسئلہ لازم میں ہم فقہی اختلافات کی گنجائش اور رعایت
 رکھیں گے لیکن جہاں مسئلہ آئے گا احوالِ عامہ اور جنگ لار کا تو اس معاملے میں تفریق کسی جنگ بھی
 اختیار نہیں کی جائے گی۔ اس کے ایک خطرناک پہلو کا میں نے بحث کے موقع پر بھی ذکر کیا تھا۔ ہم
 کئی حضرات یا شیعہ حضرات کے لیے اس طرح اپنے مسلک بدلنے کا سنہ زکریا کی مثالیں مفادات
 کی وجہ سے ایک شخصِ فاجر میں یہ سمجھ کر میرے خلاف مسلک سے تعلق رکھتا ہوں اور جہاں آئے نقصان
 ہے وہ دیکھ کر میں خلاف مسلک سے تعلق رکھتا ہوں اور جناب صدر صاحب نے خود ایک
 مشکوک میں وعدہ کیا کہ غلط ڈیکلریشن پر سخت سزا عقرر کی جائے گی۔ مگر زکوٰۃ کے مسئلہ میں ایسا
 ہٹا کر ہزاروں لوگوں نے غلط ڈیکلریشن دیدیئے اور کسی نے اپنے آپ کو شیعہ نہ دیا، تو کیا کبھی
 ایک ڈیکلریشن کو بھی شریعت کو دھڑ میں جیسے ہی کیا گیا ہے؟ نقصان اس کا تینوں کو ہے جو بدقسمتی
 یا غرض قسمتی سے اکثریت میں ہیں لیکن وہ گھسٹے میں جا رہے ہیں تبھی بعض مالی مفادات کی خاطر ایسا
 کر رہے ہیں کیونکہ یہ لوگوں کی گزروی ہے۔ تو کوئی کھد دیتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں۔ زکوٰۃ کے مسئلے
 میں بھی ایسا ہی ہوا، یہی فاجر کل ہمارے خلاف دلیل نہیں گئے کہ شیعوں کی اتنی بڑی تعداد ہے۔
 تو تم شیعہ کو کشتی اور کشتی کو شیعہ بننے کا واسطہ کیوں کھولتے ہو؟ اس کو اسلامی اصطلاح میں اتحاد
 اور زندقہ کہا جاتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر حکومت نے اسلامی نظام نافذ کرنا ہے تو خدا را
 ان کے اصول کے مطابق، ان کے مسلک کے مطابق، ان کی رائے کے مطابق بھی کوئی طریق کار
 وضع کیا جائے، ان کو کھلا نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔ کمال تو یہ ہے کہ مصائب زکوٰۃ اور مصائب
 عشر کا تقسیم میں تو آپ نے کوئی تمیز متعین نہیں کی کہ اس میں شیعہ یا سنی کا اختیار کس طرح کیا جائے
 جائے گا؟ لیکن لیتے تو آپ ایک خاص طبقہ (اقلیت) سے ہیں اور تقسیم کرنے میں فراج دل
 اختیار کرتے ہیں، اپنے والے خواہ شیعہ ہو یا سنی وہ سب ملتا ہے۔

مراعات کے لیے حکومت عادلہ ضروری | ہمارے شیعہ دوست کہتے ہیں کہ جب حکومت
 عادلہ ہوگی تب یہ چیزیں ہم پر لازم ہوں گی
 نہیں تو ذمہ دار یہ لڑیں گے کیسے؟
 حکومت عادلہ کی بڑا الحق ہماری سمجھ سے
 ہوتا ہے۔ اگر دنیاوی عهدوں کیلئے، مناصب کے لیے مراعات کے لیے حکومت حکومت عادلہ

اسی وجہ سے پاکستان کو اسلامی نہیں کہا، مگر مسلم کی زمین اسی حرمت تصور دو اور صرف مسلمانوں پر نہیں
مطلقاً اور مشرک رو۔ تو خود اسی غیر مسلم حضرات "مشرکوں کے پاس ہے اس پر بھی مزاح لگا جائے
اور میں اسلامی اصطلاحات سے غم آگاہ ہے اور ہم احساس بہتری میں مذہب سے زیادہ مبالغہ
ماتے ہیں تو مذہب کی بات کی جگہ سے اس کا کوئی اور بھی رخصت ہو جائے جس کی جگہ عدالت کی جگہ میں رہے
جسے میری نگاہوں کی ملکیت ہے ان میں کسی کو مستثنیٰ قرار دینا اور کسی کو پابند بنانا اس کی اسلامی
جو سچ میں کہیں بھی مشاغل نہیں ملتی۔

یہ ملک لاء میں تفریق تباہ کن ہے اس کے علاوہ ایک دوسری بات بھی بڑے درد اور
جناب وزیر پرورد صاحب نے کل بڑے محل حجاب دے لیکن اس میں کہ انہوں نے لٹکا رکھا اور
لوٹی مول کے اندر میں سے چھوڑ دیا مستحکم ہے کہ ہم ایک مسلم ملک کے مسلمان شہری ہیں
تو میں ممکنہ انداز میں تفریق کو مروت سے اپنا رہی ضرورت کیوں کر پرست میں بھی اس بابہ سے
اللہ دے تو یہ ادا کی جائے مگر مشرک کے معاملے میں ایسی ہی اسلامی قانون نے بارہویں دو مہینے
اختیار کرنا اور فقہی مسائل کو مروت سے لے کر کچھ کو مروت کی ضرورت قرار دینا یہ چیز آگے
پل کر ملک کے لیے بڑی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ مذہبی قسم میں کسی تعصبی وجہ سے
نہیں کہنا ہوں مگر شیعہ حضرات کی خیر خواہی میں کہنا ہوں جنہوں نے خود بھستے بات کی ہے
یہاں یہ کہ جہاں حضرت علی شاہ صاحب اور کئی دوسرے حضرات بھی ہیں جنہوں نے اسی وقت
نئی اپنی مذہبی بات کا اظہار کیا تھا کہ چند سیاسی حلقہ آباءوں کی وجہ سے لاہور و ممبر فرات
پر مروت ہے بلکہ لاہوری کو اسی بڑی بیڑا ادا جا رہے ہیں کا انجیم یا ان کے خاتمہ اور فرات
ہو گا یہ بہت ختم بلکہ چیز ہے۔ حدود آوری جس کے مسئلہ میں یہ بھی ہی ہوا اور پھر مروت کے
مسئلہ میں بھی نہیں کچھ ہوا۔ اگر کسی فرقہ کو ہمارے فقہی مسلک کے اختلاف ہے تو ہماری فرات
اسی کا غیر مقدم کر رہے ہیں لیکن ان کے ان بھی ایک نظام ہے پھر تو ان میں کچھ کام ہیں
جو کہ شیعہ اسلام کے کسی بھی فرقے کو بالکل آزاد نہیں چھوڑا۔

مثلاً ہمارے شیعہ حضرات کی فہم میں بھی چار چیزوں پر مشتمل ہے کہ ہوں، کھجور کشمش اور
نہیں، ان کی فہم میں بھی ان چار چیزوں پر مشتمل ہے، اور جن چیزوں پر وہ مشرک کے قائل نہیں ہیں
ان کے تعلق یہ کہتے ہیں کہ ان کا خاص دینا چاہیے، ان کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ میں عدیل من

ہے تو حکومت کی طرف سے جو ذمہ داریاں رہنمائی پر عائد ہوتی ہیں تو اس کے لیے وہ حکومت کیوں حکومت عادلہ نہیں سمجھی جاتی؟ تو میں کہتا ہوں کہ اس طرف توجہ سے ایک چیز غلام کے دلوں میں پیدا ہو رہی ہے، ہم تو یہی کہتے ہیں کہ شیعہ اور سنی ہمیشہ جہانوں کی طرح رہیں اور ملک پر آواز نہ اٹھیں اور لوگ یہ نہ کہیں کہ آج اس معاملہ میں شیعہ بہت حد تک ہو گئے ہیں تو آخر کار سنیوں کی طرف سے بھی یہ آواز اٹھنے کی نہ پائی جب یہ آگے ہو رہے ہیں تو میں بھی الگ کرو اور انہیں بھی الگ کر دو بخلاف کرسے خدا نہ کرے اگر ایسا ہو گیا تو یہ ملک و قوم کیلئے نہایت خطرناک ہوگا۔

پلین باب، وزیر خزانہ سے کہہ کر یہ مسئلہ علماء کی افہام توہیم کا ہے۔ گناہل یہ ہے کہ کیا علماء ہیں افہام توہیم سے ایسے احکامات لاگو ہو سکتے ہیں جو حکومت لاگو نہیں کر سکتی، علماء کیسے بیٹھ کر کیسے افہام توہیم کریں؟ علماء تو آپ کو کہتے ہیں کہ بھائی حضرت ناقد ہی نہ کرو آپ کے جو علماء ہیں ان کی نصرت آپ کے خلاف ہے۔ میں آپ کو یہ خطبات بتاؤں کہ علماء کہتے ہیں کہ شیعہ ناقد ہی مت کرو تو کونایت ناقد نہ ہو دیں اس مسئلے میں تو آپ علماء کو نہیں دیکھتے اور اس مسئلہ کی آپ علماء کو کہتے ہیں کہ آپ میں قیام افہام توہیم پیدا کریں جو علماء کے بس کی بات نہیں۔ بالخصوص مشابہت پر نہ کہ مخفی کو قائل کرنا ان قوانین میں بیگموت کا اولین فرض ہے اور اللہ اللہ دونوں طبقوں میں عقلی نتیجہ کار مطلق حضرات موجود ہیں وہ اس چیز کو کو انہیں کریں گے تو انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ آپ کیلئے یہ راستہ آسان بنا دے گا ورنہ کہاں کہاں آپ یہ دو عقلی اور فطری کا سلسلہ جاری رکھیں گے؟

عشر اور نصف العشر جس سے یہ قیام از سر یہ تھی کہ افواج کے سلسلے میں مسئلہ خواہ مخواہ اٹھا دیا گیا ہے شریعت نے خود کھتی باری ہے اٹھنے والے مصارف پر رعایت رکھی بارانی زمینوں پر زیادہ اخراجات نہیں اٹھے اسلئے اس پر شیعہ بھی دسواں حصہ اور نہ ہی باج یا زمینوں پر نصف العشر یعنی بیسواں حصہ یعنی شیعہ اس کو رعایت دے دی گئی ہے۔ تو یہ ایک عجیب محنت حال ہے کہ اخراجات کو نہ کرنے کی کو نہ کہنے کی پوری اسلامی تاریخ میں مثال نہیں ملتی کہ عشر نافذ کیا گیا ہو تو اس میں اخراجات کو نہ کیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی رعایت رکھی ہے تو اس مسئلے کو انشاء اللہ اٹھا دیا آج عشر اور نصف العشر پر چھوڑ دینا چاہئے۔ تو چاہے والا میری بنیادی بات وہ ہے جو دینیات میں نہیں ہے کہ وہی کہ فتنہ افواج کا یہ سلسلہ نہ ایران میں ہے نہ عراق میں نہ مصر میں اور نہ شاہ میں ہے انہی کے لیے اس سلسلے کو نہ دیکھا جائے اور اس کی اب بھی تلافی کی جائے۔

کیا جائے گا۔ کیا ایسا شخص قوی خدا کو کہلانے کا مستحق نہ ہو گا جو اس مضبوط حصار میں غلبہ لگا کر قوی قہر کا فرمے؟

ملت خلیفہ کی عظمت کیلئے
حضرت اور صحابہ کی قربانی

خدا ہے اور جسے ہم اسلام اور ملت خلیفہ کے پیار سے نام سے تعبیر کرتے ہیں، کی خشتِ اول معمارِ اولیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں، دیکھی گئی اور تکمیلِ فرائضِ فطرت کے سب سے بڑے علمبردار اور کامل و اکمل سچی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی۔ آپ نے دلی کامکھ اور ملت کا پسین اس راہ میں قربان کر دیا۔ اس گھر کی تکمیل میں وہ مصیبتیں جمیلیں جو مخلوق میں سے کسی شے اس سے پہلے نہ سہیں۔ اودیت فی اللہ عالم بود احد اور تعالٰی ان کے معصوم اور پاکیزہ دلی کی ہر دھڑکن اور ہر آنکھ اس حصار کے استحکام اور مضبوطی سے وابستہ رہی کہ اس کی امت تک آئے والی مخلوق کی حقیقی ظلال و لباس خدا کی مخلوق کی مضبوطی سے وابستہ تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس صحابہ سمیت اپنی زندگی، مال و جان، عزت و اکبر و گھربار، ملک و وطن، اطرافِ سب کچھ اسی اسلام کی حفاظت و اشاعت اور مدافعت میں قربان کر دیا اور جس وقت وہ ذاتِ قدسی صفات اس عالمِ غامی سے مدِ پوش ہوئی تو دین کا یہ فقر ایک حسین و جمیل کامل و مکمل مرقع کی شکل میں دنیا کے سامنے موجود تھا۔ اس میں ذرہ بھر قافی نہ تھی جس کی تکمیل و تعبیر کے لئے کسی دوسرے معمار کی ضرورت پڑے۔

ارکانِ خمسہ

ہر عمارت مستوفی، جھینوں اور در دیوار سے عبادت اور اپنی مضبوط اور راجح بنیادوں پر استوار ہوتی ہے۔ اسی طرح اسلام کی عظیم الشان عمارت بھی ان بنیادوں اور ستونوں پر قائم ہے جسے ہم ارکانِ خمسہ (شاہداتیں، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج) کے نام سے جانتے اور

تمام اذکار میں انحصار دینا جو اور پوری عبادت کا توازن برقرار نہ رکھے۔ اگر ان میں سے ایک سے ضرورت و اہمیت بھی مخصوص نہ ہو یا اسے نالائق سمجھ لیا جائے یا اس کی ہیئت اساسی میں تبدیلی کی جائے تو خواہ وہ ایمان بالغد ہو یا غافل و کافر ہو یا حج اور روزہ تو ایسا شخص اس پوری عبادت کا نقص ہے کیونکہ اس قدر متینہ کام ہر چیز و گھر اجزاء و اذکار کا کو سمجھتا ہے جو نئے ہے، ہمیں صراطِ مستقیم پر رہا ہے وہ بالائی روشنی میں یہ عبادت تیار کی اور اس کا نقشہ بنایا۔ اس نے ان اذکار کا یہ باہمی ربط و تعلق اور اس کی اہمیت بھی ان الفاظ میں بتلا دی کہ:-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	(ایمان لانے کے بعد) پہلے چیزیں ہیں جو ہیں
اربع و خمسۃ الذل فی الاسلام	اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض قرار دیا
فسمت جاء بشلایث	ہے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور بیعت
لہ۔ یعقوب۔ منہ	اللہ کا حج جو شخص ان میں سے تین میں
شیلناحتی۔ یاقول یحییٰ	اذا کرے (اور کسی ایک کی فرغیت کا
حبیبہ۔ ۱۱۱ھ۔ ۱۱۲ھ و اللہ اعلم	بھی حکم ہے) تو وہ اس کے کام نہیں
وصیام۔ رمضان و ذی الحجۃ	آئیں جو جب تک سب کے سب
و زمانہ العرفہ و المردیون	نکرتے (یعنی سب پر ایمان و یقین نہ ہو)

ان چاندی اذکار میں زکوٰۃ بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ نماز (اور اس و بہرے قرآن نے ہم پر ایک اظہار اختلاف کے بعد و آثار زکوٰۃ کا حکم دیا۔) روزہ بھی ایسا ہی فرض ہے اور بنیادی عبادت ہے جیسا کہ حج۔

کسی ایک و کسی سے انکار | اگر کوئی شخص ایمان کا مدعی ہے۔ مگر نماز یا زکوٰۃ سے انکار
یا تبدیلی کرنا بھی کفر ہے | کرتا ہے یا اس خاک میں تبدیل و قریب کی نادرا عبادت
کرتا ہے جو اس کے سوا اول نے ان عبادات کے لئے تیار فرمایا تو اسے اس قدر محرومی میں رہنے
کا کوئی حق حاصل نہیں اور نہ اس کا دھڑلے ایمانی قابل اٹھتا ہے خواہ وہ ہزار بار اس کے استقام

مفسرین کو کچھ اور
فرست مدد ملتی

نہ نہ کیا تو قطعیات اٹھائیں سیدنا صدر بن اکبرؒ نے اپنی ایمانی فراست کی بنا پر اس باغیانہ اور
کافرانہ جہالت کے مہلک اثرات اور نتائج کو فوراً مہجانب لیا کہ اگر اس رشتہ فقیر محمد بن کی
بنیاد دل پر پہنچائی گا وہی ضرب برداشت کر لی گئی تو آگے چل کر بدباہن منافقین انا لعین اور
خویشیوں کے ہاتھوں یہ پورے عمارت جو نہ خاک ہو کر رہ جائے گی (و لا حول و لا قوة الا باللہ
کذلک الی بعد انقیاض مہم حضرت صدیق اکبرؒ نے جرات ایمانی سے کام لے کر تلوار نیام
سے نکالی اور ایک نور پر جنگ کے بعد اس فتنہ کو تباہ کر دیا۔ حذوہ اللہ عنہ
السلام والاسلمین۔

حضرت صدیق اکبرؒ کو کوفہ یا اس کے تعین میں حیثیت سے کام کرنے والوں کے اقدام
کے خلاف نڈا کر کے جس میں ذرا بھر تردد نہ ہوا اور یہ اس لئے کہ بقول امام العصر حضرت علامہ
الورشاہ صاحب کثیر علی علیہ السلام۔

استلایا ہذا ۱۰۰ من لافقا و ۱۰۰	یہاں یہ کہ ایمان نام ہے پورے
کل لا یجوز منہ فہم	دین کے التزام کا نہیں اگر کوئی نماز
اصلا نہ دلتہ کوفہ - مکہ الحج ہیں	اور کوفہ میں تفریق کرتا ہے گویا
یا انظر و ہذا ۱۰۰ من لافقا و ۱۰۰	وہ پورے دین پر ایمان نہ لایا اور
نہ دلتہ کوفہ - مکہ الحج ہیں	جو پورے دین پر ایمان نہ لایا اور
نہ دلتہ کوفہ - مکہ الحج ہیں	شخص قطعی کافر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی حبیب انا نہ ہوا کہ ان لوگوں کی جہالت محض حکومت سے سرکشی
یا باغیانہ نہیں بلکہ سرے سے دین کے ایک اہم رکن کا انکار یا اس میں تحریف اور غلط
تلاویز کرنا ہے جس کے ساتھ کن اثرات پورے دین پر چڑھ سکتے ہیں تو اس کا سدھ بھی اس بارہ میں

کھل گیا اور زمرہ سے حضرت فامدوق اعظمؒ بلکہ تمام صحابہ نے حضرت صدیق کا قولاً وکلاماً سنا لیا اور اس طرح ایک کن اسلام (زکوٰۃ کی قطعیت میں صحابہ کا اجماع منقطع ہوا۔ اور ایسا اجماع جن کے لغز میں مخالفین کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔

انفین زکوٰۃ بھی زکوٰۃ
نیکس سمجھ رہے تھے
ہمیں یہ بات بھی مل جاتی ہے کہ منکرین زکوٰۃ نہ صرف سیدنا
صدیق اکبرؓ کو زکوٰۃ دینے کے مخالف تھے بلکہ اپنی ایک ہی حضرت عائشہؓ اور نظریہ کی بنیاد پر
زکوٰۃ کو صرف ایک نیکس سمجھنے لگے تھے۔ اور اس طرح اس کی عبادتی حیثیت سے انکار کر رہے
تھے۔ محدث جلیل علامہ کشریریؒ فرماتے ہیں :-

والانما ذہ عوانت الزکوٰۃ ذہیانہ	منکرین زکوٰۃ کا گمان تھا کہ زکوٰۃ ایک
مالی کا بھٹی السلفان صحت	مالی نیکس ہے۔ جیسا کہ بادشاہ اپنی
الرمایا جباہات مو جباہات	رعایا سے کوئی طرح کے ٹیکس وصول
فکانت اى النبی سنی اللہ علیہ	کرتا ہے۔ پس حضورؐ کے زمانہ میں
درستم ف جہدہ واذہبنا	تو اس ٹیکس کی وصولی حضورؐ کا حق تھا
نخب ولا فی مست سقطت	اور جب ہم نے انہوں میں سے والی اور
دبقت کسانو الجباہات	حاکم میں لئے تو زکوٰۃ ہم سے ساقط ہوئی
صلواتی ۱۱ وال	اور دیگر ٹیکسوں کی طرح اب زکوٰۃ کا
رضوانہ الہی ۱۰۹	معاذ بھی حاکم کی رائے پر ہے۔

جبکہ چودہ سالی بعد قرن اول کے انفین زکوٰۃ کا یہی استدلال اور اگلاں اسلام سے جہاد کا علاوہ ہے جو آج اسلامک ریسرچ انشٹی ٹیوٹ (ادارہ تحقیقات اسلامیہ کے سربراہ ڈاکٹر فاضل الرحمن اور اس کی لائبریری ریسرچ و تحقیق کی صورت میں مہارت سے سامنے جو رہا ہے۔

ذکوٰۃ کے تقادیر اور مصارف میں قطع جائر نہیں ہیں } ڈاکٹر فضل الرحمن فرماتے ہیں۔ معاشرہ کی ضروریات کے لئے ذکوٰۃ کی موجودہ شرح کافی نہیں۔ حکومت کو

اس میں امتداد کا حق حاصل ہے (فکر و نظر اکتوبر ۱۹۶۳ء) پی پی اے کے قائلانہ کو اپنے انٹرویو میں بتایا۔ قرآنِ مقدس میں مسلمانوں پر ملکیت کو صرف ایک ہی ٹیکس لگانے کا اعتقاد دیا گیا ہے اور وہ ذکوٰۃ ہے۔ یہ ٹیکس بنیادی طور پر اس لئے وضع کیا گیا تھا کہ اسے ملکیت کی مختلف ضروریات پر سی کرنے ہوئے مسلم معاشرہ کی سماجی ترقی، بلکہ ملکیت کی دفاعی اور دیگر ضروریات سول سروسز، انسپورٹ اور بیرونی ترقی وغیرہ پر بھی لگایا جاسکے۔ الخ

کیا خوب ذرا یاد رکھنا صاحب نے نذر آئے تو قرآن میں ذکوٰۃ کے فروع کے لئے عدالت ہفتگانہ مخصوص فرماتے۔ رسول نے اس کے نصاب اور تقادیر متعین کئے اور اس کے تقسیم و خرچ میں اتنا و ہتھام ہر مال ایک بار واجب ایک شخص نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکوٰۃ کے مال میں سے کچھ دینے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا۔ "اسے خمس اللہ تعالیٰ نے مال ذکوٰۃ کی تقسیم میں کسی انسان کو بلکہ خود چاہے کچھ کو خود اختیار نہیں دیا ہے بلکہ اس کی تقسیم خود اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور اس کے آئندہ معدن بیان کر رہے ہیں۔ اگر تم ان آئندہ مصارف میں داخل ہو تو میں تم کو دست نکستاً ہوں۔" (ورنہ نہیں) (ایوان اللہ کتاب الذکوٰۃ)

اسلامی دیانت } میر بہ بات محکمہ خیر ہے کہ اسلام میں ذکوٰۃ کے علاوہ ملکی ضروریات کے لئے کوئی اور آئندہ فی مقرر نہیں کی گئی۔ آخر قاضی ایسے "محقق" کے بارے میں یہ بات نادانی پر معمول کی جاتے گی یا سچا بل عدالت ہے یا اسلام نے ایک اسلامی دیانت کے مصارف اور ضروریات کے لئے بے شمار ذرائع متعین فرمائے ہیں۔ آئندہ کی ایک ذریعہ خرارج ہے جو غیر مسلموں کی ان اراضی سے لیا جاتے گا میں پر مقابلہ یا صلح کے بعد مسلمانوں کا تسلط قائم ہوا اور جو زمین کی پیداوار و زرخیزی اور رسائی آبپاشی کی بہت کو ملحوظ رکھ کر پائش یا ثوارت کے طریقے پر لگایا جائے گا۔ امام ابو یوسفؒ کے الفاظ میں اس کی وصول کے لئے وہ اکثر ضروری ہوں گے جو فقیر عالم

پاکیزہ مصنفت مزاج، متحرک اور خود رانی سے اقرباب کرے واسطہ ہوں۔

ایک ذریعہ تجزیہ ہے جو تیسرے مسموعی ذمہ سے وصول ہو گا اور اسلامی سیاست ان کے شہر میں حقوق اور مل دہان کی محافظ ہوگی۔ اس طرح غنیمت کو مخصوص حصہ جو غیر مسلموں سے جنگ کے دوران قیدیوں اور ہمالیہ دولت کی صورت میں حاصل ہو گا۔ جسے کاجو، شبنم سے لے کر میوے و جہان کے سببوں کے ہاتھ آئے گا معدوم اور کارآمد ہونے خواہیہ سعدان کا یا بحیرہ صحرایی بہت لعلال ہیں وہاں ہر جگہ اس طرح مٹاؤں، اعلیٰ درجہ کی قدرتی گزہیں، ماکوئی فضا و گی کاروبار کے لئے کسی شخص کو اس شرط پر دستہ دیا جاتا ہے کہ وہ اس کے منافع میں سے ایک چھوٹا حصہ بہت لعلال میں داخل کرے گا۔ اس کے علاوہ فضا کی شکل میں زمین پر محصول یعنی پیداوار کا برابر حصہ اور کسی قسم کے زرعی پرنسپل الیٹر یعنی برآمدہ سے کسی بی بی بی بی بی کا اختیار نہیں اور زمین کے مصارف اور فضا کی بھی مقصد اور معائنہ ہے۔ ان کے علاوہ غیر ملکی درآمد پر محصول راہبورت ڈیوٹی (جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لگا گیا) بسکے دوسرے ٹاکس ملکان یا تاجروں کے احوال پر کسی قسم کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ اگر ایک اسلامی حکومت واقعی اسلامی خیالوں اور حقوق پر قائم ہو، اسلامی دنیا کا اتحاد اور فلاح کی ہوا اور اعمال و معاملات میں قرآن و سنت کی ہدایت کی تکلیف سے بیرونی کرنی ہو تو ایسی حکومت مذکورہ اثبات کے علاوہ دوسرے برسوں اور ٹیکس بھی لگاسکتی ہے۔ فقہائے اسلام نے اس کے گرد ہی ہے کہ ملکی وظائف، فوجی قوت نے استحکام، پولیس کے اخراجات یا سماجی امور، بیرونی کھانا، چول کی تعمیر و قیدیوں کی مدد کی وغیرہ کے لئے مختار اور حکامی دونوں قسم کے مسائل وصول کیے ہو سکتے ہیں، انہی کتاب لکھنا اور دیگر کتابیہ فقہانہ کی روئے کی نسبت سامنے کر دینا ٹیکس بنادیا جانے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہتے ہیں محدث کے علاوہ اسے دیگر خصوصیات پر خرچ کیا جاتا ہے۔

مجاہد نظریات
لی جدید تعمیر

عبدالعزیز کے ان لکچر جنہیں نے آج ان تمام مجاہد نظریات کو جس کی مجلس اور تحریک ترقی کے حروف سے سطر ہو کر اسلام کی جدید تعمیر کے سبب میں دوبارہ پیش کر دیا ہے جن کو اسلام نے سختی سے غلط ٹھہرایا اور جسے اس کے پیغمبر نے

تہذیب کے نیچے پائمال کیا۔ جاہلیتِ اولیٰ کے محسوس دیوبند کے بعد ہی مہذبہ نظامِ احمد
 قادیانی کے ہمیں ہیں ظاہر ہوتی ہے اور کہیں غلام احمد پر بیڑ کا نصب و دعا لیتی ہے اور کہیں بکھر
 فضل الرحمن اور ان جیسے محققین اور ضربِ زور دانشوروں میں جلوہ گر ہو جاتی ہے اور پھر تمام غفلت
 سامانیوں کے ساتھ اسلام کے ایک ایک کنواں ایک ایک اساس پر حملہ آور ہوتی ہے۔ اپنے وقت
 کے شیطنی فرائض اور مسائل اس کی پیشہ پر ہوتے ہیں۔ کسی اس کا اعلان رسالت محمدی کی بنیاد پر ختم نبوت
 پر ہر تہمت تو کہیں آپ کی سنت کی تشریحیں حیثیت اور غضب رسالت پر کہیں تجدید اور نئی دانش کی
 نام پر مسلمانوں کے پریشانی کو مٹھ کر کیا جاتا ہے تو کہیں ظاہری ترقی اور مغربیت کی چمک دکھاتے
 اسلام کے پورے معاشرتی نظام، طلاق، نکاح، طلاق، میراث وغیرہ میں دست درازیاں کی جاتی ہیں
 اس صدی میں اس طوفانی درج نے مسلمانوں کے پورے اقتصاد و معاشرتی تجارت اور صنعت کو اسی
 جاہلی نظام، سود، قمار، اربابِ کار، بازرگان، معاشی دستہ اور ظلم و تعدی کی بنیادوں پر کھڑا کر دیا ہے اور سارے
 عالم اسلام کی بہت حد تک اور قوت نافذہ کو اپنے ڈگر پر ڈال دیا ہے۔ اس کاٹوس سایہ مسلمانوں کے کھڑے
 نظام اخلاق کو مکدر و مفلک اور طرزِ معاشرت پر پڑ چکا ہے اور اس کی جگہ مغربی خود غرضی، نفس پروری، مادی چمک
 جیسی بیجاں اور جاہلیت نے قدم جما لئے ہیں اور سب، الاسلام، عربیت اور سیدہ عسریہ
 کا احترام مٹنے لگا ہے۔

غفلت یا جاہلیت | ان حالات میں اگر ملت مسلمہ پر بھی غفلت اور جاہلیت یا ادا و ادبی
 کے جوانک نتائج سے کام لے اور اسلام کی ایک ایک بنیاد اور اصول پر شیطان کا بار
 سہی رہے تو ظاہر ہے کہ اس کے نتائج کتنے فحش اور کتنے تلخ ہوں گے؟ پھر معلوم نہیں یہ مسئلہ آخر
 کہاں جا کر ختم ہو گا۔ اگر آج کوئی کی شرعی حیثیت کو نظر انداز کر لے گا تو کون کی موجودہ شرحِ حکومت کے احکامات
 کے لئے کافی نہیں تو کون نمازوں کی تعداد اور مقدار میں بھی یہ کہہ کر قطع و برید کی جائے گی کہ ان کی جگہ کی
 مصروفیت ننگی ہیں اس پنج وقتہ ضیاعِ وقت (مادریں بزمیں) کی فرصت کہاں! اور یہ کہاں کی
 دانشمندی ہے کہ اس مشغلی اور شغلی دور میں ہمیں کے پورے تیس دن روزہ سے کچھ کر لیں کی بلوی

حقیقت کو نقصان پہنچایا جائے؟ اور ”حج و زیارت“ کے نام پر ہزاروں میل کا سفر کر کے ملک اور قوم کا وقت اور ریاست کا ذریعہ، کو ضائع کرنا کہاں کی عقلندی ہے؟ واللہ اعلم بالصواب۔ اگر آج سود کے مصالح، منہ پرانے جائے تو گواہ اگر لیا جائے تو کوئی دیر نہیں کرے کل زنا اور خمر کو حلال نہ کہنا چاہیے اور اگر آج مسلمانوں کے معاشرتی معاملات میں حرکت و تبدل پر مہر کر لیا جائے تو کوئی غمانت ہے کہ کل عبادات اور اعتقادات، تنگ سے ہاتھ نہ دھوئے چڑیں؟

نفاق زدہ لوگوں کی مضحکہ خیز حالت | اور جو کچھ بیان کیا گیا اس سے دیگر ارکان کے علاوہ ذکوۃ کی بیروی اور تقدیر پر ہمیشہ پر ہم بدوشی پڑتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر فضل الرحمن اور اس قماش کے دیگر نفاقیں اور ریسرچر، تو باب نکر و نظر کے تحقیقات کی نہ کہاں جا کر پڑتی ہے۔

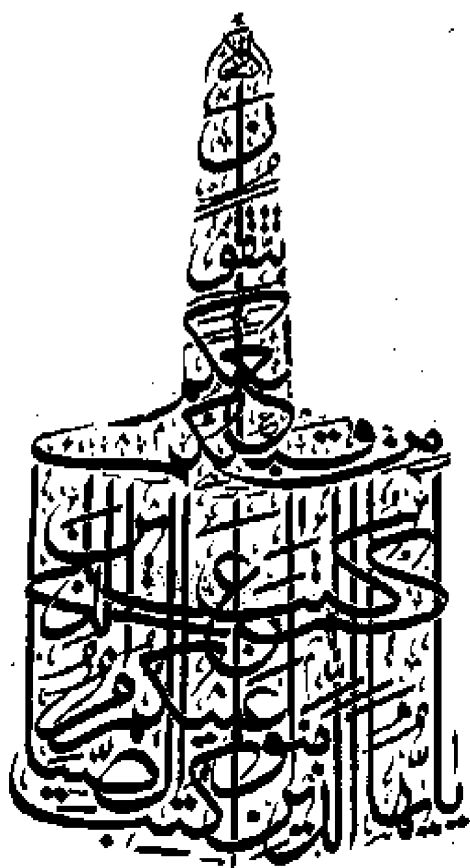
در اصل جو غلوب اسلام کے بارے میں سوداغن، سلیمت، یا حسد و عناد کے شکار ہیں اور اسلام کی موجودہ مہم جاہلیت کے لئے ایک رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ بعض سیاسی اور مادی ازم افغان کی وجہ سے بدلوں کو کھل کر اسلام کے جو بنیادی اور عقلیاتی اصولیات ہونے کا انکار کر سکتے ہیں اور نہ اندرونی نفاق کی وجہ سے اسلام کی جامعیت اور دینِ مصطفیٰ کی پیچیدگیوں کا اقرار۔ اس لوگوں کو حالت نے انہیں تضاد، تعارض اور تذبذب و نفاق کے ایک عجیب مضحکہ خیز مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ کبھی وہ سرمایہ دارانہ نظام پر اسلام کا نظریہ لگائیں گے تو کبھی کمیونزم اور مارکسیت کو دنیا کا کلیہ یا مذہب قرار دیں گے۔ کبھی کہیں گے کہ سائنس و حکمت اور دین و مذہب کا کوئی جوڑ ہی نہیں ہو سکتا کبھی کہیں گے کہ اسلام کا مقصد ہی غربت سائنس، ترقی اور مادی ترقی و دارق ہے کبھی سرے سے حکمت، رسول کے حجت ہونے سے انکار کر بیٹھتے ہیں تو کبھی ہر نہ کے اذیت یا اشتقاقِ ذہل و دماغ کے اجتہادات کو بھی سنتِ جاہلیہ کا نام و تمام دیں گے۔ گویا ان کی کیفیت ٹھیک اس ارشادِ اقدس کی مصداق ہے،

ذکر متجاوز صحت اللہ سبحانہ گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ چہرے

فَلَا تَطْعَمُوا عَلَيْهِمْ وَأَقْرَبُوا بِهِ
 وَتَكُونُوا مِنْ أَقْرَبِهِمْ
 اور نہ کھاتے ہو ان پر اور نہ ان کے قریب جاؤ
 اور نہ ان کے قریب سے کھاتے ہو

پھر یہ لوگ اپنی سنت نئی اختراعات اور تعریضات کے اثبات کے لئے جو لاکھ دہائیوں
 پیش کرتے ہیں کوئی عقل سلیم اور طلب مومن تو اسے کیا قبول کرے گا خوراک کا ضمیمہ جس ان کی ہنسی
 اڑاتا ہے۔ علم و تحقیق کی دنیا اس تحریک و تبلیغ پر رہنے لگتی ہے مگر تحقیق و دلیل پر کئی دعویدار
 پوری دھڑائی سے اپنے تجر و قہم کا شریعہ بناتے رہیں گے اور ہر طرح دین کو باطل و بے اعتبار بناتے رہیں گے
ملت مسلمہ کا فریضہ اگر ملت مسلمہ کو اسلام کے شجر و مری کے سایہ عاطفت اور قہر محمدی کی چاہ
 میں رہنا ہے اور اس کی ہر دیوار اور بنیاد کو احاطہ و غلبہ کی نقیب سے بچانا ہے تو ضرورت ہے کہ
 اس ملت کا ہر نام لیا خواہ حالی ہو یا عالم، جاہل ہو یا مقتدر اپنے تمام انحراف اور مصلحتوں سے
 دست بردار ہو کر سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی فراست اور فادق افکار کی ہر بات سے کام لے کر میدان
 میں کود پڑے اور زبان و قلم اور ہر ہاتھ میں اس قہر محمدی میں رنگت پیدا کرنے کی سعی کرے۔ اسے
 ہمیشہ کے لئے خاموش اور مغرور کر دیا جائے کہ بتوں کے یہ نقشہ بد و بھیس کا ہے جل و خفین
 کا نہیں۔ وَاللّٰهُ سَاطِعٌ مِّنْ عَمَلِ الْاِسْلَامِ





باب رؤیۃ الهلال (چاند دیکھنے کے احکام و مسائل)

سوال ۱۔ اگر ایک گاؤں میں سے اجتماع رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور گاؤں واسے اس پر یقین کر کے روزہ رکھیں تو دوسرے گاؤں کے لوگوں کو خبر دینے کے لیے کن شرائط کی رعایت ضروری ہے تاکہ وہاں کے لوگ اس کے مطابق روزہ رکھ سکیں؟

الجواب: شہادت اور اخبار میں نمایاں فرق ہے۔ دوسرے گاؤں والوں کو رؤیت کی خبر دینے کے لیے شہادت کی شرائط کی ضرورت نہیں بلکہ سبھی کسی شخص کی خبر پر عمل کرنے کے لیے مفید ہو تو یہ خبر کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں کتاب القاضی الی القاضی کی شرائط کی رعایت بھی ضروری نہیں۔

قال عالم ہذا السلام رحمہ اللہ:۔ وتقبل شهادة الواحد على شهادة الواحد في هلال رمضان ولا تشترط فيه لفظ الشهادة۔ رقم المرقوم آثار خاتمة ج ۲ ص ۲۵۶ کتاب الصوم، الفصل الثاني في رؤیۃ الهلال)

تین عالم بن علاء: و ذکر الامام کاشغری الحلوانی: ان التصحیح من مذہب اصحابنا ای اخبار اذا استفاض وعرف فیما بین اصل احکام البلدین، یلزمهم حکم أهل هذا البلد۔ رقم المرقوم آثار خاتمة ج ۲ ص ۲۵۶ کتاب الصوم، الفصل الثاني في رؤیۃ الهلال)۔

سوال ۲۔ اگر کچھ لوگ دور بین سے ہلال (چاند) دیکھنے والوں کی گواہی کا حکم دیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، تو کیا ان کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ام فان ابن عابدین: رعت قوائم بخبرهم وهو ممنوع من الدرایۃ الامام: والعیم من هذا كله انه ممنوع من الدرایۃ الامام: من دفع في قلبه صحتہ ما شهدوا به وكدت شهودا امر بانقوا وكدوا صحه في المذهب۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب الصوم، فصل في ما ثبت به الهلال)۔ (رقم المرقوم آثار خاتمة ج ۲ ص ۲۵۶ کتاب الصوم، فصل في ما ثبت به الهلال)۔

الجواب: بدستورہ دور میں طرح طرح کے جدید آلات وجود میں آ رہے ہیں جن میں دور دورہ بھی ایک ایسا آلہ ہے کہ جس کے ذریعے چاند دیکھنے والوں کی گواہی سے غیر ملکی عامل ہو جاتا ہے اور یہ ان کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے۔

قال العلامة المحقق في رد الوهاب بل لا حاكم فيها صاموا بقول الثقة واطروا بانصار عدلين مع العلة للضرورة والى ان قال وقيل بل علة جمع عظيم يقع به علم الشرعي موافقة لظن بخبرهم وهو لازم ان لا يكتفى بشاهد من وانصاره فلهذا جرح.

والمد والخصار على صاحب رد المحتار ج ۳ ص ۳۳۳ کتاب الصوم ۱۰۰

اختلاف مطالع شرفاً معتبر ہے یا نہیں؟ **اسموال:** اختلاف مطالع کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ **الجواب:** اختلاف مطالع کے بارے میں فقہاء کرام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں اور یہی ظاہر اللہ سے ہے کہ اسی قول پر فتویٰ منقول ہے اس لئے جہاں کہیں شرعی قواعد وضوابط کا ذکر رکھے ہوئے نہ رہیں جیسے جیسے تو وہاں روزہ رکھنا اور عید منانا جائز ہے۔

قال في الهندية - ولا عبرة باختلاف المطالع في تلهة الزوادة وعليه الفتوى لقوله في البث وبه كان يفتى شخص الاثمة الخوفا قال لوراءى اهل مغرب هلا يا رمضان يجب الصوم على اهل المشرق - كذا في الخلاصة ثم انما يلزم الصوم على من اخرج الرؤية اذا ثبت عند رؤيته اولئك بطريق موجب - (النفاذ الهندية ج ۱ ص ۱۹۸-۱۹۹) الكتاب في روية لطلوع ص ۲۰۰ لعله في عالم بن العزوة - وقيل الا كما شهدوا مشاهدي عدلين وقد سكن قلب القاضي عن قولهما جاز وثبت حكم رمضان - فتاوى تاتارسانية ج ۲ ص ۳۰۰ کتاب الصوم روية حلال، ومثله في الهندية ج ۱ ص ۱۹۸ باب الثاني في روية لطلوع.

صلح قال محمد بن عبد الله - واختلاف الطلوع برويته بها قبل الزوال وبعد غير معتبر على ظاهر المذهب وعنه اكثر المشاهير وعليه الفتوى بحرم من خلاصة وفيلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب - اذا ثبت عندهم روية او ثلث بطريق موجب كما هو.

قال ابن عابد بن عيسى - رتوله بطريق موجب كان يفتى ان كان يشهد روية او ثلث على حكم القاضي ويستفيض الخ - (فتاوى ج ۲ ص ۳۹۳-۳۹۴) کتاب الصوم مطلب اختلاف المطالع، ومثله في فتح القدير ج ۲ ص ۳۹۳ کتاب الصوم.

سوال ۱۔ جہاں نہیں علاقائی علماء شرعی شریعت ثبوت کے بعد عید منانے پر حکومت کا رکاوٹ ڈالنے دیئے کے متزاورف ہے لیکن حکومت اپنی انایت پر اکثر کوٹوں کو مجبور تانے سے منع کرے تو اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب۔ عید در رمضان کا ثبوت روایت طائیفہ کے اعلان پر موقوف ہے اگر علاقائی علماء شرعی تصانیف کی رعایت کرتے ہوئے اعلان کریں تو عام لوگوں کے حق میں خواہ وہ مرکب کا عید منانے پر یا غیر طائیفہ کا عید منانے کا واجب ہو جاتا ہے ایسی حالت میں حکومت کا یہ بیان میں رکاوٹ ڈالنا بے دینی کے متزاورف ہے اور نہ ایسی صورت میں حکومت کی تاعداری کرنا ضروری ہے۔ لا طاعة لأهلوق فی معصیة الخافذ۔ (رداء الفاشح السنۃ مشکوٰۃ ص ۱۱۱) دل بوجہد محمود العینیؒ۔ ولا عبرة باختلاف المطالعین، ذاتہ فی مصر لزیم الناس۔

وشرح کشر عینی بہ اصل کتاب الضوم) ۱۱۱

سوال ۲۔ اگر کسی جگہ رویت نہ ہو اور شعبان کے تیس دن پورے ہوں تو کیا کسی حساب کو اختیار کر دے کہ روزہ کا حکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ حساب ماہ بہت دقیق قائم ہو کر غلطیوں کے لیے مفید بھی ہو۔

الجواب۔ رواہ کا ثبوت رویت یا تکمیل ثلاثین شعبان پر موقوف ہے۔ الحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم صویۃ الرویۃ ولفظ ورویۃ۔ اس کے علاوہ کسی حساب و کتاب کی وجہ سے روزہ فرض نہیں ہوتا اگرچہ غلطیوں کے لیے مفید کیوں نہ ہو۔

قال عالم جن اللہ لاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ یعیب عمر رمضان رویت الہلال اذ بالکمال شجاعت۔ لا تنبت، ولا یجوز ان تریب الخجم فی حساب لا فی نقصان

لے قال بعدا محسن بن عماد القزوی رحمۃ اللہ، واذا ثبت لہلال وفی ہذا ما یمطع قطر، ہاؤ لزم سائر الناس وفی ظاہر المذہب وعلیہ یفتویٰ۔

مرآۃ المسلم علی مدنی رحمۃ اللہ وی ج ۱ ص ۱۱۱ لا یجوز فیہ فی روایت براہین الخ
وہبتک فی البعد والرائق بہ ۱۱۱ کتاب السنو

ولا في الاقطار - زناداوی تارخانیة ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب الصوم الفصل الثانی فی رخصة الهلال الح
 عجیب شعبان کے لیے ایک شخص کی گواہی قبول نہیں | سوال - شعبان کے تیسویں دن
 کی خبر اگر ایک شخص دے دے یہ نہ
 اس کی گواہی معتبر ہوگی یا نہیں؟

الجواب - دعوت ہال میں رمضان کے علاوہ ہمارے شہر کے لیے ہمارے پرست
 کے روزانہ روزوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی مقبول ہوگی بخلاف رمضان کے کہ اس کے
 ثبوت کے لیے ایک فرد کی گواہی مقبول ہے، لہذا شعبان کے تیسویں دن کی خبر ایک آدمی کے
 مقبول نہ ہوگی۔

لما قال العلامة الحنفی - وهذا الاصح اوقية الاشهر التسعة كما نطر على المنهج -
 قال ابن عابدین ، قوله وقية الاثني عشر لا يخلل فيها الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين
 عدول احبوا عليه ودين - زناداوی ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب الصوم - مطلب ما قاله - اسکی
 میں کا اعتماد علی قول الحدیب مردود ہے

سوال - رمضان کی پہلی اور شعبان کی تیس تاریخ
 یوم الثانی میں روزہ رکھنے کا حکم | اور شہادہ کہ سورت میں اس دن روزہ رکھنے کا

لے قال العلامة الحنفی - واما صوم رمضان فوقت شهر رمضان لا يجوز في غيره قطع الكلام
 فيه في موضعين احدهما في بيان وقت صوم رمضان والثاني في بيان ما يعرف به وقتها الا ان
 وقت صوم رمضان شهر رمضان لقوله تعالى: اَوْشَهْرًا مِّنْكُمْ اَشْهُرُ فَلْيَضَحَّ اِيْ ذَلِكُمْ فِي
 الشَّهْرِ رَفِئَ لِيَّ صَلَّى لَهٗ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَوْمُوا شَهْرًا كَرِيْ فِيْ شَهْرٍ كَرِيْ لَانِ اَشْهُرًا لَا يَصَامُ
 فِيْهِ وَامَّا الثَّانِي وَهُوَ بَرْنِ مَا يَعْرِفُ بِهِ دَلِيلُهُ فَاِنَّ كَاثِرَ الشَّهْرِ وَمَعْمُورِهِ يَعْرِفُ بِرُؤْيَا اِلَهْلَانِ
 فَاِنَّ كَاثِرَ خَلْقِهِ يَعْرِفُ بِكَمَا شَهِدَ لَوْ مَا شَهِدَ صَوْمًا - (برائع النافع ج ۲ ص ۲۵۵)
 وَرَقْلُهُ فِي تَبْيِيْنِ الْحَقَائِقِ ج ۱ ص ۳۱۱ کتاب الصوم -

لے کہ فی فی البندیة ، وراکانی ما ہمارے لائیں الا شہادۃ رجلین اور رجل وامرأتین ویشترط
 فیہ الحریۃ وبقیۃ الشہادۃ کذا فی خزائن المفتین - ویشترط العدالة فکذا فی النقایۃ
 زناداوی الہندیۃ ج ۱ ص ۳۱۱ کتاب الصوم - اباب الثانی فی رخصة الهلال

وَمِنْهُ فِي الْمَطْلَعِ عَلَى مَوَاقِفِ الْعُرُوحِ ج ۱ ص ۵۳۳ کتاب الصوم فصل فی ثبوت الجہد

کیا حکم ہے؟

الجواب:- فقہی کتابوں میں اس دن جب، قاضی عدلیت، رہنما اور مشعبان کے تئیں اس پروردگار ہوں تو اس کو روزہ نشدہ کہا جاتا ہے۔ بسا اوقات رمضان کے احتمال کی وجہ سے اس دن بھی فرضی روزہ نیت کر کے رمضان کا روزہ رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ نفل اور فرض میں توجہ نہ کر کے روزہ رکھتے ہیں، ایسی حالت میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

روزہ غسل بر حصابان، نہ علیہ، اعلوۃ والسلام قال الربیع: حل صحیح من صوم شبہ لا قال لا۔

البتہ اگر کسی کو کسی نیت کر کے روزہ رکھیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، ایسا ہی اگر کہیں اس دن میں اتفاق سے کوئی قضا روزہ پڑ جائے تو اس دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ قال عالمین السلام: کوئی اشتہاد یہ، والمختار ان یفتی بالطلوع فی حق الخواص والاعتقاد والاعتقاد فی حق انعماء ویل لفتائی، وانما فصل بین الخاصہ والعامة ہوا ان من یعلم فیہ صوم یوم انشک فہو من الخواص والا فہو من انعماء۔

روزہ کی تاریخانیۃ جو بولتا کہ فصل الثامن بالایات المکررہ فیہا الصوم، لہ طبع طبع آفتاب کے بعد رعبیت بلال کی اطلاع آتا ہے قبل آجائے توجی کو تو اس نے صبح کے بعد کھا کھا یا جو ان کے بے اس خبر پر عمل کرتے، کیا حکم ہے؟

الجواب:- یوم اشک کے دن تمام اہل اسلام کو چاہیے کہ روزانہ کھانے پیچھے اور روزہ کے متانی کاموں سے اجتناب کریں، اگر رویت کی اطلاع ہو جائے تو روزہ پورا نہیں اور اگر روزہ نہ آئے تو نماز کے لیے اجازت ہے اور عوام اقلہ رکھیں البتہ جی کو تو اس نے کچھ کھا یا چاہا تو ان پر

سے کوئی ایسا حکم نہ ہے۔ کہ ان اختیارات بصورۃ الخفی یفسدہ الخ یا لا احتیاط و یفتی الصیۃ بالملو ان وقت الزوال فیہ مالا یظاہر حیا الہادۃ، یعنی لا یزید فیہ و یصور انہ اشقی سداً شلاً، قسم یا یحیی ان ذلک انما ہم لا یفتربہد تاوم حدیب حدیبان وهو متہتم بیا انعماء وانما الخفی علی انعماء انعماء یا، یعنی لا یزید فیہ و یصور انہ اشقی سداً شلاً، قسم یا یحیی ان ذلک انما ہم لا یفتربہد تاوم حدیب حدیبان وهو متہتم بیا انعماء۔

رمضان کے تہ کی خاطر امساک واجب ہے، اگر کوئی اس کے باوجود رعایت نہ کرے تو مرتد
قضا واجب رہے گی کفارہ لازم نہیں ہوگی۔

قال قاضیان ۳۔ سلام یبلغ فی النصف من رمضان نصف النهار ونصفه فی الحکم
فانما لا یأکل بقية يومه: فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الصوم ۱۷۱

دن کے وقت رویت کی خبر ہو تو امساک ضروری ہے [سوال: نصف النهار یعنی
ادھا دن گذرے کے بعد اگر

رمضان کے روزے کی فرضیت کی اطلاع پہلے تو مغرب تک امساک کا کیا حکم ہے ؟
الجواب: اگر نصف انہار کے بعد روزے کی فرضیت ثابت ہو جائے تو جن لوگوں نے
ابھی تک روزے کے منافی چیزیں استعمال نہ کی ہوں تو وہ اپنے امساک کو مغرب تک برقرار رکھیں اس
کے ساتھ بقية مسألوں پر بھی امساک واجب ہے البتہ اگر نصف النہار سے قبل روزے کی نیت نہ کی ہو
تو کھانے پینے سے کفارہ واجب نہ ہوگا۔ ورنہ یہ دن امساک رکھنے کا حکم رمضان کے چیتے کی وجہ سے
خام ہے تاہم جن لوگوں نے رمضان سے منافی اشیاء کے استعمال کے بغیر امساک کیا ہو ان کا امساک
رمضان کا ہر روز متصور ہوگا جبکہ بقية لوگوں پر اس دن کی قضا ملتی ہے۔

لما قال العلامة محمد النور شافہ الکشمیری: لو شهد رجل باثبات رؤیت: لجلال فی النهار یا لیل
قوله املاً سوله: شهد قبل نصف النهار او بعده ولو قال رأیت فی اللیل الاضیة فان کان هلال
رمضان: کان قبل نصف النهار ورنه بعد النصف یصوم: وھی اکل یقضیه۔

(عرف الشذی علی الجمع القریبی ج ۱ ص ۱۱۱ بابہ جاری الصوم بالمشاہدۃ) ۱۷۲

لما قال العلامة حسن بن علی رافضی راجعہ اللہ: من عیب علی الصوم: فیل یسحب الاہمال
بقية اليوم علی من قد صوم) و یوہن ما تفرز ال و علی جائض و فساد صہر یا بید طلوع
الفجر۔ مراق الفلاح علی من الخطاوی ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الصوم ۱۷۳

وَمِنْهُ فِي التَّائِيَةِ ج ۲ ص ۳۲۲ کتاب الصوم۔ فی ہای وقت: یسحب وما یسحب بہ۔
لما قال العلامة السی محمد یوسف البتوری: لو شهد برؤیت فی اللیل الاضیة فان کان هلال
رمضان: فلیصم بقية ویجہ ویقضیه ان اکل وان امر یا کل وکان قبل الفجر: اکبری صام ولا قضا۔
(معارف السنن ج ۱ ص ۱۱۱ مشنہ رؤیتہ الهلال شہاراً) ۱۷۴

رؤیت ہلال کیٹی کے فیصلہ کی شرعی حیثیت | سوال :- رؤیت ہلال کیٹی کا اعلان عموماً علاقائی فیصلوں سے مختلف ہوتا ہے ایسی حالت میں کیٹی کے

فیصلوں کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

الجواب :- رؤیت ہلال کیٹی جو باجماع علمی یا شخاص پر مشتمل ہو، اسے ایسی کیٹی کے اعلان کو ماقضائے قبلہ کہنا دشمندی نہیں، یہ الگ بات ہے کہ بعض انتظامی کمزوریوں کی وجہ سے ہلال کا اعلان عموماً غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے اگر حکومت اس کے ستر باب کے لیے کوشش کر کے علاقائی علماء کی رؤیت کو اعتبار دے تو شاید یہ اختلاف دور ہو جائے، تاہم جہاں کہیں علاقائی اعلان اگر شرعی تقاضوں کو نظر رکھ کر کیا جائے تو رؤیت ہلال کیٹی کے اعلان نہ ہونے کے باوجود علاقائی علماء کے فیصلہ کا پایا بند رہنا ضروری ہے۔

وفي الهندية مدنا في الفصل الثاني من اقول: نكرهية من الهندية لاجتناب قول المولى في الامانة
عد لا كان بوجاهة من كان له مبدأ ذكر الامانة او امتنى مسلم كان او كافراً وفقاً للخبر والخبر في رقة
ومن الامارات والولايات والمزارات والمربعات في الهندية والاذن في التبرعات في الامانة
كافي اذا سمع قول الواحد في اخبار الامارات عد لا كان او غير عد لا كان في ذلك من التبرعات
وايه فيه انه اخيرة صادق فاني قلب على رايه في ذلك على عليه ولا لا لا لا في الامانة
او حاج . زانفتاوى الهندية ج ۵ ص ۳۳۳ فصل في الامانة في الامانة في الامانة

سوال :- ریڈیو اور ٹی وی کی غیر فضیلت رمضان کا حکم | رمضان اور عید کے ثبوت کے لیے ذریعہ

ہی سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- جب قاضی یا ہلال کیٹی کسی شہر کو مشہور ہو کر عید یا رمضان کا اعلان کرے تو یہ

لے قال العلامة ابن عابدین: قال العمري والغزالي على قولهما اذا تحقق انه قطع سواد
الكن في القضاء او الروية، والشهادة على الصاك وان لم يكن الصاك في يدنا هذه كانت غلط
نادروا قولنا ثبتت من الاطلاق عليه فلما يتبعه الخط من كل وجه فاما يتحقق بان لا يعتد به
عليه توسعة على الناس. (م. رشدي ج ۵ ص ۳۳۳ کتاب القاضی الی القاضی) مطلب في القاضی
ووشك في فتاوى قاضی خان ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب القاضی الی القاضی۔

فی وی پر شرکت توبہ اعمال ثبوت رمضان وعیدین کا ذریعہ بن سکتا ہے، قدیم زمانہ میں تو یہ دن اور تقویم کی روشنی کو اعلان رمضان یا عیدین کے لیے استعمال کیا جاتا تھا تاہم یہ ضروری ہے کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ذریعہ یا ہلال کیٹی کا اعلان انتہائی احتیاط سے سنا جاتا رہے۔

لہذا ان علاماتہ ایضاً حدیث مسند الظاہرہ ۲/۱۵۷ اہل القرۃ الصوم بطاع المذافع الارثوڈکس القنادیل من المذبح لانه علامۃ ظاہرۃ لتعید غلبۃ الظن وغلبۃ الظن حجة حویجۃ للعلل لہذا صوابہ۔ ۲۵۷ اجتازہ ج ۲ ص ۴۹۸ بحث فی صوم یوم الشنبہ

عید اور رمضان کے ثبوت کیلئے ٹیلیفون کی خبر کا حکم **اس سوال** :- غرضیت، رمضان اور شنبہ عید اور رمضان کے ثبوت کیلئے ٹیلیفون کی خبر کا حکم **اس سوال** :- غرضیت، رمضان اور شنبہ عید کے لیے ٹیلیفون کی خبر کی حیثیت کیا ہے ؟

الجواب :- اگر ٹیلیفون کے ذریعہ خبر غلطی ظن کے لیے مفید ہو اور کسی کے دھوکے دینے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹیلیفون کی خبر پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لہذا قال العلامة ابن العثیمین : ولسمع من وسمی رجلاً کثیراً لا یشت من ورائہ الا حجة لہ ان یشہد ان النخبة تشبه النخبة الا اذا حاط بهم ذلیق کان نسوع هو العلم غیل وکریۃ مشکطاً بالعدو طریق المسلم بہ فاذا فرض تحقیق طریقہ ۲۸ خبر جاز۔

وضع القدور ج ۲ ص ۹۹ کتاب التہجدۃ - فصل ما یجوز من کیفیۃ الشہادۃ **اس سوال** :- لانا راہبہ مفتوحہ سیف صاحب - ہندو سرگرمیں با قارہ قاضی ہلال کیٹی کے کسی نہایت پرانت کی کر کے شہر فرما دیا کہ وہاں اس سال کو اگر ریڈیو پر نشر کیا جائے تو میں شہر کے قاضی ہلال کیٹی کے لیے فیصلہ کیا ہے میں شہر اور اس کے علاقہ کے درجہ کے لوگوں کو اس میں ملے گا۔ ہلال پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے شرط یہ ہے کہ یہ لوگوں کا پابند کیا جائے نہ جوچہ کے متعلق لاکھ خبریں نشر کرے عرف وہ فیصلہ کرے۔ جو میں شہر کے قاضی یا ہلال کیٹی کے لیے اس کو دیا ہے۔

اناب ج ۲ ص ۱۰۱ کتاب التہجدۃ - فصل ما یجوز من کیفیۃ الشہادۃ **اس سوال** :- لانا راہبہ مفتوحہ سیف صاحب - ہندو سرگرمیں با قارہ قاضی ہلال کیٹی کے کسی نہایت پرانت کی کر کے شہر فرما دیا کہ وہاں اس سال کو اگر ریڈیو پر نشر کیا جائے تو میں شہر کے قاضی ہلال کیٹی کے لیے فیصلہ کیا ہے میں شہر اور اس کے علاقہ کے درجہ کے لوگوں کو اس میں ملے گا۔ ہلال پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے شرط یہ ہے کہ یہ لوگوں کا پابند کیا جائے نہ جوچہ کے متعلق لاکھ خبریں نشر کرے عرف وہ فیصلہ کرے۔ جو میں شہر کے قاضی یا ہلال کیٹی کے لیے اس کو دیا ہے۔

سوال ۱۔ جہاں ہیں رویت ثابت ہو اور دوسرا جگہ
بذریعہ خط اطلاع دی جائے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا
اس سے روزے کی فرضیت ثابت ہوتی ہے یا نہیں کیا اس کے لیے کتاب انفاقیہ الی اصطلاحیہ کا شرط
کہ روایات ضروریہ کہے یا نہیں؟

الجواب ۱۔ دینی معاملات کا تعلق عموم غلبہ نقل پر مبنی ہے، اگر کسی کا خط ثبوت رمضان اور
عیدین کے لیے اطمینان کا ذریعہ ہے اور خط کھنے والا عازن جو اور اس کے خط کی شہادت ہو سکتی
ہو تو اطمینان کے بعد ثبوت رمضان و عیدین کا سبب بن سکتا ہے، بشرطیکہ مقدمہ میں خط کہ
حیثیت کے کافی قضا کر دیا ہو۔

لما قال المصنف ان الامام انما له الرسوخة فلا خط: حسار و لا انما حجة للعرف
اجلای۔ رد المحتار ج ۶ ص ۶۳۱ لک کتاب الصوم ۱۷

سوال ۲۔ اگر روزہ شرعاً عید و رمضان کے
بارے میں ٹیلیگرام کی ضرورت تسمیہ کی جا سکتی
ہے یا نہیں؟

الجواب ۱۔ ٹیلیگرام بھی تارچو کھ کوئی بھی شخص دے سکتا ہے اس لیے یہ تہ پہنایا دشوار
ہے کہ یہ تار کس شخص نے دیا ہے، اسی وجہ سے دور حاضر کے جدید فقہاء کرام اس کے خبر بھی اطلاع
کا اعتبار نہیں کرتے۔

لما قال الشیخ عبدالحی آلفہ نوٹ:۔ بحسب شواہد فقہیہ تا از اعتبار ترک یا بلکہ لگا۔
رسیموعہ الفتاویٰ مجدد ج ۱ ص ۲۱۵ باب ردیہ، اہلال ہفتہ

لما قال علامہ ابن عابدی:۔ عمران کتب عن نفسه مال و خطه معلوم ہیں التجار و اهل البلد عرفات
فقد عرفوا بطلب المال من الجورقة و عرض خط المینت بحیث عرف الناس خطه فکرم بدلت فی ترکہ ان
ثبت انه خطه و قد جرت اعادة بین الناس بشلم و هو حجة ضرر المتأخر ص ۲۳ کتاب الفتاویٰ انفاقیہ
و مشیئة اف اعداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۹۲ کتاب الصوم۔

نقل: شیخ الشیخ علی الشافعی:۔ چونکہ تار میں اس کا کوئی نام نہ نہیں لکھا گیا ہے نہ اس میں خط اور خط بھی نہیں لکھا
ہے نہ مزین۔ راصدار الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۱۵ کتاب الصوم و لا عن کاف تحقیق خیر تار
و مشیئة فی مؤلفات الشیخ عبدالحی آلفہ نوٹ و دار المعیون و یونہ ج ۱ ص ۲۱۵ کتاب الصوم۔

ہلال کیٹی کی موجودگی میں عالم دین کے فیصلے کا حکم | سوال :- ہمارے علاقے قریب بہل

بیشین بازار یادو بازار جنگلی پیر علی زئی بازار قلعہ عبداللہ بازار جمن بازار گھٹان بازار سے زنی
اڈہ بازار کے علاوہ دیگر بڑے بڑے گاؤں مثلاً سرلا، حرمزئی، گامگڑئی، گامگڑئی، گامگڑئی، گامگڑئی
وغیرہ چھوٹے بڑے علاقے شامل ہیں ان علاقوں پر حکومت پاکستان کا قانون لاگو ہے اور یہ تمام
علاقے موافق حکومت کے کنٹرول میں ہیں لیکن یہاں عید اور روزہ بڑے عجیب طریقے سے منایا
جاتا ہے کہ ایک سبتہ میں عید دوسری میں روزہ، ایک گھر میں عید دوسرے گھر میں روزہ منایا جاتا ہے
گھر کے ایک فرد کا روزہ اور دوسرے لوگوں کی عید ہوتی ہے۔ جبکہ علاقہ کے معروف عالم دین
مولانا عبدالغنی صاحب شرعی گوانان پر عید اور روزے کا فیصلہ فرماتے ہیں تو کیا ان کے فیصلہ
پر عمل کیا جائے یا حکومت کی طرف سے قائم ہلال کیٹی کے فیصلہ پر عمل کیا جائے؟ نیز بعض لوگ
یہ بھی جانتے ہیں کہ کیا ہم افغانستان کے احکام کے مطابق عید اور روزہ کا اہتمام کر سکتے ہیں یا نہیں؟
اور اگر یہ شریعت مقدسہ کا رویہ کبھی میں اس مسئلہ کی تفصیل وضاحت فرمائی جائے؟

الجواب :- اسلام لوگوں کو اجتماعیت کی دعوت دیتا ہے اگلے مسلمانوں کے ساتھ اجتماع
اکام فرماتے۔ ناز و روزہ، حج اور زکوٰۃ اس کی مثالیں ہیں اسی طرح عیدین بھی اجتماعیت
کی داعی ہیں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ایک ساتھ روزہ رکھیں اور ایک ساتھ عید منائیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: صوموا لرؤیتہ السہلالی
فأطروا لایہ۔ (مسئلہ کوکۃ صلاۃ باب ردیۃ العیدان۔ الفصل الاول)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صوموا مکرموا قعودا
واصفا کرموا تصحون وفطروا کرموا تغلبون۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ابن تیمیہ
ج ۲۵ مسئلہ فصل مسانۃ رؤیتہ بعض البلاد الخ)

یہی وجہ ہے کہ فقہاء و مذہب شامہ بالاتفاق اور مذہب شافعیہ کے بعض فقہاء اور
مذہب اہل حدیث، زید بن ظاہریہ وغیرہ کا اجتماعی فیصلہ ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی متباد
نہیں، اہل عرب کی رویت اہل شرق کے لیے قابلِ حجت ہے۔ لہذا اختلاف یا عیدین کا
چاند جب نظر آجائے تو قاضی وقت، ہلال کیٹی یا علاقے کے معتبر عالم دین کو چاہیے کہ
وہ اس شہادت کو قبول کرے کہ اس کے مطابق روزہ یا عیدین کا حکم صادر کرے وہ حساب کرتا

یہ کہہ کر کہ اطار عدم احکام کو نہ دیکھو ۔

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ، حتی لو اخبر رجل عدم القاضي بمحیی بعضہ
یقبل ویأمر الناس بالصوم یعنی فی یوم النہم ولا یشتط بلفظ الشہادۃ و شہرہ لفظ
لفظہاء ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۹ کتاب الصوم مطلب فی رؤیۃ المہلک) :

وایضاً قال یاذا المہول ہم فی المسائل الخلاف ما شهدت بہ البینۃ لان
الشہادۃ نوزہا المشارع منزلة الیقین۔ وما قالہ السبکی مردود و رد علیہ جماعۃ
من المتأخرین و لیس فی العمل بالبینۃ مخالفة لصلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ووجہ ما قلنا ان المشارع لہ یتمد الحساب بل الغاء بالکلیۃ بقولہ نفعی امۃ
امیۃ لا نکتب ولا نحبب الشہر ہکذا و ہکذا۔ وقال ابن دقین العبد المذنب
لا یجوز الاعتما علیہ واصل۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۹ کتاب الصوم مطلب فی رؤیۃ المہلک)

اس لیے کہ قاضی شرعی کو بدون وجہ شرعی کے کسی شہادت کو رد کرنے کا کوئی حق حاصل
نہیں بلکہ وہ شہادت کے حوالہ سے فیصلہ کرے گا۔

علامہ ملا الدین الحسینی فرماتے ہیں : دای مکلف ہلال و رمضان او الفطر
و رد قولہ بدلیل شرعی ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۹ کتاب الصوم) :
۲۲ اگرچہ قاضی شرعی کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کا فیصلہ عیدین و رمضان میں قابل قبول
ہے احکام شرعی کے بارے میں صرف قاضی شرعی کا فیصلہ قبول ہوگا ۔

لما قال العلامة و جهة الزحیل : القیام علی شعاثل الدین من اذان و إقامة و إقامة
الصلوۃ الموعودۃ و الجماعۃ والا عیاد و میام و صیوم۔ (لفظ اسلامی و لفظہا صحت کتاب الامارۃ)
لیکن جہاں کہیں قاضی شرعی نہ ہو یا وہ شرعی دلائل کی روشنی میں حکم صادر نہ کرتا ہو تو عیدین
رمضان وغیرہ عبادات کے قیام میں علاقے کا معتد عالم دین قاضی شرعی کے قائم مقام ہو
سکتا ہے ۔

احسن الفتاویٰ میں ہے کہ جہاں مسلم ماکم موجود نہ ہو یا وہ فیصلہ شرعی نہ کر سکتا ہو وہاں اگرچہ
جميع معاملات میں تو عالم قاضی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا البتہ مذمت ہلال وغیرہ بعض
جزئیات میں اس کا فیصلہ حکم قاضی کے قائم مقام ہو جائے گا۔

قال العلامة ابن عابدین : و فی الفتح : اما ہوین سلطان و لا من یجوز التخلل منه کا ہو

فِي بَعْضِ بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ غَلِبَ عَلَيْهِمُ الْكُفْرُ طَعْنًا لِمَنْ يَحْبِبُ عَلِيًّا أَسَدِ بْنِ أَبِي نَجْفٍ، عَلِيًّا
وَأَحَدَهُمْ۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۳۳۷ کتاب الجہاد)

واقعة بعدة البرية، العالم، فتنة في بلد لا حاكم فيها قائم مقامه، حاشا

احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۹ کتاب الصوم

موجود، بلال کیسی کا اعلان اگرچہ قابل اعتبار ہے، اس پر سلمان عید و رمضان جیسے امور
انجسائیم دے مکئے ہیں، مگر اس کے علاوہ طہرہ کی کیسی یا ایک معتد عالم دین بھی س بات کا
بجائز ہے کہ وہ شہادت یا دیگر اخلاعات کی بنا پر رمضان و حیدرین کا فیصلہ کر سکے، یہ بھی تضاد
قائم کے قائم مقام ہے، اعلان رمضان و عیدین کا حق صرف ہر اہل کیسی کو حاصل نہیں۔ چنانچہ
علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

واعلم ان بلاد الهند اليوم ليست فيها حكومة اسلامية وليس فيها اية ائمة
مسلمين فالحكم في مشها الصوم باخبار ثقة والفصل يقول ثقتين ولا ينبغي لعدلة
العصر من الثقتين اشوب على ما هو من قضاة داد ائمة من الشهادة
وغيرها۔ (معارف السنن ج ۵ ص ۳۳۵ کتاب الصوم)

اس لیے کہ بلال کیسی دیگر تمام ائمہ کے ساتھ ساتھ شہادت شرعی کو بھی اپنی مفروضہ رائے
اور عدم رویت کے اعلان کے بعد قبول نہیں کرتی اور شہادت کو کمپیوٹر کے حساب سے پرکھ جاتا
جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی، جس پر گذشتہ عیدین: حیدر نظر عید اٹھنی کا اعلان واقع و ملحق ہے
جو کہ رب کے سامنے ہے اور اخلاعات و جملہ میں اس کے قرون کا کافی بدل و فصل معائنہ ملے
گئے۔ اس کے ساتھ قاضی شرعی کا حکم بھی تہم تاقد ہوتا ہے جب وہ شریعت کے موافق ہو۔

لہذا جب ایک علاقہ میں رویت چاند ہو جائے تو رویت ہر اہل بھی جو حکومت شرعی کے ساتھ
ثابت جوئے پر بلال کیسی یا علاقے کا معتد عالم دین روزہ یا حیدرین کا فیصلہ راعلان کر دے تو
مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس فیصلہ پر عمل کریں۔ اختلاف کو ختم کرنے کے لیے انسان میں تجویز
یہ ہے کہ بلال کیسی صرف مخصوص وقت تک شہادت یا اعلان کی پابندی نہ کرے بلکہ رست
گئے ایک سنگ و پیر وین ملک رابطہ کرتی رہے جہاں پر بھی رویت بلال شرعاً ثابت ہو جائے تو
رمضان یا عید کا اعلان کر دیا جائے۔

بلال کیسی کمپیوٹر کے حساب پر شہادت کو نہ برکھے اس لیے کہ ممکن ہے پاکستان میں عوراء اہل دور

بعض ایسے حساب سے اختلاف رویت نہ ہو اور دیگر محاکم میں امکان رویت ممکن نہ ہو اس سے شہادت کو شرعی اصول پر رکھا جائے۔

لیکن اگر جان کی کمی والے اپنے خود ساختہ اصول پر قائم رہنے ہوئے رابطہ سے دو گواہی کے ہوں تو مسلمانوں پر یہ زری ہے کہ وہ علاقے کے معتد عالم دین کے اعلان پر مدعا مان دینے پر اکتفا کریں تاکہ اختلاف ختم ہو کر لوگوں میں وحدت پیدا ہو سکے۔ مسلمان ہم فلسفہ ہے، لہذا اہل کیسٹ یا علاقے کے معتد عالم دین کو شہادت شرعی کے ساتھ رویت بیان کی اطلاع مل جائے تو اس سے اعلان پر حاشیے کے مسلمانوں کو مدعا مان کر روزہ یا عبیدرافکار کر لینا چاہیے، اسی طرح افغان اور وحدت قائم ہو۔

کسی دوسرے ملک کے وقت اعلان پر روزہ یا افکار و عید ہرگز شرعاً مسموع نہیں ہے۔ وہاں کی رویت اور بے کفری شرعی، شہادت، عقل اور رویت یا شہادت عقلی شہادت یا شہادۂ عقلی نقصان یا استغاضہ کے ساتھ ثابت نہ ہو جائے اور علاقے کا معتد عالم دین یا علما کیسٹ وغیرہ اعلان نہ کرے۔

سوال: اگر مطلع یا کل صرف پر جو چہرۂ آخر روزہ صاف مطلع کے دوران حج غنیہ ضروری ہے
 پر اتفاق کر کے رویت یا رویت کی اطلاع کیا جائے گا اور اگر نہیں

تین یا چار آدمی جانور بچتے کی گواہی دینے کی گواہی قابل قبول ہوگی یا نہیں؟

الجواب: شریعت خود میں یہ حد تک رویت کے لیے قانون یہ ہے کہ ۲۹ آدمی کو مطلع یا کل صاف و شہادت ہو تو بجز حج غنیہ کی رویت روزہ اور عید کے لیے ضروری ہے۔ جو شخص کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ذخیرہ فقہ میں درج ہیں بعض سے ۵۰ اور بعض سے ۱۰۰ وغیرہ مروی ہے۔ اللہ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے تعداد سے قطع نظر کر کے قاضی صاحب کے مطنن ہونے کو ترجیح دی ہے، لیکن قاضی محمد کا اطمینان بھی دو مشرانہ کے ساتھ مشروط ہے۔

۱۰ امکان رویت ۲۰ اکثریت شہود۔

اس لیے صاف مطلع کے دوران میں یا چار آدمیوں کی گواہی ناقابل قبول ہے۔
 کتاب ریح المختار ج ۲ صفحہ کتاب الصوم۔

رویت ہلال کے بارے میں ایک استفسار کا جواب | سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین
مذہبہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

(۱) ۲۳ جنوری ۱۹۶۶ء کو حکومت پاکستان کی وزارت داخلہ کی طرف سے جو عید کا اعلان کیا گیا
ہے کیا یہ اعلان شریعت کے اعتبار سے درست تھا یا نہیں؟

(۲) جن لوگوں نے اس اعلان کے مطابق عید کی نماز پڑھی ہے ان کا نماز عید پڑھنا شرعاً جائز
تھا یا نہیں؟

(۳) اور جن لوگوں نے اس دن روزہ نہیں رکھا یا کچھ کم توڑ دیا۔ ہے ان پر اس روزہ کی قضا
واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:- (۱) ہمارے ہاں اکثرہ خلک میں خود بدعت کے پاس رویت ماہِ شوالِ حاضر
کی شہادت گذری اور آٹھ گواہوں سے شرعی طریقے پر شہادت لی گئی، ہر ایک گواہ نے مطلقاً شہاد
رویت ماہِ شوالِ حاضر کی بشبِ اتوار بعد از نماز مغرب مع وجود ملت و گرد و غبار اور بادل کے
شہادت دی جس پر ہم نے بروز اتوار عید کا اعلان کیا اور ان سب واقعات و شہادت اور
اعلان عید کی اطلاع مقامی تھانے کے ذریعہ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر پشاور کو بھی دے دی گئی،
اور انہوں نے وزارت داخلہ کے ہوم سیکرٹری کو اطلاع دی۔ اب وزارت داخلہ نے جو
ہلال کی کمی مقرر کی ہے وہ اگر حقائق عادلانہ پر مشتمل ہو اور انہوں نے ہماری اس اطلاع کو
دورای طریق دوسری جگہوں سے جو اطلاعات ان کو دی گئیں ان کو قبول کر کے عید کا فیصلہ کیا ہو
اور پھر حکومت کی نگاہ میں یہ فیصلہ اور حکم مختلف ریڈیو سٹیشنوں سے تقات کے ذریعہ کیا ہو
تو یہ اعلان شریعت کے اعتبار سے درست ہے۔

(۲) اب جن لوگوں نے اس اعلان کے مطابق یعنی اتوار کے دن نماز عید پڑھی ہے وہ باطل
جائز اور درست پڑھی ہے۔

(۳) مذکور طریق پر اعلان عید کے بعد جن لوگوں نے اس دن روزہ رکھا نہیں یا کچھ کم
توڑ دیا ہے ان پر قضاء واجب نہیں ہوگا۔

استفتاء مذکور بالہ کے جواب پر اشکال اور اس کا جواب | سوال: حضرت مفتی صاحب!
گذشتہ عید کے غلط

میں آپ سے میرے ایک فتویٰ شواہد و ثبوت کے ساتھ دوسل ہو چکا ہے اس کو کرم ملاحظہ

فرمایا چاہیں تو اس کلمہ ۲۹ ہے۔ اس سلسلہ میں چند باتیں وضاحت طلب ہیں۔

(۱) آپ کے فتویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکوڑہ ٹنک میں چاند کا ثبوت شرعی طور پر ہو گیا تھا اس صورت میں بصورت ابر و غیرہ آپ کا جو فیصلہ تھا وہ اگر شرعی شرائط کے ساتھ نشر ہوا ہو تو کیا یہ ان لوگوں کے لیے بھی حجت ہے جو باطنی مطلق صاف تھا یا دہاں پھر خیم خیمہ کے طے شدہ شہادت معتبر ہوگی؟

(۲) اگر حکومت کی نگاہ میں موجودہ اعلان ہونا غرض کیا جائے تو کیا یہ اعلان پاکستان کے لوگوں کے حصوں میں واجب العمل ہو گیا نہیں؟ اور اگر نہیں تو اس کا اعلان کیا ہوگا؟

(۳) میرے گزشتہ استفتاء کے سوال ۱۲ کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مذکورہ طریق پر اعلان عید کے بعد جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ان پر اس کی قصہ واجب نہیں، یہ تو تب درست ہو سکتا ہے جبکہ تھو آپ کے فتویٰ میں مذکورہ شرائط باقی باقی ہیں۔ تو کیا آپ کے علم میں حکومت کے اعلان سے پہلے یہ تمام شرطیں باقی تھیں یا نہیں؟ قابل حوالہ باتوں میں حوالہ بھی ضرور تحریر فرمائیں؟

نوٹ: آپ کی عید سے ہیں تعریف نہیں ہے، آخری حرف یہ ہے کہ آپ کا فیصلہ صبح ہونے کی صورت میں ہم تک شرعی طریق سے پہنچا ہے یا نہیں۔ (موسیٰ محمد یونس ماسٹر، ضلع لاہور)

الجواب: بخود ہی المحرم جناب مولانا محمد یونس ماسٹر، اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ایدہ جہ مزاج کو گرامی تحیر و غایت ہوں گے، آپ کے دونوں فتاویٰ نامہ (ایک بنا حضرت شیخ الحدیث صاحب اہر دوسرا اس بندہ عاجز و قاضی انوار الدین ہسکے نامہ شتمل بچہ استفسار) بوقت عید شرف مدور لے، حالات و کوائف سے مطلع ہوں، گو تاگوں مصروفیات اور شاغل کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی، امید ہے آپ محرم محسوس نہ فرمائیں گے۔ حضرت شیخ الحدیث ماسٹر کو حکیم حدیث اہل تمام کے کام سے بالکل فرصت نہیں ملتی جو کسی کے ساتھ اس طرح خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھ سکیں جس طرح کہ آپ محرم نے مطالبہ کر کے تحریر فرمایا ہے اس لیے وہ آپ کے اشکالات کا جواب نہیں دے سکیں گے البتہ دلائل فقارہ سے آپ اپنے اشکالات حل فرما سکتے ہیں وہ بھی متاخرہ کی شکل میں نہیں بلکہ تحقیقی اور تسلی حاصل کرنے کی غرض سے، اور اگر وہ دلائل فقارہ کے جواب سے آپ کی تسلی نہ ہوتی، جو تو پاکستان کسی بھی دوسرے دارالافتاء سے اپنی تحقیق کر سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ دارالافتاء دارالعلوم حنائیہ کا ایک شعبہ ہے، کسی مسئلے کا جو جواب یہاں سے جاری تھا

وہ حضرت شیخ الحدیث صاحب النفاذ ثانی اور نور داری سے نکلتا ہے اور وہ بیحد مستحکم و اعلیٰ مقام پر اور شیخ الحدیث امام کے ذمہ دار مورتے ہیں۔ واقعی حضرت مولانا حسین الدین صاحب غلیب مری سندھ زولندی بیعتین اور صاحبوں کے یہاں تشریف داتے تھے اور رویت ہلال عید کے متعلق انہوں نے شرعی طور پر بلائی تھی کرائی تھی: یہ کچھ انہوں نے یہاں اپنے آنے کے متعلق کیا ہے وہ درست ہے اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کے نام آپ کا جو نوزش نام ہے اس کے جواب میں اتنا ہی کافی ہے ورنہ اس کے نام نوازش نام کے جواب میں یہ عرض ہے کہ۔

۱۔ رویت ہلال میں شہود ثانی و ثانی کا اعتبار نہیں اور ان فقہاء کو اس نے اختلاف مطاع کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ صیغہ کتب فقہ کی عبارت پر بخود کہنے سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایک شہر کا رویت کی وجہ سے دوسرے شہر میں ثبوت رویت کا ثبوت دیا جائے گا جیسا کہ لکھنؤ میں ہے۔ خلیفہ ام المشرقہ عرفیہ اعلیٰ المذہب الذی ثبت عند ہم رویتہ و اولادک بطریق موجبہ۔ ۲۔ لکھنؤ ۲۰ ۲۱۔ دوسری بات ہے کہ جو بلاد قواعد حیثیت کے اعتبار سے اختلاف مطاع رکھتے ہوں ان میں اختلاف مطاع کا اعتبار کیا جائے گا جیسا کہ تحقیق کے نزدیک ثابت ہے مگر ہمارے بلاد میں قواعد حیثیت کے اعتبار سے بھی اختلاف مطاع کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی ضروری ہے کہ ایک شہر کی رویت کا ثبوت بطریق موجب ہو جائے جس میں صورتیں فقہاء نے بیان کی ہیں اشہادۃ علی ارویہ۔ اشہادۃ علی اشہادۃ الدویۃ۔ اشہادۃ علی قضاء الحاکم الشرعی۔ ایک بڑھی صورت بھی ہے جس کو استغناء فی الخیر کہا جاتا ہے۔ ان چار صورتوں میں جس صورت سے بھی رویت ہلال کا ثبوت ہو جائے تو وہ حجت ہوگا۔

اس محقق کے بعد آپ کے اصل سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو شہادت رویت ہلال کی گئی تھی جس کی بنا پر ہم نے بروز اتوار عید کا اعلان کر دیا اور بالواسطہ اس کی اطلاع کر دی رویت ہلال کی کو ویدی، اب اگر کسی رویت ہلال کی کسی کے ارکان نے اس کو منظور کر کے حکومت کی طرف اس شرط کے ساتھ نشر کیا ہو تو یہ استغناء فی الخیر کہ ان لوگوں کے لیے بھی حجت ہوگا جہاں مطاع تھا اور انہوں نے پابند رکھنے کا اہتمام نہیں کیا یا تو وہ ممکن نہیں ہیں آج جو قوم خیر کی جانور شہادت کی ضرورت اس کے بعد نہ ہوگی۔

۲۔ جی ہاں اگر حکومت کی طرف میں شرط مذکورہ فتویٰ سابقہ کے ساتھ یہ اعلان ہونا فرض کیا

جیسے قربانستان کے دونوں حصوں کے لیے واجبہ عمل ہو گا۔

دوسرے اپنے علم کی مدد سے جیسے معلوم ہے وہ یہ ہے حکومت نے وزارت داخلہ کے ماتحت ایک مرکزی رویت، جلال کیٹیٹنغریک ہے جس کے اعلیٰ رکن (مربراہ) مشترک خطیب کو بندہ سوانا فیض علی فقیہی ہیں اور وہ رویت جلال کے متعلق کیٹیٹن کے دوسرے ارکان کی بصیرت میں فیصلہ کر کے حکومت کی نگرانی میں ریڈیو اور ٹیلیویشن پر نشر کرتے ہیں۔ اس لیے بندہ نے سابق فتویٰ میں آپ کے سوال مسئلہ کے جواب میں لکھ دیا تھا کہ مذکورہ طریق پر نہ جانیں عید کے بعد جنہوں نے اس دن روزہ رکھا نہیں یا رکھ کر توڑ دیا ہے ان پر فقہاً واجب نہیں ہے اور نہ بھلے ”نہیں ہوگا“ کے صرف ”نہیں“ لکھ دیا، اگر آپ سے علم میں یہ اعلان شرافت کے ماتحت نہیں کیا جاتا ہو اور یہ استغاثہ الخیر میں داخل نہ ہو تو میں بھلے صرف واجب نہیں“ کے جواب نہیں ہو گا نہ لکھ کر بری الذمہ ہو جاؤں گا۔

التعمال سے جواب من! آپ کے عید نہ کرنے سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں۔ ہم تو اپنی معلومات کی حد تک پرسنل واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اعلان عید یا روزہ بذریعہ ریڈیو یا ٹیلیویشن ہے یا نہیں؟ تو میری رائے میں جو اطلاعات رویت اور شہادت جلال عید کے متعلق ہم نے مرکزی رویت جلال کیٹیٹن کو پیش کی تھیں اور کمیٹی قانون نے اس پر فیصلہ کر کے بذریعہ ریڈیو نشر کر کے اعلان عید کیا ہے وہ استغاثہ الخیر ہے اور جنہوں نے اس اعلان کو سن لیا ہے ان پر حجت ہے۔ اب اگر ہماری اس رائے کے ساتھ آپ کو اتفاق نہ ہو تو ہم آپ کو مجبور نہیں کر سکتے۔ (مقطع طالعہ)



باب تعرفت الصوم و اقسامه و شرائطه روزہ کی تعریف، اقسام اور شرائط کے بیان میں

سوال۔ اگر رات کو روزہ کی نیت کرنی بھول جائے تو کئی وقت تک نیت کر کے روزہ رکھنا درست ہے؟

الجواب۔ اگر طلوع فجر کے بعد روزہ دار سے روزہ کے متعلق کسی امر کا ارتکاب نہ ہوا ہو تو نعت النہار سے قبل تک نیت کر کے روزہ رکھ سکتا ہے، البتہ نصف النہار گزرنے کے بعد نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

قال عبد الرحمن بن الحارث بن اعرج: ومن لم يأت نية يومه بعد غروب الشمس إلى ما قبل نصف النهار والنهاية الشرعي، من إتيان الفجر إلى ما قبل غروب الشمس فيقسم هذا الزمن نصفين، وتكون النية في النصف الأول بحيث يكون الباقي من النهار إلى غروب الشمس أكثر مما مضى من كتاب الفقهاء في باب النية (ج ۱ ص ۵۵۵)۔
سوال۔ ایک مسلمان پر روزہ کی فرضیت کی شرائط؟

الجواب۔۔ بنیادی طور پر بالغ ہونے پر روزہ فرض ہو
اوجاتا ہے جس کی پہچان روزے کو احتلام ہونے اور بڑی کو حیض آنے سے ہوتی ہے، البتہ اگر کسی بچے پر بلوغت کے آثار نمایاں نہ ہوں تو پھر پندرہ سال کی عمر تک پہنچنے کی صورت میں روزہ رکھنا واجب ہے۔
قال العلامة الحنفی رحمہ اللہ: فان لم يوجد فيهما شيء منهما فحق يتيم كل منهما

لہ قال العلامة سيد احمد ططاویؒ: وروى عن ابي ما قبل نصف النهار إلى ما بعد غروب الشمس إلى ما قبل غروب الشمس فيقسم هذا الزمن نصفين، وتكون النية في النصف الأول بحيث يكون الباقي من النهار إلى غروب الشمس أكثر مما مضى من كتاب الفقهاء في باب النية (ج ۱ ص ۵۵۵)۔
نوی کا من اول النہار کا یصیر صائما محوی واما تجوز قبل الفجر إذا لم یجد قبلها ما یثبت الصوم کالدخول وجماع۔ (مرآۃ المفاتیح علی ما مشی علیہ طحاوی ج ۱ ص ۹۵) کہ یہ مقصود
وہی ہے کہ فتاویٰ قاضی خاں ج ۱ ص ۹۵ کہ یہ مقصود۔

خمس عشرة سنة فيقول - (والله لئن لم يدر ما المختار به) مثله كتاب الحج ۱۰
سوال برادر شک والے دن
 یوم اشک میں نفل کی نیت کے باوجود روزہ فرض شمار ہوگا
 اگر بعد میں شرعی غیبت سے یہ معلوم ہو جائے کہ آج تو حکم رمضان ہے، تو عند الشرع اس نفل روزے کا
 کیا حکم ہے؟

الجواب یہ حکم رمضان ثابت ہونے پر یہ دن یوم اشک کا نہیں بلکہ رمضان کا شمار ہوگا،
 چونکہ ماہ رمضان فرض روزوں کے لیے مقرر ہے اس لیے کہ نفل کی نیت سے فرض روزہ متاثر نہیں
 ہوتا بلکہ یہی روزہ رمضان کا روزہ شمار ہوگا اور اس پر قضاء بھی لازم نہیں۔

قال عالم بہ العلاء: فان ظهر انه من رمضان صحت صائمتا من رمضان۔
 وفي الحاشية وقيل على قول محمد لا يكون صائمتا۔ (مبتدوی تاتہ ضابطہ ج ۲ ص ۳۹۵) کتاب الصوم ۴
 الفصل الثامن في الاوقات التي يكفر فيها الصوم ۱۰

سوال اگر شخص نے تمام عمر روزہ رکھنے کا
 پوری زندگی روزہ رکھنے کی سنت ماننا
 حکم ہے؟

الجواب تمام عمر روزہ رکھنے کی نذر مان لینا بلاشبہ درست ہے مگر بہتر نہیں اسنے کہ
 انسان ہر حالت میں ایک جیسا نہیں رہتا ہے۔ تمام عمر روزہ رکھنے کی نذر ماننے میں کبھی بھی احتیاط

۱۰ قال المعتمد فخر الدين: لا يوجب الغلام ولا جال ولا كمال ولا فخر ولا فقر ولا
 ثمان عشرة سنة ولا جارية بالحيض ولا احتلام ولا حبل ولا فخر ولا فقر ولا جارية بالحيض ولا فقر ولا
 وبنيت بالبلوغ فيهما عشر سنة۔ (تبيين اخلاق ج ۵ ص ۲۰۰) کتاب الحج ۱۰
 ومثله في البحر الرائق ج ۸ ص ۹۵۔ کتاب الحج ۱۰

۱۰ قال ابن قيم: واعلم انه يتعدى ثمانية الف سنة وقتها ليلة الكسوف والحرب اذا اشتبه
 عليه رمضان ففرضي وصام شهر رمضان ولا يخلوا ما ان يوافق اولا بالتقديم او بالاتباع
 فان وافق جاز وان كلف لم يفر۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶۶) کتاب الصوم ۴
 ومثله في فتح القدير ج ۲ ص ۲۴۲۔ کتاب الصوم ۴

رہنے کا گنجائش ہیں۔ جسے ایامِ شریعت میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اس میں کفارہ نہ کرنے کے بعد ہر سال پانچ روز سے اس کے ذمہ باقی رہیں گے، فراغتِ ذمہ کے لیے فدیہ کا ادائیگی کی وصیت کرنے ہوگی۔

قال طاهر بن احمد: .. ربح قال لله على صوم هذه السنة فانما يفطر يوم الفطر ويوم النحر والايام المشويقة ويقضى تلك الايام وحليته كفارة الصمت -

(خلاصہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۷۱ کتاب الصوم، الفصل الرابع في المنذر من الصوم)

شہر میں روزہ افطار کرنے کے بعد ہوائی جہاز کے **اس سوال** کے شہر میں سورج غروب ہونے کے بعد روزہ افطار کر لیا مگر اس کے فوراً **ذیے** کو رنج پہنچنے سے روزہ دار کیسے کیا حکم ہے؟ بعد ہوائی جہاز میں سفر کے دوران سورج دوبارہ دیکھ لیا تو کیا اس سے تصادم لازم ہوگی یا نہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ جب تک اس شخص کو یقینی طور پر سورج کے غروب ہونے کا علم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس نے روزہ افطار کر لیا اب جبکہ دوبارہ سورج دیکھ لیا تو اس کو اس کا رنج یعنی سورج کے غروب ہونے کا انتظار کرنا چاہیے، تاکہ یقینی طور پر سورج غروب ہو جائے، یہ اس کا فقط روزہ داروں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ضروری ہے ورنہ اس کا روزہ تمام روزہ داروں کے لیے لازم نہیں۔

قال العلامة المحقق: .. قال في شرح الشنوية فلو غابت شمس ما دلت هل يعود الوقت بانظار نعم . وقال ابن عابدین: .. قوله الطاهر نعم بحيث صاحب النهار حيث قال ذكره في نية ان وقت يعود الى قوله قلنا على ان الشيخ اسمعيل رد ما يحمله في النوبة من مشاغبة

لے قال عالم بن العلامة: .. وذا قال لله على صوم كذا يفطر يوم العيد ويطلع من كل يوم مستلياً نصف صاع من حنطة - هشام بن محمد: .. فمن جعل على نفسه صوم كذا يفطر يوماً ففطر يوماً لا يصح: لا يطعم هذه الايام في حياته وعليه ان يوعى ان يطعم - الح - رتادى تانا رخا بية ج ۲ ص ۲۸ کتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في المنذر من الصوم -

تبعاً في الهداية ج ۲ ص ۲۸ کتاب الصوم، في ما يوجب على نفسه -

بات صلوة العصر یغیبوہ الشفق تصیر قضاء ورجوعہا لا یبعد ہا ان صحابی الحدیث
خصوصیہ یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِنَّ کُلَّ عَامَتَا
وطاعة رسولک امر۔ حوزہ الوقت بعدہا للکل، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مراد انصحتہ ج ۱ ص ۳۶۱-۳۶۲ کتاب الصوم)۔

طویل الشہار الجبہ دن والے عمارک میں روزہ رکھنے کا طریقہ | سوال نہ دنیا کے
بعض خط اور ملک ایسے

ہیں جہاں دن بہت لمبے ہوتے ہیں وہاں روزے رکھنے کا شرعی طریقہ کیسا ہے ؟
الجواب : جن ملکوں میں دن جو میں انگٹوں سے بڑا ہو تو ان ملک میں پہلے واسے
مسلمانوں کو قریب تک اندر ملائے کے وقت کہ پابندی کا لگاؤ رکھنا ہوگا کیونکہ عام طور پر انسان
جو بیکل گھنٹے کا روزہ رکھنا برداشت نہیں کر سکتا البتہ اگر جو میں گھنٹے سے دن اس قدر چھوٹا ہو
کہ سہری اور فطاری کھانے کا وقت ملے ہرادر طلوع وغیرہ بھی ہوتا ہو تو ان ملک کے وقت کے موافق
روزے رکھنے ہوں گے تاہم یقیناً پیاروں کے لیے شریعت میں مراعات پائی جاتی ہیں۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ (در تفتیہ) : لہذا من تعوض عتقنا
حکم صومہم فیما اذا صعد وطلع الفجر عندهم كما تغيب الشمس او بعدہ
بزمان لا یقوم فیہ القضاء علی ما یقیم ینتہی رذلہ کی ان یقال یوجب الصوم
مواکاة الصوم علیہم کا دعا یؤدی الی الہلاک فان قلنا یوجب الصوم یلزم
القول بالانتہای وروہل یقتدر علیہم باقرب اسلاد الیہم۔ کا قالہ الشافعیۃ
ہنا : ایضا ام یقدر لہم بما یسع الاھل والشرام یجب علیہم القضاء فقط

لہ لا قالہ العلامة انکاسا فی طریقہ۔ دکن میں موجب علیہ انصوری اقل الشہار وجود
سبب الموجوب والاہلیۃ ثم نقد۔ علیہ المعنیۃ بان الفطر متعمدا او جمعیوم
الذات مقرر اثم تبیین انہ من رمضان وتسر عن طعن ان الفطر لہ یقطع ثم تبیین
لہ انہ طلع فاذنہ یجب علیہ الامساک فی بقیۃ الیوم تشبہا بانقضاءہم۔

ردائع الصانع ج ۲ ص ۱۰۳ کتاب الصوم الفصل اس حکم الصوم الموقت

ومثله فی مرقاۃ الفلاح عن حاشی طحاوی ج ۵ ص ۵۵ کتاب الصوم۔

دون اکادامک معتدل قلیتا مثل۔ در ذلالتار جم است۔ اہلنوعہ مطب فہرست منہجہا^{۳۴۹}۔
سوال ۱۔ اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھے تو
 عیدین کے دن روزہ رکھنا منہج ہے | شرعاً اس کا کیا حکم ہے !

الجواب ۱۔ اعزیز بہ مبارکہ اور کتب فقہ سے برحق واضح ہے کہ پورے سال میں پانچ دن
 روزہ رکھنا عمنون ہے جن میں دو دن عیدین (یعنی عید الاضحیٰ اور عید الفطر) پہلا دن کے جسی شامل ہیں
 لہذا ایسے شخص کو عیدین کے دن روزہ نہیں رکھنا چاہیے ورنہ گنہگار ہو جائے گا۔

قال عبد الرحمن بن حنبل: والقوم المکرهه ینقسم الى قسمین مکروه تعریما و هو
 صوابا ایضا و التشریق فاذا صابھا، انعقد صومہ مع کلائم۔ (فہرست ابواب برہم، ص ۵۵۹)۔

لے قال العلامة کمال الدین: ولا ینتاب متامل فی ثبوت الفرق بین عدم حمل الغرض و بین سببه
 الجعلی الذی یجمع علامۃ علی الوجود الخفی الثابت فی نفس الامر وجواز تعدد المعرفات مثلی
 فان نظام الوقت متعام لمعرف و ان تغاير الدلیل علی الشئ لا یستلزم استغناء فہماز دین خروقد
 وجد و هو ما تواعیات علیہ اعتبار الاسواء من فرض الله بصلوۃ خبیبا بعد ما امروا اقولاً
 یخمسین ثمم استقر انہ مرء فی خمس شرعاً عاماً ما تھل الکاف فی تفصیل فیہ جن اھل
 قھر قطر و ہار وی ذکر الی الخالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا ما یقشع فی الارض قال
 اربعون یوما یوم کشف یوم کشف و یوم بجمعة و سائر آیات ما یؤکد بانکم تقیل یا رسول اللہ
 فذلک الیوم لذلک کسبۃ ایکھین فیہ صلوۃ یوم قال لا قدر و انہ رددہ مسلم فقد
 أحب فیہ خلصاۃ عصر قیل صیرورة الفضل مثلاً او مشلیت و قس علیہ
 فاستفاد بان الواجب فی نفس الامر و خمس فی النعمان غیر ان یؤخر یحییٰ عن
 تلك الاوقات عند وجودھا فلا یسقط بعدھا الوجوب۔ و کذا اذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم خمس صلوۃ کتبہن اللہ علی لہاد و من اقی بوجوب العشاء یجب علی ذلہ القول۔
 راجعہ شلی علی تبیین الخدائق ج ۱ ص ۱۸۸ کتاب الصلوۃ باب المواقیب؛

و مشکوٰۃ فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۷۶ کتاب الصلوۃ باب المواقیب۔

لے قال ابن قیم: و من یأکد الصوم فی یوم العید و ایام التشریق۔ (إعراق الزم ۲ ص ۲۵۵)۔

و مشکوٰۃ فی المہندیہ ج ۱ ص ۱۸۸ کتاب الصوم۔ الباب الثالث فی ما یؤکد للصائم۔

سوال۔ اگر بجنون روزہ کی افطار کی پروردگار ہو تو بجنون پر روزے کا فدیہ واجب نہیں اس کے اولیاء فدیہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ احکام شرعیہ کا مکلف عاقل و بالغ انسان ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بجنون مکلف باہیات نہیں ہوتا، اس لیے اس کے مرنے کے بعد وراثہ پر فدیہ دینا بھی لازم نہیں، بشریکہ یہ عارضہ تندہ ہو راجعی و فغان کا پورا ہیضہ بجنون ہو، اور اگر عارضہ غیر تندہ ہو تو اس صورت میں ماقات کی قضاء لازمی ہے، اور اگر قضاء سے قبل مر جائے تو بصورت وصیت فدیہ یا لای ہے۔ قال العذمة کسبانی۔۔۔ ولا وجوب علی الجنون لوجوب یا لخطاب ولا خطاب علیہ لا یفعل

العقدین وھذا المرجع القدر فی الجنون الشوریہ شہرہ وجہ قول اصحابنا۔۔۔ فی الجنون العارض ما اذا افاق فی وسط الشہر اوفی اولہ حتی یوجن قبل الشہر ثم افاق فی آخر یوم منہ یلزمہ قضاء جمیع الشہر (ربائع الحدائق ج ۲ ص ۸۸-۸۹ کتاب الصوم فی شریعتنا ص ۱۷۷)

سوال۔ شرفا روزہ کس چیز سے افضل کرنا؟

الجواب۔ بہتر ہے کہ روزہ دار کھورے روزہ افطار کرے اور اگر کھجور بہتر نہ ہو تو پھر پانی سے افطار کرنا بہتر ہے، تاہم اس کے علاوہ بھی دیگر اشیاء سے روزہ کھڑا کرنا ہے۔

اخیر ابی حسی محمد بن حسی۔۔۔ عن ابن بن ماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعالیٰ عنہ تعالیٰ عنہ علیہ وسلم من وجد تمرًا فلیطعم علی ما وفی الیہ صلیہ۔ (الجامع الترمذی ج ۱ ص ۱۷۷)

سوال۔ سحری اور افطاری میں تمہیل و تاخیر کا حکم؟

سوال۔ ایک ہے یا ان میں کچھ فرق ہے؟

لقد قال ابن قیم۔۔۔ (توقد بجنون غیر متقدم) ینی یغنیہ اذا فاتتہ جنون غیر متقدم وھو ان یتوب الشہر والیوم وھو ان یتوب الشہر وھو متقدم۔ (انوار الیقین ص ۱۷۷)

وَمِنْهُ فِي تَأْخِيرِ افطاره ۲ ص ۸۹ کتاب الصوم۔ انصاف العاشر فی الجنون۔

عہ محمد بن یزید۔۔۔ عن سیبان بن عمار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا افطر احدکم فلیطعم علی تصوفک لعلہ یطعم علی الماء فانه صیبر (ابن یزید ص ۱۷۷) یا یطعم (عن مائتین الفطر) وَمِنْهُ فِي تَأْخِيرِ افطاره ۳ ص ۸۹، مائتین الفطر۔

الجواب: شرعیست مقرر میں سورج غروب ہونے کے فوراً بعد افطاری کرنا مستحب ہے اور بحری میں آخر وقت تک تاخیر کرنا اولیٰ ہے تاہم اختیار اسی میں ہے کہ غروب پر بطور عافیت پسند منہ پٹے بحری بند کر دینی چاہیے۔

قال العلامة سید احمد طائوکی: انہما عبارۃ عن زمان مختص من طغی الفجر والحدائق غروب الشمس وهو قول عیوب، لفقہ والتفقہ قوله ان الغروب هو اول زمان بعد نیصوبۃ تمام جسم الشمس بحیث تظہر الظلمۃ في جهة المشرق۔ وفي لغاری عند علی اللہ علیہ وسلم: واقبل السیل من ہما تحت اقدار الصالح۔ ای اذا رجعت الظلمۃ حیث فی جهة المشرق فقد دخل وقت الغطر واصار مغربی، حکم لانه اللیل یس بطرنا للصوم قہستانی۔

(مورق الافلاح علی ہامش طعطاوی ج ۱ ص ۵۲۱ کتاب الصوم)۔

کیا اذان غیر انتہا بحری کی دلیل ہے | **اصوال:** بحری کا آخری وقت معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ کیا اذان انتہا بحری کی دلیل بن سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: سورہ مذکور میں یہودی اعتبار انتہا ہے وقت کا ہے اسلئے طور پر غریب سے قبل ذکر کیا جائیگا۔ اسلئے اگر اذان صحیح وقت پر دی جاتی ہو تو پھر یہ انتہا ہے وقت کی دلیل بن سکتی ہے ورنہ پھر بحری صورت میں اسے انتہا بحر سمندر درست نہیں۔ ہمارے علاقوں میں اذان غمرا وقت داخل ہونے کے بعد دی جاتی ہے اسلئے اسے وزن کیا جیسا چاہتے ہیں بلکہ اس سے چند منٹ پہلے ہی کھانا پینا بند کر دیا جائیے۔

قال العلامة علی بن علی: قال الصحاب وقت لخصوا من سیر علیہم الفجر والحدائق وهو غیر لیس تطویل لحدائق ان الغروب الشمس اذا غربت الشمس خرج وقت الصوم ولم یقل عنہم ان الحدائق لا یطویل لحدائق ان لا یستشارہ واستشارہ وقد نصفنا ما غریبہ قال یسہم الصبح لادولہ وحقہم لوالانجر لا یستطرق۔ قال الشمس لا یطرق۔ القول الاول احوط والآخر اوسع۔ (مناوی زمانہ ج ۲ ص ۲۲۱ کتاب الصوم الفصل الاول فی بیان وقت الصوم)۔

لعلنا طاهر علیہ السلام: ولینسب ہما تعیل الخطا قبل الخیرۃ، فیرفعونہ بواہیم لا یسبب التعیل ولا یخطر المقلب علی غروب الشمس۔ (عبد اللہ دی ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الصوم الفصل الخامس فی غروب الشمس)۔
وَمُتْلَکَ فی رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۹ کتاب الصوم بعد فی حین استویۃ علی العالیٰ زکی۔
تکالیف علیہ: ان لو نہ ہو لکون احوط الشریع من علیہ، فیرفعوا علیہ بواہیم لا یسبب التعیل ولا یخطر المقلب؟
فیہ خلاف کما فی الصلحۃ والا فان احوط واستشار اوسع۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۹ کتاب الصوم)۔
وَمُتْلَکَ فی المحدثۃ ج ۱ ص ۱۹۲ کتاب الصوم الباب الاول فی تعریفہ وحقہم۔

صرف جمعہ کے دن روزے کا حکم | سوال: تین روزہ کثرتِ روزہ کے نزدیک صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا کس قدر ہے؟

الجواب: علماء احناف کے ہاں رابع مذہب یہ ہے کہ تین جمعہ کا روزہ رکھنا اگرچہ نہیں البتہ صحیح احادیث میں بھی وارد ہے وہ ضعف اور کمزوری وغیرہ پیدا ہو جانے پر معمول ہے کہ جس کی وجہ سے جمعہ کی ادائیگی میں فرق آتا ہو۔

قال النعمان بن عيسى: فلا بأس بصوم يوم الجمعة عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى ما روي عن ابن عباس: أن كان يصوم فلا يفطر. روى القاسم بن سلام عن ابن عباس: أنه

ذی الحجج میں آیامِ بقیہ کے روزوں کا حکم | سوال: آیامِ بقیہ کے روزے رکھنا شرعاً مستحسن ہیں جو ہر ماہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو آتے ہیں کیا وہ ذی الحجج میں بھی انہی تاریخوں کو روزے رکھے جائیں یا دوسری تاریخوں کو رکھے جائیں؟

الجواب: شریعت میں آیامِ بقیہ الاضعی یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ ذی الحجج کے روزے رکھنا ممنوع ہیں اس لیے ماہ ذی الحجج میں ۱۳ تاریخ کا روزہ رکھنا جائز نہیں بلکہ پہلے ۱۳ کے بعد ۱۴، ۱۵، ۱۶ کے روزے رکھے جائیں۔

قال العلامة عامر بن عبد الله الانصاري رحمه الله: يكسر الصوم في العیدین وایام التشريق لا یفطر ولا یجاءع و هو صام یکون صائماً مبیحاً ولو افسد لا یقضی عند ابن حنيفة رحمه الله. (الفتاوی التاتاریخانیة ج ۷ ص ۲۳۳) کتاب الصوم ج ۲ فصل فی بیان الاوقات التي یکره فیها الصوم

لہ قال الشیخ دہلوی رحمہ اللہ: ومنہ صوم یوم رجب و لا یفطر ولا یجاءع فلا بأس بقیامہ عند ابن حنيفة رحمہ اللہ۔ (مروی عن ابن عباس) لہ کان یصومہ ولا یفطر۔

النفقہ الاسلامیہ ج ۲ ص ۵۹۳ فصل فی الصوم ص ۲۰

و منلہ فی خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۱ کتاب الصوم الفصل الخامس فی الخطر والاباحۃ
یقال بعلامۃ حسن بن محمد التشریدی: وان فی تقی کوئی صوم یومین الخطر والافطر ومنہ صوم
ایام التشريق. وقد اسید احمد الطحاوی: قوله رحمه الله: وایام التشريق بھی ثلاثۃ بعد ایام انحر
وخطا عنہ کتاب الصوم ومنلہ فی الفتاوی الاسلامیہ ج ۲ ص ۵۸۲۔

عاجی کے لیے یوم عرفہ کا روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں | سوال :- احادیث مبارکہ میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنا منقول

ہے کیا یہ حکم عامی کے لیے بھی ہے یا نہیں؟

الجواب : یوم عرفہ کا روزہ رکھنا شرعاً مستنون ہے اور یہ حکم سب کے لیے یکساں ہے البتہ اگر حاجی کو روزہ رکھنے سے ضعف لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے مناسب علاج میں عمل واقع ہونے کا احتمال ہو تو اس صورت میں عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

قال العلامة المصنف: المستحبة وعرفة ولو خاف ليرضعفه الخ قال ابن عابدین: قوله ليرضعفه مفعلة لجاج ای اكان لا يضعفه عن الوقوف بعرفات ولا يغفل بالدعوات فيضعفه كره - (رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب الصوم) - ۱۵

یوم عاشورہ کے روزے کا حکم | سوال :- محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا ہوگا یا اس سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ بھی ملنا ہوگا؟

الجواب :- یوم عاشورہ یعنی دس محرم الحرام کا روزہ رکھنا مستنون ہے مگر اس دن کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ملانا ضروری ہے اس لیے کہ صرف دس محرم کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

قال العلامة طاهر بن عبد الرشید البخاری: وأما صوم يوم عاشوراء فيستحب ان يصوم قبله يومًا وبعد يومًا - خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۱۱۱ باب النظر والاباحة - ۱۶

۱۷ قال الشيخ المنكر وهبة الزحيلي: ومنه صوم يوم عرفة ولو لجاج لم يضعفه عن الوقوف بعرفات ولا يغفل بالدعوات فلو اضعه كره.

(الفتاوى الاسلامي، ولولته ج ۲ ص ۱۱۱ ايراد المصنف في انصوم المشاورم) ومثله في الفتاوى النافذة راجعية ج ۲ ص ۱۱۱ الاوقات التي يكره فيها الصوم - قال العلامة عالم من العلماء الانصارى: وكانوا يستحبون ان يصوموا قبل عاشوراء او بعدهما - الفتاوى النافذة راجعية ج ۲ ص ۱۱۱ كتاب الصوم في الاوقات التي يكره فيها الصوم - ومثله في الفتاوى الاسلامي، فاولئك ج ۲ ص ۱۱۱ النوع الرابع، صوم التطوع.

رمضان المبارک میں جہان کی خاطر تواضع کا حکم۔ سوال۔ جناب محترم مفتی صاحب !
 میں بسلسلہ روزہ گزارنگینہ میں منیم ہوں
 وہاں میرے کچھ انگریز دوست ہیں اگر وہ میرے پاس رمضان المبارک میں دن کے وقت
 ملاقات کے لیے آئیں تو کیا میں ان کی خاطر تواضع کر سکتا ہوں یا نہیں ؟ قرآن و سنت کی روشنی
 میں جو جواب عنایت فرمائیں ؟

الجواب :- اسلام نے جہان کی خاطر عبادات کے لیے نفل روزہ تک توڑ دیے کی گنجائش
 رکھی ہے، اس لیے اگر کوئی شخص جہان کی خاطر تواضع کے لیے نفل روزہ توڑ دے تو اس میں کوئی
 حرج نہیں البتہ اس روزہ کی فضا کرنا ضروری ہے، جب غیر رمضان میں جہان کی خاطر نفل روزہ
 اظہار کیا جاسکتا ہے تو پھر رمضان المبارک میں ایسا کرنا بد بھڑاوی جائز ہے اس سے
 روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ تاہم آپ نے جہان کی خاطر رمضان کا روزہ توڑنا جائز نہیں۔
 مفتاح الہندیۃ اشرف علیہ اللہ تعالیٰ بکسے کے گھر جہان گئی یا کسی نے دعوت کر دی اور کھانا
 کھانے سے اس کا حجاب بڑھ کر کمال تکئی ہوگی تو اس کی خاطر سے نفل روزہ توڑ دینا درست ہے
 اور جہان کی خاطر سے گھر والی کو بھی توڑ دینا درست ہے۔

(رہبشتی زیورہ ص ۲۸ کتاب الصوم)

عاشورہ کے دن قضا اور رمضان کا حکم۔ سوال۔ جناب محترم مفتی صاحب ! یوم
 عاشورہ کے دن قضا اور رمضان کا حکم۔ عاشورہ و رستل محرم الحرام کو قضا اور رمضان کا
 روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر کوئی رکھ لے تو اس کا کیا حکم ہے ؟ فقہ حنفی کی روشنی
 میں مسئلہ کا حل بیان فرمائیں ؟

الجواب :- اسلام نے سال بھر میں صرف پانچ دن روزہ رکھنے کو موجب گناہ قرار
 دیا ہے، اس کے علاوہ باقی ایام میں جس دن چاہے قضا اور رمضان کا روزہ رکھا جاسکتا ہے
 ایسا کسے سے ذمہ فارغ ہو جائے گا۔

مفتاح الہندیۃ : لم یؤتی قضا رمضان و لتطوع کے ان صحت، المقضیٰ۔

(مفتی قاضی خان علی ہاشم الہندیۃ حاشیہ کتاب الصوم)

پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنے کا حکم | سوال :- جناب محترم مفتی صاحب امیری والدہ صاحبہ کئی برسوں سے میرا اور جمعرات کا روزہ رکھ رہی ہیں، کیا قرآن و سنت میں اسی کے بارے میں کوئی فیصلہ آئی ہے یا نہیں؟
الجواب :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں اعمال نامے پیش کیے جاتے ہیں، مجھے یہ پسند ہے کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور اسی حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ لہذا پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا کارِ ثواب ہے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا، صحابہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعری صوم الاثنين والخميس۔ (المجامع الترمذی ج ۱ مشابہا بملاجافی ص ۱۰۱ الاثنين والخميس) لہ
پندرہ شعبان کے روزے کا شرعی حکم | سوال :- جناب محترم مفتی صاحب! ۱۵ شعبان کے روزے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ نیز اس روزے کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب :- فقہاء کرام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مرغوب روزوں میں سے ۱۵ شعبان و شبِ برات کا روزہ بھی ہے، لہذا اس قسم کا روزہ رکھنا موجب اجر و ثواب ہے۔

لما فی الہندیۃ بالمرغوبات من الصیام انواع، ولما صوم المعراک فی صوم واجب واثلاث صوم شعبان۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۱۷۱)

لہ عن حفصۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم ثلثۃ ایاام شعبان الخمیس والاثنين من الجمۃ الاخیرۃ۔ (ابو داؤد ج ۱ ص ۲۳۱ باب من قال الاثنين والخميس)
 قرئۃ فی مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۹ کتاب الصوم، باب صیام التطوع۔
 لہ لسان مال العلمۃ اشرف علی النہا فی فضائلہ، شبِ برات کا پندرہویں اور عید الفطر کے چھ دن نفل روزہ رکھنے کا بھی وہ نفلوں سے زیادہ ثواب ہے۔
 (پہنشی زیور محمد ص ۲۷۲ کتاب الصوم)

مردودہ افطار پارٹیوں میں شرکت کا مسئلہ | سوال :- رمضان المبارک میں بعض یا کچھ لوگ ایک دوسرے کو افطار پارٹیوں میں مدعو کرتے ہیں جن میں عموماً گھیر گنگن ہوں گا لڑکھاپ ہوتا ہے۔ شرعاً اس قسم کی افطار پارٹیوں میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگرچہ کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے مگر مردودہ افطار پارٹیوں میں چونکہ اکثر کفار کا لڑکھاپ ہوتا ہے اس لیے اس قسم کی افطار پارٹیوں میں شرکت نہیں کرنی چاہیے اگر لڑکھاپ گناہ سے بچا جاسکے۔

لَا قَوْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ فُطِرَ صَائِماً كَاتَ لَهُ مَقْفَرَتَهُ لَذْنُ بِلَهٍ وَهَشْتِ
رَقَبَتُهُ مِنْ أَسْرَارِكَانَ لَهُ مِثْلُ اجْرٍ مِنْ تَعْيَانٍ بِقِصَصٍ مِنْ اجْرٍ شَيْءٍ
(مشکوٰۃ مشکوٰۃ کتاب الصوم) (فصل الشافعی)۔

مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں روزہ افطار کرنے کا حکم | سوال :- رمضان میں اگر کسی دن آسمان پرادل ہوتا اور سورج غروب ہونے کا صحیح اندازہ نہ ہو سکتا ہو تو ایسے میں روزہ افطار کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟
الجواب :- شعب کو یہ ہے کہ جیسے سورج ہو تو روزہ افطار کر لیا جائے اور اگر مطلع صاف نہ ہو یا آسمان پرادل وغیرہ مول تو پھر روزہ افطار کرنے میں اتنی دیر کی چلے کہ سورج ہونے یا نہ ہونے کا شک تم ہو جائے۔ اور اگرچہ کل تو یہی ہے مگر تقریباً آدھ کے پاس غری ہو تو یہ اس کے برابر سورج ہونے کا یقین ہو جائے کہ بعد روزہ افطار کر لینا چاہیے۔

لَا قَوْلَ الْعَلَمَةِ سَرِغَبَانِي: وَلَوْ شَكَّ فِي غُرُوبِ الشَّمْسِ دَجَلَ بِهِ الْفَطْلُ
زَاهِدًا إِلَيْهِ (مشکوٰۃ کتاب الصوم)۔

لَا قَوْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ فُطِرَ صَائِماً فَهُوَ مِثْلُ اجْرٍ۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ مشکوٰۃ کتاب الصوم) (فصل الشافعی)۔

یعنی لاقول الامام شریف علی بن ابی طالبؑ: اگر شب تک سورج کے ڈوبنے میں شبہ ہے تب تک (روزہ) قطع نہ کرنا ہوگا۔ (مہنت زیور، ص ۲۰۷) (کتاب الصوم)۔

سوال :- فطاری کتنے منٹ تک
 بھول چلا پیئے؟ بعض لوگ فطاری کے
 وقت پورا کھانا کھاتے ہیں اور اس کے بعد نماز پڑھتے ہیں، شرعیہ منہ مطہرہ کا مس بارے
 میں کیا حکم ہے؟

الجواب :- انطاری کے لیے شرعاً کوئی وقت مقرر نہیں، ضروری امر سے پہلے مغرب
 کی نماز ادا کی جائے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ فطر افطاری کر کے پہلے مغرب کی نماز ادا کر لی
 جائے اس کے بعد کھانا کھایا جائے۔ تاہم اگر پورا کھانا کھانے کے بعد نماز و وقت پورا کی
 جاسکتی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال :- جناب مفتی صاحب! **سوال :-** حکم
 رمضان المبارک کے رمضان کی
 نیت عربی زبان میں کرنا بھی صحیح ہے؟

الجواب :- نیت کا تعلق دل سے ہے، نفس امارہ کہے سے روزہ صحیح ہو جاتا ہے،
 تاہم زبان سے نیت پر تلفظ کرنا بہتر ہے چاہے عربی زبان میں ہو یا مادری زبان میں، دونوں
 طرق سے صحیح ہے۔

لعلی الهندیۃ، والنیۃ معرفتہ بقیدہ أن یصوم کذا فی الخلاصة و
 محیصہ السوخی والسنۃ ان یتلفظ بها کذا فی التہذیب النافع .

(القائدی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۹۵ کتاب الصوم)۔ ایام الاولیٰ تصانیف ہمارے

سوال :- ایک آدمی بھائی جہاز میں سفر کر رہا
 تھا، زمینی وقت کے لحاظ سے سورج غروب ہو چکا
 تھا مگر جہاز کی بلندی کی وجہ سے ابھی تک سورج
 آفتاب پر چمکتا نظر آ رہا تھا تو کیا یہ آدمی زمینی وقت کے لحاظ سے روزہ افطار کرے یا حالت سفر

لعلی قال العللۃ المفتی عبد الرحیم: روزہ کی نیت میں زبان سے ہونا ضروری نہیں صرف دل کا
 ارادہ کافی ہے، ایسی حالت میں زبان یا عربی میں زبان سے بھی کہے تو بہتر ہے منع نہیں۔

فتاویٰ رحیمیۃ ج ۸ ص ۱۳۵ کتاب الصوم

میں جب سورج غروب ہو تب افطار کرے؟

الجواب :- قاعدہ یہ ہے کہ روزہ اور نماز میں اُس مقام کا وقت متعین نہ کرنا جہاں پہ
آدی ہوا چونکہ سورج منسلک کے معانی نہیں چہاڑ میں ہے اس لیے جب اس حالت میں
سورج غروب ہو جائے تو پھر روزہ افطار کرے ۔

قال العلامة ابن عابدین : زاد بالغروب زمان غيبوبة جرم الشمس بحيث تظلم
الظلمة في جهة الشرق - روضة المحتار ج ۶ ص ۸۸ - کتاب الصوم ا لعلہ

سوال کے چھ روزوں کا حکم | **اصوال :-** جناب مفتی صاحب اعلیٰ سائل سے ہندو بڑے الفخر
کے دوسرے دن سے سوال کے چھ روزہ رکھ رہا ہے
میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ شوال کے چھ روزہ عکروہ ہیں اور یہ اخاف کا مذہب ہے،
اس نے ایک رسالہ بھی دیکھ ہے جو اسی کو شروع پر لکھا ہوا ہے اپنے دوست کی باتیں مشکوٰۃ
ورنہ دیکھ کر سخت الجھن کا شکار ہوں، مہربانی فرما کر اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب :- احادیث بلکہ میں شوال کے چھ روزوں کی بڑی فضیلت آئی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث قرار دیا ہے۔ مگر یہ تو ان
کی تقریر ہے کتاب میں ان روزوں کو مستحب قرار دیا ہے، جہاں تک کراہت کے قول کا تعلق ہے
تو اس باب سے امام ابوحنیفہؒ سے ایک مخالف قول مروی ہے اخاف کا مذہب نہیں، ورنہ
خبر کلام اس کو بڑے اہتمام سے ذکر کر کے مفتی برقرار دیتے ۔

لما قال العلامة ابن نجيم : وعند ايضا صوم ستة من شوال عنداني حقيقه متفقاً كان
او متتابعاً وعن ابن يوسف كرهته متتابعاً (متفرقا) لكن عامة المتأخرين لم يروا به
بأسئلو قال ابن عابدین : تحت قوله ولم يروهم بأساً قد سدد عبارتهم (العلامة
قام في فتاواه وسرد قول من صحح انكراهه فراجعہ ۔

وابن الوائق ومنحة الخائف ج ۲ ص ۲۵۸ - کتاب الصوم)



لے قال: الشيخ الشاذلي أحد المطهدين : تحت قوله وهو اليوم : أكد هو من قل زمان
نصير الصادق إلى الغرب أي زمان غيبوبة عام جرم الشمس بحيث تظلم الظلمة في جهة
الشرق ۔ (المحقق في سرائق الإصلاح ص ۲۶۶)

باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد

(کن کنی اشیاء سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور کن سے نہیں)

نفی اور ودی کے نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا | سوال :- بیوی کے ساتھ سونے و قبیل یا طالع کر کے وقت اگر کسی بات کی نکل جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور اگر پیشاب کے ساتھ کچھ قطرے گر جائیں تو روزہ پر اس کے کیا اثرات پڑیں گے؟

الجواب :- نفی و قبیل کی صورت میں آواز نکلنا ہو جائے تو روزہ ٹوٹ کر فساد واجب ہے اور کفارہ نہیں، البتہ کسی کمزوری کی وجہ سے پیشاب کرتے وقت کچھ قطرے گر جائیں تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

قال فی البدیۃ :- «واذا قیل امرأۃ وانزل فسد صومہ من غیر کفارۃ»۔ (یعنی فی البدیہہ و کذا لا یفسد بالصوم بالکفرۃ) امنی، حکم فی الاستیصال النہج -

والفتاویٰ الہدیۃ ج ۱ ص ۲۸۲ کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد

خاوند کی سخت طبیعت کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزوں کا چکھنا | سوال :- روزہ کی حالت میں خاوند کے خوف سے عورت کے لیے کچھ ہوئی اشیاء کا چکھنا کسا ہے، کیا یہ عمل روزہ پر اثر انداز ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- روزہ کی حالت میں عموماً چیزوں کا چکھنا مکروہ ہے اور بعض اوقات نفسہ صوم بھی بن جاتا ہے لیکن اگر کسی عورت کا خاوند بد مزاج اور تلخ طبیعت کا مالک ہو اور عورت کو

لے قال محمد بن عبد اللہ :- «وعلی امرأۃ ینتہی لولہ یسد و فساد و یطہر و یقبل» اور اس کا تعلق قید نکاح حتیٰ لم یزل لم یضطر کہ مر قال محمد بن عبد اللہ :- «وعلیہم دیم ینزل و اولیٰ حقہم و انزل بنظر اولیٰ حقہ الخ» (شافی ۳ ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم)

وَمِنْهُ فی بیعہ الدانی ج ۷ ص ۲۸۲ باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد

اس سے مار کھانے اور گالی گوج کا خطرہ ہو تو ایسی عورت کے لیے پکی ہوئی چیزیں چکھنا بلا کراہت جائز ہے۔

قال قاضی شافعی رحمہ اللہ۔۔ اذ کان الزوج حیاً اختلف لایأس للسرقة ان تمردق المرقعة بلسانہ۔۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۹۹ کتاب الصوم) ط

سوال۔۔ حالت حمل میں اگر عورت حاملہ کو اگر خون آجائے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا | تو کبھی کبھار خون آجائے تو اس سے

روزہ پر کیا اثر پڑتا ہے؟

الجواب۔۔ عسراتِ نسیم میں سے ایک عسرتِ حینِ نفاس کا آجانا بھی ہے اور بخون عسرت کو حل کی حالت میں آئے تو وہ بیماری کا ثبوت ہے جو روزہ رکھنے کے منافی نہیں لہذا اس سے روزہ متاثر نہیں ہوتا۔

قال عبد الرحمن المزناویؒ۔۔ ای الذم الذی یخرج عند خروج اکثر الولد ھو دم نفاس کا دم الذی یخرج عقب خروجه اما الدم الذی یخرج بخروج اقل الولد او قبله فھو ضار ولا یعتبر نفاساً ویفصل ما یفصله الطاهرات۔۔
(النفقۃ سنن: لسانہ ابی اکادیر ص ۱۳۱ باب فی حیض) ط

لہ قال عالم برہن علاء۔۔ ان كانت زوجہ سائے الخلق یذو الانسان یضایقہا فی ملوحة الطعام فلا یأسی بہ۔۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب اقصر) لھذا یأسی مذہب البصر۔۔
وَمِثْلُهُ فی شامی ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب الصوم بمطلب فیما یکرہ للصائم۔۔

لہ قال کمال الدینیؒ۔۔ لسان النبیؐ اکثر وقوماً قدمہ ثم راعیہ لاحتاجہ لانتہا اکثر وقوماً من الناس باعتبار کثرة اسبابہا فانہا تكون متوحۃ بما دأت الدم حلقۃ الحبل او اذ اداسہ علی عشرة اوزاد علی معروضہا و اجاز العشرة اورأت ما حدثت ثلاث اورأت قبل تمام الطہر اورأت قبل ان یتلغ سبع سنین علی ما علیہ العامة بغلاف لتفاس فان سبباً شئی ولقد وقد حکم المستعاضۃ ومن بعدہا علی تعریفہا لان المقصود بیان حکم۔۔ قال برہان الدینیؒ، یتوضؤون لوقت کل صلوة۔۔ (الغنیۃ عن ہمش فیم القدر ج ۱ ص ۱۵۹ باب فی حیض)

وَمِثْلُهُ فی البصر الدقی ج ۱ ص ۲۱۵ باب فی حیض۔۔

روزہ جلدی افطار کرنا بہتر ہے | **سوال** - افطار میں امتیاط کے لیے تاخیر کرنے کا شریعت مطہر میں کیا حکم ہے؟

الجواب - غروب آفتاب قطعی اور بدیہی امر ہے اس کے بعد غلطی نہیں اور امتیاط کا دگای کرنا سبب بنیاد ہے یہی وجہ ہے کہ ائمہ نے شروع روزہ افطار کرنے میں تعجل افضل ہے۔ قال عالمین العلماؤ - وبسبب ملصائم تعجیل الافطار قبل طلوع النجوم۔

(فتاویٰ فتاویٰ خانہ ج ۲ ص ۲۴۷ کتاب الصوم الفصل السادس فی الاسباب المبیحة)۔

رمضان میں ادویات سے حیض بند کرنے کا حکم | **سوال** - کئی عورتیں رمضان میں روزہ کے فوت ہونے سے بچنے کے لیے مانع حیض ادویات استعمال کرتی ہیں، کیا ان روزہ شرعاً عورت کے لیے یہ اقدام مریضہ یا نہیں، نیز شرعی احکام پر اس کے کیا اثرات پڑتے ہیں؟

الجواب - عورت کے لیے معین کا ایک طبی اور شرعی امر ہے اس لیے شریعت مطہر نے ان آیات میں عورت کو معذور سمجھ کر عبادات کی ذمہ داری اس سے اٹھا لی ہے، یہی وجہ ہے کہ جدید اور قدیم طب میں حیض عورت کی صحت اور زندگی کی نشانی سمجھی جاتی ہے، اگر کوئی عورت ادویات کے ذریعے اس کو بند رکھے تو شرعی احکام اس سے متاثر نہیں ہوتے، یعنی حیض نہ آنے پر روزہ اور نماز کی ادائیگی ضروری ہے لیکن عورت کی صحت کے لیے نقصان دہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرنے سے احتراز بہتر ہے تاہم اس طرح حیض بند کرنے سے روزہ درست رہے گا۔

قال عالمین العلماؤ - بشرط صحة الاداء وهو الوقت المقابل وهو اليوم المتعوی من الاكل والشرب و جهالة المؤدی من الخیض والتفاس - (فتاویٰ فتاویٰ خانہ ج ۲ ص ۲۴۷ کتاب الصوم الفصل السادس فی الاسباب المبیحة)۔

خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۴۷ کتاب الصوم الفصل السادس فی الاسباب المبیحة)۔

فوتنہ فی مرقی نفلح علی صدر الطحطاوی ص ۵۲۲ کتاب الصوم۔

کہ قال طہران احمد بن عبد الرشید - اعلم بان الصوم هو کف عن العیز شرباً و رقتہ بنية يشروط من اهله واهله لقائل الیالیع المسلمة وفي المرأة الطهارة من الخیض والتفاس -

خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۴۷ کتاب الصوم الفصل السادس فی الاسباب المبیحة)۔

وکتب فی الیوم المرقی ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب الصوم۔

زہر بے شہرت الارض کے کاٹنے سے روزہ خالص نہیں ہوتا | سوال کیا بھرا اور چڑکے کاٹنے سے روزہ پر کوئی اثر پڑتا ہے یا

نہیں جبکہ ایسی حالت میں ٹوٹا کاٹنے والے پتھر وغیرہ کا زہر روزہ والے بدلہ میں داخل ہو جائے؟

الجواب: کسی چیز کا معدہ یا دماغ میں پہنچنا نفسہ عوم تب بننا ہے کہ وہ چیز خوف تلف

یا خوف حوص میں بطریق منقطع مانا کے ذریعے داخل ہو کر وہ چیز بصورت ترشح نہ ہو پسند

خوف دماغ یا خوف معدہ میں پہنچ جائے تو نفسہ عوم نہیں پہنچا پھر صورت نسور میں زہر چوکی

معدہ میں بصورت ترشح پہنچ جاتا ہے اس لئے نفسہ عوم نہیں

لنا قال لعلاء بن ریحان لربیع بن ریحان فی ثوبہ و نواکتھل لوی شطر لانیہ یس بین العین

والدماغ مختلفا و ناعم یترشح کا عروق والدماغ میں نہ آتا بیانی کا سواو غلبہ بالدار

لہ رد - رائدناہ ج ۱ ص ۱۹ کتاب الصوم - باب ما یوجب القضاء و کفارة

سوال کیا کسی عورت کو دیکھنے سے شہوت کا شگ

پڑے گا ہی سے انزال منقطع صوم نہیں ہوگا اگر وہ تعداد کا انزال ہو جائے تو اس سے روزہ پر

کیا اثر پڑے گا؟

الجواب: انزال سے فساد صوم کے لیے حارح حقیقی یا معنوی کا ہونا ضروری ہے

چونکہ شہوتی نظر سے انزال میں دونوں کا فقدان ہے اس لیے فساد صوم کے لیے عدم انظار کا

قوی دلیل ہے

قال بن ہمام رحمہ اللہ: اذا نظر اذ امة بشهوة الى وجهها او فرجها

کم وانصرفا کایفھما اذا انزل ما یبیت ان لا یخرج صومہ لعل ع و لا فساد و یجوز ان

لے قال ابن عبد اللہ بن معمر بن سود بن حوصل: و ما الاقترار احمیل

فقد ہما لا یفطر و قال ابو یوسف: بطولہ و یقلیہ و یجب لہ وجوب منقطع

بہ دلیل الخروج امور و الاصح ان یس بینہما معذرت النول و ترشح و یجب

لشأنه قهر یخرج و یغیر ہر شعا لا یعود و شعا لا یصل

والا تبارک العین المختار ج ۱ ص ۲۹ کتاب صوم و عدل فی وجوب کفارة و منقطع

و منقطع فی فتح الباری ج ۲ ص ۲۹ کتاب الصوم - باب ما یوجب القضاء و کفارة

من مباشرة وهو حجة على ما نلک في قوله اد اکر بعد قانون لغوی

راجع بقدر ۲۶ ص ۲۸ کتاب الصغیر باب ما یوجب القضاء وکفاة مسئلة

سوال :- دوئی کے ذائقہ کا احساس مغسبہ صوم سے
دوئی کا اثر محسوس ہو تو کیا اس سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- مزین دوئی کے ذائقہ کا احساس فساد صوم کا ذریعہ نہیں بشرطیکہ مطلق سے نیچے نہ جائے لیکن جب حق سے اثر کر پیٹ کے اندر شیخ جائے تو پھر روزہ الی ایسی ہوتا۔
قال ابن عیثم :- وفي المحيط بجوار من یثاق لا یأثم به کی لا یغنی ولفظ بعد من لم
تعد المرأة من یضغ نصیبها اطعام من حائض وفساد او غیرہ من لا یصوم و لم تجد
طیخاً ولا سناً علیہ لا یأثم بل یضغ ان لا یزنی ان یحییٰ بها الا فطره اذا عافت علی
الوند فامضغ او فی و حلق فی انقوم فتنس. لغوی و النعت :-

ابن جریر الزانی ۲ ص ۲۸۱ باب ما یضغ اطعام و ما لا یضغ ۲۸

سوال :- اگر ایک شخص
ملک کی تبدیلی پر روزہ کی تعداد میں پہلے ملک کا اعتبار ہوگا
اگر اس نے ملک چلا جائے جہاں چاند نہ ہو تو بیت مقدم ہونے کی بناء پر اس کے تیس روزہ سے
پورے ستر روزے ہوں تو ایسی حالت میں اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ کیا روزہ کی تعداد میں موجود ملک کا

لے قال احمد بن حنبل :- وکذا لا یفطر اذا دخل المرأة فی حیض الا ان یحل شیء من حیض و هو قولہ لا یفطر
بوجود صوم الجناح و لا المرأة فتم۔ نہ سوال :- انظر الى وجهها او فرجها عند دخول حصة المص حرق و نهما
فتبت۔ انظر الى فرجها۔ (البيان شرح الهداية ج ۲ ص ۱۸۱ باب ما یوجب الفطر و انکسارہ)
فمیشل :- في صطاوی مالک۔ باب فی بیان ما لا یفسد الصوم۔

قال احمد بن محمد بن حنبل :- و دخل شیء فی فمہ فانه لو دخل شیء من الحيض فمہ لا یفسد صومہ
بل یحل فی حلقه و هذا یؤیة کرمه خارجاً فانہ لو یزنی و دخل فمہ صومہ فی هذه الصورتان
من دخول شیء من الفرج۔ قال ابن عبد البر :- معایہ ص ۲۸۹ کتاب الطهارة و فرجہ الفرج۔

و مشرکہ فی التاقد ۲ ص ۲۸۸ کتاب الصغیر۔ مسبب دیم بکرہ لضعاف

مبتداً ہوگا جہاں پر شکتی ۲۹ روزے ہوں یا اپنے عہدے کے عہدے کا اعتبار ہوگا جہاں پر ۳۰ روزے ہوئے ہوں ؟

الجواب :- جہاں تک عہدہ نہانے کا حکم ہے تو یہ موجودہ ملک کا تابع ہے لیکن روزہ کے بعد اویں اس ملک کا اعتبار ہے جہاں پر شخص نے ابتدائی روزہ رکھا ہے اور اگر اس ملک کے ماتم معلوم نہ ہو تو پھر از روئے احتیاط تیس روزہ پورے کرے بشرطیکہ اس کے روزہ پورے نہ ہوتے ہوں ۔

قال في الهندية : إذا صام أهل مصر تسعة وعشرين يوماً لم يوفوا لمروية وفيهم مريض
لخصم فعليه القضاء تسعة وعشرين يوماً فإن لم يعلم حتى الرجل ما صنع أهل مصر
صام ثلاثين يوماً يخرج عن العهد فيبين كذا في المعط .

القانوني الهندية : ۲۹ کتاب الصوم الباب الثاني في روية لاهل :

فصل کی کٹائی کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا شرعی عذر نہیں **سوال :-** اگر رمضان میں
اور رمضان کے گزرنے کا انتظار کرنے کی صورت میں اس کے ضائع ہونے کا شکرہ موجب ،
تو فصل کی کٹائی کے لیے روزہ نہ رکھنے کا شرعی حکم ہے ؟

الجواب :- روزہ دومین فصل کی کٹائی کے لیے جب بدترین طریقے موجود ہیں مثلاً ہارڈ میٹر
میں وغیرہ ، ابتداءً خود کٹائی کی طاقت نہ ہو تو اجرت پر بھی کٹائی ممکن ہے اس لیے فصل کی
کٹائی روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر شرعی نہیں ۔

قال ابن نجيم رحمه الله : وفي القنية لا يجوز للغاز ان يجزئ يوماً مصله الى ضعف
مبيع لم يقطر بل يجزئ نصف النهار فيستريح في النصف يومه لا يكفيه أجرته او ربحه

الحق قال عالم ابن ابي عمير رحمه الله : ان صام أهل مصر تسعة وعشرين يوماً لمروية
وفيهم مريض لخصم فعليه القضاء تسعة وعشرين يوماً فإن لم يعلم حتى الرجل ما صنع أهل مصر
صام ثلاثين يوماً يخرج من العهد فيبين .

(قانونی تا نارخانیہ ۲۷ ص ۲۵ کتاب الصوم و ثبت رمضان)

و مثلاً في البحر الرائق ۲۳ ص ۲۳ کتاب الصوم و ثبت رمضان)

فقال هو كاذب وهو باطل يا قصداً أيام الشئد - راجعاً رقم ۲۷۱ باباً في الشئد بلا ضمير
ناضی کے لیے مسند قضا روزہ نہ رکھنے کا سبب نہیں | سوال :- اگر کوئی ناضی مسند
 ہو کر فیصلہ کرنے وقت روزہ اس کے لیے تکلیف کا باعث بننا ہو تو کیا اس کے لیے افطار
 جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- یہ کوئی ایسا شرعی حکم نہیں کہ جس سے روزے کا افطار مخصوص ہو اس لیے اس
 پر روزہ واجب ہے ۔

قال في الهندية : شرط وجوبه الاسلام والعقل والبلوغ وضرب وجوب
 زاد النصوص - الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۵۱ کتاب الصوم الباب الاول تعريفه (م ۱) ص ۱۵۱
روزہ کی حالت میں انجکشن لگانا منقطع صوم نہیں | سوال :- روزہ میں انجکشن لگنے کے
 بارے میں کیا حکم ہے ؟ کیا رگ واسے
 اور دوسرے انجکشن میں کوئی فرق ہے یا نہیں ؟

الجواب : فقہاء کرام کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ سطحی کسی چیز یا اس کے اثرات کا

لے قال عالم بن العلام رحمہ اللہ : سألنا أبا حامد عن غبار يخبز في شهر رمضان
 ويضع في آخر النهار هل يجوز له ان يعمل هذا العمل فقال لا يجوز له بان
 يعمل ما يوصله الى هذا النوع من الضعف ولكن يخبز نصف الشها ويستهرجح
 في النصف الباقي قبل له : ان كان لا يكفيه ما يأخذ في نصف النهار فقال هو كاذب
 فان أيام الشئد الصوم فما يفعل في ثالث أيامه يفعل في اليوم

فتاویٰ تارخانیا ج ۲ ص ۲۹۵ کتاب الصوم فصل فی الأسباب البیعة للفقہ

ومثله في بلدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الصوم فصل فی قساد الصوم

لے قال عالم بن العلام رحمہ اللہ : شرط الصوم البلوغ وهو الاسلام والعقل والبلوغ وضرب
 وجوب الاداء وهو الصحة والقامة وشرط صحة الاداء وهو الوضوء المقابل

فتاویٰ تارخانیا ج ۲ ص ۲۹۵ کتاب الصوم

ومثله في سلامة الفتاوى ج ۱ ص ۱۵۱ کتاب الصوم فصل اثبات في نقد مئة

ہن تک پہنچنا منظر صوم نہیں ہے بلکہ یہ اس وقت منظر صوم ہے جب مقادیر رائے سے بدن میں داخل ہو کر ہیٹ یا دماغ تک پہنچے۔ جدید تحقیقات کی روشنی میں انجکشن کے اثرات معدہ یا دماغ تک نہیں پہنچتے بلکہ یہ گول میں حلول کر کے بدن کو راحت پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں جیسے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چونکہ یہ صحت ہر قسم کے انجکشن میں موجود ہے اس لیے کسی بھی انجکشن (خواہ رگ والا ہو یا عام) سے روزہ متاثر نہیں ہوتا جیسا کہ پیاس کے وقت مسامات کے ذریعے بدست کی پینٹا منظر صوم نہیں آہم حتیٰ الامکان روزہ کی حالت میں رگ والے انجکشن سے اجتناب کیا جائے۔

قال فی التہذیبۃ: ومن غسل فی ماء وجد بوجۃ فی باطنہ لا یخطر۔

والاعقاب: التہذیبۃ ج ۱ ص ۱۸۲ کتاب الصوم۔ باب ما یزاع فیہ ایضاً۔

قال ابن نجیم: وفي التحقیرات من الجوفین شغل۔ اصلياً فما وصل إلى جوف المرء يصل إلى جوف البطن۔ (انجیر المرافق ج ۲ ص ۲۶۸) باب ما یغسل الصوم والایضاً۔

سوال بکلیہ روزے کا کات میں شرمگاہ سے کھینا جائے تو کیا ہے؟
جواب روزہ کی حالت میں شرمگاہ سے کھینا کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے، تاہم اس عمل سے اجتناب بہتر ہے کیونکہ اس سے روزہ جانے کا خطر ہو رہا ہے۔

قال المرغینانی: ولا بأس بالقبلة إذا أمن على نفسه اعتدالاً ولا نزلاً ولا إذا احرم من سداً للشرع ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب الصوم۔ باب ما یوجب القضاء والکفارة۔

سوال بکلیت کی وجہ سے رانٹ نکالنے کے وقت نکلے والے خون کے روزہ پر اثرات؟
روزہ دار کی کئی رانٹ نکالنا شرعاً

ابن قدامت الدین محمد بن محمد: إذا علم ان الدوام یا یس دحلاً إلى جوفه إلى جوف البطن یغسل

صومہ عندئذ الا انه ذکر لمطب وانیاس بنار علی اعادة۔

وینایہ عزہ مشق فی عمر القدس ج ۲ ص ۲۶۸ باب ما یوجب القضاء والکفارة۔

ویشکل فی خلاصۃ الفتوی ج ۱ ص ۱۵۵ کتاب الصوم۔ الفصل الثالث فیما یضرب۔

ثم قال محمد بن عبد الله: راقيل: ولم ينزل راق حاتم او نون بغير ولوا في حبه

ممرار او داکر: و ان طالع مجمع رشاق ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب الصوم۔ باب ما یضرب من

ویشکل فی انجیر المرافق ج ۲ ص ۲۹۹ باب ما یضرب الصوم والایضاً۔

کیا ہے؟ اگر وراثت نکلتے وقت یا بعد میں خون نکلے تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟
الجواب: معاملہ کی صورت میں وراثت نکلنا یا جانا ہے، البتہ وراثت نکلتے وقت یا نہ اسے
 منہ سے خون بہہ جائے اور نکل لیا جائے تو اس سے روزہ قاسمہ ہو جائے گا اور نہ نہیں۔

قال ابن قیم: إذا خرج من الأستانة ودخل الحنفى مكاتب: غلبت البنية فلا يفتد
 صومه وإن كانت النية فسد - (بحوال المراتب ۲۳۰ مسئلہ باب ما یفتد الصوم بالإیضا) طے

قے کا بلا قصد یا غرض صوم نہیں | **مسوال:** روزہ دار کو اگر سنے آجائے اور اس کا کچھ
 حقہ اندر چلا جائے تو اس کے روزے کی صحت کا اثر کیا ہے؟

الجواب: اگر قے کا نوبہ خود آجائے یا صوم کا سبب نہیں البتہ اگر چغی کی مقدار یا اس سے
 زیادہ شراک و ملاوی یا سہ تو روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ بلا قصد قے کے اندر جانے سے روزہ
 نہیں ٹوٹتا۔

قال العلامة المحقق: وإن ذرعه الحنفى وخرج: دلہ بعد از دفع مطلقاً، ملا و لا
 زان عاد، بلا قصد، رو: تو جو مطلقاً منہ سے نکل کر صوم کا قصد: قال ابن عابدین:
 إن كان من ذم وعادة أو تشبها منه قد خصه فصاعداً: نظر اجتماعاً لا بدخاسج
 اندلہ جو قہ و وجوب صوم (شمار ۲۷۰ مسئلہ کتاب الصوم باب ما یفتد بالکفارة) طے

طے قال العلامة المحقق: وإذا خرج الدم من ميت أسبغ به ودخل حلقه: یعنی در حلقہ نماز
 [و اگر کسی دین غلب الذم، و نماز و باقیہ و لا لا] الا در پیر طے۔

رد المحتار علی الدر المختار ۲۶۶ کتاب الصوم باب ما یفتد بصوم
 و مسئلہ فی مداوی ما زلت فیہ ج ۲ طے: کتاب: صوم باب ما یفتد بصوم و ملا و لا
 طے قال ابن القیم: إرجیه الله - و لكل ما تخرج من فماد أو أسبغ فان ذرعه وخرج
 لا یفتد و لا یطهر ما رویه ابن عابدین ص و هوذا الذم لیسوا: فان من لیس فی صومہ حد
 [در سبب آنکه خارج شریعتی استفتی بہ بعد از وقت دخل و بعد از غسل و بعد از طهیر و
 دفعه بعد از ج ۲ ص ۲۵۵ باب ما یوجب القضاء و الکفارة]

و مسئلہ فی ایجر المراتب ۲۳۰ مسئلہ باب ما یفتد الصوم و ملا و لا یفتد -

سوال :- اگر روزہ واکسی نالاب یا عرض میں غوطہ پانی میں غوطہ لگاتا مفید صوم نہیں لگائے، اس طرح اس کا روزہ کہاں تک سائر تہ ہے؟
الجواب :- اگر نہ میں پانی داخل نہ ہو بلکہ کان میں پانی یا بدن میں برودت ٹھنک کا احساس ہو تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ اگر پانی بدن میں داخل ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا تاہم ایسے محل سے بچنا مناسب ہے۔

قال عالم بن العلاء: ولو اغتسل - وفي الفتاوى القنابية او غاض الماء فدخل الماء اذنه لا يفسد صومه بخلاف - (فتاوى تاليفه ۷۴۷ کتاب الصوم الفصل الثالث ما يفسد الصوم من الخ لہ
سوال :- روزہ روزہ کو اگر اختلام ہو جائے تو روزہ کی حالت میں اختلام ہو جانے کا حکم اس کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- اختلام ہو جانا ایسا عمل نہیں جو روزہ کے منافی ہو، اس لیے روزہ کی حالت میں اختلام ہو جانے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

قال يوهان الدين: رحمه الله - فان نام فاحتلم لم يفسد - بقوله صلى الله عليه وسلم
 (ام وسلم ثلاث لا يضرن الصيام: النسي والجماع ولا احتلام) (المؤلف: ۱۵۹ ج ۱ ص ۱۵۹)

سوال :- روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے روزہ میں بیوی سے بوس و کنار کا حکم کس درجہ کا انتفاع شرعاً جائز ہے؟

الجواب :- طریق کے امن کی صورت میں بوس و تقبیل اور بوس و کند میں کوئی حرج نہیں تاہم اگر فساد کا خطر ہو تو ایسا کرنا بھی مکروہ ہے۔

قال محمدرحمه الله - (روى عن ربيعة) ومن معانقة ومباشره فاحشة

لہ قال ابن نجيم المصري - ان غاض الماء فدخل اذنه لا يفسد -

(البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۷ باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد)

ومثله في تبیین الحقائق ج ۱ ص ۲۳۲ باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد

لہ قال العلامة الحسینی - (احتلم اذا نزل بنظر ولو في فرجها حراما ولو يسكر
 (الدعوات على صدرها المختار ج ۲ ص ۳۹۹ کتاب الصوم باب ما يفسد الصوم)

ومثله في تبیین الحقائق ج ۱ ص ۳۲۲ باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد -

ان (عرب) لغتوں میں لایا ہے۔ (تفاتی شامی ج ۳ ص ۳۸۱) یعقوبی نے کہا کہ وہ اس سے
 روزہ کی حالت میں بھول کر کھانے پینے کا حکم **اسم سوال** - اگر کوئی شخص روزہ کی حالت
 میں بھول کر روزہ کے منافی کام کا ارتکاب
 کرے تو اس سے روزہ کی حقیقت پر کیا اثر پڑتا ہے ؟

الجواب - روزہ تب فاسد ہوتا ہے جبہ روزہ کے منافی کوئی کام دہرے راستے
 کیا جائے محض بھول کر کھانے پینے یا جوش کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

قال عبد الرحمن الجزيري: - إمداد النيات فإنه لا يفسد الصيام أصلاً فلا يجب قضاء
 ولا كفارة في ذلك كذب الحق **الذاهب** (ج ۱ ص ۵۱۵) - یا یارب اغفر ذنوبی ولا تکره **اسم سوال** - کسی تکلیف میں ہونے
 ہوش میں غفل کرتے وقت **خروج یرح مقصد صوم نہیں** **اسم سوال** - کسی تکلیف میں ہونے
 وقت اگر ہوا قاضی ہو جائے اور

استغفار کی وجہ سے پانی اندر جانے کا احتمال پیدا ہو جائے تو کیا صرف اس احتمال کی وجہ سے روزہ
 پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں ؟

الجواب - محض استغفار و غافل کی وجہ سے پانی کے اندر جانے کے احتمال سے روزہ
 فاسد نہیں ہوتا تاہم کردہ ہونے کی وجہ سے اجتنب ضروری ہے۔

قال في الهندية: - ولو فسدا بعضاً ثم اخرج رطفاً للماء فلا يفسد الصوم ويكره له
 ذلك حكاه في معراج الدراية - راجعاً إلى الهندية ج ۱ ص ۱۹۹

لحم ولا بأس بالهبله اذا امن على نفسه الجوع والافترار ويكره ان يعم وأمن .

رافع في السهنية ج ۱ مسئلہ کتاب الصوم . باب المائلات فيما يكره :

ومثله في البحر الرائق ج ۲ ص ۲۴۰ - يا ما يفسد الصوم ولا يفسده .

ثم قال برهان الدين رحمه الله : اذا احتل الصائم وشرب او جامع ناسياً لم
 يفسد - (الهندية ج ۱ ص ۱۹۹) کتاب الصوم .

ومثله في السهنية ج ۱ ص ۲۴۰ کتاب الصوم . باب الرابع فيما يفسد الخ

ثم قال علامة سيد احمد : (خطاؤی) ولا صام سبعة اشیاء (وقوله ذوق شی) مثله مثله
 فسادہ ونحوه في الماء . (خطاؤی) حاشیة مرآة الانلاج ص ۵۵۵ کتاب الصوم

رحم میں دوائی رکھنا مقصود صوم سے ہے | **سوال** :- اگر عورت کسی بیماری کی وجہ سے رحم میں بطور علاج دوائی رکھے تو کیا اس سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- علاج کے طور پر رحم میں دوائی رکھنا جائز ہے بشرطیکہ کسی دوسرے طریقہ سے علاج ممکن نہ ہو تاہم جب دوائی روزہ کی حالت میں اندر رکھی جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، البتہ فرج کے بیرون تصرف دوائی مکافض و صوم کا ذریعہ نہیں۔

قال طاهر بن احسن... وتكلم له شافعي الاخطاري قبل النساء منهم من قال علي الاختلاف ومنهم من قال لا خلاف وهو الصحيح (فتاوى فتاوى ج ۱ ص ۲۸۵) **سوال** :- روزہ دار کے لیے ٹوٹے ہوئے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ٹوٹے ہوئے استعمال کرنا جائز ہے بلکہ بے اوقات دوائی کا علق سے منجھے آنے کا بھی احتمال ہوتا ہے اس لئے روزہ کی حالت میں اس کا استعمال بخیر ہے اور اگر علق سے اندر چلا جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

قال قاضي خان... وكذا إذا ذاق من شيء أبلست به لأن فيه تعريض للصوم للفساد - فتاوی قاضی خان ج ۱ ص ۲۸۵ (فصل الترابیع فیما یکرہ منہم وما لا یکرہ) ۲۷

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ اگر روزہ بد نظری سے روزہ نہیں ٹوٹتا کی حالت میں منظر سے جائز استعمال ہو تو اس سے

نه قال عام بن العلاء... وتكلم الشافعي الاخطاري قبل النساء منهم من قال هو حرم هذا الاختلاف، ومنهم من قال لا خلاف وهو الصحيح (فتاوى فتاوى ج ۱ ص ۲۸۵) **سوال** :- کتاب الصوم (فصل الترابیع ما یفسد الصوم) ۲۸۵ باب ما یفسد الصوم -

ثم قال ابن القيم... (فتاوى فتاوى ج ۱ ص ۲۸۵) **سوال** :- کتاب الصوم (فصل الترابیع ما یفسد الصوم) ۲۸۵ باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد -

ثم قال في البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۵ باب ما یفسد وما لا یفسد -

انہیلر کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے | سوال ۱۔ جناب مفتی صاحب !

عصر حاضر میں فٹ کے پیر میں کئی ترقی ہوئی ہے۔ خاص کر ذمہ داری کے لحاظ سے انہیلر ایک خاص قسم کی گیس کا میاب ہے۔ یہاں سے جیسے دوسرے کے مرتبہ بوقت ضرورت ماس کی رکاوٹ ختم کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ تو کیا اس کا استعمال روزہ سے پر اثر انداز ہوتا ہے یا نہیں؟ وضاحت سے بیان فرمائیں؟

الجواب :- مذکورہ انہیلر پمپ کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر روزہ کی حالت میں انتہائی بھوری کے وقت اس کا استعمال کیا گیا تو رمضان کے بعد اس روزہ سے کٹ کر صاف کرنا ہوگی کفارہ نہیں۔ تاہم اگر مرتبہ کی حالت ایسی ہو کر اس کے بغیر اس کا گزارہ نہ ہوتا ہو تو وہ روزہ نہ توڑے صرف حنبلیہ دینا ہوگا۔

حالت صوم میں آنکھوں میں دوائی ڈالنا | سوال ۲۔ اگر کسی کی آنکھوں میں بہت سخت تکلیف ہو تو کیا وہ روزہ کی حالت میں دوائی استعمال کر سکتا ہے؟ جبکہ دوائی ڈالنے کے بعد اس کا اثر حق میں محسوس ہوتا ہے!

الجواب :- اس مسئلے میں حالت اضطرار یعنی انتہائی تکلیف کے وقت رمضان کا روزہ انہیلر کرنے کی گنجائش میں رکھی ہے کہ عاقل اور مسلمان طبیب کے مشورہ سے روزہ توڑ دیا جائے۔ البتہ آنکھوں میں دوائی ڈالنے سے روزہ متاثر نہیں ہوتا، اس لیے اگر تکلیف کے وقت روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دوائی ڈالنا جائز ہے اس عمل سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگرچہ اس دوائی کا اثر حلق کے اندر محسوس ہو۔

لما فی الہندیۃ: فوافی شیئاً من الداء فی عینہ یدفع بصرہ من دنا وان وجد طعمہ فی حلقہ۔ (الساوۃ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۱) باب ما لا یفسد الصوم

لما فی مآل العلمۃ الحنفیۃ: اودھن او اکل او وان وجد طعمہ فی..... لم یفسد صومہ۔ قال ابن عابدین: قوله ان وجد طعمہ فی حلقہ ای طعم اکمل ازالہ من کاف السراج وکذا اللوزق فوجد نونہ فی الاصح۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۵ کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم)

روزہ کی حالت میں بار بار غسل کرنے یا سردھونے کا حکم | سوال - اگر وضو نہ کرے تو کبھی بار بار غسل کرنے کی وجہ سے بار بار غسل کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- شدت حرارت (خفت گرمی) کی وجہ سے حالتِ موسم میں بار بار غسل کرنا یا بار بار سردھونا بشرطیکہ پانی کے قطرات پانچ کے قطرات حلق میں نہ پائیں ہاتھ اور منہ سے ایسا کہ نہ سے روزہ پر کوئی بڑا اثر نہیں پڑے گا۔

عن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی سقر عام الفطر یأفطر ویقال اتقوا وعدہ وکفر ودام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قاتل النبی حدثنی فقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأفطر یأفطر علی رأسہ الماء وهو یأفطر من العطش (ابوداؤد ج ۳ ص ۳۲) باب الصائم یصیب علیہ الماء من العطش (کتاب الصوم)

روزہ کی حالت میں بیہوشی سے بے فکر ہونا | سوال - اگر کوئی شخص رمضان کے پہلے میں بیہوشی سے بے فکر ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب :- روزہ کی حالت میں بیہوشی کا بوسلنا ایک دوسرے کے ساتھ ہونا یا بے فکر ہونا منوع نہیں بشرطیکہ اپنے اوپر پوری قدرت ہو اور اگر قدرت نہ ہو تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تاکہ کسی غلطی میں نہ پڑ جائے۔ لہذا صورتِ مشورہ میں اگر میان بیہوشی دونوں میں سے کسی کا انزال نہ ہو تو روزہ ٹھیک ہے اگر نہ ہو تو روزہ کی حالت میں سے کسی کا بھی انزال ہو جائے تو اس کا روزہ ٹھیک ہے اور اس پر اسی روزہ کی قضاء لازم ہوگی۔

قال لعنہ فی سقر عام الفطر یأفطر ویقال اتقوا وعدہ وکفر ودام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأفطر یأفطر علی رأسہ الماء وهو یأفطر من العطش (ابوداؤد ج ۳ ص ۳۲) باب الصائم یصیب علیہ الماء من العطش (کتاب الصوم)

(ما لابد منہ ص ۹۷ کتاب الصوم)

بہ فعلیہ استغفار الکفارة۔۔۔ وکفارة الظہار۔ قال بعلامۃ بدر المدینۃ: تحت قولہ
مثل کفارة استغفار ای الکفارة التي تجب بالوقوع من کفارة الظہار وهي عنوة رقبۃ فان لم
يصل نعبہ شهرين متتابعين فان لم يستطع اطعم مسكينين مسكينًا كل مسکين نفسه
صاع من براد صاع من تمر في رابعاية شرح الخطيب ثم بان ما توجب القضاء والكفارة به
سؤال راہِ ایک

رمضان میں دن کے وقت بیوی سے جماع موجب کفارہ و قضا ہے | **شخص بے رمضان میں**

دن کے وقت اپنی بیوی سے روزہ کی حالت میں جماع کرے اور اس عمل پر نادم بھی ہو تو اس کو کیا کرتا
ہے؟ کیا غرت پر بھی کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب۔ رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں دن کے وقت جماع کرنے سے روزہ فاسد
ہو جائے جس کے بدلے میں قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں ایسے عمل پر اگر مہینہ بیوی دونوں راضی
ہوں تو دونوں پر کفارہ و قضا واجب ہے ورنہ بیوی کو مجبور کرنے کی صورت میں بیوی پر
صرف قضا و رخیانہ پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

قال مدھون احمد: اذا جامع امرأته متعمداً في شهر رمضان فعليه القضاء
والکفارة، ان تولدت الحشفة انزل اوله انزل۔ خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۲۹۹ نقلاً
الفصل الثالث فيما يفسد الصوم۔

الملاقاة المتعمدة المتعمداً، ان جامع في رمضان او اوجمع في احد المہینين وکل او شغل
او دواء عند اذاجتم ففطن فطر به فاکل عند اقضي وکفر الکفارة انظار۔ قال المدھون مدینی:
تحت قولہ ککفارة مظاہر مرتبط بشوہ وکفری متعلق بالترتيب فتحرر الکفارۃ۔
بعد عام شهرين متتابعين فان لم يستطع اطعم مسکينين مسکیناً۔

(مراد المحتار ج ۲ مسئلہ ۱ مطلب في الکفارة)

ومثله في طحاوی ص ۶۶ فصل في الکفارة وما يستعمله من الذنوب بعد الوجوب

ثم قال برهان الزين: ومن جامع في احد المہینين عند افطیه قضاء اشهر کاملہ
تماماً وکفارة لکامل الجنایة۔ (امہدایۃ ج ۱ ص ۱۰۰ کتاب المقصود)
ومثله في بدائع الصنائع ج ۲ ص ۹۱ کتاب الفصول خمس رکعہ۔

کالمیتھی۔ رد المحتار ج ۲ ص ۳۶ مطلب ذیائیکرہ المصائم۔

ناس کا روزہ پر اثر انداز ہونے کا حکم | سوال۔ ناس کے سونگنے سے روزہ پر کیا اثر پڑتا ہے اور ناس کی حقیقت کیا ہے ؟

الجواب۔ ناس ہندی زبان کا لفظ ہے، فیروز اللغات میں ناس کا معنی ناسور لکھا ہے اور ناس کا استعمال ناک کے ذریعے ہوتا ہے۔ چونکہ اس ناسور کے ذرات اسنے باہر تک پہنچتے ہیں کہ سانس کے ذریعے جو ف دماغ یا جوچہ معدہ میں پہنچ جاتے ہیں جو کہ مقصدِ صوم ہے لہذا ناس سونگنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

لما قال فی الہندیۃ، فی دواء الجائفة والاعنة انفل انتشار علی ان العیون والوصول الی الجوف والذی مایح لا یکرہ ربطاً وبالبشاً حتی اذا علم ان البانی وصل ینسد صومہ و لو لم ان الطیب لم یصل لعلی فی الفتاوی الہندیۃ ج ۱ باب ۱۰ فیما یسد وما لا یسد

دھویں اور غبار کے رونے پر اثرات | سوال۔ دھواں اور گرد و غبار اگر حلق کے اندر چلا جائے تو اس سے روزہ پر کیا اثر پڑتا ہے ؟

الجواب۔ دھواں یا گرد و غبار اگر حلق کے اندر بلا قصد چلا جائے تو روزہ متاثر نہیں

لعلی قال انما یرعی الدین العرفیاتی، دمن ذاق شیئاً یمنہ لم یطہر عدم الغض صومہ و معنی یکرہ ذلک لما فیہ من تعریض الصوم علی الفساد۔ قال العلامة ہذا الدین العینی تحت قوله من تعریض الصوم علی الفساد لانه یؤثر من ان یصل الی جوفہ۔۔۔۔۔ قال: ایضا تحت قوله وضع الطیف لا یطہر لانه لم یصل الی جوفہ وقیل اذا لم یکن ملتصقاً یسد لا یصل الیہ ای الی جوفہ بعض احیاء کانه اذا لم یکن ملتصقاً یفت فیدخل فیہ من ذلک شیئ ینسد صومہ۔ البانی شیخ الحلیۃ ج ۲ ص ۳۶ باب ۱۰ فیما یسد وما لا یسد و الکفارۃ و مسئلہ فی امداد الفتاوی ج ۲ ص ۳۶ کتاب الصوم۔

کہ ناسان اعلامۃ طاہرین عبد الرشید البخاری، وما وصل الی جوف الرئس والبطن من الاذن والکف والذہر ذہر مغطی بالاجماع وغیرہ انقضاء۔

خلاصۃ الفتاوی ج ۲ ص ۳۶ فصل الثالث فیما یسد الصوم و فیما لا یسد۔

و مسئلہ فی امداد المفتیین ج ۱ ص ۳۶ اعراف و فتاوی دلائل و دیوبند۔

کثرت واجب نہیں البتہ کسی دن کی قضاء لازم ہوگی۔

تاتل شخص المرون سرخسی، نوکر علی، کل و شرب فعلیہ، اشارت دفع کتلیہ۔

بوسوط سرخی، باب ما یجب الصوم، ۱۷۹

سوال :- ایک شخص نے غروب آفتاب
غروب آفتاب سے قبل فطر واجب قضاء ہے

کے وقت میں کاپانہ دیکھ کر خیال کیا کہ آج عید کا دن ہے اور یہ چاند دوسری رات کا ہے اس لیے آج ہمارا روزہ ہمارے نہیں، پھر اس نے فوراً روزہ توڑ کر دوسروں کو بھی افطار کرنے کی دعوت دی تو ایسے شخص کے روزہ کا کیا حکم ہے بلکہ اس پر فطر قضاء واجب ہے یا کفارہ یا دونوں؟

الجواب :- روزہ اور عید کا روزہ روزہ یا عید، چاند کی رویت پر ہے وصاب وکتب کی روشنی میں عید مانا اور دنے شروع نہیں۔ صورت روزہ میں شخص چاند کی کسوت و کیفیت سے روزہ توڑنا مناسب نہیں مگر پہلے دن کی باتامدہ رویت نہ ہو تو اس شخص قضا وکفارہ دونوں واجب ہیں فان ظاہرین اسد رحمہ اللہ۔ ولو افطر واکثر سایہ ان الشمس لم تعرب فعليه القضاء واكفارة لانه لم يأت بانها وقد انهم اليه ان يوطيء فبما استدلوا به في الغيب، خلاص، الفتاویٰ ج ۲ کتاب الصوم، فصل ثالث فیما یفسد الصوم، ۱۷۹

سوال :- اگر ایک شخص صفت و پڑھنے
بڑھا ہے کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے والے کا حکم
کا دوسرے روزہ رکھنے پر قادر ہو تو کیا

۱۔ قال برهان البرهان رحمه الله.. ولو كان مختطبا، ومكرها فعليه القضاء.

الهداية ج ۱، ۱۹۹ کتاب الصوم، باب ما یجب قضاء والکفارة

وَمِنْهُمَا فِي خُصْمِ تَقْدِيرِ ج ۲، ۲۵۵ کتاب الصوم۔

۲۔ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ۔ فی التفسیر طالع والشمس لم تعرب، علامہ لکھنوی رحمہ اللہ۔ قال ابن عساکر رحمہ اللہ۔ ای فی الاذل والثانی فان الاصل فی الاذل بقا الدلیل۔ فلا حجب الکفارة فی انت فی بعدا لنهار فتجب علی احد التروا بشتین کما علمت۔

بسی، ج ۲، ۲۵۵ کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم

وَمِنْهُمَا فِي الْهَدَايَةِ ج ۱، ۱۹۹ باب ما یفسد الصوم۔

ندیم دے کر اس کا ذمہ فارغ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ایسا شخص جو صحت و پیرا رسائی کی وجہ سے روزہ کی طاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے روزہ کی جگہ نقدی ادا کرنا جائز ہے جو کہ ایک روزہ کے برابر نصف صاع یعنی ایک سو چالیس تولہ گندم یا اس کی ہر چھ قیمت کی دینیگی ہے۔

قال عبد الرحمن بن حنبل: لا يقدر على الصوم في جميع قصور السنة بفطر واجب من كل يوم فدية طعام مسكبه۔ کتاب الفقه علی المذاهب ^{۴۶۹} رتبة ۱ کتاب الصوم رتبة ۱
سوال دائرہ ہمارا کوہا ریڈے شفا خانے کے بعد نماز وقت ملا جو کہ اس میں میریت ذمہ روزوں کا حکم **اور** تعداد روزے رکھ سکتا تھا لیکن شرفی کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکا اور اب تک وفات پا گیا، ایسی صورت میں ہمارے مکان و ورثہ کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب۔ مذکورہ صورت کے مطابق اگر روزے رکھنے کا موقع نہ ملے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ نماز پر کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے البتہ اگر موقع ملے ہو اور قدرت کے باوجود روزہ نہ رکھے تو جنت میں دینام آخر سطلے کی وجہ سے روزے واجب رہیں گے۔ اگر مرتے وقت دینام کی ہو تو ورثہ کو رکھنا ہل سے وصیت کے مطابق عمل کر کے غیر ادا کرنا ضروری ہے وصیت نہ کرنے پر میریت گنہگار ہے، تاہم شہرہ اور اس کے ورثہ کا بلا وصیت بھی ذمہ ادا کر سکتے ہیں۔

قال محمد بن اسحاق: لو فطر الرضيع بغيره بد فدية ولو ما قبل ان يرش على ذمه بذلك وعدة من أيام أخر وعليه ان يوصي بقدية مكان كل يوم نصف صاع من خبز أو ما يجوز فصد الفطر فدية من غير ان يوصي بذلك موثقتا منه ولا لغيره من تبرع عنه ودية جائز ولا يلزمه بل لا يضاهي عدداً عليه الفطر من غير ان يوصي بصدقة ^{۴۷۰} کتاب الصوم رتبة ۱
 ۱۔ قال في الفدية: فدية الذي لا يقدر على تصيامه بطريق يعطيه كل يوم مسكبه كما يطعم في الكفاية۔ (الفوائد السنية ج ۱ ص ۱۷۸ کتاب الصوم) اباب: الخامس في المنذر حتى يتبعه (الفوائد) وبحثه في بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۷۸ کتاب الصوم۔ فصل في حكم الصوم المؤقت۔

۲۔ قال ابن نجيم: ولا قضاء ان ما تأخيره في ولا قضاء على المريض ولا سائر اذ اقامت قبل الحصة والا فاقامة لانها العرب كالعقود من ايام آخر فلم يوجد شرط وجوب الا اقام فلم يلزم القضاء فدية به لانه لو صح المريض وقام بسائر فطره ففرض حتى مات لم يملكه الا يصح بقدية وهو مضمحل به في بعض نسخ المتن لو جاز ان لا ينفذاً سجد ادرا۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۸ فصل في احوال المريض)

۳۔ مؤلفه في خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۱۷۸ کتاب الصوم۔ الفصل الرابع المنذور۔

سوال۔ نہدت درو کی وجہ سے اگر نہتوں
 میں روزہ کی حالت میں دوائی ڈالنا
 تکلیف ناقابل برداشت ہو تو روزہ افطار کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا اس روزے کا تقاضا روزہ
 ہوگی یا کفارہ؟

الجواب۔ نہت کا درو اگر برداشت سے باہر ہو تو ایسی حالت میں دروا استعمال
 کرنا جائز ہے اور اس کے لیے روزہ افطار کرنا نہیں ہے جس کی وجہ سے قضاء واجب ہے
 کفارہ نہیں۔

قال قاضی خانؒ: کلا فرق بین الطلب والیاس، فاوصل الخوف فسد صومه وان لم
 یصل کلا یفسد وذكر الاصل ان یفسد الصوم مطلقاً، علی الغالب، والغالب هو یصل
 الی الخوف وفکر تشبوط فی تفسیر المجدد۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ۱، الفصل فی ما یفسد الصوم)

سوال۔ اگر عورت اپنی قبل میں یا مرد
 اپنی دیر میں انگلی داخل کر کے ترکہا اس

سے روزہ پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر انگلی داخل کرتے وقت خشک ہو تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ تیل یا پانی
 سے اگر تر کر کے داخل کیا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء واجب ہوگی کفارہ
 نہیں تاہم اس سے اشتباہ ہر حالت میں ضروری ہے۔

قال ضرار الدیم الزلیخیؒ: لو اخلت الصائمة اصبعها فی خمرها او دبرها لایفسد علی الختان
 الا ان تکلون مبلوغة بما اودھن۔ (تبیح الحقائق ج ۱، باب ما یفسد الصوم) ۱۷

لے قال عالمین العلماۃ: ان فعل ذلك به من غیر اختیاره او باختیاره لا یفسد الا ان یستعمل
 انکفاره۔ (فتاویٰ تارخانیۃ ج ۲، ۳۱۵ کتاب الصوم، الفصل فی ما یفسد الصوم)

وَمِنْهُ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۲، ۲۸۲ فصل فی العوارض۔

لے قال العلامة المحکمیؒ: وادخل اصبعه الباسۃ فیہ ای دبرہ او خیرجھا ولو بمسک
 فسد۔ (رشامی ج ۲، ۳۹۹ کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم)

وَمِنْهُ فِي خُصَّةِ الْفَتَاوَى ج ۱، ۱۸ کتاب الصوم۔ الفصل الثالث فیما یفسد فی

سورۃ کے لیے کفارہ کا طریقہ **سوال ۱۔** اگر عورت کو روزہ کا کفارہ ادا کرنے کے دوران حیض آجائے تو کیا وہ دوبارہ از سر نو روزہ رکھے گی یا نہیں؟

الجواب۔ اس کے کفارہ کے دوران اگر عورت کو حیض آجائے تو اس کے غیر اختیاری ہوئے کی وجہ سے روزوں کی تواریخ پرے درپے، پر کوئی اثر نہیں پڑتا تاہم حیض کے ختم ہوتے ہی فوراً روزہ رکھا جائے گا تاخیر کی صورت میں استیفاء لازم ہوگا

قال: «لما تهنس الذي سوسج - فان كانت امرأة فافطرت فيما بين ذلك
فحيض لم يكن عليها استيفاء» (مبسوط سرخسہ ج ۳ کتاب الصوم) ص ۱۰
سوال ۲۔ ماہ رمضان میں متعدد بار روزہ افطار کرنے کا کفارہ میں تداخل ممکن ہے یا پھر متعدد ماہ رمضان میں کسی مرتبہ تباہ یا افطار کر کے ان میں تداخل کفارہ ممکن ہے یا نہیں؟

الجواب۔ تداخل کفارہ کے بارے میں فقہاء کرام کے متعدد اقوال ہیں تاہم ہر وقت روزہ کا قتل یہ کہ روزہ کے کفارہ ایک ایک کفارہ ادا کیا جائے تاہم اگر فقہاء کرام نے تداخل کفارہ کی صورت اختیار کیا ہے اس لیے کفارہ میں تداخل ممکن ہے۔

قال العدنہ الحنفی: «وإن كان خطره ولم يفرده ولا يكفيه ولا حله ولو في ذنوبه فليس عليه
عليه الاعتناء من ربه وعجزه وغيرهما من بعضه لم يفتقر إلى الظاهر والظاهر قد اختلفوا
في ذلك والخلاف على صدور من أجاز ذلك في الصوم مطلب في عقاب» ص ۱۰

الحال من الحکم، وكذا في كفارة لقتل وإفطار نفس على أن تابع أو نكاح بعض الأضلاع من غير
غيره فيمكن أن يأتى من أصل ما ماضى أن لا تدل استيفاء (عبر لائق ج ۳ باب في الصوم) ص ۱۰
ويفتقد لتدلي واضح بخلاف ما حلتنا الفصل الخامس فيما بين الصوم -

الحال من الحکم، ولو تابع مراد في أيام من رمضان و بعد من غير كافي عليه كفارة أو نكاحها
تسبب التوجه وهو خمس واحدة أو مائة مع كفر ثم بد مرة أخرى في كفارة أخرى أو نكاحاً أو بد
سبب بان: «فجر من حصل بالأقل ولو تابع في مائة أو نكاحاً أو بد مرة أخرى أو نكاحاً أو بد مرة أخرى
في نكاحاً أو بد مرة أخرى أو نكاحاً أو بد مرة أخرى أو نكاحاً أو بد مرة أخرى أو نكاحاً أو بد مرة أخرى
أو نكاحاً أو بد مرة أخرى أو نكاحاً أو بد مرة أخرى أو نكاحاً أو بد مرة أخرى أو نكاحاً أو بد مرة أخرى

روزہ کی حالت میں جملہ مع حائل کا حکم **سوال** :- رمضان میں اگر بیوی سے جماع کرنے
 کا وقت کوئی چیز حائل ہو تو کیا اس سے کفارہ ساقط
 ہوتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اگر کسی چیز کے حائل ہونے کے باوجود حرارت اور لذت محسوس ہو تو جملہ مع حائل
 اور مع حائل دونوں کا حکم یکساں ہے نفیہ کو کفارہ دونوں واجب ہوں گے ، تاہم بصورت حائل
 اگر حرارت محسوس نہ ہو تو صرف قضاء واجب ہوگی ۔

قال ابن نجيم : كذا في البصريح والمرد بانفس النصوص بلا حائل فان مسها
 ودر الشیاب یعنی فان وجد حوائج جلد فاحسد ولا خلا . (راجعہ ترقی ج ۲ صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۴) و فی البصیرۃ

اغلام و نواطت ، بموجب کفارہ و قضاء ہے **سوال** :- کیا نواطت جیسا قبح کام کرنے سے
 کفارہ واجب ہوتا ہے یا صرف قضاء کافی ہے ؟

الجواب :- قضاء شہوت کا عمل مشابہت ہونا ضروری ہے جو امر السلیس ہے ، ایسی
 جگہوں کو جب بھی روزہ کی حالت میں استعمال کیا جائے تو کفارہ و قضاء دونوں واجب ہوتے
 ہیں لہذا صورتہ مسئلہ میں دونوں لازم ہیں ۔

قال العلامة خزانة الدین : وقویہ از مجموع نص علی . فہما تجب علی المقعول بہ
 و علی المرأة ان کان یصومہا . اربعین لحدیث ج ۱ ص ۳۲۴ باب ما یفسد الصوم بکلمہ

لے قال العلامة ابن عابدین : قوله ولو حیث لا یمنع الحرارة ، فیقف ما بعد لودھو
 عدم البس المذکور اذ فی بالحکم و هو وجوب الحنف ، لکن لا ینظر الا ولویۃ بالنظر
 الی عدم الکفارة مع ان الکلام فیہ یوجب القضاء و در کفارۃ و قبحا حائل بل کو نہ یمنع الحرارۃ
 فی البصر کو مفسد و زاد الشیاب فاعنی فان وجد حرارة جلد فاحسد ولا خلا ۔

درمائی ج ۲ ص ۲۱۱ کتاب الصوم ۔ باب ما یفسد الصوم ؛

و منکذا فی السہدۃ ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الصوم ۔ اباب الرابع فیما یفسد الصوم ۔ الخ
 لے قال العلامة قاضی خان : وان جامعہا فی دبر و جامعۃ متہ فی دبرھا متہذا علیہما لیس
 و الکفارة انزل اولہما الخ ۔ (فتاوی قاضی خان ج ۱ ص ۱۱۱ فصل فیما یفسد الصوم ؛
 و منکذا فی الاشباہ والنظائر ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب الصوم ۔

سوال ۱۔ بظاہر نہ جاننے سے روزہ کی حالت میں زنا کرنے پر قضاء اور کفارہ کا وجوب انسان پر جاری ہوتا ہے تو کیا حد کے اجراء کی وجہ سے کفارہ کے وجوب پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب ۱۔ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع یا کسی اجنبی سے زنا کرنے میں وجوب قضاء اور کفارہ میں کوئی فرق نہیں جبکہ حد کا اجرا الگ مسئلہ ہے جس کا کفارہ و قضاء اس کے وجوب پر کوئی اثر نہیں پڑتا تاہم جبر و اکراہ کی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

قال العلامة طاهر بن احمدؒ: وان كانت المرأة مكروهة فعليها القضاء دون الكفارة ولو كان الزنح مكروها على اجتماع قطعية الكفارة في قول أبي حنيفة ثم الاول قطع وجع وقال عليه القضاء دون الكفارة وهو قولهما دليله الفتوى۔

(خلاصۃ المفاد ج ۱ ص ۲۵۹ کتاب الصوم الفصل الثالث فیما یفسد الصوم)

سوال ۱۔ کسی جانور کے ساتھ وحی کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب ۱۔ جانوروں کے ساتھ وحی کرنے سے روزہ یقیناً فاسد ہو کر قضاء لازم ہو جاتی ہے اور کفارہ لازمی نہیں تاہم نفس و دخول سے روزہ فاسد نہیں ہوتا لیکن یہ فعل ہر صورت میں حرام ہے۔

قال العلامة قاضیؒ: وكذا اذا جامع بهيمة ونحوه نزل: وميتة ونحوه نزل: المروان نزل: في هذه الوجوه كان عليه القضاء دون الكفارة۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ۱، الفصل الثانی فیما یفسد الصوم)

سوال ۲۔ جماع کے بغیر انزال سے صرف قضاء واجب ہے کے علاوہ اگر کسی مرتب سے

لے قال فی البدیہ: ولو مكنت نفسك من متی ووجعتون فزف بها فعليها الكفارة بآلة نفاق۔ (الفتاویٰ الحلبيہ ج ۱ ص ۲۵۲ کتاب الصوم النوع الثاني یوجب القضاء والكفارة) ومثله فی تبيين الحقائق ج ۱ ص ۱۸۳ باب ما یفسد الصوم۔

لے قال عالم بن البلاد رحمہ اللہ: ولو جامع ميتة او بهيمة فلا كفارة عليه نزل او لم ينزل۔ (فتاویٰ تاتاریخانیہ ج ۲ ص ۲۷۱ کتاب الصوم، الفصل الرابع فیما یفسد) ومثله فی شامی ج ۲ ص ۳۹۹ کتاب الصوم مطلب فی حکم الاستمنا والکف۔

انزال ہو جائے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں یا صرف قضا ؟
الجواب :- کفارہ پر کبھی ایک عظیم جرم مانا ہے اور جرم کی نوعیت کو دیکھ کر اس کا حکم نکال دیا جاتا ہے ، احادیث میں کسی طور پر فقہ سے انزال سے بعد جو کچھ قضا و کفارہ کی صورت کا بیان ہے نہیں پایا جاتا اس لیے اس میں صرف قضا واجب ہے اور کفارہ کی ضرورت نہیں ۔

قال العلامة المحقق :- وجامع فيما دون الفروج ولم ينزل يعني في غير النكاح كسرة ونقض وكذا الاستحبابا لكن زاد دخل ذكره في جملة (اوجبة عن غير ما نزل) ومتى فوج بهيمة او قبلها فانزل او اخطى في احليله .

(الدر المنثور في مصادر الحديث ج ۲ صفحہ ۳۹۹-۳۹۸ کتاب النكاح باب ما يفرض الصوم)
سوال :- اگر کسی شخص غیر رمضان میں روزہ افطار کرنے سے صرف قضا لازم ہے | رمضان کے علاوہ روزہ

(باعد بشری) افطار کرنے تو اس پر صرف قضا لازم ہے یا کفارہ بھی لازم ہے ؟
الجواب :- رمضان کے علاوہ کسی دوسرے موقع پر روزہ توڑنے سے فقط قضا واجب ہے خواہ روزہ فرضی ہو یا نفل یا نذر ہو کفارہ واجب نہیں ہوتا یہ صرف رمضان کے ساتھ خاص ہے ۔
 وفي الهندية :- ولا كفارة بافساد صوم غير رمضان كذا في اکثر .

(الفتاوى الهندية ج ۱ صفحہ ۲۱۵ کتاب الصوم) باب التفرقات ج ۲
سوال :- اگر ایک شخص سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے پر صرف قضا واجب ہے | میں روزہ نہ رکھے تو ایسے شخص کے لیے

لما قال العلامة انكاسا في :- وجامع بهيمة فانزل نذر صومه وعليه قضاء ولا كفارة عليه لانه وان وجد جامع صورة ومعنى وهو قضاء الشهوة لكن على سبيل التعميم لبعده البطل وجامعها ولم ينزل لا يفرض ۱۶۱ ر بدائع الصنائع ج ۲ صفحہ ۹۲ کتاب الصوم فصل في تركه : ومثله في البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۲۹۲ باب ما يفرض مما لا يفرضه .

ثم قال العلامة يرفعان الحديث :- ان الكفارة تعلقت بخاتمة الاطوار في رمضان على وجه الكمال - (الهداية ج ۱ صفحہ ۲۱۹ باب ما يفرض الصوم) ثم ومثله في فتاوى قاضی خان ج ۱ صفحہ ۱۲۳ فصل الخامس في نذر الصوم .

شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- مسافر کے لیے حالت سفر میں روزہ نہ رکھنا فرض ہے لہذا اگر کوئی شخص حالت سفر میں روزہ نہ رکھے تو اس پر عرق قضاء واجب ہے کفارہ نہیں ۔

قال القاضي حاتم رحمه الله :- «واجب المقيم صائماً ثم سافر فافطر بعد ذلك لا كفارة

عليه . رخصاؤى . في المحققان حاشا . الفصل الرابع في استسقاء الكفارة ما لا يقدر عليه

سوال :- روزہ کی حالت میں اگر کوئی استسقاء بالید سے انزال میں قضاء واجب سے [شخص استسقاء بالید رہا تو اسے انزال کر کے ترک کیا اس شخص پر کفارہ واجب ہے یا عرق قضاء کافی ہے ؟

الجواب :- استسقاء بالید میں چونکہ قسط شہرت کامل نہیں ہوتی اس لیے اس سے کفارہ واجب نہیں ہوتا ، ہم قضاء لذی ہے اور اگر انزال نہ ہو تو پھر قضاء بھی واجب نہیں ۔

قال العلامة المصنف :- «وكذا الاستسقاء بالكف» قال : «في عابدين» : «نحوه لا يقدر على هذا» إذا لم ينزل الماء انزل فعليه القضاء كمن يصرخ به وهو المختار .

دشای ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب الصوم مطلب فی حکم الاستسقاء بالکف ہ ۲۱۰

سوال :- مسافر کسی نے بھول کر کھائی یا غلط فہمی سے کھا یا پیتا تو جو یہ کفارہ نہیں : بلا سبب انزال سے یہ کھا یا پیا روزہ بھی نہیں رہا اس لیے میرے لیے کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں تو کیا ایسے شخص کے اس طرح قضاء کھانے پینے سے کفارہ واجب ہوگا یا قضا ؟

لم قال عالميون : «اعلم رحمه الله» : «السا فترتدم معبر وهو صائب» : «فاتفق ان صوماً

بجزيه فافطر بعد ذلك مستعداً للكفارة عليه» : «وقادقاً» : «دعا في ج ۲ ص ۲۹۹» : «فصل الناس وجوب الكفارة» : «ومثل في شاعى ج ۲ ص ۲۹۹» : «كتاب الصوم» : «مطلب فيما يكروه لمصائهم»

لم قال قاضي حاتم :- «وكذا اذا جامع بهيمة ولم ينزل» : «وميتة ولم ينزل» : «وتأكل بعدد ولم ينزل» : «واجتمع فمادون» : «فخرج ولم ينزل» : «وان انزل في طرفة البصر وكان عليه» : «لغناء» : «دون الكفارة»

وقادق قاضي حاتم ج ۲ ص ۲۹۹ الفصل الخامس في الاستسقاء

ومثل في الهندية ج ۲ ص ۲۹۹ الباب الرابع فيما يقدر وما لا يقدر

الجواب :- اگر کسی نے بھول کر کھانا کھالیا یا بلا سبب سے انزال ہو جائے تو اس کا روزہ باقی رہے۔ البتہ اگر بعد میں غلط فہمی سے کھانا کھایا کر میرا روزہ ختم ہو چکا ہے، تو محض کسی غلط فہمی کی وجہ سے کھانا کھانا ہو سبب کفارہ نہیں بلکہ صرف کسی دن کی آفتاد واجب ہوگی۔ کفارہ ایسی سزا ہے جو دہرہ و دہرہ سے کسی جرم کے ارتکاب پر دی جاتی ہے۔

قال طاهر بن أحمد: - ولو نظر إلى محاسن المرأة فانزل فظن أن ذلك فطره فأكمل بعد ذلك فهو كالقن و قد ذكرنا حكمه فقال البعض: إن كان عالماً عليه التقضا و لا كفارة عند الكل وإن كان جاهلاً عليه انتفاء دون الكفارة - (خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۵۹۹) الفصل الثالث فيما يفسد الفرج

سوال :- کیا اگر بیٹھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟
سگریٹ نوشی مفطر صوم ہے | ہے یا نہیں، اگر ٹوٹ جاتا ہے تو اس سے قضا لازم

ہوگا یا کفارہ؟

الجواب :- سگریٹ کا دھواں منہ کے ذریعے صوم کے اندر چلا جاتا ہے جو کہ فساد صوم کا سبب ہے لہذا سگریٹ نوشی مفطر صوم ہے تاہم اس سورت میں قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ قال علاؤ الدین: - ولو دخل نيسابور والدي خان أو لأمه في حاقه لم يفسد وإن أدخله حلقه متعمداً، روى عن أبي يوسف: إن لم يعمد عليه ففساد ولا كفارة عليه۔ (ردائع المحتاج ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الصوم۔ فصل ركنه) ۲۸۲

سے قال قاضی خان: - ولو نظر إلى محاسن المرأة فانزل فظن أن ذلك فطره فأكمل بعد ذلك فهو كالقن والقن متعمداً فهو بمنزلة القن - وقال بعضهم: إن كان عالماً عليه التقضا و لا كفارة عند الكل وإن كان جاهلاً عليه انتفاء دون الكفارة - (ردائع قاضی خان ج ۱ ص ۵۹۹) الفصل الرابع فيما يفسد الفرج

ومثله في النهديّة ج ۱ ص ۱۸۲ کتاب الصوم۔ الباب الرابع فيما يفسد الفرج
سے قال عبد الرحمن المزناوي: شرب الزخان المعروف وتناول الأفيون والتخيش ونحو ذلك فإن الشهوة فيه فاحشة - (اسقہ علی المذاهب الاسریحة ج ۱ ص ۵۹۹ کتاب الصوم) ومثله في رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الصوم۔ باب فيما يفسد الفرج

بے خبری میں طلوع فجر کے بعد کھانا کھانے کا حکم | سوال :- اگر کسی شخص نے ماہ رمضان میں بے خبری میں فجر کے طلوع ہونے کے بعد کھانا کھایا یا کھانے کا حکم اس کا گناہ یہ تھا کہ فراب تک طلوع نہیں ہوئی ہے اس صورت میں ایسے شخص کے روزے کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- روزہ رکھنے کی ابتداء طلوع فجر سے ہوتی ہے، چنانچہ صحت مشورہ میں مومن نے غلط فہمی کی بناء پر طلوع فجر کے بعد کھانا کھایا اس لیے اس کا یہ روزہ ختم ہو چکا ہے اب اس کے ذمے اس دن کے روزہ کی قضاء لازم ہے کفار نہیں۔

لما قال العلامة رحمه الله عن المرفوعة: إذا تسحر وهو يظن أن الفجر لم يطلع فطاه من فطره عليه قضاء.... ولا كفارة عليه لأن الظن في فطره بعد ما انقضى.

(التمهيدية ج ۱ ص ۱۰۸ باب ما لو جرب القضاء لم يله)

قدیم رہنے سے عاجز شخص کو کیا کرنا چاہیے | سوال :- اگر کوئی شخص قدیم رہنے سے عاجز ہو کر کھانا کھائے اور روزہ رکھنے سے منع کر دیا ہو تو یہ شخص کیا کرے؟

الجواب :- جب کوئی شخص بیمار ہو کر اس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو اور پھر طہاریت نہ کرے بھی اسے روزہ رکھنے سے منع کیا ہو تو اس شخص پر قدیم رہنا واجب ہے لیکن اگر کوئی قدیم رہنے کا بھی تحمل نہ ہو تو اس صورت میں استغفار کثرت سے پڑھا کرے۔

لما قال العلامة رحمه الله: والشيخ الطائفي العاجز عن الصوم الفطر ويؤدى وجوباً... لو ميسراً وإذا استغفر لله... قال ابن عابد بن، وقوله: ولا يبصر الله بهذا ذكره في المغنم والبرقيع مثله... لأن إذا اشتغل عن الصوم بالعيشة فانتظاراً له راجع إليه حتى ما قبله فاحرم منه الشيخ الطائفي لأنه لا تصير منه بوجبه. (رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۴ فصل في العوارض مثله)

۱۔ ولو قدم ما يؤخر أو طهرت حائض أو تسحر طهنة بعد أو فطر طهنة أو فطر كذا في النظم بفتح أصله. يومه وقفى وغيره يكتفى كما علم عندنا بعد أصله ما سبباً ونامته ومجزولة وطهنة. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق ج ۱ ص ۱۲۳ کتاب الصوم)

طے قال العلامة ابن الديرکات النسفی: والشيخ الطائفي وهو يفتى في نقطه تلال الجحيم، تحته..... وإن لم يتكلم على دعواه لعدمه يستغفر لله تعالى. (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۲۴ کتاب الصوم فصل في العوارض)

مسافر یا مریض کو روزہ کی قضاء کا موقع نہ ملے تو کچھ مواخذہ نہیں | **سوال:** اگر کسی مسافر کو سفر سے واپسی پر یا بیمار کو صحتیابی کے فوراً بعد تو روزہ کی قضا کا موقع نہیں ملا تو کیا اس شخص پر بغیر دینا واجب ہے یا رمضان ہی ہے ؟

الجواب: مریض اور سفر میں روزہ انظار کرنا شخص سے حسبِ حال واجب ہے و اقامت میں قضا واجب ہے اب اگر مریض و مسافر کو قضا کرنے کا کس کو وجہ سے قضا کا موقع نہیں مل سکا اور وہ فوت ہو گیا تو اس شخص پر کچھ مواخذہ نہیں البتہ اگر موقع جتنے کے باوجود روزہ نہ رکھے تو بعد الموت قہر دینا لازم ہے ۔

وقال ابن عبد البر: و في فوات الصوم رمضان بعد المرض أو السفر فاستلزم المرض واستلزم حتى مات لا قضاء عليه وإن مرض مريض، وقدم المسافر وأدركت من الوقت بقدر ما فاتته يلزمه قضاء جميع ما أدرك فإن لم يصم حتى يدركه، فهو من ذل عليه أن يعصى بالقوة .
والفتاوى الهندية ج ۱ مش ۱ باب الخامس في الاعتذار الذي يمنع من إتمامه .

غیر رمضان کا روزہ قضا تو کون سے پر صرف قضا واجب ہے؟ کنارہ نہیں | سوال: اگر کوئی شخص قضا دے اور غیر رمضان کا روزہ تو روزہ سے تو کیا اس شخص پر کفارہ واجب ہے یا صرف قضا ؟
الجواب: قضا روزہ تو کون سے کے کفارہ کا وجوب صرف رمضان شریف کے روزہ کے ساتھ خاص ہے اس کے علاوہ جو بھی روزہ قضا یا سہواً توڑ دیا جائے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں البتہ کن کن قضا واجب ہے ۔

قال: و لزمه ابن همام: وليس في قضاء صوم غير رمضان كفارة لان زانطاً لا بد من ان يلزم في الجملة، فمن يلحق به غيره . (فتاوى القدر ج ۲ مش ۱۲) باب ما يجب القضاء وكذا قال في الفقه الفصلي قال: و توفى في ذلك الاعتذار لا يلزم فيه كفارة لان عدمه في يوم آخر ولو لم يلزم زماناً لغيره وجب التوفى لقضاءه اذ كل يوم من أيام الله تعالى في قضاءه في يوم آخر ولو لم يلزم وقتاً في القضاء، مما تارة خاتمة ج ۲ مش ۳۳ فصل في أسباب البعثة منظر
كس قال المصنف عام بعد ذلك: لا قضاء في أفد الصوم في غير مضاي كفاية .
(الفتاوى تاناوغاوية ج ۲ مش ۳۳) الفصل الخامس في وجوب الكفارة في قضاء الصوم
و قيل في اختار في الهندية ج ۱ مش ۱ باب المتفرقات

سگریٹ یا تھم پینے سے جب روزہ ٹوٹ جائے تو صرف قضا کے یا کفارہ بھی؟ | سوال :- تھم یا روزہ کا ٹوٹ جانا تو مملوک ہے دریافت طلب امر ہے کہ جو شخص بولت روزہ تھم یا سگریٹ پیتا اسی پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں یا صرف قضا ؟

الجواب :- تھم نوشی اور سگریٹ نوشی سے روزہ ختم ہو جائے جس سے قضا و کفارہ کے لازم ہو جاتی ہے لیکن اگر تھم نوشی تندرست شہوت نفس یا کسی اور نفع کے لیے کی جائے تو اس صورت میں قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے ۔

ما قال العلامة المحقق: انه لو دخل حلقه الماء خلو... ومنع من بيع السراخ -

سہ وشارب في الصوم الاشك يفتو... ويلزمه ان يكون لو طبت نافعا

کذا ادعاء شہوات بطن فخرطہ - روزہ الحکمہ ج ۲ ص ۳۹۵ باب ما یفسد الصوم وما یبطلہ

مسافر کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کے متواری دیر بعد | سوال :- ایک شخص سفر کی نیت سے گھر سے نکلا مگر طے سے قبل کچھ ضروری کام یاد گھر واپس آکر روزہ افطار کرتے پر قضا و کفارہ کا حکم | آنے کی وجہ سے متواری دیر کے لیے گھر واپس آگیا اور روزہ افطار کر لیا تو کیا اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- حالت سفر میں اگرچہ روزہ افطار کرنا جائز ہے چاہے سفر تکلیف دہ ہو یا آرام دہ لیکن صورت مسویر میں چونکہ اس شخص نے گھر ہی کے اندر روزہ افطار کیا ہے جو کہ حالت اقامت ہے اس لیے اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں ۔

ما قال العلامة ابن عابدین: اذا خرج من منزله لسفر فافطر فانه يكفر اي قیاسا لانه یقیم

عند اكل حیث رفق سحره باصو د - روزہ الحکمہ ج ۲ ص ۱۳۱ فصل فی الحوائج والی

اذا كان الصائم المتحرک عزیرا وخرج الى الجوب: وخرج الى كذا كذا... اور فقہ الامم ہر کہ ہے وعلی مؤثرین کا وفاق ہوتا ہے لیکن اگر یہ شخص سمجھے کہ قضا و کفارہ لازم ہے تو نہ صرف قضا و کفارہ لازم ہے بلکہ روزہ بھی لازم ہے (۱)

سہ قال العلامة طاهر بن عبد الرشید البزلی: وروا في نهارة مضان ولو مضطج حتى تدرك شيا ف منبر له فدية فوج الى منزله اكل شيئا فخر شوج من: منبر له فدية: بقضاء ولا كفارة كالصوم

اذا اكل ثم سافر - خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۲۰۵ فصل الثالث في الصوم في حال السفر

ومبطله في العهد مئة ج ۱ ص ۲۰۵ باب الخامس في الاعذار المبيحة للفطر -

مسئلہ خوف کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے
تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہیں
سوال ۱۔ اگر ایک نو مسلم نماز، خوف و ڈر کی
وجہ سے روزہ نہ رکھے تاکہ آپ اس کا اسلام
ظاہر نہ ہو تو کیا اس شخص پر بھی قضاء و کفارہ

دونوں واجب ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ اگر قبیلہ پڑھے سے ایک غیر مسلم آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے
جس کی وجہ سے اس پر جملہ احکام اسلام پر عمل کرنا لازم ہو جائے تب صورت مسئولہ کے مطابق
نو مسلم اسلامی احکامات کا مکلف ہے اس لیے روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے اس پر قضاء و کفارہ
نہیں۔ ساقی الاسلام المصطفیٰ نوہم پیرو فی رمضان کلمہ صوماً ولا فطراً
مع الاسف تشبہت خلافتہ از اصبح یومنا و تا۔ دوم فاکمل عبد اللہ عبد اللہ
قبل الزوال تشبہت (الدبر المختار علی سوس و المختار ۲۷۰ ص ۲۷۰ کتاب الصوم)

سوال ۲۔ اگر کوئی شخص قصد رکعت روزہ
تورہ سے مگر چاہے کسی ایسے مرض میں مبتلا
روزہ رکھنے کے قابل ہے تو صرف قضا کرے
کیا اس شخص پر صرف کفارہ واجب ہے یا قضا و کفارہ؟

الجواب۔ قصد روزہ تو رکھنے کی صورت میں کفارہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب
کوئی عمل مستطیع کفارہ و دو نماز ہو جائے۔ صورت مسئلہ میں مرض و جو کہ مستطیع کفارہ ہے اس کی
موجودگی کی وجہ سے کفارہ ساقط ہو جائے گا البتہ اس دلیلی قضا لازم ہوگی۔

لما قال المصنف، انما یکتفیان نومی ایلاً و لعلین مکرراً و لعلین مستطیعاً کحوض
و حیض۔ (الذکر المختار علی صدارۃ المختار ج ۲ ص ۲۷۰) مطلب فی الکفارة ص ۱۷۰

لیتعالی الاسانی ومن اصبح فی رضا لا یزول، الصوم جائز او شرب او احتیاج علیہ نہاد
ذلک البیہرہ لا کفارۃ علیہ عند اسمائیل الشرنبلانی (زیلع الصالح ۲/ ۲۸۸ کتاب الصوم)

علیہ فی الہندیۃ، والعمیم اذا قطر لمرضی مرضاً لا یستطیع معه الصوم تسقط الکفارة
عندنا۔ (افتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۷۰) المقصود السابع فیما یسقط الکفارة عما لا یتعد
و مثلاً فی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۲۷۰ مسائل مضطربہ۔

باب الاعتذار المبيحة للإفطار

(روزہ افطار کرنے پر توڑنے کے اعتذار کا بیان)

سوال وہ اگر بیمار ہو یا کسی عذر سے
تاقابلہ رو داشت تکلیف کے وقت روزہ توڑنا

سہہ نہیں؟

الجواب۔ کہن تاقابلہ رو داشت تکلیف کا وہ سہ روزہ افطار کرنے میں کوئی حرج
نہیں بلکہ ایسی حالت میں روزہ توڑنا بہتر ہے تاکہ ہلاکت کا موجب نہ بنے البتہ اگر رو داشت کی
حالت جو تو پھر روزہ پورا کرنا بہتر ہے۔

قال في الهندية: المريض إذا خاف على نفسه التلف (وذهب عضو يقطر
بالاجتماع وان خاف زيادة العلة واستدركه فكل ذلك عندنا وعليه القضاء
والإفطار۔ راجعاً في الهندية ص ۱۸۱ کتاب الصوم: باب الخسوف والشمس في
حالتهم کے لیے اسکا ضروری نہیں | **سوال**۔ بطور فجر کے بعد نماز کے کتب
کا اسکا دکھانا پینا بندہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ بطور فجر کے بعد عورت کو نماز شروع ہو جانے سے روزہ ختم
ہو جاتا ہے البتہ ایسی عورت کے لیے کھانا پینا جائز ہے اسکا ضروری نہیں، ہم ایسی عورت
دوسرے روزہ دنوں سے نذرہ طور پر کھانا کھانے یا پانی پینے۔

قال حسن بن محمد بن عيسى بن ابي عمير: من أفطر يوماً من أيام رمضان

لم يأت به عابد لله - رحمت قوله وخادمه - ولا اشتد الخوف وحاف
المهلك فيه الإفطار - راجعاً في المختار ص ۲۲۱ کتاب الصوم
فتن في العذر

وَمِنْهُ فِي كِتَابِ الرِّقَابِ ۲۲ ص ۲۹۵ فصل في الإفطار

سوال ۱۔ اگر کسی شخص کا نعلی روزہ ہو تو مہمان اس کو
مہمان کے مجبور کرنے پر روزہ افطار کرنا
روزہ توڑنے پر مجبور نہ کرے تو کیا وہ شخص روزہ توڑ سکتا ہے؟
الجواب۔ مہمان کی میافت حج اور غلط توابع کے لیے نعلی روزہ توڑنا عند اشروع
مرفوع ہے۔

قال العلامة اعلمکون فی الصیاحۃ عذر لمحضیت وانقصیت من کون صاحبہا من تریخی
بمجرد حضورہ ویأتی بخرک الافطر فیظفر ولا لا۔ (رد المحتار من مدرکات ذیہ و ما فیہ من صلاۃ)

آدمی جس علاقے یا ملک میں ہو وہاں پابند کے اعتبار سے روزہ رکھے | **سوال ۲۔** ایک
سے پاکستان آیا وہاں پابند کے حساب سے اس کے تیس روزہ پورے ہو چکے ہیں جبکہ پاکستان
میں روزہ ہے تو کیا یہ شخص اب افطار کرے یا روزہ رکھے؟

الجواب۔ سعودی عرب میں پابند کے اعتبار سے اگرچہ اس شخص کے فرضی روزہ پورے ہو
چکے ہیں مگر یہاں کے لوگوں کے ساتھ مشابہت کی خاطر روزہ رکھے گا افطار کرنا صحیح نہیں۔

قال۔ بعد صلاۃ ابن عابدین رحمہ اللہ: فانما یجب علیہ ان یتکلم تشہداً۔

رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۵ مطلب فی حیوان و افطار یا غیری م کہ

ہ قال۔ لا ملکہ عامہ فی لغۃ الانصاریؒ، ولعیدہ من امہدہ ای بطور ذلک نہ کہ نہ جب
اس وقت میں ہو کہ بمجرد حضورہ ویأتی بخرک لفظ لا یظفر و ان یعم بہ ذی بخرک۔ لا اعتبار بظفر
بیشاوی بشارتہ بنیۃ ص ۲۸۵ فصل انساب و بیحۃ لظفر

قریباً ملکہ فی ما لا بد حشہ متل کتاب نعوم۔

کہ تاہم بعد ممتہ الفصائل (الاعوان بمسکان یقہ و مہ رجوان علی از صحراد خطرقیمہ و توفیق التیم
شرعاً و جب راکباً فقام بحاض و نقارہ ہر ناویجہ فاق و موہی مہر۔

نال التیم۔ جہنہ الطیو وی تحت قونہ اکسافر آدم از صمدی عز ان من مارا علی دالہ
و اخر شہاد مولانا علیہ آؤاہ بلز حد لانا انک ہذا الحق لوقت تشہید بالاضامین۔

اجامیۃ الصلاوی علی الدوا المغتشدہ ج ۱ ص ۲۸۵ باب من یفصد یضرم و ما لا یفصد

شوگر کے مریض کے لیے روزے کا حکم | سوال :- جناب محترم مفتی صاحب ! میرے والد صاحب شوگر کے مریض ہیں، ڈاکٹر نے انہیں روزہ رکھنے سے

بچایا ہے اور کہا ہے کہ اگر انہوں نے روزہ رکھا تو بیماری بڑھ جائے گی، لیکن حقیقت بھی یہی ہے اس لیے کہ جب بھی انہوں نے روزہ رکھا تو تکلیف زیادہ ہوئی، اس صورت میں شرعاً ان کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اور اگر نہ رکھ سکیں تو انہیں کیا کرنا چاہیے؟

الجواب :- اسلام کسی کو بلاوجہ تکلیف میں نہیں ڈالتا۔ اگر آپ کے والد محترم کو واقعی شوگر کا شدید مرض لاحق ہے کہ ان میں روزہ رکھنے کی بھی طاقت نہیں اور اگر کھولیں تو مرض کے بڑھنے کا خطرہ ہے اور ساتھ ہی سغائی ڈاکٹر نے بھی خوب تشویش کے بعد روزے نہ رکھنے کا مشورہ دیا ہے تو شرعاً ان کو اجازت ہے کہ وہ روزے نہ رکھیں۔ اور اگر مرض دائمی ہو تو ہر روزے کا قریب دینا ہو گا تو ایک روزے کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار کے بزر ہے۔

قال العلامة المحققون، ولسیخ الفانی انما جاز عن الصوم الفطری ویجوز
قال ابن عابدین المویض اذا تحقق نیا من الصیحة فقلید لغد یکن یوم
من المویض، رد المحتار ۲/۲۸۱ کتاب الصوم، فصل فی اعواس من المبیحة
لعدم الصوم

ظن غالب کی بنا پر مرض بڑھ جانے کی خوف سے روزہ نہ رکھنا | سوال :- ایک شخص یہاں ہے اور ظن غالب کی بنا پر مرض بڑھ جانے کی خوف سے روزہ نہ رکھتا، اس نے ڈاکٹر سے روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں پوچھا، ہمیں ان کو اس کا غالب گمان ہی ہے کہ اگر وہ روزہ رکھے گا تو اس کی بیماری بڑھ جائے گی، تو کیا یہ بیمار شرعاً درست کر رہا ہے یا یہ کہ اس کو روزہ نہ رکھنے کے بارے میں ڈاکٹر سے لازمی پوچھنا پڑے گا؟

الجواب :- بیمار شائد مرض یا خوف مرض کی وجہ سے روزہ افطار کرنا نہ چاہتا ہو کسی دوسرے مسلمان طبیعیت نہ کہ یہ ہو۔ بلکہ صورت مستمر میں مریض کا غالب شدت مرض ہے اس لیے اس کو اپنے گمان کی بنا پر روزہ نہ رکھتا مرض ہے۔ ڈاکٹر سے پوچھنے کا ضرورت نہیں۔

ما تانہ علامۃ ابن عابدین رحمہ اللہ، او مریض حالت زیادۃ مریض
وہم خاف المریض سوادہ الخوف غلبۃ الخوف

رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الصوم

باب الاغتکاف

واعتکاف کے احکام و مسائل

سوال ۱۔ اگر اعتکاف سے غلط روزہ فاسد ہو روزہ کے فاسد ہونے سے اعتکاف کا حکم کیا جائے تو کیا اس کا اعتکاف باقی رہے گا یا نہیں؟

الجواب۔ اعتکاف مستنون اور واجب دونوں کے لیے روزہ رکھنا جو کو شرط ہے اس کے اگر کسی عذر کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو اعتکاف بھی باقی نہیں رہتا، البتہ اگر بلاصوم اعتکاف میں بیٹھا رہا تو نفل اعتکاف قرار ہوگا۔

لما كان الصلوة المحكيّة، وشرط الصوم لصلوة الاول انفا فاعلى المذهب قال بطلانها بن مابدين، قلت، وشيئ من ذلك ان الصورة شرط ايضا في الاعتكاف المستنون لانه مقتضى ان يفتش الاخير حتى لو اعتكفه بلا صوم لم يضر او سفر يفتي ان لا يصح عنه بل يكون نفلا۔

(زبد المحتار ج ۲ ص ۴۲۲ باب الاعتكاف) ص ۱۰

سوال ۲۔ اگر کسی وجہ سے اعتکاف فاسد ہو اعتکاف فاسد ہونے پر اس کی قضاء نہیں کی جائے تو کیا اس کی قضاء واجب ہے یا نہیں؟

الجواب۔ فقہاء کرام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف مستنون اور نفل، ٹوٹ جانے سے اس کی قضاء واجب نہیں تاہم اگر جس دن یا رات کو اعتکاف ٹوٹ جائے اور اسی دن رات کی قضا کی جائے تو بعض کے قول پر بھی عمل ہو جائے گا جو کہ بہتر ہے مگر ضروری نہیں۔

قال العلامة عالمون العنبري۔ ولو شرع فيه ثمر قطع لا يلزمه، فقضاء في رواية الاصل

لعل قال برهان النديم انما يغني عن ما في قول الاعتكاف مستحب والصحيح انه سنة مؤكدة لان النبي ﷺ انا عليه السلام في العتق والادخال من رمضان والمواظبة دين المستنة وهو الحديث في المسجد مع الصوم..... وانصوم من شرطه..... سنة الصوم شرط له مع الواجب منه۔ (المهديّة ج ۱ ص ۲۱۱ باب الاعتكاف)

ترجمة في البناية شرح الهداية ج ۲ ص ۳۹۲، ۳۹۳ باب الاعتكاف۔

وفي رواية الحسن بن علي بن فضال عن أبي جعفر أنه يلزمه يوم
والتأويل آثاراً خافية ج ۲ ص ۲۰۰ فصل ثلاثون وثلاثون

الحکمت کا اہتمام نہ کرنے کے اثرات | سوال :- اگر علماء نے احکامات و اہتمام نہ
کریں تو اس سے ان کی قوم و ارض کہاں تک

متاثر ہوتی ہے ؟

الجواب :- احکامات جو غفلت و غور کے لیے سنت مؤکدہ کاغیر ہے، اگر تمام علماء و اہل کی
غفلت سے ایک شخص بھی احکامات کے لیے بیٹھ جائے تو مجملہ علماء و اہل کا ذمہ ناری ہو جائے گا، لیکن اگر
پورے ملک میں سے کوئی ایک شخص بھی احکامات کے لیے نہ بیٹھے تو تمام علماء و اہل کا گناہ ہو جائے گا۔
قال ابن عابدین :- (روى مؤلف) ای، مستثاناً مؤکداً، یعنی جمعی انہ طلب طلبہ، مؤکداً
بإضافة معنى بصفة نوافل، مثلاً کانت اسنة للمؤکدة فربما من النوافل فالحق لا يتم
في البحر ويستوجب التأكد، التفتیل و التواضع کما في النوافل

ورد مختار ج ۲ ص ۲۰۰ مطلب ب، حوزہ مطلب فی السنن و النوافل ص ۱۷

مسئلت کا کسی دوسری مسجد میں قرآن کریم سننے یا سنانے کیلئے نکلنا | مسألت کے لیے نزدیک میں
قرآن سننا، کما فی مسجد میں انتظام نہ ہو تو کیا وہ صرف قرآن سنانے کے لیے کسی دوسری مسجد میں
جاسکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- زائد پر میں قرآن کا نعمت بلا شک سنت ہے، بہرہ بصورتہ اشتیاء یعنی احکامات
میں چند امور کی ریت ہے، مسجد سے نکلنا مریض ہے لیکن بہرہ ضرورت خروج ہے تاکہ احکامات کے

لأن ابن عابدین: لا يشرع في طلبه ثم تعلم أنه يلزمه قضاء الصلاة لا يشترط له الصوم على منعه من ذلك في بعض
المدن أنه يلزمه الخروج على منعه من ذلك لضعفه، ورد المختار ج ۲ ص ۲۰۰ باب النوافل
ويفتح في الهداية ج ۱ ص ۲۱۱ باب الاحتكاك

قال العلامة محمد باقر، لا يصح الذي عليه جمهور الفقهاء وهو أنه سنة مؤکدة في بعض البلاد وسمي رمضان
مناجیل الاستعاب کتابتہ عن اہل کلا پندہ، رد مشرعی ج ۱ ص ۲۱۱ باب النوافل
ويفتح في مائتة مشحون احقن ج ۲ ص ۲۱۱ باب النوافل

تشریح پر ولی اثر نہ پڑتا۔

وفی المذنبۃ۔ ولو شرط وقت المذنب والاکالۃ لزم ان یخرج من عبادة امرئ ومملوۃ الجمارۃ
وحضور مجلس العلم بجوار لفظ ذالک۔ والذالک المذنبۃ بمثلها لیس بالمتابع فی الاعتکاف بل
اعتکاف کے دوران ہے فائدہ باتوں سے اجتناب کا حکم | سوال کیا اعتکاف کے
یہ نہیں بلکہ کوئی اوقات انسان غیر اختیاری طور پر ایسی باتیں کر جائے جس کا کوئی مفصل نہیں ہوتا ہے
الجواب :- اعتکاف کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کثرت سے کی جائے
لہذا دوران اعتکاف دنیاوی باتوں سے مطلقاً اجتناب کرنا چاہیے تاہم دینی مسائل پر گفتگو کرنا
اور مہجوریات اس سے مستثنیٰ ہیں البتہ دنیاوی باتیں کرنے سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا۔

قال العلامة عبد الرحمن جزیرکاء۔ وما زادہم فسدت الا یتکلم بالاجنبی۔

(اتفق علی المذاہب الاربعۃ ج ۱ ص ۸۹ باب الاعتکاف)

اعتکاف کی موت پر اعتکاف کی تکمیل کا حکم | سوال اگر اعتکاف دوران اعتکاف انتقال
کر جائے تو کیا کسی اور کا اس کی جگہ اعتکاف بیجا
ضروری ہے یا نہیں تاکہ اعتکاف مکمل ہو جائے ؟

الجواب :- رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں پورے دس دن کا اعتکاف کرنا سنت ہے
چند ایام اعتکاف کرنے سے سنت (واجب) امرت واقع ہونے کی صورت میں ممکن نہ
اعتکاف پورا نہیں کیا کہو تو اس کا اعتکاف عشرہ تک نہ ہوا۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور شخص اعتکاف پر

بیت

لے قال عالم جہ اعلام :- ولو شرط وقت المذنب والاکالۃ لزم ان یخرج من عبادة امرئ ومملوۃ الجمارۃ
وحضور مجلس العلم بجوار لفظ ذالک۔ والذالک المذنبۃ بمثلها لیس بالمتابع فی الاعتکاف بل
ذمیتہ فی ریح المعتمد ج ۲ ص ۲۸۹ باب الاعتکاف۔

لے قال عالم جہ اعلام :- ولا یتکلم بغفوس لئلا یلزم الذمیا..... ولا یتکلم بما فیہ اثہ
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحدث مع الناس فی اعتکافہ۔

وفی الدری تاثر عانیۃ ج ۲ ص ۲۸۹ الفصل الثانی عشر فی الاعتکاف
ذمیتہ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۹ باب الاعتکاف۔

نہ دیکھا تو پوری بستی پر زبرداری باقی رہے گی۔

فان العلامة ابن عبد البر... قوله انما يتعدى الى غيره من غير الحاجة الى ما
به البعض سقط الغلب من اليقين نعم ياشعروا بالمؤظفة على الخوف بلا حذر و موكلات منه من
لا تميموا بترك السنة: مؤكدة التماسد... ثم تركت الواجب... (روايت ۳۰۰) ۱۹۶ باب لا يكره
کیا منکلف کیے نماز جنازہ پڑھنا درست ہے؟

پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اس کے اعتکاف پر

کچھ اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب:- ویرانی اور سنواری اعتکاف سے جو ضرورت مکان مقصد اعتکاف ہے، ایسا اگر
اجتہاد میں نماز جنازہ وغیرہ کے لیے نکلے کی ضرورت نہ ہو تو اس صورت میں نماز جنازہ (جو اگر عیناً پڑھا
مقصد اعتکاف نہیں کہیں بغیر طے کے نماز جنازہ پڑھنا پڑھنے کے لیے اعتکاف اور اعتکاف کا قریہ
ضروری ہے تاہم اعتکاف میں توسیع کی بنا پر بغیر مستند کے اعتکاف مقصد اعتکاف نہیں۔

لما قال العلامة عقیب العلامة... ولا يخرج الا طه و شوبه ولا عيادة المريض ولا لصلوة
ابتداء... ووقت الصلاة ولا تعزم الا بخروج الى جادة الطريق وصلاة الجماعة و
صوره على العلم بجوازها ذلك... واما في الاعتكاف الفل فلان ما من يغيره
بغيره او بغير عذر... (اضافی اشارت غامضہ ج ۲ ص ۳۰۷ کتاب اصول الاعتکاف ص ۳۰۷)

سنة في العلامة محمد عبد الحفيظ... هو سنة مؤكدة كفاية اذا قام بها البعض سقطت
الاعتكاف... (عدة الرواية عن عائشة شرح وقاية ج ۲ ص ۳۰۷ باب الاعتكاف)
وَمِنْهُ لَا يَجُوزُ ج: ۱ ص ۳۰۷ طهارة۔

لما قال العلامة افتد محمد يوسف الشنقي... لا يجرى الاعتكاف من معتكفه: لا حاجة
شرعية او طهارة... واما اذا خرج من المسجد بغير حاجة شرعية وطهارة فينبغي اعتكاف
... بشرط وقت، فانه ان يصح بعد صلاة مريض وصلاة الجماعة وحضور مجلس علم جائز
ذلك... وما روي عنه صلى الله عليه وسلم من الرخصة في جادة الطريق وحلوة جنازة
فان ابو يوسف ذهب الى ان الاعتكاف لا يجرى... (روايت ۳۰۰) ۱۹۶ ص ۳۰۷

مسئلت کا غائب ہونا جماعت کے لیے مسجد سے نکلنا :- سوال :- میں مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جاؤں گا کیا یہ جائز ہے؟

الجواب :- مرد کے اعتکاف کے لیے جماعت وانی مسجد ضروری ہے۔ بشرطیکہ کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں جماعت کا کوئی ممکن صورت نہ ہو تو معتکف کسی ایسی مسجد میں جو عتسے نماز پڑھنے کے لیے جائز اور مست ہے ایتر اگر نہ جائے تو اس کے اعتکاف پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ قول علامہ علاؤ الدین اخصکفی :- فی مسجد جماعة ہو ماله مان و مؤمنون اذین قید الجنس لا و من الإمام شذراء و اذ انفسی فیہ حطہ یعنی ہر ذی لا یعصی فی کل مسجد و وصحنہ الشریعہ و اما جامع فہم ذیہ مطلقاً نقائاً قال ابن عابدی : و ان لو یصل فیہ مشقہ کثیرہ

نکات مسکتی :- مرد علیہ خروج از حاجۃ الانسان طبعیۃ قبول و نائط و عذر او شریعیۃ کعبہ و اذان و مؤمن و باب لمانۃ خارج المسجد .
والسید الخاظمی ص ۱۰۲ رد المحتار ج ۲ ص ۴۰۰ باب الاعتکاف (۱) لے

مسئلت کا غائب ہونا جماعت کے لیے مسجد سے نکلنا :- سوال :- دوران اعتکاف جمعہ کے دن منکر کے مسجد سے نکلنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- فقہ کرام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ معتکف کا جمعہ کے دن غسل کے لیے مسجد سے نکلنا جائز ہے، بعض فتویات میں سنت منکرہ اعتکاف کو فصل اعتکاف میں شمار کیا گیا ہے اسی طرح منکرہ حاصل کرنے کے لیے غسل کرنے کے لیے مسجد سے نکلنے کا منکر اعتکاف کا منکر نہیں ہوتا۔ جمہ اجنب اولی ہے۔

قال العلامة الخصکانی :- و اما التغسل فله الخروج لانه منه ما لا یصل کیا مگر

لذلك تعدیه من بعد لیسید بخاری نعم المسجد الجامع و يجوز الاعتکاف فی الجامع و ان یصلوا فیہ المربعہ ولا یخرج العتک من المسجد الا حاجۃ لازمۃ شرعیۃ کالحجۃ و الحاجۃ مسجدیۃ کالغسل و الاغتسل . و خلاصۃ الفتوی ج ۱ ص ۲۹ (مفصل المس فی الاعتکاف)
ومثلک فی الکفا فی ذیل فتح قدیر ج ۲ ص ۳۰۰ باب الاعتکاف .

اخراج بیت کے لیے متکلف کا مسجد سے نکلنا **سوال**۔ غارتہ مسجد میں بیت مکان
مسجد سے باہر نکل سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مسجد میں، اخراج بیت اگرچہ بالائتقان مکرور ہے لیکن طبعی آفات کی وجہ سے
متکلف کے پاس میں غارتہ و کرام کے مختلف اقوال ہیں بعض فقہاء اخراج بیت کو کہتے ہیں کہ نکلنا
فرض مانتا ہے اگرچہ بعض فقہاء مسجد سے نکلنے کو منع کرتے ہیں اگرچہ سب کے دار مسجد ہی میں بیت
نہ تمام شخص ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اخراج بیت کے لیے مسجد سے باہر نکلے۔

قال ابن عابدین: دعت ثوبہ کلاً یولایہ ولف بدھ بکذا الاخر فیہ ابویہما لواء
کافراً شہاداً و اختلف فیہ سلف فقیل لا یاتون و انیس یخرج اذا احتاج الیہ یصلوا لاصح حیوی
عن شرح المصنفین فیہ: رد المحتار: اذ طرد فی الحکم السجد: لہ

بمحل کراعت کا نکلنے کا حکم **سوال**۔ کسی روٹی کا نمول کر اپنے متکلف سے نکلنے کی
وجہ سے اس سے اعتکاف کیا حکم ہے؟

الجواب۔ نمول کر متکلف سے نکلنا مباح ہیں کے نزدیک غارتہ و کاف نہیں لیکن
امام ابو حنیفہ کے نزدیک اعتکاف باقی نہیں رہتا: حایطہ ہی میں ہے۔

قال برهان البیضا: و ما یخرج من المسجد یستغیر یجد و اذ اعتکاف وہ عندی
و عندہ تعدی لویوہ لثاق و هو یجاس و قال لا یفسد: (الحدایق ج ۱۲ باب اعتکاف) لہ

سند ما فی الجند: مسئلہ ابو حنیفہ رحمہ اعتکاف اذا احتاج الی العشاء او الخافۃ من یخرج فقال لا یلزم
واختلف فی تعدی یفسد فی مسجد قلمیر بعضہم یأثم و بعضہم قال لا یفسد و یخرج اذا احتاج
لید و هو الاصح کذا فی الغلتی: (فتاویٰ ترمذی و ترمذی: کتاب التجرید لکتاب من ذکاب المسجید
و عندہ فی امداد الفتاوی ج ۱۰ ص ۱۵۰ باب الاعتکاف۔

طے قال الامام: فی شرح: لا یلزم ای بکر بن علی رحمہ اللہ: و اذا اذ اخرج من المسجد
سأله ایوعدہ فی اعتکاف فہ عندہ: فی سنینہ لویوہ لثاق و عندہ کلا یفسد۔

و جوہرہ السیرۃ ج ۱ ص ۱۵۰ باب الاعتکاف۔

و عندہ فی فتیح الشرح ج ۱ ص ۱۵۰ باب الاعتکاف۔

حالت اعتکاف میں بیوی سے بوس و کنار کا حکم | سوال: مسہر میں اعتکاف کے دوران اپنی بیوی سے بوس و کنار سے

اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب: جماع، مفسد اعتکاف ہے البتہ دوائی جماع و بوس و کنار، مفسد اعتکاف نہیں مگر اس کا ارتکاب حرام ضروری ہے تاہم اس دوائی سے اگر انزال ہو جائے تو اس مسئلہ میں اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

نما قال: علامة المصنّف: وبطلان بوط في خروج انزل، انما ولو عائد وطوء خارج ليجد بطلانها كما عائد اذا ناسيا في الامم لان حاله مذكرة وبطلانها نزل بطلانها وانما نزل بطلانها ولو لم يزل في غير بطلان وان حرم انكل لعدم الخرج — قال: انما عائد في تحت قوله وان حرم انكل: اي كل ما ذكر من دوائی الوطء، ولا يلزم من عدم البطلان جهتها.

(الذوالمتحاصر مع هذا المختار ج ۲ صفحہ ۲۵۰ باب الاعتکاف) ملخص

حالت اعتکاف میں بیوی سے باتیں کرنا | سوال: کیا اعتکاف کی حالت میں بیوی سے باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مسہر میں ہوا اور اس کی بیوی گھر میں ہو؟

الجواب: حالت اعتکاف میں بالکل خاموش رہنا مکروہ ہے تاہم اور بھلائی کی باتیں کرنا ہر کسی سے جائز ہے چاہے انسان کی شریک حیات ہو یا کوئی اور تاہم بیوی سے یہ حدیث محبت کی باتیں کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

قال العلامة المصنّف: ويكره تحريمًا صحت ان مقتضى قربة والا لا تكلم الا بغير وهو مالا تعرفه ومنه الحاج عند الحاجة له الا عند عداها القدر المختار على مرر المختار ج ۲ باب الاعتکاف

نعم في المصنّف: (ومنها الجماع ودوا عده) بخبراً عن المصنّف الجماع ودوا عده نحوها نسوة واستعين بالنس والعمامة والجماع ثيابا دون الفروج والليل والنهار في ذلك سواء والجماع عائد اذا ناسيا بطلا ونها وانفسد الاعتكاف انزل أو لم يزل وعاسوا، فيفسد اذا نزل وان لم يزل لا يفسد. والفتاوى المصنّف ج ۲ ص ۲۵۰ الباب السابع في الاعتکاف

في مشكّة في بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۵۰ کتاب الاعتکاف۔

یہ محلہ کی ہر مسجد میں اعتکاف ضروری ہے | سوال یہ کہ رمضان المبارک میں محلہ کی ہر مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب : رمضان نے جیسے میں اعتکاف مسنون علی الکفایہ ہے لیکن تقبی ذمات میں اس بات کی کوئی تصریح نظر سے نہیں گذری ہے کہ ہر محلہ کی ہر مسجد میں اعتکاف کو نام ضروری ہے البتہ علامہ شامیؒ کی ایک تقسیم سے جو انہوں نے اعتکاف کو تراویح کے ساتھ دی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کی طرح اعتکاف بھی ہر محلہ کی ہر مسجد میں مسنون ہے ۔

قول الامام احمد بن حنبلؒ : وقوله سنة على الكفاية (تظہیرا قامة لتراویح بخا
فلا اقام بها بعض سقط) مذہب عن الباقرین للعلی بن ابي حمزة قالوا انما اقام علی التواتر لا تحضر
ولو من سنة عن ائمتنا وایک قولہ : السنة التواتر التواتر الواجب ۔
رد المحتار ج ۲ ص ۴۲۳ فصل فی الاعتکاف باب ۱

وقال ابن رشد : قوله والجماعة في جماعة عن ائمتنا فان اصل التواتر سنة عن
ان قال : ومن المراد بها سنة كفاية : هل كل مسجد من المساجد واحد منها او
من الجماعة : لا هن الامام الشافعي لا واستظهر الشافعي في نظيره الثالث بقوله : سنة حتى لو تروى
اهل محلة كلهم والجماعة قد تروى سنة وسأول رد المحتار ج ۲ ص ۴۲۳ فصل فی الاعتکاف (ج ۲)
سوال : اگر اذان کا مسجد اذان خارج ہو جانا | سوال : اگر اذان کا مسجد

مسجد میں متکلف ہے اذان کے لیے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے یا نہیں ؟
الجواب : متکلف کا ضرور شرعی دہی کے مسجد لیکن باہر نہیں چونکہ اذان دینا ایک امر شرعی ہے ایسے
اذان کے لیے مسجد سے باہر اذان نہ لے کر جائسکتا ہے اور اس سے اعتکاف متاثر نہیں ہوگا ۔

نما قال العلامة اعلمیؒ : وشرعية ای خروجی حاجة شرعية كعيد وذكر يوم مؤذن او باب لا اذان
خارج المسجد - (الامام الشافعي على ضرورة المحتار ج ۲ ص ۴۲۳ باب الاعتکاف)

لغة الامامان هما : ودعوى الشافعي ان كان باهما من خارج المسجد ليس له صفة مؤذن او قال غيره هذا
في قولهم لان مؤذن لا اذان معني يكونه شتم الامام به فيفسد حكمه ويصح دعوته ان لا قول بل نحن نعلم
رد المحتار ج ۲ ص ۴۲۳ باب الاعتکاف (ج ۲) وقوله في خانه التواتر اياها لا دس لاعتکاف

عورتوں کے لیے اعتکاف کا حکم | سوال :- عورتوں کا اعتکاف کرنا حرام ہے یا جائز ہے؟

کیا واسطہ ہے؟ ہمارے علاقے کے گھروں میں عورتوں کے لیے ناز پر حصے کی کوئی خاص جگہ مقرر نہیں ہوئی اور وہ ہر پردہ کی یکہ میں نماز ادا کر لیتی ہیں، تو کیا وہ گھر میں جس جگہ نماز ادا کرتی ہیں اسی جگہ اعتکاف کر سکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب :- عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا احکامات کے ہاں جائز ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں، عورتیں گھر کے کسی بھی کونے میں پردہ لگا کر اعتکاف کر سکتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ عورتوں کا نماز کے لیے گھر کے اندر کوئی خاص جگہ مقرر کرنا ضروری نہیں جہاں بھی ممکن ہو نماز بلا کراہت ادا کی جاسکتی ہے، تاہم جہاں تک ہو سکے پردہ میں نماز ادا کی جائے تو بہتر ہے۔

لما قال العلامة الحسني: اوجب امرأة في مسجد بيتها. قال العلامة ابن عايد: قوله في مسجد بيتها وهو بعد لصلاتها الذي يندب لها وكل واحد اختاره - (رد المحتار ج ۲ ص ۴۳۱) باب الاعتكاف، الخ

حالت اعتکاف میں اخبار وغیرہ پڑھنے کا حکم | سوال :- منگف آدمی اعتکاف کرتے یا نہیں؟ اسی طرح خبریں سننے کی غرض سے ریڈیو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ اخبارات میں انگریزی تصویریں ہوتی ہیں، جبکہ ریڈیو میں صرف آواز سنائی دیتی ہے، تو کیا خبریں سننا ذمہ عبادت میں شمار ہیں یا معاملات میں؟ ان افعال کے مرتکب شخص کو ایسا رکھا جائے کہ منگف کے بعد یہ فعل غیر مناسیب ہے، منگف جو خود ریڈیو نہ پڑھے اس سبب وہ چنے میں فعل کو مجتہد کی حیثیت سے چھوڑنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔
دراستہ مہربانی سے جس مسجد کے آداب اعتکاف سے تفصیلاً آگاہ فرمائیں؟

لے و لہ المندیقہ: المرأة تفعل في مسجد بيتها. الاعتكاف في مسجد بيتها تفعل ليعتق في حقها كحد الجماعه في حق الرجل لا يخرج منه الا حاجه الانسان - (فتاویٰ انہدیۃ ج ۱ ص ۱۱۱) الباب السابع في الاعتكاف

الجواب :- اعتکاف کا بنیادی مقصد شمار الہی ہے۔ سو چاہے اعتکاف کسی دران
 اُن عبادات میں مشغول ہونا چاہیے جو خدا واجب کا باعث بنتی ہوں۔ فقہاء مکرم نے اعتکاف
 کے لیے قرآن کریم کی تلاوت، عبادت مبارک راہ، دینی کتابوں کا مطالعہ اور انوار انوار شریعت سے
 پڑھنا جو یہ کیلئے ہے۔ لہذا ایک معتکف کو ان امور میں مشغول رہنا چاہیے۔ چاہے ذکر یا نماز یا عتقہ
 اور غیر رہے جسے میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرے۔ اور ویسے ہی مسجد کے اندر تھا دیواروں کے
 بیرون لعبت مبارک شرفا جائز نہیں۔ اس پر کوئی معتکف کو ریڈیو سے خبریں سنا اور اخبار
 دیکھنا صحیح نہیں۔

لَا تَقَالِ الْعَلَامَةَ اخْتِصَانِي رَحِمَهُ اللَّهُ، تَكْهَمُ الْإِبْخَارِ، وَهُوَ مَا لَا أَشْجَحُ
 فِيهِ وَهَيْتَهِ الْمَبَاحِ عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَيْهِ لَا مَسَدَ عَدَمًا..... كَقُورَةٍ
 تَرَأَى وَحْدَيْتَ وَعَمَّ وَتَدْنِيهِمْ فِي سَبِيلِ الْمُرْسُونَ مِنْهُ بِقُلُوبَةٍ وَتَسْلَامُ
 وَقَبْصُ، لَا تَبِيَّاهُ عَلَيْهِمْ، تَسْلَامُ وَتَكَايَلَةُ الْعَمَلِ، لِحِينَ وَتَكَايَلَةُ الْمَوَالِدِينَ.

الدر المختار علی صدر من المحتار
باب الاعتکاف
 بحالت اعتکاف جگہ تبدیل کرنا
 کے لیے ایک مؤرخوں کرتے ہیں کیا جگہ مخصوص کرنے
 کے بعد بحالت اعتکاف اُس جگہ کو تبدیل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- اعتکاف کیلئے مسجد کا ہونا ضروری ہے معتکف مسجد کے اندر جہاں چاہے وہ
 کتبہ، مالیت اعتکاف میں مسجد کے اندر جگہ تبدیل کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔
 لہذا انی اخترت عز ورا حق، امام مسجد میں جہاں چاہے اعتکاف، چھتے میں کچھ شرعاً نہیں۔

فتاویٰ دارالافتاء دیوبند، ج ۲، مسئلہ ۵۱۷، اعتکاف :-

سَلَّمَ فِي الْهِنْدِيَّةِ : دِيْلَاوَمِ اسْتَلَاوَةِ الْاُخْ مَدِيْتِ وَالْعِلْمِ وَتَدْمِيْسِهِ
 وَتَبِيْرِ نَبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لَا يَبِيْءُ عَلَيْهِمْ اسْتَلَاوَةُ
 وَانْخِبَارُ الصَّاحِبِيْنَ وَكُتَابَةُ اُمُوْر اَلْمَدِيْنَةِ -
 فتاویٰ الہندیہ، ج ۱، ص ۱۲۰
 باب السابع في الاعتكاف :-

مسئلہ۔ کیا مردی کے روزے میں معتکف و صوب کے لیے مسجد کے صحن میں بیٹھ سکتا ہے؟

سے نکل کر باہر صحن میں دھوپ میں بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب۔ حالت اعتکاف میں مسجد کے اندر نہ ضروری ہے تمام مسجد معتکف کے لیے معتکف ہے، لہذا معتکف آدمی مسجد کے اندر جہاں چاہے قیام کرے اگرچہ نفوس و جگہ کے علاوہ اسی ہو۔

لما قال الشیخ عزیز الرحمن رحمہ اللہ معتکف جس مسجد میں معتکف ہے اس تمام مسجد میں جس جگہ چاہے رہ سکتا ہے اور سو سکتا ہے۔ رمضان دارالعلق دیوبند ج ۲ ص ۲۵ باب الاعتکاف ص ۲۵

مسئلہ۔ ہمارے گاؤں کا ایک شخص رمضان المبارک کے آخری مہینے کی ایک کتب خانہ کے لیے کے اعتکاف کا حکم عشرہ میں اعتکاف کرنے کیلئے

صلیٰ کی مسجد میں بیٹھ گیا، چونکہ اس کے لیے گھر سے بحری اور افطاری لانے کا کوئی انتظام نہ تھا اس لیے اسے خود ہی بحری اور افطاری لانے کے لیے گھر جانا پڑتا، ایک دن بحری لانے کے لیے جب گھر گیا تو لا علمی میں اس نے ضرورت سے زیادہ وقت گزارا اور اپنی بیوی کا دوسرے بھی لیا لیکن علاج نہیں کیا اس پر مسجد کے امام نے اس سے کہا کہ آپ کا اعتکاف ٹوٹ گیا ہے اسلئے آپ اس کی تلافی کریں۔ (بجواب سے) اجماع ہے کہ کیا یہ شخص تمام دنوں کے اعتکاف کا قصد کرے گا یا صرف اسی دن کی؟ نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ کیا اعتکاف کی قصد غیر رمضان میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو شخص رمضان ہی کے لیے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں معتکف ہو جائے تو وہ بلا ضرورت بحری یا افطاری مسجد کے حدود سے باہر نہ نکلے، بہتر یہ ہے کہ گھر سے بحری یا افطاری لائے کہ یہ کوئی دوسرا انتظام کیا جائے لیکن اگر کوئی دوسرا انتظام ممکن نہ ہو تو بچہ خود بھی چاہتا ہے کہ بقدر ضرورت یعنی صرف بحری یا افطاری اٹھا کر مسجد میں سے آئے۔

ملہ قال العلامة الشیخ طہر احمد العثاقی، ہر وقت گھر میں نہ ضروری نہیں کہ بجا رہے، اندر کے لیے اس میں رہتا بہتر ہے، باقی اوقات میں مسجد کے اندر جہاں چاہے بیٹھ جائے۔

(معارف الاحکام ج ۲ ص ۲۵۳ باب الاعتکاف)

کاغذ، علامہ الشیخناٹھ ولا تخرج من المسجد إلا عابجا الا تباہ
والجہۃ۔ (رد المحتار ج ۲، کتاب الصوم، باب الاحتکات)

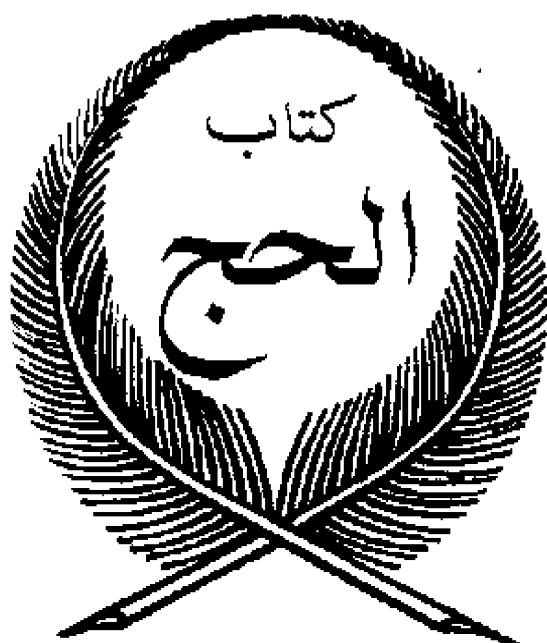
نہررت سے زیادہ تاخیر کرے۔ اور نہ ان اوار کا ارتکاب کرے جو شرعاً احتکات کے
دوران ممنوع ہیں مثلاً بڑی سے جل کر نایا و عادی چراغ کرنا وغیرہ۔ لہذا عورت سونریں
جو کہ اس شخص نے حالت احتکات میں دو مہیات کا ارتکاب کیا ہے وہ بھری لاتے وقت
بڑا نہررت گھر میں ٹھہرا۔ (۲) ہنی نکویر کا بوسہ لیا۔ اس لیے اس کا اس دن کا احتکات ٹوٹ
کیا ہے۔

ماقہ علامہ الفسکی: وخص المعتكف بالحق وشرب ونوم وعقد احتاج
الیہ۔ مخرج الاجلہ قد لعم الصغر۔ (رد المحتار ج ۲، کتاب الاحتکات)
اس لیے اس پر صرف اسی دن کے احتکات کی قفلہ کر رہے۔

کما قال العلامة ابن عابدین: ای علی قویابی حنیفہ ومحمد رهما: لیتقی
الیوم اسدی افسد۔ (استقلال کل یوم بنفسہ)

(رد المحتار ج ۲، کتاب الصوم، باب الاحتکات)

تھنا چاہے رمضان میں کسے یا غیر رمضان میں، لیکن غیر رمضان میں احتکات کی قفہ
کونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس دن روزہ بھی رکھے۔





باب شرائط الحج و ارکانہ

(حج کے شرائط و ارکان کے بارے میں)

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو رمضان کے مہینہ میں اپنے دارالامیراٹ سے کافی مقدار میں مال ملا اور عزم کے مہینہ تک مال موجود رہا بعد میں مال خرچ ہو گیا تو کیا اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟
الجواب :- فرضیت حج کے لیے اشہر حج میں مال کا مالک بنا تھا اس لیے اس پر حج فرض ہو گیا ہے، البتہ اگر یہ آدمی کسی ایسے بیسے ملک میں رہتا ہو کہ وہاں سے اشہر حج سے قبل حجاج روانہ ہوتے ہوں تو قاعدہ حجاج کی روایتی کا وقت معتبر ہوگا۔

قال الامام ابن ہمام :- ولا بد ان يتقوا ان كف قادرا وقت خروج اهل بلده ان كانوا يخرجون قبل اشهر الحج بعد المسافة او ذل في اشهر الحج ان كانوا يخرجون فيها ونحو ذلك حتى لا يتفرق قروا دينا۔ (فتح المقدير ج ۲ ص ۲۸۳ کتاب الحج ص ۱۷)

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس ضرورت سے زائد زمین ہو تو حج فرض ہے؟
الجواب :- معارف حج اور کرنے کے بعد اتنی زمین باقی رہتی ہو کہ وہ اس کے اور اس کے اول و عیال کی معاش کے لیے کافی ہو تو اس پر حج فرض اور لازمی ہے۔

وفي الهندية :- ان كان له من المصباح نوباعة متداومة يكتفي لذاته والراحلة ذاهب

لقد قال العلامة ابن عابدین : وقت خروجه من مسلم الاول شروط الوجوب والوقت اقل نقداً في اشهر الحج وفي وقت خروج اهل بلدة على ما يأتي۔

رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۳ کتاب الحج مطلب زمین حج رہا مال العزم

ومثل في الهندية ج ۳ ص ۳ کتاب المسائل الباب الاول۔

وہاں باؤلفقہ عیالہ وادلاوہ وبقی من الصلیعہ قدومہ یعیش بکفۃ لیاق لہ من عیہ احکم
وہاں باؤلفقہ عیالہ وادلاوہ وبقی من الصلیعہ قدومہ یعیش بکفۃ لیاق لہ من عیہ احکم

زمین کی آمدنی پر حج کی فرضیت | سوال و سیر کے زمین ہے اس سے ہم سالوار آمدنی حاصل
ہوتی ہے اس سے صرف میرا خرچہ پورا ہوتا ہے تاہم اگر
زمین کا قیمت مکان کے طورہ کافی ماییت کی بنتی ہے کیا اس قیمت کا وجہ سے مجھ پر حج
فرض ہے یا نہیں ؟

الجواب : حج کا فرضیت کے لیے مال استقامت کا ہونا ضروری ہے صرف زمین کی
قیمت پر حج فرض نہیں ہوتا البتہ اگر زمین کا آمدنی اتنی مقدار میں ہو کہ جس سے اہل و عیال کا اور
حج کے لیے آمدورفت کا خرچہ پورا ہوتا ہو تو حج فرض ہے ورنہ نہیں ۔

قال العلامة محمد بن ابراہیم : انما اقل ما یحتاج الیہ فی الحجۃ قاضیۃ عن النکح
وعلایک منہ وعن نفقۃ عیالہ الی حین سددہ ۔ (الحدایہ ج ۱ ص ۱۰۰ کتاب الحج ص ۱۰۰)

صرف تعزف کا اختیار حج کی فرضیت کے لیے کافی نہیں | سوال : کیا فرماتے ہیں
میں کرلیک جو عورت کا اولاد و مالدر ہے اور ماں و باپوں کے مال پر تعزف کرنے کا پورا پورا
اختیار ہے اگر کیا اس اختیار کی وجہ سے اس عورت پر حج فرض ہے یا نہیں ؟

الجواب : اگر اس عورت کے پاس مال بطور ملک ہو اور اس میں شرائط حج بھی
پائی جائیں تو اس پر حج فرض ہے۔ صرف مال پر اختیار ہونے کی وجہ سے شرائط حج فرض

لہ قال فانی : انما یحتاج الیہ من الصلیعۃ ان کان لہ من الصلیعۃ نوباع مقدار ما یکفی لواد و عیالہ
ذالہا و جائتہ و نفقۃ عیالہ وادلاوہ وبقی لہ من الصلیعۃ قدومہ یعیش بکفۃ لیاق لہ
من عیہ احکم وبقی من الصلیعۃ قدومہ یعیش بکفۃ لیاق لہ من عیہ احکم
وبقی من الصلیعۃ قدومہ یعیش بکفۃ لیاق لہ من عیہ احکم

منہ فانما یحتاج الیہ من الصلیعۃ ان کان لہ من الصلیعۃ نوباع مقدار ما یکفی لواد و عیالہ
ذالہا و جائتہ و نفقۃ عیالہ وادلاوہ وبقی لہ من الصلیعۃ قدومہ یعیش بکفۃ لیاق لہ
من عیہ احکم وبقی من الصلیعۃ قدومہ یعیش بکفۃ لیاق لہ من عیہ احکم
وبقی من الصلیعۃ قدومہ یعیش بکفۃ لیاق لہ من عیہ احکم

نہیں ہوتا۔

واما شرايط الوجوب منه الاسلام ومنها العقل ومنها العقدة حسنى شرايط
والا حلة بطريق الكلف۔ (مشاورى الهندية ج ۱ ص ۲۱۰ کتابکى اہل اذوق و تفسیر)۔
مشرک مال سے حج کی فرضیت کا حکم | مسوال :- کیا فرض ہے کہ جس مال سے
بارہ میں کہ ہم چار بھائی مشترک کاروبار کرتے ہیں
کیا اس کاروبار سے جو نفع حاصل ہوتا ہے اس سے ایک بھائی حج کر سکتا ہے و نیز مشترکین
پر حج فرض ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اگر مشترک کاروبار کے اس نفع کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ہر ایک
کے حصہ میں اتنی رقم آئے کہ اس سے حج کے جملہ اخراجات پورے ہوتے ہوں تو ہر حصہ دار
پر حج فرض ہے، مال مشترک کے کل نفع پر جو حج فرض نہیں ہوتا۔

قال العلامة المحقق المرحوم علی بن زکریا الخ۔ والحلة فصولاً لا بد منه و
فضلاً عن نفقة عیالہ الخ ص ۵۵۸ و ۵۵۹ کتاب الحج ج ۲

حکومت کے خرچ پر حج کرنے سے حج کا فرض ماقط ہو جاتا ہے | مسوال :- کیا
فرض ہے کہ علماء کرام

کو ایک آدمی نوکری لازم ہے اور وہ ہر سال رقم جمع کرتا ہے یا تو رقم حکومت اپنے جانب سے
ادا کرتی ہے لہذا اگر یہ شخص ایسی رقم جمع کرے تو کیا یہ حج فرض حج شمار ہوگا یا نفل ؟

الجواب :- اس سفر سے اس کا حج فرض ادا ہو کر اس کا دفتر فارغ ہو جائے گا کیونکہ

لہ قال العلامة القدوسی الخ۔ علی مسلم ذی نادر اول حلة و فضلاً عن نفقة عیالہ الخ ج ۱
عودہ۔ (مشاورى الهندية ج ۱ ص ۲۱۰ کتاب الحج ج ۲)
و شئنا فی البصر المرفوع ج ۲ ص ۲۱۰ کتاب الحج۔

لہ قال العلامة عالم بین العلماء الانصاری الخ۔ شرط وجوب الحج العقل والبلوغ والحریة
والاستطاعة والحکمو ان تفسیر الاستطاعة۔ قال ابو حنیفة فی ظاہر روایۃ تفسیرھا
سلامۃ البدن و ملک الزاد و الراحة و زاد و تملک غایۃ الخ ج ۲ ص ۲۱۰ کتاب الحج، الفعل نقول فی شرائط الوجوب
و شئنا فی الهندية ج ۱ ص ۲۱۰ الباب الاول فی تفسیر الحج۔

حکومت نے جو رقم دی ہے وہ بیع بدل کے لیے نہیں بلکہ بطور تعاون دی ہے۔

قال العلامة المحمدي: بخلاف ما يخرج يدع عن نفسه وفقير جازعته وصلة الى الميت
صغر قاذرا مقدره نفسه وفيه ايضا لا فائ اذا وصل الى الميقات فلهو كالمكي۔

(الدر المختار على صدر رد المحت ر ج ۲ ص ۳۴ کتاب الحج ج ۲ ص ۱۸)

سوال ۲۰: ایک شخص کے مال میں حرام مال کا اعتلاط
حرام مال سے حج کرنے کا حیلہ ہے اب وہ حج کرتا ہے تو اس کے لیے کسی سے کچھ رقم
قرض پر لیتا ہے لیکن جب قرض ادا کرتا ہے تو حرام مال سے ادا کر لیتا ہے، تو کیا اس شخص کا حج صحیح
ہے یا غلط؟

الجواب ۱۔ وجوب حج کے لیے مال طلال یا مخلوط مال کا ہونا ضروری ہے۔ جو اس شخص
نے قرض سے مال طلال بے کر کیا تو اس کا حج صحیح ہے اگرچہ اس شخص نے قرض کو مال حرام سے واپس
کیا ہو تاہم اس طرح کی حیلہ کاریوں سے اجتناب ضروری ہے۔

اد اراد الرجل ان يحج بحال الحلال فيه شيعة فانه يستدين للحج ويقض دينه
من ماله كذا في فتاوى قاض خان۔ (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۲۰ باب الاول في الحج)

سوال ۲۱: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے
بجوری کا مال غنموط ہو جانے پر حج کا حکم؟ اسے میں کہ ایک شخص بھری کے مال کو اپنے مال
کے ساتھ فکر تجارت کرے اور جب اسے غنا حاصل ہو اور اس پر حج فرض ہو جائے تو کیا یہ شخص
اس مال سے حج کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ۲۔ بجوری کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملنے سے کل مال اس کی ملک میں

۱۔ قال العلامة عالم بن اعلام الانصاري: لا يفتقر لإذاع ماله، نعم اليس كالحج عليه۔

الفتاوى الخيرية ج ۲ ص ۲۵ کتاب الحج۔ الفضل الاول في شرائط الوجوب

و مشك في الهندية ج ۱ ص ۲۰ کتاب النسيئة الباب الاول

قال العلامة عالم بن اعلام الانصاري: اذا اذاع بحال الحلال فيه شيعة فانه يستدين للحج ويقض

دينه من ماله۔ (الفتاوى الخيرية ج ۲ ص ۲۵ کتاب الحج الفضل العشر في المتفرقات)

و مشك في البحر الرائق ج ۳ ص ۳۰ کتاب الحج۔

داخل ہو گیا ہے تو وہ جو بکے شراب خانے یا گھر میں اس پر حق فرض ہے اس لئے حج سے
بچنے کیلئے مال حرام کی موجودگی کا بہانہ نہ بنائے بلکہ حج کرے۔

قال العلامة ابن عثيمين: كالبيع بمال حرام ليس الحرام من حرام هو الاتفاق للمال
الحرام في الموضع بينهما - روضة البعثة ج ۲ ص ۲۵۸ کہ بائع و مکتب میں حج مال حرام سے

سوال کیا فرماتے ہیں علامہؒ
حج فرض ہونے کے بعد تنگدستی سے حج ساقط نہیں ہوتا اس مسئلہ کے بارے میں کیا ایک

حکومت پر حج فرض تھا لیکن بعض غور و خوض کی وجہ سے وہ حج غرر کی حیثیت پر آ گیا اب وہ تنگدستی ہو چکی ہے کیا
اس تنگدستی کی وجہ سے اس سے حج ساقط ہو گیا یا نہیں؟ نیز اگر کوئی آدمی حج فرض ہونے کے بعد و
صرف غرر کرے تو کیا اس سے حج ساقط ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب: اگر کسی عورت کے پاس اپنی رقم موجود ہو کر وہ اپنا درم خرچ کرنا چاہے
کرسکتی ہو تو اس پر حج فرض ہے تنگدستی ہو جانے سے یا غرر کرنے سے حج ساقط نہ ہو گا زندگی
میں حج کرنا ضروری ہے اور اگر حج نہ کر سکا تو پھر موت سے قبل حج کی وصیت کرے اور اس کی وصیت
پر حج کیا جائے گا۔

وهما المهر والمنفعة شريعة كالت او عجزوا اذا احتجناهما وبين مكة

ثلاثة ايام - فكذا في المحيط - (الفتاوى الخيرية ج ۱ ص ۱۸۷) کتاب الحج

وقال ايضا: - واما شرائط وجوبه فهما الزمان حتى يوفى به الا استطاعه حال
فرض ثم سلم بعد ما افتقر لا يجب عليه شيء بلت الاستطاعة بخلاف ما لو ملكه مسلما
فلم يبيع حتى افتقر حيث يفرض الحج في وقت زمني عليه -

(الفتاوى الخيرية ج ۱ ص ۱۸۷) کتاب الحج ج ۱ ص ۱۸۷

له رد المديونية ويجوز في بعض النسخة لئلا يفسد الحج بالثقة الحرام مع انه
يقتضي فرض مبدئيا - (الفتاوى الخيرية ج ۱ ص ۱۸۷) باب الاول في رد المديونية

فمن ثمة في البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۸ کتاب الحج

له فان العلامة ابن عثيمين: بخلاف ما هو مقرر من ان الحج ساقط حتى افتقر حيث يفرض الحج

ذمته حينئذ عليه - (فتح الباري ج ۲ ص ۲۵۸ کتاب الحج)

ومن ثمة في روضة البعثة ج ۲ ص ۲۵۸ کتاب الحج

مکانات جو بیچ اصلیت سے زائد ہوں تو بیع فرض ہے | سوال : کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کے پاس زمین کے علاوہ مکانات بھی ہیں جو تو بیچ اصلیت سے زائد ہیں تو کیا اس پر بیع فرض ہے یا نہیں اور اگر بیع فرض ہے تو گنہگار ہوگا یا نہیں ؟

الجواب :- زرعی زمین، مکانات اور دیگر جائیداد وغیرہ اگر تو بیچ اصلیت سے زائد ہوں تو اس پر بیع فرض ہے لہذا شخص فریضہ بیع ادا کر سکا تاہم اگر بیچ میں نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔

قال العلامة الترمذی :- ورا حقة فضلة عمالا بدعيه وفضلا عن نفقة عياله الخ الخ
حین عوده - (تنویر الابصار علی مصادر المختار ج ۷ ص ۲۹۷ کتاب الحج) -

بیعت کی شادی کرنا بیع حج نہیں | سوال : کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید پر بیع فرض ہو چکا ہے لیکن اس کی ایک غیر شادی شدہ بالمرطہ کی ہے جس کا بھی تک نکاح بھی نہیں ہوا ہے، تو کیا زید گھر میں غیر شادی شدہ بیٹی کی موجودگی میں حج کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- غیر شادی شدہ اولاد کا ہونا والدین کی عدالت پر کوئی اثر نہیں ڈالتی اور ولادت کی شادی کے لیے خیر مال خرچ کرنا ضروری ہے اور نہ ہی بیع کے لیے مانع شرط میں سے ہے لہذا زید پر شرائع فرض ہو چکا ہے تو اس کے لیے حج پر عین ضروری ہے۔

قال فی المندیق :- ومنہا التمسک علی الزاد والرا حقة بطریق البدل والاد جارة الخ
در فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ ابواب الاوتل فی نفسیہ الحج - (م کے

لے قال العلامة برهان الدین المغینانی رحمہ اللہ :- اذا قدر علی الزاد والرا حقة فاضل عن التمسک ومن لا بد منه وعن نفقة عياله الخ حیث عوده۔

والمہدایہ ج ۱ ص ۲۱۶ کتاب الحج

وَمَثَلُهُ فِي بَحْرِ الرُّائِقِ ج ۲ ص ۲۸۰ کتاب الحج ۔

کہ قال العلامة ابن عابدین :- (یعنی مسلم) تمت هذه العجاة الاوّل شروط والوجوب اذا

وجبت بتامسها وجب الحج والا فلا ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۹ کتاب الحج)

وَمَثَلُهُ فِي بَحْرِ الرُّائِقِ ج ۲ ص ۳۰۰ کتاب الحج ۔

سعودی عرب میں راکر بھی حج نہیں کیا تو اب حج فرض ہے یا نہیں | سوال :- ایک شخص
 کچھ عرصہ سعودی عرب میں رہا اور چند عرصے بھی کر لیے لیکن کسی وجہ سے سعودی حکومت نے گرفتار
 کر کے وطن واپس بھیج دیا کیا اس آدمی پر اب حج فرض ہے یا نہیں؟

الجواب :- حج کی فرضیت کے لیے استطاعت حج ہونا ضروری ہے صرف سعودی عرب
 جانے سے حج فرض نہیں ہوتا، چونکہ اس شخص نے خدا حرام باندھا ہے اور نہ ایام حج تک وہاں
 رہا ہے لہذا اس شخص پر حج فرض نہیں۔

کما حروف استہدایۃ : ثم ذکر من شذّوا عن الواجب الحج عن الزاد والاحلة ونحو ذلك
 یستبعد وجودها وقت خروج اهل بلدہ فی مکة - الفتاویٰ الہدیۃ ج ۱ الباب ۱۰۷ من التعلیقات

عورت پر حج فرض ہو تو خاوند کی اجازت ضروری نہیں | سوال :- ایک عورت پر حج فرض
 ہے، لیکن اس نے خاوند کا اجازت نہ دیا تو اس کا حج صحیح ہو یا نہیں؟

الجواب :- اگر اس عورت پر شرعاً حج فرض تھا تو اس کا بغیر اجازت شوہر کے بھائی کے
 ساتھ حج ادا کرنا صحیح ہے، لیکن اگر قطعی حج ہو تو خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔

قال العلامة عالم بن العلاء الانصاری : واذا وجدت معصوماً ولا یأذن لہا زوجہا
 ان تخرج فلہا ان تخرج بغير اذنتہ فی حجة الاسلام دون التطوع۔

(الفتاویٰ الشاہ و خانیۃ ج ۱ ص ۳۳۳ کتاب الحج، الفصل الاول فی شرائط وجوب الحج)

لہ قال العلامة (المحقق) : وقت خروج اهل بلدہا و کذا سا حاشیہ لفظ -

(الزم الخشار عن صدرۃ الخشار ج ۲ ص ۵۵۲ کتاب الحج)

وَمِثْلُهُ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۲ ص ۳۱۴ کتاب الحج -

لہ قال العلامة ابن نجیم المصری : وأشار بعدہما بشرائط رضا الزوج ان لا یس لہ
 منعہا عن حجة الاسلام واذا وجدت معصوماً لہ حقہ لا ینظر فی الفرائض بخلاف

التطوع - (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۱۵ کتاب الحج)

وَمِثْلُهُ فِي الْهَدْيَةِ ج ۲ ص ۲۱۹ کتاب الحج، الباب الاول فی تفسیر الحج.

سوال ۱۔ اگر ایک آدمی سعودی عرب سے عورت کا کراچی سے جہد تک بغیر محرم کے سفر کرنا اور بیچ محرم کے ساتھ ادا کرنے کا حکم اور حج کراچی سے جہد تک بلا محرم سفر کرے اور حج اپنے بیٹے کے ساتھ ادا کرے تو اس کا حج شرعاً اور ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ عورت مسافر کے مطابق عورت کا بغیر بیچ کراچی سے جہد تک بلا محرم سفر کرنا ناجائز ہے تاہم اس کے باوجود حج ادا ہو جائے گا اگرچہ مکروہ ضروری ہے۔
قال العلامة الفاضل رحمه الله: ولو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة.

ر انداز الفقہار علی مصدر رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۵ کتاب الحج ۱۰۱۵

سوال ۲۔ اگر عورت بیمار ہے کیا بیچ کے لیے اپنے بیٹوں کے ساتھ جاسکتی ہیں یا نہیں؟
الجواب۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے عورت کے ساتھ اس کے محرم کا ہونا لازمی ہے بیٹوں پر جو تکملاً فرما کر نہیں اس لیے بیٹوں کے ساتھ فریضہ حج کے لیے کسی بھی عورت کو کھانا دینا نہیں البتہ ان کوئی عورت بغیر محرم کے حج کے لیے جائے تو ذر فارغ ہو جائے گا مگر ایسا کرنا کثرت سے غلط نہیں۔

ومنها المحرم المسافر شایع کانت عتور اذ کانت بینہا و بین مکہ ثلاثۃ ایاک لکن فی الحقیقۃ کان اولی من ذلک حجت بغیر محرم والمعموم التزوج دھن لا یجوز ما کتبنا علی التابید یقرایہ اور ضاح اور مسافر کتبنا فی المصلاۃ۔
وانفاوی المصنفۃ ج ۲ ص ۲۱۹ الباب الاوّل فی تفسیر الحج ۲۱۵۔

۱۔ وفی الحدیث: ووجدوا المرأة شرط لوجوب حج الا اذا تم بعضهم جعلوا شرطاً للوجوب وبعضهم شرط لادائه وهو الصحيح۔ انفاوی: بہتفہ ج ۲ ص ۲۱۹ الباب الاوّل فی تفسیر الحج ۲۱۵۔
وفی الحدیث: فی الحج والرائق ج ۲ ص ۲۱۵ کتاب الحج۔

۲۔ قال العلامة الفاضل رحمه الله: وجمع زوج و فی رد المحتار و المعصوم لا یجوز له ما کتبنا علی شایع بقرۃ اوضاع و صیغۃ۔ انفاوی: حدیثاً صحیحاً و رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۵ کتاب الحج ۲۱۵۔
وفی الحدیث: فی الحج والرائق ج ۲ ص ۲۱۵ کتاب الحج۔

عورت کیلئے غاوند کے بھائی یا بھتیجے کے ساتھ حج کرنے کا حکم سوال۔ ایک عورت کا غاوند
 جس رہ حج ادا کر چکی ہے اب وہ دوبارہ حج کرنا چاہتی ہے تو کیا وہ اپنے غاوند کے بھائی یا بھتیجے کے
 ساتھ حج کے لیے جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ عورت کے لیے حج پر جانے کے لیے کسی حرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے اور وہ
 بھائی اور بھتیجا پر نکر حرم نہیں اس لیے عورت کا ان کے ساتھ حج پر جانا صحیح نہیں۔

ومنها المصرا للمودة مشاة كانت او جريزا او كانت بينهما وبين مكة ثلاثة ايام او اكثر
 في المحيط و كان اقل من ايام حجت بغير حرم و محررا او زنج و من كان بجوار مكة و كان
 على ايام بين بقية ارضه و مصاهرة كذا في التحصيل.

در فتاویٰ احمدیہ ج ۲۹ ابواب الاور فی تفسیر الحج و عمرہ

عورت غیر حرم ہمسایہ کے ساتھ حج کیلئے نہیں جا سکتی سوال۔ کیا قرأت میں طواف کرا
 اس مسئلہ کے بارے میں کیا ایک
 عورت حج دائرہ پانچ ہے لیکن اس کا غاوند بھائی وغیرہ نہیں ہے کیا وہ اپنے غیر حرم ہمسایہ
 کے ساتھ حج کے لیے جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جیسا کہ اس عورت کے ساتھ اس حرم نہ ہو اس وقت تک اس پر حج فرض نہیں
 اور کسی غیر حرم پر کسی کے ساتھ حج کے لیے نہیں جا سکتی۔

قال العلامة هلال الدين المرنيسي: ويعد برقي لمروية ان يكون مدمر فحجها و زوج
 فلا يجوز لها ان تصحح لغیرها اذا كان بينهما وبين مكة سيرة ثلاثة ايام او اكثر ^{۲۶۴} و هذا هو الكتاب ج ۲ ص ۲۷۰

ثم قال العلامة المصنف: ومع ذلك و لو كان زوجها من غير حرم و كان بينهما وبين مكة سيرة ثلاثة ايام او اكثر
 او سيرة ايام او اكثر و لو كان زوجها من غير حرم و كان بينهما وبين مكة سيرة ثلاثة ايام او اكثر
 و قد ثبت في بعض الموقوف ج ۲ ص ۲۷۰ ان كتاب الحج.

ثم قال العلامة المصنف: ومع ذلك و لو كان زوجها من غير حرم و كان بينهما وبين مكة سيرة ثلاثة ايام او اكثر
 و قد ثبت في بعض الموقوف ج ۲ ص ۲۷۰ ان كتاب الحج و لو كان زوجها من غير حرم و كان بينهما وبين مكة سيرة ثلاثة ايام او اكثر
 و قد ثبت في بعض الموقوف ج ۲ ص ۲۷۰ ان كتاب الحج و لو كان زوجها من غير حرم و كان بينهما وبين مكة سيرة ثلاثة ايام او اكثر

عورت کا دیور یا شوہر کے چچا کے ساتھ رہنے کے لیے جانا | سوال کیا کرتے ہیں
حد کلام اس ستر کے

بارے میں کہ کوئی عورت اپنے دیور یا شوہر کے چچا کے ساتھ رہے یہ ہرگز نہیں ہے یا نہیں؟
الجواب: عورت کے لیے حالت ستر میں عرم یا خاوند کا ساتھ ہونا ضروری ہے، دیور اور
شوہر کا چچا محارم نہ ہونے کی وجہ سے عورت شرعاً ان کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی، اس لیے کہی بھی
عورت کا اپنے دیور یا شوہر کے چچا کے ساتھ رہنا صحیح نہیں۔

قال ابن عبد البر، ويزيد، حديث صحيح لا يخل لأمرأة تؤمن بالله واليوم الآخر
أن تسافر مع قوم ذليل مع ذلهم (رد المحتار ج ۴ ص ۳۶۵) کتاب الحج ۱۷۱

سوال: ایک آدمی نے اپنی زمین میں کئی پردے دی
رہن کے بیسوں سے بچ کرنا | اس امر میں سے جو رقم حاصل ہو رہی ہے وہ اس رقم سے بچ
کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کا یہ بچ ادا ہو گا یا نہیں؟

الجواب: رہن سے استفادہ لینا جائز نہیں البتہ بچ کرنا بچ کرنا جائز ہے
چاہے جس مال بھی ہوا اولیٰ بھی ہے کہ حلال مال سے ہو البتہ حرام مال سے بچ کرنا
بھی فرضیتہ مطلق ہو جاتا ہے اس لیے رہن کا یہ بیسوں سے بچ کرنا جائز ہے۔
وفى الهندية: ويجتهد في تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل العج بالنفقة
العوام مع انه يسقط القرض معها وان كان مفصولة.

(القنایہ الہندیہ ج ۱ ص ۲۸۵ کتاب المناکح الباب الاول) ۱۷۱

لے قال ابن نجيم المصنف رحمه الله تحت هذه العبارة: ومحرّم اذ وجع لامرأة في سفرها
وبشرط معرم الى آخره. كما في التبيين لا تشافرا مرة الا ومعها معرم وزيد مسلم
في رتبة اذ وجع - والبحر الرائق ج ۲ ص ۳۸۷ کتاب الحج ۱۷۱

وَمَثَلُهُ فِي الْهِنْدِيَّةِ ج ۱ ص ۲۸۵ الفحل الاول في تضييق الحج
لے قال ابن نجيم المصنف رحمه الله في تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل العج بالنفقة الحواكيا وروى في
الحديث مع انه يسقط القرض - والبحر الرائق ج ۲ ص ۳۸۹ کتاب الحج ۱۷۱
وَمَثَلُهُ فِي رَجَاءِ الْمُتَأَدِّ ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب الحج ۱۷۱ مطلب تضييق مع جملة العوام.

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء
شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ

صرف نیت کر لینے سے حج فرض نہیں ہو جاتا

چند آدمیوں نے یہ سہ کہا کہ تم حج کی نیت کر دو ہم تم کو حج کے لیے بھیج دیں گے۔ انہوں نے حج کئے
نیت کی مگر انہوں نے زید کو حج کے لیے نہیں بھیجا۔ وہ اپنی غلطی امریہ سے کہہ کر کیا صرف نیت کر
لینے سے حج فرض ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- صرف نیت کر لینے سے حج فرض نہیں ہوتا۔ جب تک تکلیف نہ ہو اور نہ زید
پر حج نیت کر لینے سے حج فرض نہیں ہوتا ہے ۔

وفی الہندیہ :- ولا یصح بشارعاً بمعزۃ النیتۃ ما لم یأت بالنیۃ او ما یقوم مقامھا ۔
در فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۷۱ کتاب انسانیت ۔ الباب الاوّل فی ذبیہ الحج ۔

سوال :- عورت پر حج فرض ہونے کے بعد اس
کے لیے خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں ؟

خاوند کی اجازت کے بغیر حج کرنا

الجواب :- حج ایک عبادت ہے جو ماسر سلطان پرانہ لغائی کی طرف سے فرض ہے
اس کی ادائیگی لینے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ لہذا اگر کسی عورت پر حج فرض
ہو جائے تو اس کے لیے خاوند سے اجازت لینا ضروری نہیں اور نہ خاوند کی اجازت کے بغیر
حج کر سکتی ہے بشرطیکہ حرم مانع نہ ہو ۔

وفی الہندیہ :- وعند وجود المحرم کان علیہا ان یعم بحجۃ الاسلام وان لم یأت
سہل وجہا ۔ در فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۷۱ الباب الاوّل فی ذبیہ الحج ۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء شرع اس مسئلہ
کے بارے میں کہ زید غلطی سے حج کے لیے جانا چاہتا

والدہ کی اجازت کے بغیر نفل حج کرنا

لے گا تو اس مسئلہ علم ہی اصولاً انصافی :- ولا یصح بشارعاً فی الاحرار بمعزۃ النیتۃ ما لم یقوم مقام النیتۃ او
بدون ہدیانہ ۔ در فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۷۱ الفصل الثالث فی تعیم احوال الحج ۔
وہمکۃ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۲ کتاب الحج ۔ باب الاحرار ۔

مفسر قال : لیخیر بین بدینہ ، ولیس لزوم وجہا متعیناً عن حجۃ الاسلام راہی ؛ وکان علیہا محرم
وہمکۃ منہما ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۵) کتاب حج مطلب فی تولیعہ قدم حق العبد
وہمکۃ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۱ کتاب الحج ۔

نفلی حج افضل ہے یا صدقہ | مسوائی، فرض حج ادا کرنے کے بعد نفل حج کرنا افضل ہے یا اس رقم کو غریب و ناداروں پر خرچ کرنا افضل ہے ؟

الجواب: فرض حج ادا کرنے کے بعد فقر و مساکین پر مال خرچ کرنا نفلی حج سے افضل و بہتر ہے۔ رقم کرپہاں پر فقر و کمزورت پر نرا دے جو۔

قال الشيخ ابن عابدین، روا فی ابواب یتة فضیلت الحج و حیث قال بصدقہ افضل من انہج التصدق و اداکان الفقیر مضطراً ثم۔ (رد المحتار ج ۲، کتاب نفلی الحج و الصدقہ) ۱۷

حائض عورت طواف زیارت چھوڑ دے تو کیا حکم ہے ؟ | سوال: اگر کسی عورت نے بوجہ

اس پر دم لگے ہے، کیا یہ عورت اب طواف سے یا نہیں ؟

الجواب:- طواف زیارت حج کے ارکان میں سے ایک نہیں ہے، اگر عارض عورت عالت یعنی میں طواف زیارت کرے تو اس پر ایک بدنہ اونٹ دم آئے ہے اور اگر طواف زیارت کے بغیری وطن و دیس آگئی ہے تو یہ عورت طواف نہ ہوگی بلکہ اسے دوبارہ مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرنا ہوگا۔

قال، العلامة ابن العلاء کلتصاری:- اذا ترکها حیة ان حضان مکة فانه یعید و ان رجع الی اہله فهو معمر من النساء بعد التیجود فی مکة بان یفی الا حرام۔

۱۸ الفتاویٰ الشارعیات ج ۲ صفحہ ۵۱۹-۵۱۹ الفصل الرابع فی طواف و نسیم ۱۷



۱۷ فان العلامة ابن عابدین: قد قبل ان صدقة تتوقع قدامات الفصل لما یلزم الحاج غایب من الزکاة و محظورات۔ (منہجہ الملاحی علی حاشی علیہ المرقی، ج ۲ صفحہ ۱۷۱ کتاب حج) ۱۷ و حلقہ فی الفاتحہ، خانیة ج ۲ صفحہ ۱۷۱ کتاب الحج، الفصل العشرون فی المتفرقات۔

۱۸ قد قال تیم ابن عابدین، و یمن الوقت کی آخر لغیر قبل آخر عنہا ای ایام المنجوری دیہا منہا زکوة تعویبا و وجب الدام و لو لم یطوف صلاً یعنی وہ الف، و ان طاف و صفت منہن یا ہجاء۔

۱۹ رد المحتار ج ۲ صفحہ ۱۷۱ کتاب فی طواف زیارت ۱۷

۲۰ مثله فی الشہدینہ ج ۱ صفحہ ۱۷۱ ابواب الثانی فی الجنایات، الفصل الرابع۔

سوال اگر ایک آدمی نوین تہیم زمین صل میں رہنے والے کے لیے طواف قدوم کا حکم

الجواب اگر طواف قدوم کسی کو طواف تہیمہ کہاجائے تو اس شخص پر واجب ہے جو حد و حریم سے باہر رہتا ہو چنانچہ شخص اگر صل میں رہتا ہے جو حد و حریم سے باہر ہے تو اس شخص کے لیے طواف قدوم کرنا ضروری ہے۔

وفی الحندیۃ: وهذا الطريق بھی طواف قدوم و تہیمہ والقاء و لیس علی ہل مکۃ طواف القدوم کہ فی الکاف:۔۔۔ الفتاویٰ الحندیۃ ص ۱۰۰۔۔۔ یا لیس فی کتبہ ص ۱۰۰ الحج ۱۰۰ لہ
سوال ۱۔ جو لوگ بیگات میقات کے اندر رہتے والوں کے لیے طواف و دار کا حکم

پر حوائج و دار واجب یا نہیں؟

الجواب اگر طواف ان لوگوں پر واجب ہے جو کسی کے لیے باہر سے آتے ہوں اور جو لوگ بیگات سے اندر رہتے ہوں ان پر طواف و دار واجب نہیں۔

قال ابن نجیم: ہمارے و دار واجب من مکۃ من اتخذ مکۃ و دارا حلالا و اقل صواب
 صدر عن ابن کثیر فی المواقیت:۔۔۔ (انہما ص ۱۰۰) باب لا حرم م

سوال ۲۔ کیا نذر کی اور عہد کے بعد احرام کرنا

فجر اور عید کی نماز کے بعد احرام کی نماز کا حکم

الجواب ۱۔ نماز فجر اور عصر کے بعد مطلقاً نفل چر عتاجاز نہیں اس لیے تو اقل ذوات لیس احرام یا طواف و غیرہ کی نماز بھی ممنوع ہے۔

لہ فان ایہ صحیح:۔۔۔ لا فی اذ لا غیر منہ فلا یس یلکی ولا ھل المواقیت و من دوہا
 الحنفیۃ:۔۔۔ (مراد امت و ص ۱۰۰) کتاب حج: مطلب فی ذوق مکۃ

و منہ فی ابن عساکر ص ۱۰۰ باب لا حرم

۲۔ تان بن:۔۔۔ (شہ طواف تہیمہ) فی الوداع بیعۃ شواطع یلازم من دخی و ھو
 واجب الا علی اھل مکۃ و من فی حکمہم:۔۔۔ (رواۃ ص ۲۰) مطلب فی فرق السدر

و منہ فی الحندیۃ:۔۔۔ (۱۰۰) باب یا لیس فی کتبہ دوالحج

وفي الحديث : وبصل ركعتي الطواف في وقت صباح له اداء التطوع فيه كذا في شروح الطحاوی .
(الفتاویٰ الهندیة ج ۱ ص ۲۶۱) باب الخامس فی کیفیت اداء الحج (۱)۔

مکررہ اوقات میں احرام کی دو رکعت پڑھے کا حکم | **سوال** : کیا فرماتے ہیں علماء کرام
میں احرام کے نزدیک نفل پڑھنا جائز نہیں احرام کی نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں ؟
الجواب : احرام کے اہل جن اوقات میں مطلقاً نفل نماز پڑھا جائز نہیں تو انہی اوقات
میں نماز نوافل واجب اور احرام یا طواف وغیرہ کی نماز بھی پڑھا منوع ہے ۔

قال ابن عابدین : ثم صلی شفعاً فی وقت المباح . قال ابن عابدین تحت هذا البقرة وفي
اطلاقه نظر كما مر في اوقات الصلوة من ان الواجب ولو تغيره كركعتي الطواف والذين لا يعتقد
في خلافه من اوقات المنهية ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۹) مطلب فی طواف التذوم (۱)۔

احرام باندھنے سے قبل غسل کرنے کا حکم | **سوال** : کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے
بارے میں کہ نہ نے حج کے لیے رماح کے وقت نماز
کی دوم سے احرام باندھنے سے قبل غسل نہیں کیا صرف وضو کے احرام باندھ لیا تو کیا اس سے نیب کے
حج میں کوئی نقص تر نہیں آیا ؟ اگر نقص آیا ہو تو تہجد کو کیا کرنا چاہیے ؟

الجواب : احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا فرضی یا واجب نہیں بلکہ ایک مستحب عمل ہے
اگر بغیر غسل کے صرف وضو پر اکتفا کر کے احرام باندھ جائے تو صحیح ہے میں کوئی نقص نہیں آتا ۔

ان العلامة ابن عابدین الانصاری ، ویستحب من دار والاحرام ان یغسل شاربہ واطفاسہ

لعل الشیم ایں ہوں ، ثم صلی شفعاً فی وقت صباح ۔ قال ابن عابدین تحت هذا البقرة وفي اطلاقه نظر
لما مر في اوقات الصلوة من ان الواجب ولو تغيره كركعتي الطواف والذين لا يعتقد في خلافه من
الاقوات المنهية ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۹) مطلب فی طواف التذوم (۱)۔

وَمِنْهُ : في النحر السائق ج ۲ ص ۲۳۲ کتاب الحج ، باب الاحرام ۔

۱۔ امامی الہندیہ : وبصل ركعتي الطواف في وقت صباح له اداء التطوع فيه كذا في شرح
الطحاوی . (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۲۶۱) باب الخامس فی کیفیت اداء الحج (۱) ۔

وَمِنْهُ : في البحر الرائق ج ۲ ص ۳۲۱ باب الاحرام ۔

وَلَذَلِكَ سَبِيحٌ وَيُحَقِّقُ عَائِدَةً شَرَّ يُقْتَلُ أَوْ يُؤْصَدُ فِي الْكَافِي فَيَقُومُ الْوُضُوءُ مَقَامَ الْغَسْلِ كَافٍ
الْعِيدِينَ وَالْجَمْعَةَ. وَالْغَسْلُ نَفْسٌ وَهَذَا لَأَخْتَفٍ لِنَظَافَةِ دَلِيلِ بَرٍّ أَوْ جَابٍ -

(الفتاوى الشارعية ج ۲ ص ۲۸۱ فصل الثالث في غسل الحج) ط

الحرام کی چادروں کے رنگ کا مسئلہ **سوال :-** کیا احرام کی چادروں کا رنگ سفید
ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب :- احرام کی چادروں کا رنگ سفید ہونا ضروری نہیں البتہ مستحب یہ ہے کہ
احرام سفید رنگ کا ہو۔

قال الحنفی، وليس اذا وردا بعد يديين، وغسلين طاهرين، قال العلامة ابن
عابد بن أبيه، ككفى، وكفاية، وهذا بيان السنة والاف ترعموم ككاف -

(الدر المختار من رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ كتاب الحج، فصل في الاحرام) ط

تبلیغ پر حج مقدم ہے **سوال :-** کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حج
پر حج فرض ہے لیکن یہ بار بار ایک سال کیلئے جماعت میں ملنے
کے لیے کیا میں پہلے حج کروں یا تبلیغ میں ایک سال کے ملے؟

الجواب :- جب آپ پر حج فرض ہو چکے ہے تو آپ حج میں سے حج کو مقدم نہیں کریں
عند شرع نہیں، البتہ ایسا کیا جاسکتا ہے کہ کوشش کر کے آپ کسی ایسی جماعت میں شریک ہوں جس میں حج
سکتا ہو تو میں حج ایک ہی سفر میں آپ کے دونوں مقاصد پورے ہو جائیں گے۔

خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل یہ حدیث اس حدیث میں حکم الحج فوجوار مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الحج

لے قال الشيخ ابن، طهاسم، واخرهم ايضا عن ابن عمر رضي الله عنه قال من السنة ان يقتل اذا اراد
ان يحرم - (فتح القدير ج ۲ ص ۲۸۱ باب الاحرام)

وَقَدْ نَفَسَ فِي حُدُودِهِ ج ۲ ص ۲۸۱، باب الثالث في الاحرام -

ثم قال ابن عثيمين، وما في كتاب، يلبس السنة والاف تر العورة كذا، الجمع وشارع بتقديم الجديدي
افضل، وكونه ايضا افضل - والبحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۱ باب الاحرام

وَقَدْ نَفَسَ فِي حُدُودِهِ ج ۲ ص ۲۸۱، باب الثالث في الاحرام -

ثم قال ابن عثيمين، الاول شروط الوجوب وهي التي اذا وجدت بها وجب الحج والافلا في سبعة اقسام اعلم
بالوجوب في دار الحرب والمبلغ واقع والمرة - الثاني ج ۲ ص ۲۸۱ مطلب فمن في مال حرام

وَقَدْ نَفَسَ فِي حُدُودِهِ ج ۲ ص ۲۸۱، باب الثالث - الابواب الاخرى في نفس برالصحيح -

بلوغت کے بعد دوبارہ حج کی فرضیت | سوال: میری پانچ سال کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ حج کیا تھا جبکہ اب میں بالغ ہو چکا ہوں۔

ہوں کیا یہ حج فرض ہے یا نہیں؟

الجواب: - بلوغت سے قبل حج کیا جاتا ہے حج فرض اور اس میں تا کو فرض حج کے لیے بالغ ہونا شرط ہے۔ ایسے سوال خد کے مطابق بلوغت کے بعد دوبارہ حج کرنا ضروری ہے۔

عن ابن علیان بن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ہر ماہی

جو تم میخ الحنث فعیہ ان میخ حنہ خزی۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۳۲۵ کتاب الحج ۲)۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے حالت بلوغ اور فقر میں اپنے والد کے مال سے حج کیا ہے جبکہ اب زید خود بھی ہو چکا ہے کیا اس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہے یا نہیں؟

الجواب: فرض حج کی ادائیگی کے لیے غنا شرط نہیں بلوغت کے بعد جب بھی یا جیسے میں حج لا کر ہے تو فرضیت ماقط ہو جائے گی۔ لہذا زید نے حج حالت فقر میں اپنے والد کے مال سے کیا ہے اس سے حج فرض ہی ادا ہو گیا ہے اب غنی ہونے کے بعد دوبارہ حج کرنا لازمی نہیں۔

قال ابن عابدین: ہر تحت تولم لافاقی لالکی، ان النفر ولا فاقی ادا وصال ائی المیتات فہو کامل فی ائہ ان ونام علی المشی لزمہ انجور ولا یجوزی انفس جزی زعمہ اند فقیر۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۵ کتاب الحج مطلب فی حج بر مال حرم ۲)۔

لہ لاف الہندیۃ، و نواف التبعی اذا حج قبل البلوغ فلا یصحون ذلک حجة لاسلامہ و یصوت تطوعاً۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الباب الاول فی تفسیر الحج)۔

وَمَثَلُهُ فِي اَنْ تَارِخَانِيَّة ج ۲ ص ۳۲۵ فَعَمِلَ الْحَادِي عَشَرَ الْاَحْصَار۔

لہ دفع الہندیۃ الفقیہ اذا حج ما شاع ثم لا یجوز لاحی علیہ طکر اوف فتاویٰ قاضی خان۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الباب الاول فی تفسیر الحج)۔

وَمَثَلُهُ فِي اَنْ تَارِخَانِيَّة ج ۲ ص ۳۲۵ فَعَمِلَ اِنَّ اَعَشَرَ فِي بَيَان دُكْن الْحَج۔

رجح میں تجارت کی وجہ سے ثواب کم نہیں ہوتا | سوال وہ ایسا آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جوئے کی عادت دی ہے اور وہ کچھ سناٹا وغیرہ بھی تجارت کی نسبت سے ساتھ ساتھ جانتا ہے کیا ایسے آدمی کا حج صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب : حج مخصوص نیت کے ساتھ خاص اوقات میں مخصوص ارکان کے ساتھ مخصوص مقامات کی زیارت کا نام ہے جو کہ اس شخص نے پورا کیا ہے بعد اس کا حج صحیح ہے تاہم حج میں تجارت کی نیت نہیں کرنی چاہیے ۔

قال ابن قیمؒ : وجوب سفر عن استجارة احسن ولو اتجر لا ينقص ثوبه ۔

(البحر الرائق ج ۲ ص ۳۰۵ کتاب الحج)

۱۔ ذی الحجہ کے بعد آئندہ رات کا نحر | سوال وہ آدمی جو پرقرآن ہے غارتہ ہوتے ہوئے ذی الحجہ کے بعد آئندہ رات کا نحر | متنی میں بھی شام ہو جاتی ہے اب اگر عشاء کے بعد ذی الحجہ کی زیارت کے لیے کر کو کر جانے کو واپس ہوتے ہوئے نحر ہو جانے کی اور ذی الحجہ کا نحر صرف نحر سے باہر گذرنا ہو تو کیا کوئی ذی الحجہ کو نوافل زیارت نہ کرے یا سب دن نوافل زیارت کر کے رات کا آخر ستر متنی سے باہر کہ میں گزارے یا اگر ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب : درنہائے کرام نے ذی الحجہ کے دسویں دن کے بعد آنے والی رات کو بھی دعویٰ کے حکم میں قرار دیا ہے ۔ اور عالم فقہاء کرام کی تعمیر بھی یہی ہے کہ نوافل زیارت کے بعد نحر کو واپس چلا جائے نیز یہ مشرقت کی جہاز کے لیے ہے اور ذی الحجہ کا نحر طواف کے بعد ہے ۔

قال ابن قیمؒ : وقت قولہ ذی الحجہ والمواد بليلة كل يوم من ايام الفريضة التي تعقب طواف الكرا

ليلة يوم معرفة الفريضة التي تعقب الحج وهذا هي اخلافة طاهر لعق الرمي فانه اذا لم ير انوارا من شعور

بري ليلة التي تعقب ذی الحجہ ۔ رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۵ فصل في يوم من ايام الفريضة التي تعقب الحج

سہ لاف مہند بیتہ وقصید الشوق من الشجرة احسن ولو اتجر لا ينقص ثوابه كذا : البحر الرائق

و غزالی المندية ج ۱ ص ۳۰۵ کتاب النساك ابن کلاؤن

و من ليلة في احكام نغزات ج ۲ ص ۳۰۹

سہ لاف انید حد الخطیوئی (ثقت قولہ ذی الحجہ والمواد بليلة كل يوم من ايام الفريضة التي تعقب

ذی الحجہ يوم في اوجود كما ان ليلة يوم معرفة الفريضة التي تعقب في الوجود ۱۰۸

(الخطیوئی حاشیة الدر المنجارج ص ۳۰۵ کتاب الحج فصل في الاحكام)

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک عورت

رج کے لیے جلنے اور دورانِ رج اسے بعض آجلے تو اس عورت کے لیے کیا حکم ہے؟ اور وہ ارکانِ رج کیسے ادا کرے گی؟

الجواب :- رج کے دوران جب کسی عورت کو حیض شروع ہو جائے تو اس کے لیے شرعی حکم یہ ہے کہ طواف وسیعی بین الصفا والمروة کے علاوہ تمام ارکانِ رج ادا کرے گی، مثلاً ونوف عرفات و مزدلفہ، رمی جمار و ذبح وغیرہ، اور جب پاک ہو جائے تو پھر طواف زیارت وغیرہ کرے گی۔

قال العلامة المروغیانیؒ: اذا حلت المرأة عند الاحرام اغتسلت و احرمت و صغت كما يصنع الحاج غير انهما لا تطوفان ببيت حتى تطهر بخديت عائشة رضي الله عنها۔
(المہدایۃ ج ۱ صفحہ ۲۵۵ کتاب الحج) ۱۰

سوال :- نزدیک کیا درجہ سے دورانِ رج حیض کا درجہ سے طوافِ مسجد چھوڑ دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- امامِ حیض کے اندر عورت کے لیے طوافِ کعبہ شرطاً منوع ہے، اگر مائتہ طوافِ مسجد ترک کر دے تو شرطاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

قال ابن عابدینؒ: فلا يجب على المكي ولا على المتمتع مطلقاً ولا ثلث الحج والمعتمر والمجتنب والمبني والي نفي والنساء وكافي في الحجاب وغيره۔ ردة المحتار ج ۲ صفحہ ۵۲۲ مطلب فی طواف القدر ۱۰

لے قال ابن العلام الانصاریؒ: والمرأة اذا احضت في الحج انما تجوز ان تحرم وانتهت الى البيت فانها تنقل فحرم فاذا قدم مكة وهي حائض فتنقطع كما يصنع الحاج فيحرمها لا تطوف ببيت وتسي بين الصفا والمروة وتشهد جميع المناسك۔ (المفتاویٰ التاتاریخیۃ ج ۲ صفحہ ۱۷۷ کتاب الحج)

ترجمہ: فی ردة المحتار ج ۲ صفحہ ۵۲۲ قبل باب المیزان

لے قال ابن العلام الانصاریؒ: وكذا لك ليس على الحائض والتنفذ طواف الصفا والرمي۔

(المفتاویٰ التاتاریخیۃ ج ۲ صفحہ ۵۲۲) اصل اسباق فی طواف وسیعی

ترجمہ: فی ایضاً الرائق ج ۲ صفحہ ۳۵۱ الباب الاحوال۔

ست اٹھا کر ساتھ لائے اسی جگہ یعنی جہاں تک گریبان ماری باقی ہیں اسے نہ لے تاہم اگر وہیں سے اٹھا کر دینی چار کرے تو ایسا مثل مکروہ تفریحی ہے۔

وقیۃ الجندیۃ: ولید حبیب ابو یوسف خذ الجار من المزدلفۃ من الطریق ولا یجی بمعصاة خذ خاصا من المزدلفۃ فان رجا بہا یجاز وقد اورد الاختصاصی البدر ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الحج ۱ ص ۱۸۱
سوال۔ اگر کوئی شخص عرفات میں مغرب کی نماز عرفات میں نماز مغرب پڑھنے کا حکم پڑھ کر مکرر و لغو پلا جائے اور عشاء کی نماز و اہل انداکسے

تو کیا اس شخص کی نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حج میں عرفات کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں ادا کرنا لازمی ہے اگر کوئی شخص مغرب کی نماز عرفات کے میدان کے رستے میں ادا کرے تو نماز کا اعادہ لازمی ہے۔

قال العلامة المصنف: ولو صلی المغرب وانشاء فی الطریق اوفی عرفات اعادة۔ والرد المحتار علی صدرة المحتار ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الحج، مطلب فی اجابة الدعاء ص ۱۸۱

سوال۔ اگر شخص عرفات میں جمع یا غیر کی صورت میں ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھنے کا حکم پڑھ کر نماز کی نماز پڑھانے کے بعد چند آدمی لکھے ہو کر جمع تقدم یعنی ظہر اور عصر کی نماز باجماعت پڑھنا چاہیں تو کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ احکام کے ان عرفات کے میدان میں جمع تقديم کے لیے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے: ۱۔ احرام ۲۔ عرفات کا میدان ۳۔ عرفہ کا دن ۴۔ امام اعظم یا ان کا نائب۔ ان شرائط میں سے اگر ایک بھی زوال جائے تو نماز صحیح نہیں ہوگی، لہذا مسجدت سکول میں نماز درست نہیں ہے، البتہ اگر اپنے اپنے اوقات میں ایکے پڑھی جائے تو کوئی ترقیح نہیں۔

قال العلامة علاؤ الدین المصنفی رحمہ اللہ: وشرط لصحة هذا: بیع الامام لا اعظم

لعلہ الامام من جملة الشریعة: ولید حبیب خذ الجار من المزدلفۃ من الطریق ویکره مولائی عند الحجرة۔ ورمی الجار عن معدن المعادۃ ص ۱۸۱ فصل فی کيفية افعال الحج

وقیۃ الجندیۃ: ولو صلی المغرب بعد غروب الشمس قبل ان یأتی المزدلفۃ فلیہ التبعیہا اذا أتى المزدلفۃ فی قولہ الحقیقۃ وجمہد الامام الاختصاصی البدر ج ۱ ص ۱۸۱ فصل فی کيفية اداء الحج

الجواب :- حج یا عمرہ کی نیت کرنے اور احرام باندھنے کے بعد بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا جائز ہے لیکن زیادہ پیچھے چلنے پر مقررہ کہ جائز ہے اعتدال یعنی درمیان آواز سے تلبیہ پڑھنا چلنے والے وقت اس انداز سے تلبیہ پڑھے کہ خود سُن سکے ۔

قال العلامة بركات الدين الموفقنا في رفع صوته بالتلبية لقوله عليه السلام انشد الحق تعجب واشجع فاصبح رفع الصوت بالتلبية - قال ابن همام : قوله ويرفع صوته بالتلبية وهو سنة فان تركه كراهه ميتا فلا شيء عليه ولا يباغ فيه فيجهد نفسه - ربيع القدير ۲/۲۵۲ باب الاحرام ۱۰۷

احرام باندھنے سے قبل ناخن وغیرہ کاٹنا | سوال :- کیا احرام باندھنے سے قبل ناخن کاٹنا، مونچھیں اور دیگر غیر ضروری بال صاف کرنا لازمی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ایسا کرنا لازمی تو نہیں البتہ مستحب یہ ہے کہ احرام باندھنے سے قبل ناخن کاٹ لیے جائیں، مونچھیں اور دیگر غیر ضروری بال صاف کر لیجئے چائیں اور اس کے بعد وضو یا غسل کر کے احرام باندھا جائے ۔

قال العلامة عبد الله بن هود ود الموصلي رحمه الله : واذا اراد ان يحرم يستحب له ان يتغفر اظفاسه ويقص شاربه ويحلق عانته وهو المتوارث لانه يظف لبسك فكان احسن ثم يتوضأ ويغسل وهو افضل - والاختيار لتعجيل اختار به (مكة كتاب الحج) ۱۰۸

۱۰۸ قال العلامة فتاوى الزيلعي رحمه الله : قال المتعجب كان سلف يستحبون لتلبية في هذه الاحوال لان التلبية في الحج بمنزلة التكبير في الصلوة او به شرط وباقيها سنة فيأثم بها عند الانتقال من حال الى حال ويرفع بها صوته ام (تبيين الحقائق ۲/۲۵۲ باب الاحرام) ۱۰۹

۱۰۹ قال العلامة علاء الدين المصكني رحمه الله : ذكرنا يستحب لمربي الاحرام ازالة ظفره وشاربه وعانته وخلق رأسه ان اعتاده ولا في سبعة ام (المدققات على صدر المختار ۲/۲۵۲ كتاب الحج) ۱۱۰

قصر کی مقدار کا مسئلہ | سوال :- حج کے دورے میں ہر کے بال ٹھونکنے کا مقدار کتنی ہے؟
الجواب :- حج اور عمرہ کے احرام سے نکلنے کے لیے مٹی و قصر دونوں جائز ہیں البتہ مٹی افضل ہے اور عمرہ کے لیے مٹی نہیں بلکہ مرد و عورت کے لیے ایک بند انگشت کا مقدار تمام سر سے بانی کرنا ضروری ہے اور اس طریقہ سے قصر کیجئے ہیں۔

قال العلامة بن عطاء: لا تصاريف، اما امرأة فلا تليها ولا تكتفها تقصر باخذ شح من اطراف الشعر مقدار اربعة و الا فضل بها ان تقصر من كل شعرة مقدار اربعة و من قصر من بعض و سها و تركت بعض اجزاها، كانت ما قصر من مقدار ما رجع رجب قصه، و كان من ذلك لا يجوز به اعتبارا بتقصير في حقها بالفاق و في حق الرجال، و انما في التناذرية ٢٨٧ الفصل الرابع عشر في حق و التقصر به.

حج اور نکاح کی تقدیم و تاخیر کا مسئلہ | سوال :- ایک آدمی کے پاس اتنا مال ہے کہ وہ حج کے لیے جاسکتا ہے مگر وہ شادی بھی خواہشمند ہے تو کیا یہ شخص پہلے شادی کرے یا حج کے لیے جائے سفر مایا مکہ ہے؟
الجواب :- اگر موصوف اپنے جذبات کو قابو میں رکھ سکتا ہو اور زانیہ سے بھلاہٹے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کے لیے حج کی ادائیگی شادی پر مقدم ہے، ورنہ اگر کسی قسم میں بھلاہٹہ کا خوف قوی ہو تو پھر اس کیلئے شادی کرنا حج پر مقدم ہے۔

قال العلامة بن عابدی: (قوله في الاشياء) المسئلة منقوبة عن أبي حنيفة في تقديم الحج على التزويج.... ولذا اعترضه ابن ابي شيبة في شرحه الهداية بان حال التوقان مقدم على الحج اتفاقا لان في تركه امرين ترك المخرج والوقوف على التزويج و جواب الجواب حنفية في غرر حال التوقان.
 در رد المحتار ج ۷ ص ۱۹۴ کتاب الحج :

الحق له ما يجب البعز و فلو ان التقصير يأخذ لرجل المرأة من دونها اشعر رجب رأسه مقدار اربعة و انما يجوز ان ٢٨٧ ص ۳۴ باب الا حرام و حنك في الهدية ج ۱ ص ۲۲ باب التناذ في الاحرام.

حج کے متعلق چند سوالات

اول اُن کے جوابات

ہم چند خادمانِ حرم شریف کو چند مسائل کے بارے میں کافی تشویش ہے "میدہ کے انتخاب ان سوالات کے جوابات تفصیل سے ارسال فرمائیں گے۔"

(۱) تقریباً سات سو افراد نے جو کہ سعودی عرب جانیے تھے (اسلام آباد سے احرام نہیں باندھا کیونکہ کچنی والوں نے احرام باندھنے کی اجازت نہیں دی کچنی والوں نے تیسرے دن ہمیں عمرہ کی اجازت دیدی چونکہ اس میں ہمارا اپنا اختیار نہیں تھا تو کہہ ہم پر دیکھا جب یہاں پہنچا (۲) کچنی والے ہیں مدینہ منورہ زیارت کے لیے گئے واپسی پر ہم نے احرام باندھا اور عمرہ ادا کیا یہ حق افراد سے یا تمتع؟ عمرہ شوال میں ادا کیا۔

(۳) بعض افراد نے احرام نہیں باندھا اور مدینہ منورہ سے شوال میں واپسی عمرہ نہیں کیا کیونکہ ان کا خیال یہ تھا کہ اگر ہم نے احرام باندھا تو ہم پر قربانی واجب ہوگی۔ تو کیا ان افراد پر دم واجب ہو گیا ہے یا نہیں؟

(۴) جن لوگوں نے مدینہ منورہ سے واپسی پر عمرہ کیا تو ان کا کوئی سارج ہوگا اور جن لوگوں نے احرام باندھا ہی نہیں تو ان پر کون سا سارج واجب ہوگا؟

(۵) کیا ہم خادمانِ حرم شریف پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہم یہاں صرف چار ماہ کے لیے آئے ہیں۔

(۶) اگر کسی پر دم واجب ہو گیا اور وہ غریب ہے تو وہ متبادل مسئلے کے مطابق کیسا کرے گا؟

(۷) اے وہ اشفت والے صبح چوبیس بجے سے کہ رکعتیں بجے تک حرم شریف میں ڈیون کرتے ہیں اور کس طریقے سے حج کر سکتے ہیں؟

(۸) اشفت ڈھائی بجے دن سے لے کر رات ساڑھے دس بجے تک ہوتی ہے تو وہ کس

طریقہ سے حج کر سکتے ہیں؟

سہی (۷) خفہ رات ساڑھے دس بجے سے لے کر صبح چھ بجے تک ہو رہا ہے اس شخص نے
 دالے کس طریقے سے حج کر سکتے ہیں؟

الجواب: اگر غیر احرام کے دخول حرم سخت گناہ ہے اور ایسی نعمت میں توبہ اور آفاق
 کی کس میقات پر واپس جا کر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے اگر واپس نہ ہوا اور وہیں
 سے احرام باندھا تو گنہگار ہو گا اور دم واجب ہو گا۔ البتہ اگر اسی سال آفاق کا کسی بھی میقات
 پر جا کر حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا یا حرم میں احرام باندھ لیا مگر طواف کا ایک شروع کر کے
 سے قبل کسی میقات پر جا کر تلبیہ کہہ کر حج یا عمرہ کر لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ اس حج یا عمرہ میں
 بدون احرام تہجد رکوع جو ہے واجب کی ادائیگی کا نیت ضروری نہیں بلکہ حج یا عمرہ نفل یا نذر
 یا حج فرض جو نیت بھی کرے گا اس سے بدون احرام تہجد رکوع واجب و اہم ہونے کا اور اگر
 اس سال آفاق کی کسی میقات سے حج یا عمرہ نہیں کیا بلکہ دوسرے سال کیا تو دم ساقط نہ ہو گا البتہ
 تہجد رکوع جو ہے جو نیک واجب تھا وہ ادا ہو جائے گا اگر نفل یا نذر یا فرض کی نیت کی ہو۔
 فتاویٰ قاضی خان میں ہے: ولودخل آفاق مكة بغير احرام ثم رجع الى البيت
 في تلك السنة داسم بعجة الاسلام سقط عنه ما كان واجبا ليل جاز
 ودخول مكة بغير احرام عندئذ وان اخرج من مكة حتى مضت السنة
 فخرج الى البيت في السنة الثانية واحرم بعجة الاسلام وحج بغيره
 حجة الاسلام ولا يسقط عنه الفداء المذكور واجبا عليه في عام الاول.
 رفتاوی قاضی خان علی ہامش الفہدیدیہ (۱۰۷۸)

اور عہدہ میں ہے: وذا انى انكوفى بنان بنى عامر فاحرم بعصرة فان مرجع
 الى ذات عرق وبنى بطل عنه من الوقت. وفي هامشه قوله الى ذات عرق
 التخصيص به بالنظر الى حاله انكوفى وانما المرجع اليه والى غيره من مواقيت
 لا فاقين سواء في سقوط الدم في ظاهر الرواية. (درجہ ۱۰۷۸) بہ علامہ مفتی محمد
 نور موافقت آفاق یہ ہیں، ذوالحلیفہ، ذات عرق، جحفر، قرن ٹیمم۔

یہ ہیں آفاق کے مواقیات، اور میقاتی کا بیقات وہ وہیں ملے ہے حرم اور بیقات کے
 درمیان ہزاروں کی بیقات حج کے لیے حرم ہے اور عمرہ کیلئے زمین میں (فتاویٰ حویلیہ، ص ۲۷۱)

اور عذر من جہت البعاد مستقطب نہیں ہے۔

اور مسائل حج تیسری مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مدظل میں ہے کہ:-

مسئلہ: اگر ایک حرم میقات سے اعزام کی نیت نہ کرے اور اسی سے لگے دوسرا میقات

ہو تو دوسرے میقات سے اعزام یا نہ دے گا اور اگر دوسرا میقات نہ ہو اور اولیٰ میقات باندھ لیا

و خوف شروع کرے سے پہلے ایک میقات کی طرف واپس لوٹے گا اگر واپس نہ ہو تو

حکم واجب ہے۔ (شرح باب وغیرہ مسائل حج، صفحہ ۹۳)

فائدہ: ایسا دراپور یا ملازم جو طواف میقات سے حرم یا مکہ مکرمہ کو عزت سے جایا

کرنا ہے تو اس کے لیے ہر اذکار کرنا ضروری ہے اور جتنی دفعہ بغیر اعزام کے از فی حرم

یا مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اتنی دفعہ عمرے اور دم اس پر واجب ہوئے۔

اور مصداق بشریہ اور صاحب فہرہ اور صاحب ابصار فرماتے ہیں کہ جس آدمی کا

حج یا عمرے کا اعادہ نہ ہو تو وہ زمین حرم اور مکہ معظمہ بغیر اعزام کے آمد و رفت کر سکتا ہے، لیکن

تحقیق ائمہ نے ان کی تظلیف کی ہے۔ (شرح باب وغیرہ)

۲) مندرجہ میں ہے: ولو احرم بعمرۃ تبین اشھرا نصح فقطھا و احتل بمکۃ

فاحرم بعمرۃ ثم حج من عامۃ ذبک لمرکب منتمعا فان ے ان حین فرغ

من الاولیٰ خروج فجاز ذل العیقات قبل اشھرا نصح فاحل منہ لعمرۃ ف

اشھرا نصح وحج من عامۃ فهو متمتع ذک کان جاز ذل المیقات ف

اشھرا نصح لمرکب منتمعا الا اذا اخرج الی اہلہم فجاز اعتمر ثم حج من

عامۃ عند ابی حنیفۃ وعند ہما حق متمتع جاز ذلیقات قبل اشھرا نصح او

بعدا لھذکن ابی یحییٰ سمرحی۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ مسئلہ ۱۰۱۰۰ کتاب الحج)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ حرام مکہ مکرمہ میں قیام اور عمرہ کی ادائیگی کی صورت

میں اگر مدینہ منورہ کو شوال سے پہلے چلے گئے ہوں اور شوال (یعنی اشہر حج) میں مدینہ منورہ

سے عمرہ دو اکیا ہوا اور پھر کسی سال آپ لوگ حج بھی ادا کریں تو پھر تمہارا حج صحیح ہوگا اور

اگر آپ لوگ شوال ہی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ چلے گئے ہوں اور مدینہ منورہ سے شوال میں

عمرہ کر چکے ہوں اور پھر حج بھی کریں تو آپ لوگ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے مطابق متمتع نہ ہوں

اور امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق متمتع ہوں گے۔

(۳) جن حضرات نے سوال میں مدینہ منورہ سے عمرہ کیا ہے وہ سوال ثانی کا جواب ملاحظہ فرمائیے اور جنہوں نے مدینہ منورہ سے عمرہ نہیں کیا ہے اور بغیر احرام کے مکہ مکرمہ گئے ہیں وہ سوال اول کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

(۴) جن لوگوں نے سوال سے پہلے مدینہ منورہ جاکر وہاں سے سوال یعنی اشہر ریح میں عمرہ کیا ہے اور اسی سال حج بھی کر لیں تو ان کا حج بالاتفاق صحیح ہے اور سوال یعنی اشہر ریح میں مدینہ طیبہ جاکر مدینہ طیبہ سے اشہر ریح میں عمرہ کیا گیا ہو اور پھر حج کیا جائے تو یہ حج صحیح نہ ہو گا اور یہ امام ابو حنیفہ کا مسلک اور مذہب ہے اور امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ حج بھی صحیح قطع ہے اور جو لوگ مدینہ منورہ سے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ گئے ہیں ان کا حج صحیح نہیں البتہ ان کے ذمہ سابقہ تفصیل کے مطابق میقات سے بغیر احرام کے تجاوز کی وجہ سے مکہ مکرمہ گئے ہوگا اور اسی صورت میں بھی اگر اشہر ریح سے پہلے اتفاق کی کسی میقات سے تجاوز کیا جائے اور پھر اسی میقات سے اشہر ریح میں عمرہ کیا جائے اور اسی سال میں حج بھی کیا جائے تو یہ بھی بالاتفاق صحیح حج قطع ہو گا اور اگر اشہر ریح میں تجاوز کیا گیا ہو اور اسی میقات سے عمرہ کیا جائے اور اسی سال میں حج بھی کیا جائے تو یہ حج امام صاحب کے نزدیک صحیح نہیں اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے کہ وہ عبارت جو جواب ثانی کی ابتدا میں درج کی گئی ہے اور قطع کی تعریف بھی ملاحظہ فرمائیے اور جو یہ ہے۔ والتمتع من یاتی بافعال العمرة فی اشہر الحج او یطوف لکثر طوافها فاشہر الحج ویحج من عامہ ذلک قبل ان یلم بأحط بہنہما الما ما صحیحہما واصل من احرامہ الاولیٰ والا۔ (المدنی البغدیۃ ص ۱۲۸) نیز فیئذ الذی سکت کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ (التاسع ان لا یدخل علیہ اشہر الحج وهو جلال بیکۃ او ماحولہا او عزم طائفتہ العسوتہ اکثرہ قبلہا حتیٰ یتحریم بعمرۃ اخریٰ وحج من عامہ لا یکون متمتعاً الا ان یموت الی اہلہ فیحکم بہا فیکون متمتعاً لذلک قالوا فی خارج ایاتہا فیکون متمتعاً عندہا۔ (غنیۃ الناسک ص ۱۲۸)

(۵) ہند میں ہے: ولا تجب علی منسافر ولا علی الحاج اذا کان معروفاً وان کان من ہل مکہ کذا فی شرح الاحادیث۔ (افت ذی الہدیۃ ج ۵ ص ۲۶۳)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ حاجی جو حج کے احرام میں ہوا اس پر قربانی واجب نہیں اگرچہ مکہ میں مقیم ہو اور دوسرا تو ان اس مسئلہ کی ضرورت کی مخالفت میں یہ ہے کہ حج اور عمرہ میں مقیم پر

قریبانی واجب ہے اگرچہ وہ حج کے احرام میں ہو۔

تقریباً ملازمین سے (فتحب فی التضجیۃ) علی حد متعین فلا یجب علی حاج مسافر قایما
اصل مکہ تلتزم مہر وان حجلاً وقیل لا یتمم الحرام سواہ وف رد المحتار
قولہ وقیل لا یتمم الحرام وان کان من اصل مکہ جوہو عن الخجندی وحلہ فی
الشرا فیہ علی المسافر و فیہ نظر قاضی (فتاویٰ علانیہ ج ۳ ص ۲۲۲)
(۵) اگر میرے شیخ اور ابی سیدی حضرت مفتی اعظم مفتی محمد رفیع صاحب دامت برکاتہم قرآن
اول کو پسند فرمایا کرتے ہیں۔

(۶)۔ (الفتاویٰ) ص ۲۲۲ تحت شرح قول صاحب الدر المختار (والیجب دم علی عی بالبع الخ
تجسہ) فی شرح الفتاویٰ بقدری قمر الکائنات کلمہ واجبہ علی المتزانی نکسرت
متو یا فی وقت وانما یخفی علیہ الوجوب فی آخر عمرہ فی وقت یفسد علی منہ
لأنہ لو لم یجدہ ففات ثانی لہ یو ذبیہ حتم مات اتمہ و علیہ الوسیۃ ولو لم یوم
لہ یجب علی الوسیۃ ولو تدبر عنہ جازاً الا التصورہ و فیہ ایضاً قولہ ولو
ناسیاً بقول فی باب ثمر لا خوف فی وجوب الجزاء بینما اذا جفی عامدا او غاصلاً
مبتدئاً او عائداً ذاکل الا ناسیاً عالماً اذا جازاً طایحاً او مکرمہ یا ناسیاً او متنبہاً
سکوتاً او صاحباً منہ علیہ او مفیقاً مریضاً او معسراً بما شربہ او بما شربہ خیر
۶ مصر ۲ ص ۲۲۲ مشکلاً باب الجنایات کتاب الحج

(۷) عبادت و دروایات سے معلوم ہو کہ قرب کے لیے بھی دم دینا ضروری ہے البتہ
دے دینے میں اتنی سہولت ہے کہ عمل الفرائض میں نہیں بلکہ اگر موت سے پہلے پہلے دے دیا تو
بھی اس سے ذمہ فارغ ہو جائے گا۔

(۸) یہ تو آپ اور کچھ دلوں پر منحصر ہے کہ کبھی والے آپ لوگوں کی اتنی رعایت تو کریں کہ
آپ کو کم از کم ضروریات حج تو ادا کر سکیں۔

(رحمہ اللہ العزیز)



باب التمتع والقرآن

حج قرآن و تمتع کے مسائل و احکام

حج تمتع میں قربانی نہ کرنے کا حکم سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے کلام اس مسئلہ کے تحت ؟
 جواب :- یہاں تک کہ یہ نے حج تمتع کے ارادے سے سفر کیا لیکن بعض
 اعدائے دین سے قربانی نہ کر سکا ، اس قربانی کا نقصان مکہ مکرمہ ہی میں قربانی کرنے سے
 پورا ہو گیا اپنے وطن میں بھی قربانی کر سکتا ہے ۔

الجواب :- تمتع پر جو نہ قربانی کرنا واجب ہے اور اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر قربانی نہ
 کر سکا تو حج کے بعد اس شخص کو وہ قربانیاں کرنی ہوں گی اور دونوں قربانیاں مکہ مکرمہ میں ہی کرنی
 ہیں مگر ان کو سیوا کا نشانہ چاہئے جن آیات میں ہو ۔

تَاللّٰهِ لَإِغْلَیْمُ بَصَرُکُمْ فَلَوْ تَفَیْتُمْ عَلٰی سَهْدِیْ لَخَفَّ دَعْوِیْ دَعْوَانِ دَمِ التَّمَتُّعِ وَدَمِ الْقُرْآنِ
 تفسیر ابن عربی : (البیہودی) ۲۶ ص ۳۱۱ باب القرآن : ۱۰

تمتع اور قرآن کا قربانی سے پہلے مطلق کرنا سوال :- تمتع یا قرآن کا قربانی سے پہلے مطلق
 کرے تو اس کا اثر بھی حکم کیا ہے ؟

الجواب :- اگر ضرورتاً حج ہو تو دم واجب نہیں کیونکہ حیات نہیں ہوا اور اگر تمتع یا قرآن ہو تو قرآن
 سے قبل مطلق کرنے سے دم واجب ہوا اور اس پر زمین حرم میں ہی قربانی کرنی پڑتی ہے ۔

تَاللّٰهِ لَإِغْلَیْمُ بَصَرُکُمْ فَلَوْ تَفَیْتُمْ عَلٰی سَهْدِیْ لَخَفَّ دَعْوِیْ دَعْوَانِ دَمِ التَّمَتُّعِ وَدَمِ الْقُرْآنِ
 حدیث صحیح و دلائل معتبرہ علی مطلق ہونے دم واجب ہوا لاقول : (الفرزانی) ۲ ص ۳۱۱ باب القرآن : ۱۰

حدیث صحیح و دلائل معتبرہ علی مطلق ہونے دم واجب ہوا لاقول : (الفرزانی) ۲ ص ۳۱۱ باب القرآن : ۱۰
 حدیث صحیح و دلائل معتبرہ علی مطلق ہونے دم واجب ہوا لاقول : (الفرزانی) ۲ ص ۳۱۱ باب القرآن : ۱۰

حدیث صحیح و دلائل معتبرہ علی مطلق ہونے دم واجب ہوا لاقول : (الفرزانی) ۲ ص ۳۱۱ باب القرآن : ۱۰
 حدیث صحیح و دلائل معتبرہ علی مطلق ہونے دم واجب ہوا لاقول : (الفرزانی) ۲ ص ۳۱۱ باب القرآن : ۱۰

حدیث صحیح و دلائل معتبرہ علی مطلق ہونے دم واجب ہوا لاقول : (الفرزانی) ۲ ص ۳۱۱ باب القرآن : ۱۰
 حدیث صحیح و دلائل معتبرہ علی مطلق ہونے دم واجب ہوا لاقول : (الفرزانی) ۲ ص ۳۱۱ باب القرآن : ۱۰

حج قرآن و تمتع کی تعریف | **اسم سوال** :- دیکھئے ہر سفر حج میں ٹھکرے طرف سے عمرہ ادا کیا کر کیا یہ
 صحیح ہے یا نہیں اور اگر صحیح ہے تو کیا یہ حج ادا کرنے تک احرام میں
 رہنے کا اس سے پہلے ہی حلال ہو سکتا ہے ؟

الجواب :- یہ زیادہ سے اگر عمرہ کا ثواب عمر کو بخش دیا تو صحیح ہے اور اگر خبر حج میں عمرہ کر کے احرام
 سے نکلنے کے بعد حج کے لیے دوبارہ احرام باندھے تو شریعت کے اصطلاح میں یہ شخص تمتع کہلاتا ہے
 اور اگر یہ دونوں ایک احرام سے کرے تو قرآن ہے اور اس پر رحم و شکر واجب ہوگا ۔

کافی التہذیب : ہوان یجمع بینا سعی الحج والعمرۃ من لم یقات او قبلہ قد اشہر الحج اور
 قبلہا کذا فی معراج الدایۃ والتمتع من یأتی بأعمال العمرۃ فی اشہر الخیر او یطوف اکثر
 طواف فی اشہر الخیر ثم یمس بالحدود یمس من حامیہ - (افتاویٰ لہندہ ج ۱ و ۲) اس میں فی القرآن و تمتع ہذا

تمتع کے لیے عمرہ کرنے سے بعد حج کا احرام باندھنے کی ہدایت | **سوال** :- کیا لڑکے یا عورت
 میں کہ تمتع عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد حج کا احرام کہاں سے باندھے گا ؟

الجواب :- تمتع جب عمرہ سے فارغ ہو کر مزال ہو جائے تو جب حج کے لیے احرام باندھنے
 کا ارادہ کرے تو مکہ مکرمہ اور تمام زمین حرم سے احرام باندھ سکتا ہے ۔

قال المصنف : قال فی الساب والافضل ان یحرم من المسجد یحرم من جمیع الحرم ومن
 مکة افضل من خارجھا - (الدر المختار عن صفی مبارک الحداد ج ۱ ص ۲۴۵ باب التمتع) سے

سے قال العبد سئل عن العزمہ کلاصاریہ والقارن ہوا لجمع بین الحج والعمرۃ - و احرام بہما معا
 الاحرام بالجمۃ و احداث الوہا العمرۃ و عنہ دم الشکر لہ نعم اللہ علیہ من التوفیق لجمع بین ماویہ
 سفر واحد - (افتاویٰ اثباتا خارج ج ۱ ص ۲۴۵ الفصل التاسع فی القارن)
 و تمتع فی الجواز لائق ج ۲ ص ۲۴۵ باب القرآن ۔

الح قال الشیخ بن اہمام : اذا کان یوم القریۃ حرماً بالمیمن من المسجد حدایۃ وقت
 فتح القدر والمسد لیس بلام بل هو افضل ومکة افضل من غیرھا من الحرم ۔

(فتح القدر ج ۲ ص ۲۴۵ باب التمتع)
 و تمتع فی البحر اراؤنی ج ۲ ص ۳۹۳ باب التمتع ۔

حج تمتع کرنے والے کے لیے عمرہ کے بعد احرام کھولنے کا حکم | سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے

میں کہ پاکستان سے کچھ حجاج کرام حج تمتع کے ارادہ سے شعبان میں مکہ مکرمہ گئے اور عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو گئے اور رمضان کا مہینہ انہوں نے بیت المقدس میں گزارا، سوال کے جیسے جیسے زیارتہ نبوی کے ارادے سے مدینہ منورہ چلے گئے، واپسی پر پھر عمرہ کا احرام باندھا، تو اب عمرہ کرنے کے بعد انہیں احرام کھولنے کی اجازت ہے یا نہیں یا حج تک وہ اسی احرام میں رہیں گے؟

الجواب: مدینہ منورہ سے واپسی پر اگر کوئی شخص حج تمتع کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ علیحدہ دن احرام سے عمرہ مکہ کے بعد میں احرام کھول دے اور اس کے بعد حج کے لیے احرام باندھے جو کہ واجب ہے۔

قال ابن قیم المصنف: ونهريقيد احرامها بشهر الحج لانه يس بشوه لكن لو ادا اكثر طوافها في شرط طواف الاقل في رمضان مثلاً طاف بالاق في اشوال ثم حج من عاصه مكان متعمداً والبعو المرافق ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب الحج ۱۱

میتھائیس بنے والے کیلئے حج تمتع اور قرآن کا حکم | سوال: جو شخص میثقات کے اندر رہتا ہو اور حج

الجواب: قرآن اور حج ہر اس شخص کے لیے ہے جو میثقات سے باہر رہتا ہو لہذا جو شخص میثقات کے اندر رہتا ہو وہ حج تمتع اور قرآن نہیں کر سکتا وہ صرف حج یا صرف عمرہ کرے گا۔ قال العلامة الترمذی: وانكى ومن في حكمه اى من اهل داخل المواقيت يضره قطع ولو قرآن او تمتع به زوا سامو عليه دم جبر (توضیحات علی مصدر رد المحتار ج ۲ ص ۵۱۴ باب التمتع) ۱۱

۱۱۔ وفي عندية وليس من شرط التمتع وجود الاحرام بالعراق في اشهر الحج بل اذا وافىها او ادا اكرطوطها ۱۱۔ (الفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۳۹ ابواب السبع في القران والتمتع)

و مثله في التنازعانية ج ۲ ص ۲۳۱ الفصل العاشر في التمتع۔

۱۲۔ وفي الهندية وليس لاهل مكة تمتع ولا قرآن وانما هم الافراد جماعة كذا في احاديثه

كذلك اهل الحواشيت۔ (الفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۳۹ ابواب السبع في القران والتمتع)

و مثله في احاديثه ج ۲ ص ۲۳۱ باب القران والتمتع۔

حج تمتع کی نیت کرنے کے بعد حج قرآن کی نیت کرنا **سوال**۔ اگر کوئی شخص اپنا حج تمتع کرے اور حج قرآن کی نیت کرے تو حج تمتع کی نیت سے کفر ہو جائے گا اور ہاں پہنچ کر عمرہ کرنے کے بعد عید منورہ جا کر وہاں حج قرآن کی نیت کرے تو کیا شمس حج قرآن کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ماہجین کے نزدیک جب محرم سے نکل جائے تو اس کی حیثیت آفاقی کی ہوگی اب اگر وہ تمتع کی نیت کرے تو حج قرآن جائز ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ ان کے ہاں محرم سے نکل جانے سے نیت تمتع باطل ہو جاتی ہے اور اگر کسی نے نزدیک خروج حرم سے نیت تمتع اعلان نہیں ہوئی اس نے صحت سے دور ہے۔ حج قرآن کی نیت کرنا جائز نہیں البتہ موجودہ حالات کو مد نظر رکھ کر سامعین کو اسے کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے۔
قال علاء صفر اجل العثماني، وهو متبع عن حج من ماعہ وکذا امور من احب لافان حاجۃ فحرم لا یکون قرآن عند بل حنبلة وعباد فغن احدھا ولا یصل تمتعه لان الاصل عند ان غروجی شعرا لاجل الی غیر ہلہ لاقامۃ مکنہ کذا لہ یخرج وقون من مکنہ ام عندہما فکلی وجہ الی عندہما سیرہ بطلانہ۔ فقرا و اقرب من لبعات کان دارنا۔ زاداد احکام۔ بنی کتاب الحج

سوال۔ حج تمتع اور قرآن میں سے اختلاف کے بارے میں حج تمتع افضل ہے یا قرآن؟ کون سا حج افضل ہے؟

الجواب۔ حج کی تین قسمیں ہیں (۱) حج افراد (۲) حج تمتع (۳) حج قرآن۔ ان کے بارے میں ان تینوں میں سے حج قرآن افضل ہے اور قرآن کے بعد حج تمتع بہتر ہے۔

قال علاء المصنف: باب النحر وهو فضل الحديث ان في نية هر و ذو نابا ميقون قد راي انما عهد اهلوا بحجة وعبرة مع... تمتع تمتع تمتع الاموال۔

ابن المختار اصل صدر مرة المختار ج ۱ ص ۵۵ باب النحر کتاب الحج



بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ (حج بدل کے مسائل و احکام)

نفل حج میں حج بدل کی نیت کرنا ضروری نہیں | سوال: یہ کیا فرماتے ہیں علماء دین
والدعا سمعہ پر حج فرض نہیں تھا اور نہ نبیوں نے وصیت کی تھی، اب میں ان کے (بعض ثواب کیلئے)
نفل حج میں حج بدل کی نیت کروں یا صرف نفل حج کہ؟

الجواب: جب کسی پر حج فرض ہی نہ ہو تو اس کی طرف سے حج بدل بھی نہیں ہوتا لہذا
اس صورت میں آپ نفل حج ادا کریں اور اس کا ثواب اپنے والد کو بخش دیں۔

فَارِ الْعَلَامَةُ ابْنُ عَابِدٍ: (بِعِبَادَةِ مَا لَمْ يَجْعَلْ ثَوَابَهَا لغيره) ای سوا کائنات مخلوقہ اور
سوا ائمہ و اولادہ قرآن اور ذکر اور طواف اور حجاب و عسرة او غیر ذلک۔

رد المحتار ج ۲ ص ۵۹۵ باب: صحیح عن النبی مغلوب (فَرَادَا ثَوَابَ الْغَايِبِ)۔ لے

فوت شدہ آدمی کے لیے نفل حج کا ثواب | سوال: اگر ایک آدمی اپنے فوت شدہ
والد کے ایصال ثواب کے لیے نفل حج کرتا
تو کیا اس کو نفل حج کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: ہر نفل عبادت چاہے بذی ہویا نفل کرے اس کا ثواب کسی فوت شدہ
کو بخش کرنا صحیح اور ثابت ہے اور یہی بل مستند و اجماع کا عقیدہ ہے لہذا اگر کوئی شخص اپنے
فوت شدہ والد کے لیے نفل حج کرے اس کا ثواب اُسے بخش دے تو وہ ثواب اس کو پہنچے گا۔

تَلَى الْعَلَامَةُ ابْنُ عَجِيم الْبَاهِلِيُّ: فان من صام، وصلى، وصدق، وجعل ثوابه لغيره

لے قال ابن منذر بن عجم الباهلي: فان من صام، وصلى، وصدق، وجعل ثوابه لغيره من
الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابه اليهم عند اهل السنة والجماعة كذا في البدائع،

راجع لائق ج ۲ ص ۵۹۵ باب: الحج عن الغير۔

وَعَنْهُ: فَاَسَدُ يَتِي ۲۵۴ ابواب الرابع عشر في المنع عن الغير۔

من الاموات والاحیاء جازو یصل ثوابہا الیہم عند احسن استنہ و الجماعۃ کذا فی البدائع ۔
 والبحر الرائق ج ۳ ص ۵۹۸ باب الحج عن الغیر ملہ

نفل حج کے لیے والدہ سے اجازت لینے کا حکم **اسموائی** :- کیا فرماتے ہیں علماء کلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی سعودی عرب میں مقیم ہے وہ اپنی بوجہ والدہ کے لیے نفل حج کرنا چاہتا ہے جو کہ پاکستان میں رہتی ہے، کیا اسے اپنی والدہ سے اجازت لے کر پاکستانی سے سفر حج اختیار کرنا ہوگا یا سعودی عرب سے ہی والدہ کی طرف سے حج ادا کرے ؟

الجواب :- حج بدل فرضی میں اس مکالمہ سے برکت حج جانا ضروری ہے جہاں پر رہتا ہو البتہ اگر کوئی کسی کی طرف سے نفل حج کا ارادہ کرے تو اس میں اجازت لینا ضروری نہیں اور نہ ہی صورت مشورہ کے مطابق پاکستان آنے کی ضرورت ہے، لہذا آپ اپنی والدہ کی طرف سے بغیر ان کی اجازت کے سعودی عرب سے ہی نفل حج کر سکتے ہیں ۔

وفد المہندیہ : الکامر بالحج فلا یجوز ، حج الغیر منہ ینال مرد الکامل و اسما ۔
 ہندیہ نفل الحج لتصل تجوز النیابۃ حالۃ التقیۃ ، ذاب النفل اوسع کما فی سراج الوہاج ۔ (التاوی المہندیہ ج ۱ ص ۲۵۵)
نفل حج کے لیے پاکستان آنا ضروری نہیں **اسموائی** :- اگر کوئی آدمی اپنے خوشہ والدین یا کسی رشتہ دار کے لیے نفل حج کرتا ہے اور وہ ابوظہبی میں طائرہ ہے تو کیا وہ ابوظہبی سے ہی نفل حج کر کے جاسکتا

لے ان الاثنان ان یجعل ثوب علیہ لغیرہ صلوة کان اوصوماً او صدقۃ او نفل ہل یحج ۔ الحج (التاوی المہندیہ ج ۱ ص ۲۵۵) باب الرابع عشر فی الحج عن الغیر

وَمِنْهُ فِي التَّائِيَةِ ج ۲ ص ۵۴۵ الفصل الخامس عشر فی الرجل یحج عن الغیر ۔

لے تالہ علامۃ ابن نجیم المصنوع : وانما شرط غیر المذنب للحج الفرض کا النفل لجواز کلاہۃ مع التقدرۃ فی حج النفل لأن المقصود منہ الثواب ۔

(البحر الرائق ج ۳ ص ۶۲۲ باب الحج عن الغیر)

وَمِنْهُ فِي التَّائِيَةِ ج ۲ ص ۵۴۵ الفصل الثامن عشر فی الرجل یحج عن الغیر ۔

ہے یا اس کے لیے پاکستان آنا ضروری ہے ؟

الجواب : کسی قوت شدہ کے ایصال ثواب کے لیے نفل حج ممنوع نہیں اور اس کے لیے صورت مسئلہ کے مطابق ابو نعیم سے پاکستان آنا ضروری ہے بشرطیکہ قوت شدہ آدمی نے وصیت نہ کی ہو تو قوت شدہ کی طرف سے نفل حج کسے والا یہاں بھی ہو دین سے نہ مکرمہ جاکر کسے تو صحیح ہے کیونکہ نفل حج کی صورت میں تو مسع ہے البتہ حج بدل وصیت کی صورت میں ہو تو پھر پاکستان آنا ضروری ہے ۔

وفی الهندية : فتح الحج : انفل تجوز بایة حال القدرة لان باب النفل اوسع کما فی السراج الوهاج ۔ (الفتاویٰ الهندیة ج ۱ ص ۲۵۲ باب الرابع عشر فی الحج عن الغیر) ۔
سوال : کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غریب آدمی سے حج بدل کر لیا جائے ؟
الجواب : ہاں کیسے بھی ہے ، کیا کسی غریب زاد کو جس نے خود حج نہیں کیا ہو حج بدل کے لیے بھیجا جائے یا کسی کیلئے کسی ایسے شخص کا تقاب ضروری ہے جس نے خود حج کیا ہو ؟

الجواب : بہتر ہے کہ حج بدل کے لیے کسی ایسے آدمی کو بھیجا جائے جس نے خود فریضہ حج ادا کیا ہو لیکن اگر جو داس کے اگر ایک غریب و نادار شخص کو حج بدل کے لیے بھیجا جائے تو اس سے بھی حج بدل ادا ہو جاتا ہے اور اس شخص پر حج فرض نہیں ہوتا ۔

وفی الهندية : ولا تفصل لافسان لا زاد من نفسه اذ حج رجلاً فلا حج عن نفسه ومع هذا لو حج رجلاً لم یج عن نفسه بحد الاسلام بخلافه لا یفصل من نفسه الا انما فی الیوم ۔ (البہرہ ج ۱ ص ۲۵۲ باب الرابع عشر فی الحج عن الغیر)

۱۔ قال الامام ابن نجیم (رحمۃ اللہ علیہ) : وما شرطه اذ جز الخويلع بن عمرو نجواً لا انا بة مع القسرة فی حج النفل لان المقصود منه الثواب ۔

(البحر الرائق ج ۳ ص ۲۳۲ باب الحج عن الغیر)

فرضہ فی التاتاریخانیة ج ۲ ص ۲۵۲ الفصل الخ من عشر فی الرجل یحج عن الغیر ۔

۲۔ قال ابن سیدین (رحمۃ اللہ علیہ) : علی ان انقطع هو الاصلیة دون اشتراط ان لا یكون المأمور قد

حج عن نفسه ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۲ باب الحج عن الغیر قبل مطلب فی حج الغیر)

فرضہ فی التاتاریخانیة ج ۲ ص ۲۵۲ الفصل الخ من عشر فی الرجل یحج عن الغیر ۔

حج بدل میں امر کی اطاعت کا حکم | سوال :۔ جب کہ عمر کو حج بدل کے لیے بھیجا، عمر نے عیسا سے عمر کی نیت کر لی اور جب حج میں پہنچا روزہ رکھنے لگا تو عمر نے نیت کی طرف سے حج بدل کے لیے، حرام یا نہ کرنا فعل حج اور ایسے قرآن یا خیر یا نہ کیا حج بدل ادا ہو گیا یا نہیں؟

الجواب :۔ حج بدل کرنے والے کے لیے عمر کے حکم کی اطاعت ضروری ہے۔ عمر مشہور کے مطابق جو عمر نے رکھنے کے لیے نیت کی مخالفت کی ہے، اس لیے اس صورت میں نیت کی طرف سے حج بدل ادا نہیں ہوگا۔ تندرہ سال تک عمر کو یہ پہلے دوسرے حج کرنا پڑے گا۔

تاکلین عابدین :۔ اثنی عشرین بعد من بیقات تسوا عشر و قد حج بالغ مشرح من مکلف لا یجوز، ویقین :۔ رد المحتار ج ۲ منہاج باب الحج عن التعلیل :۔

حج بدل میں عمر کی نیت کا حکم | سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حج بدل میں عمر کی نیت صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی شخص نے حج بدل میں عمر کی نیت کر لی تو اس سے حج پس صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب :۔ حج بدل میں عمر کی نیت کرنا اس وقت ضروری ہے جب کہ عمر نے دوسرے کو حج افراد پر ماحول کیا ہو، جو عمر کے بعد سے بلا دین حج قرآن تمتع و افراد تینوں کو حج کہا جاتا ہے و اگر عمر کی طرف سے تینوں کی اعانت ہو تو ہے لہذا تمتع کر سکتا ہے، بہتر یہی ہے کہ عمر سے اس کی تفسیح کر لی جائے۔

وفاء المحدثین :۔ واداء غیرہ بالافردیۃ و لو بعد فمقرن خصوصاً فی قولہ فی حقیقۃ و قال یروى
و محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ عن اقریب :۔ و الاداء بالافردیۃ ج ۱ ص ۲۵۹ ابتداء من عمر فی قولہ فی حقیقۃ

نحو قول المصنف :۔ واداء بالافردیۃ بالجمع فاعلموا ان حج من مکلف خصوصاً فی قولہ
فواہم :۔ واداء فی التاتاریخ نیت ج ۲ ص ۲۵۹ الفصل الخامس عشر فی الیوم یحج من غیر :

و مشی فی المحدثین ج ۲ ص ۲۵۹ ابواب اربع عشر فی الجمع عن التعلیل
کے قال ابن عابدین :۔ فلو نذر الافراد فمقرن تمتع و یوجب تمتع عنہ و یحق منقطعۃ
رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۹ باب الحج من غیر مطلب شرط العزم من بعد حشر و من

و مشی فی التاتاریخ نیت ج ۲ ص ۲۵۹ فصل ثامن عشر فی الرجل یحج عن غیر۔

حرم حریمیت سے دوبارہ حج بدل کا اعزاز ممانعہ سے حج بدل ادا ہو جائے گا یا نہیں ؟
الجواب :- ممانعہ کے لیے امر کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے افعال حج ادا کرنے یا نہیں
 اس لیے اگر آخرتے ممانعہ کو حج تمتع کی اجازت دی ہو تو بنا بر تحقیق امر کا ذکر غارش ہوگا ورنہ نہیں۔
 قال العلامة علاء الدین المصطفیٰ : ان ادن لہ الامر بالبقران والتمتع والافحاح
 مخالفًا۔ (الفتاویٰ المختارہ ج ۲ ص ۲۱۱ باب الحج عن الغیر) لہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس
 حج بدل میں خرچہ امر کی طرف سے ضروری ہے | مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت پر
 حج فرض ہے اور اس حرمیت بنا بر صفت اپنے بیٹے کو رقم دے کر حج بدل کے لیے روانہ کیا ہے
 کیا ممانعہ ہو کہ امر کے مال سے ہی حج کرنا ضروری ہے یا اپنی طرف سے بھی کچھ خرچ کر سکتا ہے ؟
الجواب :- حج بدل میں ضروری ہے کہ خرچہ امر کی طرف سے ہو عورت مشمولہ کھائی
 اس بیٹے کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ اپنی والدہ کے لیے حج بدل کر رہا ہے تو خرچہ بھی والدہ
 کے مال سے کیے گا تاہم اگر حج فرض نہ ہو تو نفلی حج میں تو صحیح ہے ۔

وقد ائتمنتہ۔ ومنہا ان یکون الحج بمال المحجج عنہ فان تعلق العجاج
 عنہ بمال نفسه لم یجز عہ حتی یحج بمالہ۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۲۵۶) ابواب الحج فی الحج عن الغیر
سوال :- کیا
 حج بدل میں اپنے لیے حج کرنا اور کسی دوسرے کو حج بدل کیلئے مقرر کرنا | فرماتے ہیں علماء
 کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نیکو نے عمر کو اپنی والدہ کی طرف سے حج بدل کھیلے کہا تو عمر نے

لہ قول العلامة الانصاری : دیوا امرہ بالحج فاعترضتم حج حرم منک ذہو مخالف فی
 قولہم۔ (الفتاویٰ النادر الخاتیہ ج ۲ ص ۵۵) انفس لخاص عشر فی الرجل یحج عن الغیر
 ورجلہ فی الہندیہ ج ۱ ص ۲۵۵ ابواب المراجع عشر فی الحج عن الغیر۔

۲ قال ابن حجر : ان تعلق من رجل بالطلاق الرجل المنطوق فہما غلو۔ وہ صرح قاضی خان بقولہ
 اذا احیی بالکحج عنہ بمالہ فحج عنہ انوارہ اولاً جنسی لا یجوز یعنی لا یجوز عن قریب الیت
 ولا ذلہ ثواب ذلک الحج۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۱) باب الحج عن الغیر مطلقاً علی التام دون الاستسناد لحداء

۳ مشکۃ فی البحار ص ۲۱۱ ج ۳ باب الحج عن الغیر۔

سے کہا کہ آپ کا مدد و رفت کا خرچہ مجھ سے دینی میں مکمل کر دے میں کسی آدمی کو حج بدل کی کے لیے مقرر کر دیا گا اور ان پیسوں سے میں اپنی جانب سے حج کر لوں گا۔ تو کیا یہ طریقہ درست ہے؟

الجواب ہر حج بدل میں امر کے وطن سے جانا ضروری ہے اس لیے صورتِ مسئولہ میں طریقہ مذکورہ صحیح کرنا غیر مشروع ہے اور نہ ہی اس طریقہ سے حج بدل ادا ہوتا ہے اور زید کی والدہ و خرمی فارغ نہ ہوگا۔

قال العلامة محمد امین الشہید باہن مابین رحمہ اللہ ، الحادی عشر ان یحج عنه منہ ووطنہ ان التبع الثالث والا فصح حیث یبلغ ۔

زاد المختار ج ۲ ص ۲۸۱ باب الحج عن الغیر مطلق شرط الحج عن الغیر)۔

سوال کیا فرماتے ہیں سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے حج بدل ادا کرنا صحیح نہیں؟

اس سوال کا جواب ہے کہ اگر کسی پر حج فرض ہو چکا ہے لیکن سفر کی تکلیف اور تھکاوٹ کی وجہ سے وہ حج بدل کرنا چاہتا ہے، کیا یہ حج بدل صحیح ہوگا۔

الجواب۔ اگر کسی پر حج فرض ہو جائے تو حج کی ادائیگی کسی شخص پر ضروری ہے مگر تھکاوٹ کی وجہ سے حج بدل نہیں کر سکتا کیونکہ حج بدل کے لیے فقہاء کرام نے جو شرائط ذکر کی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں، اور کہ خروج عن مواسم الحج سے خود عاجز ہو جائے یا کہ یہ عمر موت تک قائم ہو وغیرہ، چونکہ صورتِ مسئلہ میں یہ شرائط مفقود ہیں اس لیے حج بدل نہیں کر لیا جاسکتا۔

قال علامۃ المصنفین لکن بشرط دوام العجز عن الموت وبقیۃ الحج عنہ ہذا اذا کان المرض یرمی زوالہ۔ (الزاد المختار ج ۲ ص ۲۸۱ باب الحج عن الغیر)

لے رجل او مری ان یحج عنہ فالحج عنہ کمالاً لای بلغ الکوفۃ ملت لوسریت ففقد وقد اتفقوا
فانہ یحج عن التبت عنزلہ بثلث ما یقی ۔ (جامع المعصیر ص ۲۸۱ باب الحج

فی مکہ فی التارخانیۃ ج ۲ ص ۲۸۱ الفصل السادس عشر فی الوضیۃ بالحج ۔

تہ فی الحدیث ، ومنہا ان یكون المعوج عنہ عاجز من لادار وعلیہ استلامۃ العجز من الجن لایحج
ان دلت الموت ۔ (الفتاویٰ الحدیثیۃ ج ۱ ص ۲۸۱ الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر

ووضیۃ فی التارخانیۃ ج ۲ ص ۲۸۱ الفصل الخامس عشر فی الرجل یحج عن الغیر

سوال :- ایک شخص حج بدل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے شرط کیا
حج بدل کی شرائط؟

الجواب :- فقہاء اسلام نے اس مسئلہ میں اتفاق کے لیے کتب فقہ میں متفق باب
(باب فی الحج عن الذیہ) نوٹ کر لیا ہے جس میں حج بدل کی شرائط ذکر ہیں اور ان شرائط کے
تحت حج بدل کیا جاتا ہے اور مست ہے وہ نہیں اور وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں :-
۱۔ منجور عن خود دانہ حج سے عاجز ہو اور وہ مال کا مالک ہو کہ وہ حج کرنے سے عاجز ہو
اور عمر موت تک قیام ہو کہ امر یا حج ہو کہ حرام کے وقت نیست حج کی طرف سے ہو
۲۔ امور کا حج مجموعہ کے مال سے ہو۔

۳۔ انہندیہ: ومنہا ان یکون المحجوج عنہ عاجزا عن الاداء ومنہ استدانة
الغير من وقت الاحتجاج انی ایت۔ موت ومنہا الامور بالجمع ومنہ نية المحجوج عند
عند الاحرام: ومنہا ان یکون اما مورثا له۔ رافعا لہ ہند یہ ہوا ^{۲۵۵} اس آریہ عن غفرانہ من غیر
سوال :- ایک آدمی پر حج فرض تھا مگر اس نے
وجہت کے بغیر حج بدل کا حکم

حج بدل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
الجواب :- اگر کوئی شخص وفات پائی اور اس پر حج فرض ہو چکا تھا مگر اس نے من جماعت
اداء کیا اور مدت وقت وجہت جی نہ کی تو اب اگر اس کے کوٹنا اپنی خوشی سے جیت کے
طرف سے حج بدل کریں تو جائز ہے اور اس کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی طرف سے
قبول فرما لیں گے۔ مگر نیست کی وجہت ضروری ہے۔

کتاب الہندیہ: من علیہ الحج اذ مات قبل ان یعمد وجہت یا تم بلا خلاف
وان احت۔ الوارث لہ حج عند غیرہ ذمت۔ شاء اللہ تعالیٰ۔ کذا ذکر یوحییٰ فقہ حنفیہ
سلیہ ذاب۔ مات عن وجہت کلا یقط الحج عنہ وذا حج عند یحییٰ عندناستجماع

۱۔ فقہ الحنفیہ: لیکن بشرط دوام: معجز الی الموت ونیۃ الحج عنہ ہذا اذا مات
ان وجہت جی ذوالہ الخ (در المختار علی منہر الدر المختار: ۲۵۵ باب الحج عن الغير)
وتمت فی کتابہ خانہ ج ۲ ۵۵۵۔ الفصل الخامس فی الزجیل بحج عن الغير۔

اور حج بدل کے بعد اس کا فہرہ کبھی بھی وقت ختم ہو جائے تو باقی ماندہ زندگی میں اسے دوبارہ حج کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حج بدل کے لیے عجز مرضی کا دائمی ہونا ضروری ہے اگر مرضی دائمی نہ ہو تو اس کی طرف سے حج بدل ادا نہ ہوگا، چرکہ صورت مشروطہ میں اس شخص کا مرضی تا موت دائمی تھا بلکہ مرنے سے پہلے پہلے ہو گیا تو اس پر دوبارہ خود حج کرنا لازمی ہے حج بدل سے ذمہ فارغ نہ ہوگا۔

وفي العتدية، ومنها استدلاله العجز من ذنبت الايجاج الى وقت الموت هكذا في
ابن ابي عمير حتى وارجح عن نفسه وهو من يرضى يكون مريضاً فان مات اجزاً، وان تعاقب
بطل - ر. الفاضل في الهدى ج ۱ ص ۵۸ الباب الرابع عشر في الحج عن الغيب -

حج بدل کے بعد منذورہ عشرہ ادا کرنا | **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ
کے بارے میں کہ زیر نے عمر کی نذر مانگا ہے
دینی اثنا زیر کسی آدمی کے لیے حج بدل کرنے کے لیے گیا تو حج بدل ادا کرنے کے بعد زیر نے
اپنا منذورہ عشرہ ادا کیا تو کیا زید کا یہ عمرہ صحیح ٹھہرا یا نہیں؟

الجواب: ا۔ بظاہر اس نے ارادہ کا احترام کیا ہے، کیونکہ اس نے اولاً حج بدل
ادا کیا ہے اور اگر مکہ تکم کی کوئی مخالفت نہیں کی اس لیے زید کا یہ عمرہ ادا کرنا صحیح ہے اور اس
سے زید کا ذمہ فارغ ہو گیا۔

قال العلامة عالم بن عبد الله الانصاري: ۴ ابن جماعة عن محمد بن المعلى موصوف
بالحج اذا حج عن الامر ثم احرم بعذر يتفق من مال نفسه ما دام معتصماً فاذا انفق
من مال الاكسور - والفاضل في التاتارغانية ج ۲ ص ۵۹ الفصل الخامس عشر في الحج عن الغيب -

لے قال ابن نجيم: وان كان مريضاً عجزى زوطاً فاحج فالا عزم على ذوق استمر العجز الى
الموت سقط الفرض والا لا - (البحر الرائق ج ۲ ص ۵۸ باب الحج عن الغيب)

وَبُذِّلَتْ فِي الْمَذْذَبِ عَلَى صَدْرِهِ الْمَذْذَبِ ۲ ص ۵۹ باب الحج عن الغيب -
لے قال ابن عابد: رقت هذه العبارة فيمن غلقاً ولو اوجروا بالصورة فاعتصم ثم حج عن
نفسه لم يكن مخالفاً لحدود ما اذا حج ولا اثم اعتبر - (رد المحتار ج ۲ ص ۵۸ باب الحج عن الغيب)
وَبُذِّلَتْ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۳ ص ۵۸ باب الحج عن الغيب -

والدین کی طرف سے حج کرنے میں زیادہ ثواب ہے | سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین

اداکر نے مکہ پہنچنے پر نفل حج کرنا افضل ہے یا والدین کی طرف سے حج کرنا افضل ہے ؟
الجواب :- اگر والدین پر حج فرض نہیں تھا تو اپنے لیے نفل حج کرنے کی بجائے والدین کی طرف سے حج کرنا افضل و اوی ہے اور بعض امارت میں دس گنا کی زیادہ آئی ہے ۔

قال العلامة المسکتی رحمہ اللہ : بخلاف ما لو اهل عن ابویہ او غیرہما من الادب
 حال کو نہ متبرعا فعبی بعد ذلک جائز لانہ متبرع بالتواکف جعلہ ککثرہما اولہما و قال لود
 من حج عن ابویہ فقد قصی عنہ حجۃ فکان لہ فضل عشر حجج و بعث من لا یؤد ۔

رد المحتار ج ۲ مشق باب الحج عن الغیر ص ۷۷

درم تہنوع و درم قرآن آمر ہے یا مامور ہے | سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے
 میں کہ اگر کسی میت کی طرف سے حج بدل میں تہنوع یا
 قرآن کی نیت کو کہ کیا اس کا حج ادا ہو جائے گا یا نہیں اور کم کس پر واجب ہوگا ، آمر ہے یا مامور ؟
الجواب :- اگر آمر ہے حج تہنوع یا قرآن کی اجازت نزدیکی ہو تو اس کا حج ادا نہ ہوگا اور اگر
 اجازت دی ہو تو حج ادا ہو جائے گا مگر درم تہنوع یا قرآن مامور ہے ہوگا آمر نہیں ۔

قال المسکتی : و درم القرآن و التہنوع واجب علی الحاج ان اذن لہ لایس بالقرآن و التہنوع
 و الا فیصدیرہما لافعیہن ۔ رد المحتار علی صد رد المحتار ج ۲ ص ۷۷ باب الحج عن الغیر ص ۷۷



لہ قال القی علی اللہ علیہ وسلم من حج عن ایہ و من یفعل ففعلی عنہ حجۃ و کان لہ فضل عشر
 حجج ۔ رد المحتار ج ۲ ص ۷۷ مشق باب الحج عن الغیر
 و یشتق فی البحر المحیط ج ۳ ص ۷۷ مشق باب الحج عن الغیر ۔

لہ قال ابن قیم : و درم الحمار علی الامر و درم القرآن و التہنوع واجب علی الحاج و انما وجب درم
 القرآن علی المامور ، باعتبار انہ وجب الشکر و فقه اللہ قال من اجمع بین المسکین ۔

و البحر المحیط ج ۳ ص ۷۷ باب الحج عن الغیر

و یشتق فی التنازع فیہ ج ۲ ص ۷۷ مشق الفضل الخامس عشر فی الرجل یحج عن الغیر ۔

حرم نہ ملنے کی صورت میں عورت رجم بدل بھی نہیں کر سکتی **سوال** اگر کسی مرد و عورت کے پاس ان کا مال ہو کر وہ اپنا اور عرم کا خرچہ کر سکتی ہے مگر اس کو کوئی ایسا عزم نہیں مل رہا کہ اس کے ساتھ رجم ادا کرنے کے لیے جائے تو کیا یہ عورت رجم بدل کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- عورت پر رجم کی فرضیت کے لیے عزم کا ہونا شرط ہے بغیر عزم کے عورت پر رجم فرض ہی نہیں اگرچہ اس کے پاس مال زیادہ ہو، اس لیے اس عورت پر رجم بدل کرنا بھی لازمی نہیں۔

قال العلامة المحقق، ومع زوج أو محرم ولو عبداً أو ذمياً أو برصاعاً بالغ قیاساً سہلاً۔
قول ابن عابدین، تحت قوله ومع زوج أو محرم، هذا وقوله ومع عدم عدو علیہا
شرطان مخصصان بالمرأة الذی (رد المحتار ج ۲ مشکا کتاب الحج ص ۳۵۰)

رجم بدل ادا کرنے کے بعد ماحور وطن واپس نہ آئے تو رجم کا حکم **سوال** اگر کوئی شخص کسی رجم بدل ادا کرنے کے بعد ماحور وطن واپس نہ آئے تو رجم کا حکم کی طرف سے رجم بدل ادا کرنے کے لیے سعودی عرب یا دیگر مکرر جلا جائے اور رجم ادا کرنے کے بعد واپس وطن نہ آئے بلکہ وہیں رہے تو کیا اس طرح رجم بدل ادا ہو جائے گا؟

الجواب :- رجم بدل میں آمر کے حکم شہر سے جانا ضروری اور شرط ہے رجم ادا کرنے کے بعد آمر کے وطن واپس آنا ضروری نہیں اس لیے اگر کوئی رجم کے بعد وہیں مقیم ہو جائے تو رجم بدل ادا ہو جائے گا، اقامت اختیار کرنے سے رجم متاثر نہ ہوگا، البتہ بہتر یہ ہے کہ واپس آجائے۔

لائق الہندیہ: ولو رجم رجل یؤدی الحج و یقیم بکفة جاز ولا فضل الا یحج و یرجع و اذ
فدخ المامور بالحج و نوى الإقامة بکفة عشرين يوماً فصاعداً أو ففوق من مائة نكفة ولا نفقة
من مائة الأمر یضمن۔ (نور المحتوی الہندیہ ج ۲ مشکا ابواب رابع سفر فی الحج و عمرہ ص ۷۰)

الحالہ علامہ عبد اللہ بن سعود و دہنوی، ولا یجوز للمرأة أن تزوج أو تحرم إذا كانت سفراً نفقة المعسر علیہ
و فی شہرہ و اید من العقل و البین و لا یجوز ان یسیر و لا یسیر عن نفسه۔ (مستند علی الخارم کتاب الحج ص ۱۰۰)
علیٰ قال المذنب الذی رجم و رجلا یؤدی الحج و یقیم بکفة جاز ذلہ فرض الحج صار محکماً بالانطلاق من
انفعاله و لا فضل ان یرجع ثم یعود ابعد لان الماصل الامر لو ان نفقة فیسما كانت نفقة اکثر
فان الشوب اکثر۔ (رد المحتار ج ۲ مشکا کتاب الحج، فعل فی الذی یرجع و انقیات ۱)

سوال :- اگر کوئی شخص کسی نوع افراد کرنے حج افراد پر مامور شخص اپنے لیے عمرہ کر سکتا ہے

کے بعد اپنے لیے عمرہ کرے تو کیا یہ حج بدل جائے یا نہیں؟
الجواب :- سائل میں حج بدلنے کے اندر یہ ضروری ہے کہ مامور اپنے آمر کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرے، مامور مسئول میں مامور نے چونکہ اپنے آمر کے حکم کو پورا کیا ہے اور بعد میں اپنے لیے عمرہ کیا تو اس سے آمر کو عرف سے حج پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ حج اور عمرہ دونوں درست ہیں تاہم اس عمرہ کا خرچہ مامور کے فتنے واجب ہوگا۔

فما قال الشيخ عبد الرحمن الجزائري رحمه الله تعالى: ما من أمره بالعمره ففعلها وعمره واعتمر عنه فخرج من نفسه وأمره بالحج فخرج عنه فخرج عن نفسه فذلك يجوز ويجوز في الصلوة في الصور الأولى والحج في الصورة الثانية من المستتيب ألا أن نفقه قلنا نعم فخرج من نفسه في الأولى والعمره من نفسه في الثانية فلم يمس في ماله .

کتاب نفقه علی المذہب الاذبعۃ ج ۱ کتاب الحج ص ۱۷۷

سوال :- حج کے منافی عمل سے فساد حج کی صورت میں حج کا خرچ کس پر ہوگا؟

اگر مامور سے ہو جائے کہ جس سے حج فاسد ہوتا ہے تو اس حج کا خرچہ آمر پر ہوگا یا مامور پر؟
الجواب :- اگر حج میں فساد قوت عرفہ سے قبل آیا ہو تو مامور آمر کے خرچے کا ضامن ہوگا اس لیے کہ مامور اس فساد کا سبب بنا ہے اور اگر قوت عرفہ کے بعد فساد آیا ہو تو مامور ضامن نہ ہوگا اس لیے کہ وہ حج کا رکین اعظم ادا کر چکا ہے۔

فما قال الشيخ عبد الرحمن الجزائري رحمه الله تعالى: وإذا فعل المأمور ما يفسد الحج فإن كان ذلك قبل الوقوف بعرفة فإنه يضمن انفسال للمنيب وإن كان ذلك بعد الوقوف فلا يضمن لانه أدى الركن الأعظم وهو الوقوف

لما قال العلامة عالمي: العادة لا تمنع، ولو أمر بالعمره ففعلها ففعل الحج من نفسه لم يكن غافلاً... (الفتاوى التاتارخانية ۳۳۳ ص ۱۷۷) الحج عن الغير
 ومثله في نفقه المصداق والدلت ۳ ص ۱۷۷ باب اتيانها في الحج، ر.

وکن تکفاره جنایة تعجب علی المأمور لانه سببها

کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه ج ۱ ص ۵۸ کتاب الحج

کیا حج افراد پر مامور شخص تمتع یا قرآن کر سکتا ہے یا نہیں؟
اسوال: اگر امری نے حج تمتع یا قرآن کر سکتا ہے یا نہیں؟
افراد کا حکم کیا ہو اور مامور

حج تمتع یا قرآن کرے تو اس حج کا کیا حکم ہے؟

الجواب: مامور میں ہر وقت امر کے حکم کا تابع ہے اگر امر نے صرف افراد کا حکم دیا ہو تو مامور کو صرف حج افراد کرنا چاہیے، اگر اس نے امر کے حکم کے خلاف حج تمتع یا قرآن کیا تو حج مامور کی طرف سے ادا ہوا اور مامور امر کی رقم کا ذکر دار ہوگا، تاہم اگر امر کی طرف سے ٹکلی اختیار ہو کہ مامور صحت قسم کا حج کرنا چاہے کر سکتا ہے تو اس صورت میں مامور بھی حج ادا کرے گا وہ امر ہی کی طرف سے ہوگا۔

قال الشيخ عبد الرحمن ابن عثيمين رحمه الله: ومنها عدم مخالفة ما شرطه المستحب؛ فلو أمر بالافراد فحج عنه الغائب قاتنا او متشعرا لم يقع عنه ويقضى لفقه التي صوّفت له. كتاب الفقه علی المذاهب الاربعه ج ۱ ص ۵۸ کتاب الحج

اسوال: حج بلایم مامور کا بدینہ مندرجہ جلتے کے لیے امر کی رقم سے خرچ کرنا
ما مامور پر واجب ہوگا یا مامور پر یا امر پر؟ کیا مامور امر کے مال سے اس امر کے لیے خرچ کر سکتا ہے یا نہیں؟

الحمد لله العلامة عالم بن العبد الانصاري: قال ابو يوسف: الحج من الغيرة الفدية قبل الوقوف عليه ضمان الثقة وعليه الحج الذي اشد وعسرة وجهه لا كفوفات الحج
يضمن لانه أمين وعليه ضمان الثقة وحج عن النعم والعتق انما اذنه ج ۱ ص ۵۸ الحج عن الغير
ومثله في الهداية ج ۱ ص ۲۴ الحج عن الغير

الحمد لله العلامة عالم بن العبد الانصاري: واذا أمر غيره بالافراد بجهة او جهة فقره فموقوفات خاصه. الفتاوى المتنازع فيها ج ۲ ص ۵۳ الحج عن الغير
ومثله في الفقه الاسلامي وادلته ج ۲ ص ۵. النجاة في الحج

الجواب: سچ سے پیسے یا بعد میں طیبہ یا ناچونکہ زعفران سے نہ واجب، اس لیے
اگر کسی پر زکوٰۃ کے بغیر یا موراثہ کے مال سے خرچہ نہیں کر سکتا بلکہ کسی خرچے کو خود برداشت
کرے، ان کو اگر کسی ابتداء میں ہو تو پھر کسی کے مال سے خرچہ کرنا جائز ہے۔

قال شيخنا وعبد الرحمن رحمهما الله: ولو من بيت بعد عمر فاحرم بالغير واعتبر
ثم الحرام بالحج عن نفسه، لم يكن حي ثلثاً لأنه قبل ما هو به، وهو، والعبرة
وحقيقة عن نفسه بعد ثلثاً باستغفاره بعد حل آخر من الشجاعة وغناه، لكن
الشفقة في حجة تكون من ماله لأنه عمل بنفسه.

والفقہ الاسلامی وذلک ۴۴ ص ۲۸ کتاب الحج ۱۸

سچ بدل میں نیت امر کی طرف سے ہوگی سوال: سچ بدل میں نیت امور اپنی
طرف سے کرے یا امر کی طرف سے کرے؟

الجواب: جب ایک آدمی کسی دوسرے کی طرف سے حج میں کرنا چاہتا ہو تو اس
باندھ کر اس کی طرف سے نیت کرے اور کسی کہے وقت امر کرنا مکرر تکرار ہے۔

لما قال العلامة عبد الله بن مودود الموصلي رحمه الله: ومن حج عن غيره
وابتغى الحج عنه ويقول ببيتك بحجة عن فلان.

راختار علی صدر الاختیار رحمہ اللہ باب الحج عن الغير ۲۷

سواء قال بغيره أو قال: حج عنه، فمقتضى ما يقتضيه اللفظ من الحج عن الغير
من اعتبار من على ذكره في اللفظ من مقتضى ما يقتضيه اللفظ من الحج عن الغير
تفسير ولا سراغ وانها وجاهاً كما في غيره...

حاشية الشافعي على تبيين الحقائق ۴۴ ص ۲۸ باب الحج عن الغير

ثم قال العلامة علاؤ الدين الحصن رحمه الله: وبشرط نية الحج
عنه، من الأمر فيقول احرمت عن فلان وليت من فلان
ونسي اسمه فتوى عن الأمر صريح وتكفي نية القلب.

الدر المختار علی صدر الاختیار ۴۴ ص ۲۸
باب الحج عن الغير

باب الجنایات (حج میں غلطی کرنے کے مسائل)

سوال دو ایام حج میں ایک آدمی کے ساتھ
ہجرت کی وجہ سے دم واجب ہونے کا حکم | اپنی عورت ہو اور وہ رمی بھار کی استطاعت
نہیں رکھتی ہو اگر یہ عورت اپنے شوہر پر رمی ہجرت میں وکیل مقرر کرے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟
اور اس پر دم واجب ہے یا نہیں؟

الجواب دو ایام حج میں رات کے وقت تک بارگاہ میں کوئی وقت نہیں ہونی اس لئے بلا مذکر رمی
اس کو ترک کرنا اور کسی کو وکیل بنانا واجب و مہربانہ صورت مسئلہ کے مطابق اس عورت پر
دم واجب ہے۔

وفی الحذیثہ: وبتورت لجبارکلماء رمی واحدًا أو جموعًا عقبة يوم النحر فعليه
شاة واحدة. (مشکوٰۃ ص ۲۴۰) الباب الثامن فی الجنایات. (نصیر الخاسر) ص ۱۷۷

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس
حجۃ العقیبہ کی رمی بلا مذکر شرعی چھوڑنے کا حکم | مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی یا مہاجر میں
شرعی مذر کے بغیر حجۃ العقبہ کی رمی چھوڑ دے تو کیا اس پر دم واجب ہے یا نہیں؟
الجواب رمی بھار واجبات تک میں سے جتنے بھی مگر چھوڑ دینے سے دم واجب ہو جاتا
ہے لہذا جس شخص نے حجۃ العقبہ کی رمی ترک کر دی اس پر دم لازم ہے۔

وفی الحذیثہ: وبتورتك ایما ركضها في واحدًا أو جموعًا عقبة يوم النحر. (نصیر الخاسر)
شاة واحدة. (مشکوٰۃ ص ۲۴۰) الباب الثامن فی الجنایات. (نصیر الخاسر) ص ۱۷۷
الحال المرغوب فی قوم تشریح بخاری (۱) ص ۱۸۷ (۲) ص ۱۸۷ (۳) ص ۱۸۷ (۴) ص ۱۸۷ (۵) ص ۱۸۷
وہیکل فی رد المحتار ص ۲۵۵ باب الجنایات۔

لے قل الحذیثہ: وبتورتك ایما ركضها في واحدًا أو جموعًا عقبة يوم النحر. (نصیر الخاسر)
رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب الحج باب الجنایات

وہیکل فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۳ باب الجنایات۔

کے تحت لکھے ہیں: والذی حج لہ افضل ویجب علی القاری واستمع -

والذی حج لہ افضل صدر رقمہ ۲۶۷ فصل فی الاطعام وصیۃ المنذر، مطلب فی رمی جمرہ اقصیٰ، اے

احقرم کی حالت میں سنے ہوئے کپڑے پہننے کا حکم | سوال - کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں نہ اگر ایک آدمی

جج کے دوران سے ہوئے کپڑے پہن لے بعض سنے ہوئے کپڑوں میں تین گتے اور حق میں کچھ گتے وقت نماز کے شروع کر دے واجب ہو گا یا نہیں ؟

الجواب - دن یا رات سے کم وقت میں سنے ہوئے کپڑے پہننا موجب عمدہ ہے اور نماز رات سے زائد وقت تک سنے ہوئے کپڑے پہننا موجب دم ہے۔

قارن انحصاراً، اولیس غیظاً او سراً سے یوماً کاملہ دن فی شرح المتنبی و فی الاقل صدقہ۔ زائد درختار علی صدر مرقۃ المفیات ج ۲ ص ۲۸۵ کتاب حج فصل فی التیام طے

عالت احرام میں سر ڈھلپنے کا حکم | سوال - کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے پھر دی سے ٹک کر اپنے سر کو تمام

رات احرام کی چادر میں ڈھانپے رکھا، کیا اس شخص پر دم واجب ہے یا نہیں ؟

الجواب - احرام کی حالت میں سر دوں کعبہ سے سر جھپانا جائز نہیں، البتہ اگر کسی نے تمام رات سر کو ڈھانپے رکھا تو اس پر دم واجب ہے البتہ اگر کسی نے اس سے کم وقت تک سر کو ڈھلپنے رکھا تو اس پر عمدہ واجب ہے۔

وفی السہندیۃ: ولو غطی الحرام رأسہ ووجہہ یوماً فعلیہ دم وان کون قن من

بعضہ وان عدمہ عالم، ج ۱ بعد از الانعامی، دم یذکر ان الذی حج هذا الزم قن لائق لایہ مفرد غلا یلزم الذی حج ولا خصیۃ علیہ لانه مسافر ورن کان تادیباً او متعین بذیج۔

(استناری، کتاب التیام ج ۲ ص ۲۸۵ فصل فی طعم اعلیٰ) (نوح)

وَمَثَلُهُ فِي السَّهْدَانِيَةِ ج ۱ ص ۲۸۵ کتاب الحج ج ۱۔

لے قال علامہ ابن نجیم: وکذا فونه والا تصدق یوان کان بلس الخبیثه ونظیرہ الرأس

اقن من یوم بزمہ صدقہ (البر الوفاق ج ۲ ص ۲۸۵ باب التیام)

وَمَثَلُهُ فِي السَّهْدَانِيَةِ ج ۱ ص ۲۸۵ الباب الثامن فی التیام، فصل فی التیام فی السہد -

۵۴۴، فطیحة صدقة۔ واقادوس البیہر ج ۱ ص ۲۸۰ الباب الثامن فی المناجات الفصل الثانی فی البیہر ص ۵۴۴

حالت احرام میں جہر سے کوڑھا کئے کا حکم | **سوال** :- یہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے شرعی عذر کے بغیر احرام کی حالت میں پورا ایک دن اپنے پیہر سے کوڑھا کیا تو کیا اس پر دم واجب ہے یا نہیں ؟

الجواب :- حالت احرام میں عذر کے بغیر پیہر سے کوڑھنا جائز نہیں، اگر بلا عذر پیہر سے یا سر یا ہاتھ یا چہرہ یا کمر سے زیادہ حصہ ایک دن یا ایک رات ڈھانکا تو دم واجب ہے۔

قال ابن ماریوث فی فطحیة کل نوحۃ ودرؤس یوماً ذلیلة دم وانریع منها کا مکمل ہے

رد المحتار ج ۲ ص ۵۵۸ کتاب الحج مطلب لیس بدوام ودریم مسئلہ

حالت احرام میں عطاری کی دوکان میں بیٹھنا | **سوال** :- حالت احرام میں عطاری کی بیٹھنا صحابہ سے زیادہ کی دوکان میں بیٹھنا موجب دم ہے یا نہیں ؟

الجواب :- عطاری کی دوکان میں بیٹھنا اور اس کے ساتھ مسافر کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے بدن پر خوشبو کی ذات یعنی عطر وغیرہ نہ لگے اور نہ عطر وغیرہ اس کو لگ جائے تو زیادہ بگڑے دم اور معمولی مقدار میں لگ جائے تو صدقہ واجب ہوگا۔

قال ابن نجیم :- ولا بأس ان یجلس فی سافوت عطارد ولا یخرق ایضاً بین ان یقصده او لا ولا قال فی المیسوط ومن استلم الرکن فامسا بقبه ویدہ غلظ کثیر فعلیہ دم وای کان قلیلاً فصدقة۔ راجعاً للرائق ج ۳ مسئلہ باب الجنایات مسئلہ

لہ قال العلامة عام فی العلل والاصناف : وکن اذا غلط : رجاً رأسہ یوماً فصدقة فطیحة دم۔ راجعاً فی التارخانیة ج ۲ ص ۲۹۵ غصن ان یسعی فی الجمل، نوع منہ فی البحر المحیط ج ۲ مسئلہ فی البحر الرائق ج ۳ مسئلہ باب الجنایات

لہ فی المہندیۃ : ودر غلطی البحر رأسہ ووجہہ بر ما علیہ دم وای کان، قل من ذلک فعلیہ صدقة۔ کنہ فی الخلاصۃ۔ راجعاً فی البیہر ج ۱ مسئلہ باب الجنایات : فصل ان فی البیہر ج ۱

ویشکل فی الفتاوی التارخانیة ج ۲ ص ۲۹۵ : فصل ان من نوع منہ فی البحر المحیط ج ۲ لہ فی المہندیۃ : ولا بأس ان یقعد فی دوکان عطارد او موضع تہجد غیر الا انہ یکبرہ۔

راجعاً فی المہندیۃ ج ۱ ص ۲۹۵ : باب الجنایات : فصل الاول : ویشکل فی الفتاوی التارخانیة ج ۲ ص ۲۹۵ : فصل ان من نوع منہ فی البحر المحیط ج ۲ لہ فی المہندیۃ ج ۱

ذبح اور حلق میں ترتیب | سوال :- کیا غرات میں علامہ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کوئی حکایت
 سعودی عرب نے قربانی کے گوشت کو محفوظ کرنے کے لیے ایک
 نئی قربان گاہ قائم کی ہے، بعض مابی حضرات سہولت کے لیے اپنی قربانی کو دوسرے کے سپرد کر دیتے
 ہیں یا قربانی کی قیمت بینک میں جمع کر دیتے ہیں، اس طرح قربانی کا وقت کامل طور پر مہلوم نہیں ہو
 سکتا نہ کس وقت ذبح کی گئی، اب اگر کسی شخص نے حلق کر لیا اور یہ حلق ذبح پر مقدم ہو گیا تو کیا
 اس مقدم ہونے پر دم واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- احناف کے نزدیک ذبح حلق پر مقدم کرنا واجب ہے مؤخر کرنے سے دم
 واجب ہوگا، ایسے اگر بینک والوں نے ذبح بعد میں کیا اور مابی نے حلق پہلے کیا ہو تو دم لازم
 ہوتا ہے ایسے بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی خود ذبح کر کے پھر حلق کرے۔

فان یحییئہ۔ فان حلق القادح قبل ان یذبح فعلیہ دعان عند الذبح حنیفۃ دم
 بالحنفی فی خیر اور انہ لان ادنہ بعد الذبح دم بشا خدا الذبح عن الحلق۔

زائجہ فی حق ج ۲ ص ۳۷۷ باب الفرائض

ترك سعي کا دم یا دم آخر کے ساتھ مخصوص نہیں | سوال :- کیا غرات میں علامہ کرام
 اس مسئلہ کے بارے میں کوئی حکایت آئی
 آدمی سے واجب سعي ترک ہو جائے تو اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- حج و عمرہ میں مناورہ کے درمیان سعي کرنا واجب ہے ترک کرنے کی صورت
 میں دم واجب ہو جاتا ہے اور یہ ذبح ہر وقت جائز ہے زام آخر کے ساتھ مخصوص نہیں کسی کو
 بھی ہے نہ سکر کم کر میں ذبح کیا جا سکتا ہے۔

قال العلامة الموصیانی، ومن ترك السعي بين المنى والبروة فعليه ذكاة حجة تمام وفيها ايضاً نحو
 ذبح لينة الايام فداى وقت شاذ۔ (أهناية ج ۱ ص ۲۵۵۔ باب الجنایات) ح

لے قال المسکنی، ثم بعد المزمع ذبح ثم قسم في رد الخمارى او حلق كما دل عليه قوله
 حلت ذكاة فعليه۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۵ فصل فی الامام ومفتی الحج مطلب فی رد المحتار)
 وتنبه فی فتح القدير ج ۲ ص ۲۵۳ باب الجنایات۔

کہ قال فی المحتار، من ترك السعي بين المنى والبروة فعليه دم وحجة تمام۔
 (فتاویٰ القدير ج ۲ ص ۲۵۳)۔ (فتاویٰ الجنایات) فصل فی الامام ومفتی الحج والاعراف والاسم
 ومثله فی فتح القدير ج ۲ ص ۲۵۳ باب الجنایات۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے
طواف صدر چھوڑنے پر دم واجب ہے یا نہ ہے یا اس میں کوہ طواف صدر کے ترک کرنے سے دم

واجب ہوتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- طواف صدر ترک کرنے سے دم واجب ہوتا ہے البتہ طواف صدر اب
 بھی کر سکتے ہیں عروہ کی نیت کے طعمہ اور کیا جائے تو اس طواف عروہ سے طواف صدر ادا
 ہو جائے گا۔

فی الہندیۃ : ولو تروك طواف صدر او اكثر تجب عليه التماسا .

والتماسا : الحمد لله ج ۱ ص ۲۸۲ باب التماسا في الجنایات : الفصل الخامس

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے
وقوف کے لیے وقفہ مزدلفہ کا دم بارے میں کوہ طواف عروہ سے اگر کوہ عورت
وقوف مزدلفہ اور رمی نہ کر پائے تو اس پر دم واجب ہوگا یا نہیں ؟

الجواب :- بفریقہ میں ہے کہ وقوف مزدلفہ اور رمی کو ترک کرنا صحیح نہیں چھوٹ جانے
 کی صورت میں دم لازم ہے البتہ کسی شرعی عذر کا وجہ سے وقوف مزدلفہ اور رمی چھوٹ
 جلتے پر دم واجب نہیں ۔

قال العلامة المشافہ رحمہ اللہ : ثم وقف بمنزلة وقف من طلع الفجر إلى
 صبح الشمس ولو مارا كما في عرفه لكن لو تركه بعد ما كثر حجة بمنزلة غلاشي
 عليه - قال ابن عابد بن : الا اذا كانت علة اضعفت ويكون امراؤا تخاف الزحام
 فلا شيء عليه - رد المحتار ج ۳ ص ۳۸۲ كتاب الحج : مطلب في الوقوف بالمنزلة

لے قال العلامة ابن نجيم النعري : ولما كان طواف الصدر واجبا وجب بتلك حق

او اکثر دم - ربح المراتق ج ۳ ص ۳۸۲ باب الجنایات

و مثله في رد المحتار ج ۳ ص ۳۸۲ باب الجنایات

لے قال العلامة ابن نجيم : اذا بالمرء الذکر لغير عذر اما اذا ترك واجبا لعذر فان

لا شيء عليه - ربح المراتق ج ۳ ص ۳۸۲ باب الجنایات

و مثله في الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۲ الباب الثامن في الجنایات : الفصل الخامس

سوال :- ایک شخص پرنسکوب کی وجہ سے دم
دم جنایت زمین حرم سے خاص ہے واجب ہوا اس کا ذبح کرنا کہاں ضروری ہے ؟
الجواب :- دم جنایت زمین حرم سے خاص ہے خواہ ہی ہو یا نہ ہو مگر دم حرم کے
 زمین ضروری ہے ۔

قال العزامة برهان الدوق المرفعتاني :- ولا يجوز ذبح الهدايا الا في الحرم مقوله
 تعالى في جزاء العيب هديا بالغ الكعبة فصار املا في كل دم لا بد من ذبحها بابا بنام له
بلا احرام ميقات سے تجاوز کر کے پھر خود کرنا **سوال :-** ایک شخص حرا غازی جہاد سوال
 میں حج کے لیے آیا اور میقات سے غرو کا
 احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کر لی اس کے بعد مدینہ منورہ چلا گیا پھر مکہ مکرمہ میں بغیر
 احرام داخل ہوا تو کیا اس کو دم و واجب ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اس آغائی پر دو قرن مورد نریں دم واجب نہیں پہلی صورت میں اس وجہ
 سے کہ ابتدا میں اس نے غرو کا احرام میقات سے باندھ لیا ہے تو تجاوز میقات سے بلا احرام نہ پایا
 گیا اور مدینہ منورہ جاتے میں تجاوز میقات سے برا احرام پایا گیا ہے لیکن پھر خود کر کے وہیں مکہ مکرمہ
 میں داخل ہوا ہے اور حج کا احرام زمین حرم سے باندھ لیا ہے اس لیے دم ماقطہ جواب ہے ۔
 وفي الهدية : فان عاده ولا تقم احرم سقط عنه الدم ۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ ۱۸ ص ۲۵۳) اب ب (عاشق مجاوزه الميقات بغیر احرام) لے

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کلام اس
اغائی شخص کا زیارت نبوی کیلئے بغیر احرام جانا مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آغائی شخص

لے وفي الهدية : ولا يجوز ذبح الهدايا الا في الحرم ۔ (الفتاویٰ الحدیثیہ ۱۸ ص ۲۵۳) اب ب (عاشق مجاوزه الميقات بغیر احرام) لے

وَمِنْهُنَّ فِي التَّائِيَةِ ۲ ص ۲۵۳ الفصل الحادي عشر في الاحرام ۔

لے قال الشيخان : نجيم العصري ، من جاوزه الميقات بغیر احرام ثم عاد اليه وهو محرم
 وفي فيه فقد سقط عنه الدم لزمه بالمجاوزه بغیر احرام ۔

د الجهر المرفعتاني ج ۲ ص ۲۵۳ جلب مجاوزه الميقات بغیر احرام)

وَمِنْهُنَّ فِي التَّائِيَةِ ۲ ص ۲۵۳ الفصل الحادي عشر في بيان مواقيت الاحرام ۔

لکھ کر مرآۃ اور زبانِ افاست کی تینت کر کے شوال میں مدبر منثورہ زیارت روئے دہنوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پڑھ کر پھر ذوالحجہ سے عمرہ کے لیے احرام باندھ کر کھڑکھڑایا، تو کیا اس شخص پر ذرا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مواقیت سے بلا احرام تجاوز کرتے ہوئے حج و عمرہ کے لیے جائنا یا نہیں چونکہ اس شخص نے میقات سے تجاوز نہ کیا عمرہ کے لیے نہیں، مگر زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیسے اس لیے ایسا کہلے اس پر کوئی ذمہ وغیرہ لازم نہیں ہوا۔

قال ابن عابدین: تحت قوله كفى بريد الحج) انه لو خرج الى الحل لحاجة فاحرم منه وقت عرفه فلا شيء عليه كالافاق اذا جاوز ميقات قاصداً لبستان ثم احرم منه۔

رد المحتار ج ۲ ص ۵۸ باب المنايا، مطلب كعب الضمان بكسر اللام لا هو بل

سوال۔ کیا نوتے میں جڑہ جانے والے کے لیے میقات سے بلا احرام تجاوز کرنا حرام اور اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جڑہ جانے کا قصد کرتا ہے تو کیا وہ میقات سے بغیر احرام کے گزر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر کوئی شخص ہوائی جہاز سے صرف قدر تک سفر کا قصد رکھتا ہو تو وہ میقات سے بلا احرام تجاوز کر سکتا اور اس شخص پر کوئی ذمہ لازم نہیں۔

قال العلامة الحنفی: اما لو قصد موطئ من الحل كمنه وجدة حارم جاوزة بلا احرام۔ (المراد من موطئ موطئ) مطلب في المواقیت) ۲

سواء قال الشيخ ابن المأثور: لان خروج الى الحل ملحق بالحرم منه وقت عرفه فلا شيء عليه كالافاق اذا جاوز الميقات قاصداً لبستان ثم احرم منه۔۔۔۔۔ (الفتح) اذا خرج لحاجة الى الحل ثم احرم بالحج منه لا يجب عليه شيء كالمنى۔

رفع القدير ج ۳ ص ۲۲۰ باب مجاوزة الميقات بغير احرام

وَيُجْلَى في اثناء تارخانيه ج ۲ ص ۲۸ الفصل الرابع في الميقات بغير احرام۔

في تارخانيه الاصلية: رجل دخل بستان منى عامر وفي التجريد وستان منى عامر لحاجة فدخله بستان مكة بغير احرام۔ الفتاوى، اثناء تارخانيه ج ۲ ص ۲۸ الفصل الرابع ما يخرج من الحرم

سوال ایک آدمی غنیمت سے محروم
میقات میں تلبیہ بھول جانے پر دم کا وجوب
رجوع و عروج کے لیے احرام باندھنا اور تلبیہ پڑھنا
بھول گیا اور میقات میں داخل ہوئے کے بعد تلبیہ شروع کیا تو یہاں آدمی پر دم واجب آیا یا نہیں؟
الجواب شرعی قواعد کی رو سے اس آدمی پر دم واجب ہے کیونکہ میقات میں داخل ہونا اور تلبیہ
تلبیہ کے احرام میں داخل ہونا بیخلاف روایت ہے ایسی اس آدمی پر نذرہ ہی ہے کہ دوسرے شخص کے
ذریعے ضرر و حرم میں ذریعہ کر لائے۔

قال العلامة المحقق: (وجاء في وقتنا) ما هو مافي التهور من إندفاع اعتبار الزمان عند
اجاوزة ذمة احرام لئلا يترتب كمال حرم. والقد اختلفوا على هذه الرواية اختلفوا في اعتبارها

سوال کیا میقات میں طواف کرام
طواف زیارت سے پہلے بیوی سے جماع حرام ہے اس مسئلہ کے بارے میں اگر کسی سے

طواف رہ جائے تو طواف زیارت ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب نہ طواف زیارت ادا کرنے سے پہلے بیوی سے جماع کرنا حرام ہے اگر طواف سے پہلے
طواف سے پہلے جماع کرے تو دم لازم ہوگا، اور اگر طواف و طواف دونوں سے پہلے اور توقف
کے بعد کرے تو ایک دم نہ اپنی ذمت ذریعہ کرنا واجب ہے۔

قال العلامة المحقق: وطواف بعد وقوفه لعرضه بعد وقوفه بدنة بعد الحلق قبل
الطواف شاة لحنة الجنابة. قل إن عاديته بعد وقوفه أي قبل الحلق وطواف

رواية مختارة ۲۰۳ ح ۵۶۲ باب الجنابة كتاب الحج ۲۰۳

طواف في حنابلة ۱۵۱. قل إن عاديته مكة بغیر احرام وهو لا يرد الحج والعمرة بعينه لاجل حكمة
الماجحة أو عسرة فان احرام بالحج والعمرة من غير رجوع إلى البيت فعليه الذل والافق من
الحيقات. الخ وفي الحنابلة ۱۵۲. قالوا في جملة ما يوجب الحلق والعمرة

وجنلة في بعد الوكع وجب مسك باب جملة ما يوجب الحلق والعمرة بعينه لاجل حكمة
لما قال حنابلة يرون لزوم المراجعة في زمن جامع بعد الوقوف بغيره لعرضه حجة
وعليه بدنة. وان جامع بعد وقوفه فعليه تاديبا (حرامه في حق النساء دون البس)
الحيث. راجع ائمة ۲۰۳ ح ۵۶۲ كتاب الحج باب الجنابة

ومختلف في الحنابلة ۱۵۳. باب الثامن في الجنابة الفصل الرابع في الجماع

مینک کے ساتھ حج کرنا درست ہے یا نہ ہو پشترنگ کرنا درست ہے یا نہیں؟
 اس سوال پر اگر کسی شخص کی آنکھیں خراب ہوں تو

الجواب: اگر اہرام کی حالت میں پورے پیرے کا پچھپا نامنوع ہے اور پشتر سے چوگر چوگر نہیں
 پھینکتا ہے لہذا پشترنگ کرنا جائز ہے۔

نساقا لہ العزمۃ قطب احمد العثماني، دیکھا کرتا ہے۔ (راہِ اراد الاحکام ج ۲ ص ۱۸۱)

اس سوال پر اگر کوئی شخص پان کھانے کا
 اہرام کی حالت میں خوشبودار پان کھانے کا مسئلہ

ماوی ہو اور وہ اہرام کی حالت میں خوشبودار

پان کھانے تو کیا اس سے دم لازم آئے گا یا نہیں؟

الجواب: خوشبودار چیز کسی اور کھانے والی شے میں دیکر یا بغیر پکائے استعمال کی جائے

تو اگر خوشبودار چیز مغلوب ہو جائے تو اس چیز کے کھانے سے دم لازم نہیں آتا مگر اگر بہت سے

خالی بھی نہیں اور اگر خوشبودار شے غائب ہو تو اس کے کھانے کی صورت میں دم ضرور لازم ہوگا،

ہندستان میں جو کچھ خوشبودار چیز مغلوب ہوتی ہے اس لیے پان کھانے سے دم لازم نہیں ہوتا

مگر ایسا کرنا ضروری ہے، بہتر ہے کہ اہرام کی حالت میں پان میں خوشبودار چیز استعمال نہ کی جائے۔

وفی الهندیۃ: ولو کان بطیب فی طعام طبع وتغیر فی شئ علی المحرم فی اکلہ

سواہیں میں رائحہ، دیکھا کہ ان ای لہی لعل وان خلطہ بیا یصل بلا طبعہ فان کان مغلوباً

ملا شئی علیہ فیرفعہ ان وجدت معہ الرائحة کبرۃ وان کانہ غلبا وجب الجزاء۔

(فتاویٰ اہل ہند ج ۱ ص ۱۸۱) الباب الثامن فی الجنايات (کامہ)



لے لاقال، مفتی عزیز الرحمن، سوال: اگر پشترنگ ممکن ہے یا نہیں؟ جواب: اگر ممکن

ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۵۵) مسائل جنایات

۲۔ قال العزمۃ الشیخ اشرف علی العالی (رحمہ اللہ)، پان جو کچھ داخل طیب نہیں بلکہ موجب

نہایت ہے مثلاً اہرام نہیں اور ان کی اور مشن اس کے طیب ضرور ہیں مگر چونکہ پان و شب کو

میں مغلوب ہیں لہذا وہ بھی نہایت نہیں گو حال اگر بہت بھی نہیں۔ (۱۸)

(راہِ اراد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۸۱) باب (۱۸) (۲)

دوران حج خرید و فروخت کرنا ہائز ہے | سوال :- جو شخص حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ
جائے تو کیا وہ وہاں حج کے دوران تجارت
یعنی خرید و فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی خرید و فروخت مٹھانے میں بڑا رواج
گئے تھے تو لوگ حج کے لیے آتے تھے وہ حج کے ساتھ ساتھ خرید و فروخت بھی کرتے تھے
قرآن کریم نے بھی اس کے حوالہ کا حکم دیا ہے یہاں ایک بات ذہن میں رہے کہ یہ سفر فرض حج کی
نیت سے ہونا چاہیے اور اگر یہ سفر تجارت کی غرض سے ہو تو حج ادا نہ ہوگا۔

قال الله تبارك وتعالى: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ دَرَبِكُمْ فَاِذَا
فَضَلْتُمْ فَوَيْلٌ لِّلْعِبَادِ قَدْ كُفِّرُوا وَاللَّهُ عِنْدَ الْمُشْعِرِ الْحَرَامِ۔ (سورة البقرة آیت ۲۰۵) | سوال :- اگر کوئی شخص عمرہ کا
حدود حرم سے باہر حلق یا قصر کر کے احرام سے نکلنا

کے بعد حلق نہ کرے اور حدود حرم سے باہر چلا جائے اور وہاں یاد دہانے پر حلق کر کے احرام
کھول دے تو کیا اس شخص پر دم لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- احرام سے نکلنے کے لیے ضروری ہے کہ حلق یا قصر حدود حرم کے اندر کیا
جائے اگر کوئی حرم حالت احرام میں حدود حرم سے باہر جا کر حلق یا قصر کر کے احرام سے نکلے تو
اس پر دم لازم ہوگا اور اس دم کو حدود حرم کے اندر ذبح کرنا لازم ہوگا۔

لما قال العلامة ابن عابد بن حنبل، ما عتصر فخر بن من الحرم وقصر فعليه
دم عند جما۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب الحج)



لے قال نوکیر الجہاد الحنفی رحمہ اللہ، منی قال فی حواشی بعد ذکر الدلائل وجمع ذلک بدل
علی الاصح لا ینع التجارۃ وعن هذا الاموال من عصر النبی علیہ السلام الی یومنا هذا فی
مرسم من مکہ فی یام النہج، واللہ اعلم۔ وکن قال محمد بن احمد الانصاری القرطبی فی
تفسیرہ احکام القرآن ج ۳ ص ۳۰۰ (احکام القرآن ج ۲ ص ۳۰۰ باب التجارۃ فی الحج)

باب الہدی

(قربانی کے احکام و مسائل)

سوال :- کیا مستعین اور قارن اپنی قربانی
قارن یا مستعین کا اپنی قربانی سے گوشت کھانا
 سے گوشت کھا سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- احادیث کے ہاں دم تقیع اور دم قران دم شکر ہے اور اس کے گوشت کا حکم بھی عام قربانی کی طرح ہے یعنی جس طرح اٹھتے سے مالک خود کھا سکتا ہے اسی طرح دم قران اور دم تقیع سے بھی کھا سکتا ہے بلکہ آوردن کو بھی کھایا جا سکتا ہے ۔

قال الشيخ وهبة الزحيلي : ويرى الحنفية انه يجوز الأكل من هدي التطوع والتمتع والقران اذ يبلغ الهدي عنه لانه دم فاك فيجوز الأكل منه بمنزلة الهدي وما جاز صلحيه الأكل منه جاز للفقهي الأكل منه ۔

(الفتاوى الإسلامية) دار الفکر، ۳۳ مسئلہ باب الہدی (وینظر الأكل من الهدي سلم)
سوال :- دم جنایات مثلاً اہرام میں نوش ہو گئے
دم جنایت سے خود کھانا جائز نہیں
 یا تقدیم و تاخیر وغیرہ سے عود لازم آگے یا نہیں

کا اس سے کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- یہ وہ قربانی و دم جو کسی جنایت کی وجہ سے حاجی پر لازم ہو جائے یا وہ خود اس کو اپنے اور لازم کرے تو اس قربانی کا استعمال (کھانا وغیرہ) خود حاجی اور انبیاء و دونوں کے لیے حرام ہے بلکہ معروف فقرہ وہی اس سے کھا سکتے ہیں ۔

قال الشيخ وهبة الزحيلي : ولا يجوز الأكل من بقية الهدى یا کلامہ در تکفارات و الفتن وین و هدی کا احصار و التطوع اذا لم يبلغ معنه و

لہ قال العلامة برهان الدین المرغینانی فی بیوض الأكل من هدي التطوع و الفتن وین و
 و مستحب لعل يأكل منها ۔ (الهداية ج ۱ مشأ کتاب الحج)
 و مشکوٰۃ فی تنبیہین الحقائق ج ۲ ص ۸۹ باب الہدی ۔

علمہ منیٰ اور مکہ۔ ان فقہ الاسلامی واد لشعۃ ج ۲ ص ۳۳۲ باب اھدی رجا الذکر من اھدی سلم

حرم کی حدود میں تکمیل کے لیے یوم النحر سے قبل ذبح کرنا | سوال۔ اگر کوئی شخص احرام
باندھنے کے بعد کسی نہر شرعی کی
وجہ سے حج کے لیے نہ جاسکے اور وہ تکمیل کے لیے حرم کی حدود میں یوم النحر سے قبل جانور ذبح کرے
تو کیا یہ آدمی ایسا کرنے سے معاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دم احصاء کے ذبح کے لیے مہر حرم کی حدود کا
ہونا ضروری ہے اگرچہ یوم النحر سے قبل ہو اس لیے عہد سہول میں اس محصر کا احرام سے طلاق
ہونا درست ہے۔

قال الشیخ دھیمۃ الزحبی فیجوز عند ابی حنیفۃ ذبح اھدی قبل یوم النحر
لاطلاق لھن ولا کھ تعجیل التعلل۔ وقال الصلحان لایجوز ذبح المحصر بالھجج الا فی
یوم النحر کدم التعلل ولقدوں وعل الزامی الاقل ہو التراجیح کیون زمان ذبح اھدی مطلق
الوقت لایتوقف بیوم النحر سواء کان الإحصاء من النحر أم من الغنۃ۔
الفقہ الاسلامی واد لشعۃ ج ۳ ص ۳۳۲ باب اھدی۔ انعمان ذبح اھدی سلم

سوال۔ اگر کسی شخص پر دم لازم آئے
حج سے واپسی کے بعد دم اپنے وطن میں ادا کرنا | اور اس کے پاس قرانی کے لیے پیسے
نہ ہوں تو کیا یہ شخص واپس آکر اپنے وطن میں دم دے سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب۔ جو قرانی (دم) ایام حج میں حج کی وجہ سے یا جنایات کی وجہ سے حاجی پر

لع قال العلامۃ برہان الدین المرغینانی۔ ولا یجوز الذکر من بقیۃ اھدیا یا لانھا ذمۃ
کذا رایت۔ (المہدایۃ ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب الحج۔ باب اھدی)

و مشقۃ فی تبیین الحقائق ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب الحج۔ باب اھدی۔
ثم قال العلامۃ برہان الدین المرغینانی۔ ولا یجوز ذبح الاحصار الا فی النحر و یجوز
ذبحہ قبل یوم النحر عند ابی حنیفۃ ولا لایجوز ذبح المحصر بالھجج الا فی یوم النحر
(المہدایۃ علی صدر فتح لقہ ج ۳ ص ۳۳۲ باب الاحصار)

ثم مشقۃ فی افتاویٰ امہندیۃ ج ۲ ص ۲۸۷۔ باب الثانی عشر فی الاحصار۔

درم آئے تو ان حدایا کا حدود حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے حدود حرم سے باہر ان کا ذبح کرنا جائز نہیں اس لیے یہ شخص اپنے وطن میں ذبح کرنے کے بجائے حرم میں ہی ذبح کرے گا۔

قال الشيخ وجبة الزجلی: ولا يجوز ذبح الهدایا الا فی الحرم کأن الهدی باسم المذبح الی مکان ومکانه الحرم۔ والفقه الاسلامی وأوقافہ ۳۲۳ کتابا مکان ذبح الهدی

درم جنایات کے لیے وقت یا دن کا مشروط ہونا | **اصوال**۔ کیا وہ جنایات کے لیے کوئی وقت یا دن شرط مقرر ہے یا کہ جس وقت

اور جب چاہے اور اگر کتاب ہے ؟

الجواب۔ سرچ میں نقصان کے جبرہ الزمان کے لیے خود لازم ہوتا ہے شرعاً اس کے اور کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ جاتی جب اور جس وقت چاہے اور اگر کتاب ہے ۔

قال الشيخ وجبة الزجلی: ولا يجوز ذبح بقية الهدی ای وقت شاء لانهما دماء کفارت فلا یفتن بمرأ النحر لانهما وجهت لجهنم نفعات۔

والفقه الاسلامی وأوقافہ ۳۲۳ کتابا مکان ذبح الهدی من مانہ ۱۷۸

منیٰ میں قربانی پر عدم قدرت کی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ | **اصوال**۔ اگر حاجی پر قاعدہ ہو تو اس کو کیا کرنا چاہیے، شرعاً اس کا کوئی بدلہ ہے ؟

نه قاله علا مقبره ان الیوم، مرغینانی، لا یجوز ذبح الهدایا الا فی الحرم، لقوله تعالى،

فِي حَزَاءِ الثَّيْبِ هَذَا يَأْتِيهِ الْكَعْبَةُ... ولأن الهدی اسم لما یهدی الی مکان و

مکانه الحرم۔ (الهدایة ۱۸۷ مللہ باب الهدی)

وتمشک فی تبیین الحق ۲۲ ج ۱ باب الهدی۔

ثم قال العلامة برهان الدین مرغینانی، ولا يجوز ذبح بقية الهدایا ای وقت شاء ولا

ان هذا ماء کفارت ولا یفتن بمرأ النحر لانهما وجهت لجهنم نفعات کأن التبعین

بها لونی لارتفاع النقصان یم من غیر ما غیر بخلاف المتعة وبقول لانه ذمک۔

(الهدایة ۱۸۷ مللہ کتاب الحج، فصل فی الهدی)

وتمشک فی انهدایة ۱۸۷ مللہ ۱ باب السادس عشر فی الهدی۔

الجواب: بدین میں قربانی پر ہر دم قدرت کی وجہ سے قربانی کے بدلے میں آیام حج میں تین گنا اور حج سے فارغ ہو کر گھر آ جانے کے بعد سات روز سے رکھنے لازمی ہیں یا وہ ہے کہ حال عدم قدرت سے مراد یعنی میں قربانی کرنے پر قادر نہ ہونا ہے اگرچہ اپنے وطن میں قادر ہو۔

قَالَ شَيْخُ دَهَبَةَ الرَّحْمِيُّ: مَنْ تَعَيَّدَ مَتَّعَ الْهَدْيَ بِتَعْلُاقِ الْبَحَامِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْمَحِ وَسَبْعَةَ فِي رَجْعِ بِلَى وَطَنِهِ وَتَعَيَّرَ الْقُدْرَةَ عَلَى الْمَهْدِي فِي مَوْضِعِهِ فَتَعَيَّرَ فِي مَوْضِعِهِ جَائِلَهُ لَا تَقَالُ إِلَى الْبَحَامِ وَأَنْ كَانَ قَادِرًا عَلَيْهِ فِي بِلَدِهِ: أَخَذَ الْأَمْرَ وَأَوَّلَهُ بِثَمَنٍ بَابِ الْهَدْيِ بِطَلْعِ السَّوَالِ بِدَأْجَلٍ بَعْضُ حَوَائِجِ حُكْمَتِي يَكُونُ فِي قُرْبَانِي كَيْفَ يَمِيكَ كَيْفَ قُرْبَانِي كَرَانَا جَانِبِي بِسَبَبِ جَمْعٍ كَرَادِيَتِي فِي أَوَّلِ بَيْتِي وَفِي كُنْ أُنْ كُنْ عَرَفْتُ سَ قُرْبَانِي كَيْفَ فِي سَبَبِ اس طَرِيقَةٍ فِي تَعَيَّرَ قُرْبَانِي أَوَّلَ وَكَيْفَ كَافُظِي رَجِي رَهْتَابِي وَتَوَكُّلِي شَهَابَاتِ كَيْفَ هَوْتِي بِسَبَبِ كَيْفَ قُرْبَانِي كَرَانَا جَانِبِي بِسَبَبِ يَانِي؟

الجواب: قربانی کرنا ایسا عمل ہے جس میں نیابت و است ہے اس لیے بیک کی معرفت قربانی کو جس سے قربانی کا طریقہ اور ہوتا ہے کہا، مگر اس میں اس بات کی مثال دیکھا ضروری ہے کہ طاق اور قربانی میں تقدیم و تاخیر ہو بعد حنفیہ کے نزدیک دوم بنایت لازم ہے کہ ای طرح قربانی میں جانور کا ذبح کرنا ضروری ہے صرف قربانی کے لیے جمع کرانے سے اور ضروری نہ ہوگا، لہذا اگر وہ شہادت کے ہوتے ہوئے بیک کے ذریعے قربانی نہ کر لے بلکہ خود قربانی کر کے سلال ہو جائے۔

قَالَ الشَّيْخُ دَهَبَةُ الرَّحْمِيُّ: وَأَوَّلِي: التَّعْلَاقُ أَنْ يَتَوَلَّى الشَّكَّانَ دَجَا الْهَدْيَ بِتَغْلُفِ الْهَدْيِ وَبِاسْمِ ذَلِكَ لَاحِظٌ قَوْلُهُ: وَأَتَعَلَّ بِتَغْلُفِ الْقُرْبَانِ وَأَوَّلِي: مَا فَعِلَ مِنْ تَبَادُلِ الْغُشُوعِ... وَنَافِعٌ بِاسْمِ الْهَدْيِ غَيْرَ مَحْدٍ اجْزَاءً وَالْمَسْجَبُ أَيْ الشَّهَادَةُ دَجَا: الْفَتْحُ الْأَسْطِمْ نَادِيَةً بِحَرْفِ بَابِ الْهَدْيِ وَنَادِيَةً هَدْيِي

لَهُ ذَلِكُ تَبَادُلِ وَتَعْلَاقٍ: فَصَحَّ أَنْ يَتَعَيَّرَ نَيْبًا مَسْتَقِيمًا فِي الْفَتْحِ وَتَبَدُّلًا إِذَا جَعَلَ تَعْلَاقًا غَشْرَةً كَالْجِلْفَةِ (سورة بقرہ آیت ۱۹۸)

وَجَلَّكَ فِي الْفَتَاوَى ابْنِ تَابِغَانِيَّةِ ج ۲ ص ۵۵۵ کتاب الحج - تفسیر الطہدی۔
تَعْلَاقُ الْبَحَامِ وَهُوَ الْبَحَامُ فِي الْبَحَامِ وَالْأَوَّلِي: أَنْ يَتَوَلَّى دَجَا بِتَغْلُفِ الْهَدْيِ وَكَانَ يَحْمِلُ ذَلِكَ... وَأَنْ لَا شَأْنَ قَدْ رَهِدِي لَذَلِكَ وَلَا يَحْتَجُّ لِحُجَّتِهِ تَوَلَّى غَيْرَهُ - (الحدیث ج ۱ ص ۵۵۵ باب اہدی)
وَمِثْلُهُ فِي سَبَبِ الْحَقَائِقِ ج ۲ ص ۵۵۵ باب اہدی۔

باب العشرة (عشرہ کے مسائل و احکام)

عشرہ کے بعد سر منڈانے کا حکم | سوال: عشرہ ادا کرنے کے بعد سر کو شام کا خروار ہی ہے یا نہیں اگر سر نہ منڈائے تو کیا گنہگار ہوگا؟

الجواب: عشرہ میں تمام مطلق یا قصر واجب اس کو نہ کرنا یا کرنا ہے باہر جائز نہیں مگر وجہ دیکھئے۔
کتاب الحنفیہ: اما وجباتها فاسمى بين الصفا والبرق والخلق والقصير (فتاویٰ تہذیبیہ ج ۱) وقال ايضا: وجب شاة بلسعوا لسانك من مكانه اذا اخروم من الحرم وخلق رأسه سودا كان الخلق طلع اول عشرة. (فتاویٰ الحنفیہ ج ۱۶) بدانتان من فی الجنایات الفصل الخامس (۱) لہ

متعدد عمرے کرنے کی صورت میں حلق کیسے کیا جائے؟ | اس مسئلہ کے بارے میں کوئی شخص نے غور کرنے کے بعد حلق کر دیا، اس کے بعد جب دوسرا عمرہ کیا تو پھر اس کا سر پہلے سے محفوظ تھا، اب یہ شخص کیا کرے؟ عمر پر اسرہ پھر لے یا دیکھ ہی جوڑ دے؟

الجواب: جب ایک عمرہ ادا کرنے کے بعد حلق کر لیا جائے تو دوسرے اور تیسرے عمرے کی ادائیگی کے بعد پھر عرضاً اسرہ ہی پھر دے جو کہ قائم مقام حلق کے ہوگا۔

قال العلامة عالم بریلوی: انما بعد موافقة الخلق ولم يكن على رأسه شيء ان كان حلق قبل ذلك لو سبب آخره كفي الاصل انه يجوز سوى على رأسه (فتاویٰ تہذیبیہ ج ۱۶) الفصل الرابع عشر من حلق وشرطه

قال المحقق: وغير هذا واجب وفادة التواضع من المذكورات هنا وملك اقل اشواط الطواف والسمي والخلق والقصير. (روضة المحتار ج ۲ صفحہ ۲۸) کتاب الحج، مطلب فی احکام التعمیر

ومشكلة فی تاتارخانیہ ج ۲ ص ۵۶۲ الفصل الثامن فی بیاء وقت الحج والتعمیر۔
کتاب الحنفیہ: وانما جاء وقت الخلق ولعمري ان على رأسه شعر ان كان حلق قبل ذلك وسبب الخلو في الاصل تعبير مؤنثي على رأسه. (فتاویٰ تہذیبیہ ج ۲ ص ۵۶۲) باب الثمانية في الاصل (۱)

سوال کیا فرماتے ہیں علما و کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زیر عمرہ کے
 عمرہ اور مزدوری۔ **جواب**۔ عہدِ سعودی عرب پر چاہئے کہ عہدِ عمرہ کے بعد اگر وہ وہاں مزدوری
 کیسے تو کیا اس میں یہ اقدام جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ یہ طریقہ کار قانونی نہیں ہے۔ اسلامی جرم نہیں، یہاں کہ حج و عمرہ کے لیے
 ملتے وقت تجارت کا ادارہ کرنا اسلامی جرم نہیں، اس لیے یہ کاروبار کے ذریعہ سے عہدِ عرب
 جانے کے بعد وہاں مزدوری کرنا درست ہے۔

كَانَ قَوْلُهُ تَعَالَى: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِمَّنْ ذَرَبْتُمْ. قَالُوا: إِنَّ الْعِلْمَ
 فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ الْمَشْتَلَةِ الثَّانِيَةِ فِي هَذَا الدِّيلِ عَلَى جَوَازِ التَّجَارَةِ فِي الْحَجِّ لِمَا جَاءَ فِي أَهْلِ الْعِلْمِ
 (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۳ سورۃ البقرۃ)

سوال۔ ایک شخص بقرہ میں
 بسلسلہ مزدوری بقرہ جانے والے پر عمرہ واجب نہیں
 ملازمت کے سلسلے میں رہتا ہے

تو کیا اس پر ٹوکنا واجب ہے یا نہیں؟
الجواب۔ جہد پر کچھ حرم بعد کی حد سے خارج ہے اور خارج حرم میں جانے سے عمرہ
 واجب نہیں ہوتا، لہذا جہد جانے والے پر عمرہ واجب نہیں۔

تَلَايَاتٍ عَابِدَةٍ. أَمَّا لَوْ قَصِدَ مَوْضِعًا مِنَ الْحِلِّ كَتَبِيصَ وَجَدَهُ حِلًّا لَهُ سَجَا وَنَرَةً بَلَا
 (الدر المنثور ج ۱ ص ۲۰۲ رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۲ کتاب الحج، مطلب في المواقيت)۔

سوال کیا فرماتے ہیں علما و کرام اس مسئلہ کے بارے میں
 حج کی بجائے عمرہ ادا کرنا۔ کہ ایک شخص پر حج فرض ہے لیکن اس نے حج کی بجائے عمرہ

لے قال الشيخ ابن نجيم: وتجوز يد السفر عن التجارة احسن ولو اتجر ولا ينقص ثوبه كالغداي.
 (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۳ کتاب الحج)

وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فِي الْمَدِينَةِ جَزَاءً كِتَابُ الْمَنَاسِكِ: الباب الأول في تعيين الحج -
 قال العلامة العالمين العلامة انصاري: رجل دخل بيتان منى عامر وق لتجريد وغيره
 حاجه قلنا ان يدخل مكة بغداي احرام. (الفاوي التاواني ج ۲ ص ۲۰۲ افضل الراية في تأييد على العموم)
 وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فِي الْمَدِينَةِ جَزَاءً كِتَابُ الْمَنَاسِكِ: الباب الثاني في المواقيت۔

اور کیا تو کیا اس سے فریضہ حج ساقط ہو یا نہیں؟

الجواب :- حج اگر کان اسلام میں سے ایک اہم کلمہ ہے جو خاص وقت میں مخصوص مقامات گنیمت و افعال کا نام ہے اسلئے عمرہ اور کرپہنے سے حج کا فریضہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ ایسا کرنے والے کو حج کرنا ضروری و درمستحب و عید ہے ۔

عن علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكث ذوا ذرحاة تيلقة في بيت الله ولم يحج فلا عليه ان يموت يهوديا أو نصرانياً . (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۲۲ کتاب الحج ص ۱۳۵)

دن میں متعدد عمرے کرنے کا حکم | **اسموائی :-** کیا ایک دن میں ایک سے زائد عمرے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- عمرہ کی ادائیگی کے لئے شریعت میں متعدد عمرے کسی وقت یا تعداد کا تعین نہیں کیا بلکہ ایک شخص میں دی جتنی عمرے ادا کر سکتا ہے کرے اس میں کسی قسم کا کوئی پابندی نہیں ۔

وفي الهندية : ووقتها جميع السنة إلا في خمسة أيام تكبر فيها للعمرة بعد قارن أو ما يكونها بطواف وأما واجبتها فأنسب من نسفا والمروة وأحلق أو التقصير

(فتاویٰ الهندیہ ج ۱ ص ۲۲۲ الباب السادس فی عمرۃ مرتلہ)

سوائی اور ذیقعدہ میں عمرہ ادا کرنے کا حکم | **اسموائی :-** کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر شہر حج میں عمرہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں ، اگر کسی عمرہ کرنا تو کیا اس پر دم لازم آئے گا یا نہیں ؟

الجواب :- ایام تشریق ، عرفہ اور عید کے دن کے علاوہ تمام سال میں عمرہ کرنا جائز ہے چاہے شہر حج ہوں یا غیر شہر حج ۔

قال العلامة عالم جت العلام ان تصانف ، ووقت العسرة السنة كلها . وفي الهداية والغفر

لله قال ابن الهدام : بطواف نوعان ولو منك مسافر فم يجزئ حتى انتقض حجت يتقرب بالحج في

دمته ديناً عليه . (فتح القدیر ج ۲ ص ۳۱۳ کتاب الحج)

ومثله في الهندية ج ۱ ص ۲۲۲ اباب الاقل فی تصدیر الحج ۔

لله ما قال المحقق : وهي احرام وطواف وحلق أو تقصير فالاحرام شروط .. وجائز في

كل سنة (الدر المختار علی ص ۲۲۰ رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۹) مطلب فی احکام العمرة)

ومثله في الشارح الثانية ج ۲ ص ۲۱۵ الفصل الثامن فی بیان وقت الحج والعمرة .

لا تنفوت والکی تکبرہ فی یوم عرفۃ وایا ما لشرقی۔ (الحادی المناہجۃ ج ۲ ص ۲۵۴ الفصل
بثانی فی بیان وقت الحج والعمرة)۔

مضمون علی الشریعہ وسلم نے رمضان المبارک میں کوئی عمرہ نہیں کیا | **سوال**۔ کیا رمضان شریف
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا ہے؟

کوئی عمرہ اور فرما ہے اگر ارادہ فرما ہے تو وہ رمضان شریف کی کوئی ہی تاریخ تھی؟
الجواب۔ ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں کوئی عمرہ نہیں کیا ہے، البتہ
رمضان شریف میں عمرہ کر کے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

قال العزیز ابن عازب، للحضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یومین قبل ان یحج فلم ینسب لعمرة
الحدیبیة کذا فی الصغیرین وکلھن فی ذیقعد تا علی ما ہوا الحق۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۴ باب احق)۔
سوال۔ عمرہ اور طواف کا ثواب اگر کسی زندہ آدمی کو
زندہ آدمی کیلئے طواف اور عمرہ کرنا | بخشا جائے تو کیا شرعی یا نہیں؟

الجواب۔ زندہ آدمی کے لیے عمرہ اور طواف کا ثواب بخشا جائے تو یہ اس کی شرمیت
میں کوئی اختلاف نہیں۔

قاری ابن عابدین، تحت هذه العبارة بب دقا حاله جمع ثوابها لغيره ایسواء کانت حیا
او مواتا او صدقة او رقبا کذا ذکرنا وطوافا او حجاً او عمرۃ او غیر ذلک زائد ج ۲ ص ۲۵۴ فصل ثواب طواف طواف عمرہ)۔

لے قال المحقق (وجازت کل سنة) ونبی فی رمضان دو رکعت، تصریحاً یوم عرفۃ واریقۃ بعدھا۔
(الندو المختار علی صدکۃ المختار ج ۲ ص ۲۵۴ مطلب احکام العمرة)

ویشک فی الہندیہ ج ۳ ص ۲۵۴ الباب السادس فی العمرة۔
لے قال العلامة ابن عابدین: ونبی فی رمضان وقد اعترض النبی صلی اللہ علیہ وسلم أربع مہر ان کفی بعد الحجۃ فی یقعد
عن ما ہوا الحق وتمام فیہ۔ (الندو المختار ج ۲ ص ۲۵۴ مطلب احکام العمرة)۔
ویشک فی المناہجۃ ج ۲ ص ۲۵۴ کتاب الحج باب العمرة۔

لے قال ابن عیثم: قال من ما اوسنی لو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحیاء ما زاد وبعث
ثوابہا الیہم عن اہل سنت والجماعة کذا فی البدائع۔ (الزبدۃ ج ۲ ص ۲۵۴ باب عن النیر)
ویشک فی الہندیہ ج ۳ ص ۲۵۴ الباب الرابع عشر فی الحج عن النیر۔

عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد تلبیہ کتنی مرتبہ پڑھنا ضروری ہے؟ اس سوال پر عرض کیا کہ احرام

تلبیہ پڑھنا چاہیے، کیا شرط اس کے نیچے کوئی تعداد مقرر ہے؟
الجواب: عمرہ یا حج کے لیے احرام باندھنے کی نیت کرنے کے بعد ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا
 ضروری ہے اور پھر مرتبہ پڑھنا مستحب امر ہے۔

قال العلامة علاؤ الدین الخصکفی: تلبیہ دبر صلواتہ و یا ایہا الحج وہی
 تلبیہ. ثم یقول: لیلک لا شریک لک یتلک ان اعمد والعمرة نک واللائک لا شریک
 لک. واولیٰ فیہا ولا یستقص. قال شارح الفتاویٰ: ولا یستقص، یعنی منہا فائزہ مکروہ
 ای تعزیراً بقولہم انہ مرۃ شرط و للزیادۃ حنفیہ و یکون مبیحاً بقولہا و یرتک
 و فیہ الصوت دہا۔ (المد المحتار علی منہجہ المختار ج ۲ ص ۱۶۱) و فی الاحرام ج ۱ ص ۱۶

عمرہ فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اس سوال پر عرض کیا کہ عمرہ فرض ہے یا واجب

الجواب: احناف کے ہاں زندگی میں ایک بار عمرہ کرنا سنت مؤکدہ ہے (فرض نہیں)۔
 قال الشیخ عبد الرحمن الجوائزی: الحائیکہ و الحنیفۃ قاطبہ عمرۃ سنۃ مؤکدۃ فی العمرۃ
 لا یؤخر بقولہ علی اللہ علیہ وسلم لعل مکتوبہ و العمرۃ تطوع۔

کن باب الفقه علی المذہب الاہل بہ عہدہ: کتاب عمرۃ السنۃ

لعل فی المحدثۃ، ولہ دکن و شرط رجالہ کن یا ایہا یجد منہ فعل من تعاضلہم و ہون علی (احرام)
 قول: یا یقرب لیلک، ثم یقول: لیلک لا شریک لک۔ (۱) و فی مرۃ شرط و للزیادۃ حنفیہ۔ (۲)
 (الفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۲۲۲) کتاب الخامس باب الثالث فی الاحرام

۱۔ و فی الہندیہ، العمرۃ عندنا سنۃ و لیست یجوز تکرارہا فی السنۃ، لہذا حدیث و قولہ: لعل
 السنۃ الاخرۃ (۱) و تکرارہا بعدہ لغیر تقاریر کن و فی فتاویٰ قاضیان، (۲) و فی عریفۃ
 و یوم النحر و ۲۴ التشریق و لا ینظر من المذہب ما دکن یا و کن مع ہذا لواء احناف
 غلہ لا یامع و یقول من علیہا فیہا کن فی الحائیکہ، (۳) و فتاویٰ الہندیہ: سنۃ (۴) و فی لعل و یقول
 و مثلاً فی رد المحتار ج ۲ ص ۱۶۱، مطلب احکام العمرۃ۔

کُنْ اَيَّامٌ مِّنْ عَمْرٍو كَمَا مَنَعَ هِيَ؟ | سوال ۱۔ سال کے کون کون سے دنوں میں عمر کو گزارنا نہیں؟
الجواب ۱۔ احناف کے ہاں عمر وہ سال بھر میں صرف
پانچ دن کرنا مکروہ ہے، دن یوم العرفہ ۲۴ یوم النحر ۲۵ اور عید الفطر کے بعد تین دن۔

قال الشيخ عبد الرحمن الجزائري، قال الحنفية: يكره الاحرام يا لعنوا تحريمي في يوم عرفة
قبل الزوال وبعد، على الرجوع وكذا للفقهاء يكره الاحرام بها في يوم عید النحر وثلاثة ايام
بعده۔ وكتب الفقيه على المذهب الاربعية ج ۱ ص ۲۹۵ كتاب الحج ارکان العمرة له
عمرہ کے کتنے ارکان ہیں | سوال ۱۔ اگر کوئی شخص عمرہ کرنا چاہتا ہو تو اس میں سے کیا کیا کرنا
مفروضی ہے یعنی عمرہ کے ارکان کیا ہیں؟

الجواب ۱۔ احناف کے ہاں عمرہ کے لیے ایک رکن (طواف) ایک شرط (احرام) اور سعی
بین الصفا والمروة اور طواف تفرید و بیات میں شامل ہیں عمرہ کرنے والے کے لیے ان امور کا خیال
رکھنا ضروری ہے۔

قال الشيخ عبد الرحمن الجزائري، الحنفية قالوا للعمرة ركن واحد هو معظم الطواف
اربعة اشواط أم الاحرام فهو شرط لها واما السعي بين الصفا والمروة فهو واجب
كما تقدم في الحج ومثل السعي الحلق او التقصير فهو واجب۔
كتاب الفقه على مذهب الاربعية ج ۱ ص ۲۹۵ كتاب الحج ارکان العمرة له

له قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالي رحمه الله۔ العسرة سنة وتصح في جميع
الشقة، وتكرر يوم عرفة ويوم النحر و ايام التشريق۔

ورأى العلامة علي نور ما يضاف مثلاً كتاب الحج في فعل العمرة
ومثله في شرح الوقاية ج ۱ ص ۲۹۵ كتاب الحج۔

له لما قال العلامة قاضي خان رحمه الله۔ وركن العسرة شئ من الاحرام والطواف بالبيت
ودا جبهات السعي بين الصفا والمروة والحلق وليس عليه ما سوى ذلك من ذي الجوار
(فتاوى قاضي خان علي عايش الهندية ج ۱ ص ۱۵۳ فصل في العمرة)
ومثله في الهندية ج ۱ ص ۱۵۳ الباب السادس في العسرة۔

ایام تشریق میں عمرہ کرنے کا حکم | سوال :- اگر کوئی شخص ایام تشریق میں عمرہ کرے تو کیا اس کا عمرہ ادا ہو گیا نہیں؟
الجواب :- اگرچہ عید الاضحیٰ اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا شرعاً ممنوع ہے مگر وہ تحریمی ہے تاہم اگر ایام تشریق یا یوم النحر میں عمرہ کیا جائے تو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا ہو جائے گا۔

قال العلامة عبد الله بن مودود الموصلي: تكراه يوم عرفة والنحر وایام التشریق..... وباداها فيها جازم مع انكراهية كصلاة التطوع في الاوقات الخمسة المكروهة. (الاختیار لتعلیل الفتاویء ج ۱ ص ۱۵۱)
 فصل فی العمرة (۱) - ۱۷

اگر کان عمرہ میں تقدیم و تاخیر کا حکم | سوال :- اگر کوئی شخص عمرہ کے طواف اور سعی کے بعد حلق کرے گا تو بھلے سے پہلے یا بعد از نماز یا بعد از صلاۃ کرے اور پھر حلق کرے تو کیا اس پر دم لازم ہو گیا نہیں؟

الجواب :- ہر طرح صحیح کے ارکان و واجبات میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے اور تقدیم و تاخیر کو وجہ سے دم لازم آتا ہے، تو اسی طرح عمرہ میں بھی ترتیب کا خیال رکھا جائے اگر کسی ترتیب ماقول ہو جائے تو دم دینا لازم ہوگا۔

ناقال المفتی عبدالرحیم لاجپوری: بان دم واجب ہوگا، پہلے سر منڈا کر پھر مونچھ یا دیگر مواضع کے بالی ٹھوٹا چاہئیں، ان کرنے سے دم لازم آئے گا، فتاویٰ معذبہ میں ہے۔ (سوال) فی رجل اهل بصره وطاف وسعى وحلق احدا بطيه ثم حلق رأسه وحلق البصير الاخر ماذا يجب عليه؟ (الجواب) يجب عليه دم واحد والعمرة مشروحة۔
 (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الحج)

۱۔ وفی اجتہاد جمع السنة الاخيرة ایام تشریق میں عمرہ کرنا عید الفراق و عید
 یوم عرفة و بصرہ و ایام التشریق و الاظهر من المذهب ما ذکرنا و لیکن مع هذا
 لو اذها فی هذا الايام صح۔ (فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۲۳۶۔ باب السادس فی العمرة)

باب فی زیارة قبر النبی ﷺ

(روضۂ اقدس کی زیارت کے بیان میں)

سوال :- جو شخص حج یا عمرہ حج یا عمرہ میں روضۂ اقدس کی زیارت کیلئے جانا لازمی ہے اس کے لیے مکہ مکرمہ پہنچنے تو کیا اس

پر روضۂ اقدس کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ جانا لازمی ہے؟ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟
الجواب :- روضۂ اقدس کی زیارت کو حکم کی زیارت کے بارے میں فقہاء کرام کے مابین تو ایسا ہے
 بعض مندوب کہتے ہیں، بعض واجب اور بعض واجب کے قریب کے قائل ہیں۔ علامہ شافعی و
 مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تیسرے قول کو ترجیح دیا ہے۔

قال العلامة عابد بن عبد الله: وشرح عن ائمة القوية من الوجوب لمن
 له سعة - روضة المختار ج ۳ ص ۳۵۲ باب الهدى ۱۷

سوال :- جو شخص روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت کیا کرنا چاہیئے؟
 مدینہ منورہ داخل ہونے سے قبل اسے کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب :- جو شخص زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ شہر سے
 دُور و دُش سے اور جب مدینہ منورہ کی حدود یعنی شہر کی دیواری نظر آنے لگیں تو دو درخیز پر سو
 کر یہ دعا مانگے: **اللهم هذا احرام بئسلك فاجعله ذكائدا من الشار ومانا من العذاب** دوسرے
 احباب اور مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کر کے، اچھا لباس زیب تن کر کے خوشبو
 لگا کر تواضع اور وقار کے ساتھ داخل ہو کر یہ دعا پڑھے: **بِسْمِ اللّٰهِ اَعْلٰى مَلٰئِكَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ**

۱۔ قال العلامة عبد الله بن محمد الموصلي: وضحى من افضل المسجديات والمستعيات
 يتفقد من درجة الواجبات فانه من الله عليه وسلم حرم عليها وبالغ في التذلل
 اليها - ر. لا اختيار تعليل المختار ج ۱ ص ۱۵۱ فصل في زيارة النبي
 ومثله في امداد المفتاح ج ۲ ص ۱۶۹ كتاب المعجم -

وَبِأَنَّهُ أَذْنَابُهُمْ مُدَّخَلٌ صِدْقِي وَأَخْرَجْنِي مُعْتَرِجٌ صِدْقِي ۖ

لَا قَالَ الْعَلَمَاءُ مَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَوْدُودٍ الْمَوْصِلِيُّ، يَقْبَضُ لَوْ قَصَدَ زِيَارَةَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُنَّ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ فَقَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيَصِلُ عَلَيْهِ قَادَاغَيْنِ حِجَابَاتِ الدِّينَةِ يَصِلُ عَلَيْهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا عَرْمُ بَيْتِكَ فَاجْعَلْهُ وَقَايَةً لِي مِنَ النَّارِ وَأَسْأَلُكَ الْعِزَّابَ وَسُوءَ الْخِلَابِ وَيَقْتَسِلُ قَبْلَ الْوُقُوفِ أَوْ بَعْدَهُ أَنْ أَمْكَنَهُ وَيَتَلَبَّبُ وَيَلْبِسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ فَهُوَ أَقْرَبُ إِلَى الْمُعْظِيمِ وَبَدَلُهَا مَتَوَاضِعُ عَلَيْهِ السَّكِينَةِ وَالْوَقَارُ وَيَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ عَلَى مَقَرِّ رَسُولِ اللَّهِ رَبِّ أَوْ خَلِّصْنِي مُدَّخَلٌ صِدْقِي ... إِلَى آخِرِ الْآيَةِ -

والاختيار لتحليل المتأرجح ۱۷۵ فصل فی زیارت قبر النبی صلی

زیارت روزنہ الرسول کیلئے مسجد نبوی میں داخلہ کے وقت دو رکعت پڑھنا
اسوال، جو شخص

کیلئے مسجد نبوی میں داخل ہو تو کیا وہ دو رکعت نماز پڑھے یا نہیں؟

الجواب :- جو شخص زیارت کے لیے مسجد نبوی میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے دو رکعت نماز کر لے، ہو تو منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس طرح پڑھے کہ منبر کے متون آگے واپس طرف آجائیں ورنہ جہاں بھی موقع ملے نماز کرے اور پھر سلام کیلئے روضہ المہر پر حاضر ہو۔

لَا قَالَ أَلَمَّا عَمِدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَوْدُودٍ الْمَوْصِلِيُّ، ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ، يَقُولُ عِنْدَ مَنْبَرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَفُّ بَحِثٌ يَكُونُ عَمُودًا مَعَهُ الْأَيْمَنُ فَهُوَ مَوْقِفُهُ عَلَى أَثَرِ الْمَرْبُورِ وَهُوَ بَيْنَ قَبْرِهِ وَمَنْبَرِهِ -
والاختيار لتحليل المتأرجح ۱۷۵ فصل فی زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لَهُ وَفِي اخْتِصَارِهِ : ۱- أَوْجِبَ إِلَى الزِّيَارَةِ يَكُنْ مِنْ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مَدَّةَ الطَّرِيقِ ... وَإِذَا جَاءَ حِطَانُ الْمَدِينَةِ يَصِلُ عَلَيْهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا عَرْمُ بَيْتِكَ فَاجْعَلْهُ وَقَايَةً لِي مِنَ النَّارِ وَأَسْأَلُكَ الْعِزَّابَ وَسُوءَ الْخِلَابِ وَيَقْتَسِلُ قَبْلَ الْوُقُوفِ أَوْ بَعْدَهُ أَنْ أَمْكَنَهُ وَيَتَلَبَّبُ وَيَلْبِسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَيَدْخُلُهَا مَتَوَاضِعًا عَلَيْهِ السَّكِينَةِ وَالْوَقَارُ - (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۶۵) كتاب الحج، نماز فی زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ویصلی عند منبره رکعتین یقف بحیث یکون عمودا التبر بعد از رکعتہ الايمن وهو موقفه علیہ السلام وهو بین قبره ومنبره ثم یسجد شکراً للہ تعالیٰ .

والفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۲۶۵ کتاب الحج، نماز فی زیارت قبر النبی صلی

سوال :- روزنا قدس کی زیارت کے لیے حرم نبوی کی زیارت کے وقت کیا کرنا چاہیے؟ مسجد نبوی میں داخل ہر تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب :- دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد جب حجر شریف کی زیارت کے لیے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرانے قبلہ رخ مواہج شریف سے تین چار ذراع و گز ، دوسرا اس طرح آڑ سے کھڑا ہو جیسا کہ نماز کے لیے کھڑا ہوا جاتا ہے اور یہ تصور کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگاہ ہیں اور اس کے آنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے اور آپ اس کے کھڑا کون سے ہیں اور پھر آگاہی سے سلام پیش کرے ۔

لما قال الامامة عبد الله بن مسعود الموصلي : ثم ينهض فيستوجه الى قبره صلى الله عليه وسلم فيقف عند رأسه صلى الله عليه وسلم متقبلاً للقبلة يد لومته قدر ثلاثة أذرع او اربعة ولا يد لومته اكثر من ذلك.... ووقف كما يقف في الصلوة ويمثل صومته الكريمة البهيمة صلى الله عليه وسلم كما انه قائم في الخدوع عالم هو يسبح كلامه . قال النبي صلى الله عليه وسلم من صلى عند قبري سمعته وفي الخبر انه وكل بقبره ملك ينادي بسلام من مسلم عليه من أمته.... وقرئ السلام عليهما يا رسول الله - الا اذا احتضار لتعليل المختار ج ۱ ص ۱۸۱ فصل في زيارة النبي صلى الله عليه وسلم له

سوال :- اگر ملکی قانون کی وجہ سے حج کے ویزے میں وقف کم دیرینہ طریقہ نہ چلا سکے تو کیا اس کا حج متاثر ہوگا یا نہیں؟
سوال :- اگر ملکی قانون کی وجہ سے حج کے ویزے میں وقف کم دیرینہ طریقہ نہ چلا سکے تو کیا اس کا حج متاثر ہوگا یا نہیں؟

لما وقف النبي عليه السلام في قبره صلى الله عليه وسلم فوقف عند رأسه مستقبل القبلة ثم يد لومته ثلاثة أذرع وأربعة ولا يد لومته أكثر من ذلك ولا يضع يده على جدار القبة فهو أعيب وأعظم للمحرمة ووقف كما يقف في الصلوة ويمثل صومته الكريمة البهيمة كما انه قائم في الخدوع عالم هو يسبح كلامه ثم يقول السلام عليك يا نبي الله (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۱) الخ خاصة في زيارة قبر النبي (م)

الجواب: جس کو وہ آقدس کی زیارت کرنے کی طاقت و قدرت ہو تو اس پر زیارت
وہ آقدس کے لیے جانا قریب الی الوجوب رکماً واجب ہے مابعد اگر کسی قانونی اور قدر شرعی
کی وجہ سے نہ جاسکے تو اس کا حج کامل اور صحیح ہے۔

قال العلامة العسکری رحمہ اللہ، و زیارة قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم مندوبۃ بل
قیل واجبۃ لمن لہ سعة و ید: یا لم یوفوفاً و غیر لو نقلاً ما لیسر بہ۔

والدر المختار علی صدارة المختار ج ۲ ص ۳۵۴ باب الحادی، ۱۰

أسطوانة الجلبابة کے پاس دو رکعت پڑھے گا حکم سوال: کیا اسطوانہ
الربا کے پاس دو رکعت

پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہو کر مستحب یہ ہے کہ اسطوانہ
الربا کے قریب دو رکعت نمازوں کی جگہ اور اپنے لیے حضرت کی دعا کی جائے۔

قال العلامة عبد اللہ بن مؤدود الموصلی رحمہ اللہ، شعریاً ق أسطوانة إلی
بابۃ التیمی ربط نفسه فیہا حتی تاب اللہ علیہ وھی بین القبر والمبیر
ویصلی رکعتین یتوب الی اللہ تعالیٰ ویدعو بما شاء۔
(الاختیار التحلیل المختار ج ۱ ص ۱۷۷ فصل زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

الحق أن الصلاة عند القبر من مؤدود الموصلی، لا ذی من أفضل المذہبات والسماعی، قریب من
وجه الواجب، قاله صلی اللہ علیہ وسلم جرح علیہا و باغ فی الذلایہا من ذہد سعة ولم
یجد فی حدیث جانی۔ (الامتداد فی التذکرہ ص ۱۷۷ فصل فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)
قوله فی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۱۷۷ مما قبل حج۔

لہ و فی الہندیۃ: شعریاً ق أسطوانة إلی بابۃ التیمی ربط نفسه فیہا
حتى تاب اللہ علیہ وھی بین القبر والمبیر فیصلی رکعتین
و یتوب الی اللہ و یدعو بما شاء۔

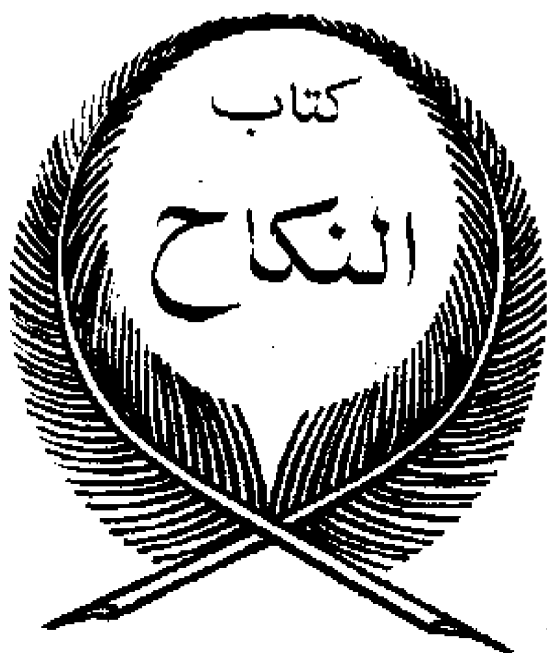
{ الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۱۷۷ کتاب الحج }
{ خاتمة فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم }

روئے اطہر کی زیارت کے وقت صلوٰۃ و سلام کا طریقہ | رسول سب کوئی شیعہ کی زیارت کے لیے حدیث منورہ و غیر منورہ کی حفاظت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرے اور اسی کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب :- اللہ تعالیٰ جب کسی کو روح پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے فرقہ طوائف پہلے تو اسے چاہیے کہ وہ حضرت اطہر پر مواہد شریعت کے ساتھ نہایت ادب و احترام سے کھڑا ہو جائے ورنہ تصور کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں اگر ہم بار بار بی بی اور بھی خیال کرے کہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جانتے ہیں کہ قاتل ابن عدنان حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کر رہا ہے اسی کے بعد رو میانی نماز سے مختصرانہ کچھ مین ان الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پیش کرے ۔

السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وسلام علیک یا خیر خلق اللہ ۔
السلام علیک یا خیرۃ اللہ من خلق اللہ ۔ سلام علیک یا حبیب اللہ ۔
السلام علیک یا سید المرسلین ۔ السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ
وہرکاتہ ۔ یا رسول اللہ انی اشہد انک لانیہ آلا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد
نک عبدک ورسولہ ۔ اشہد انک بلغت ابرسانیہ و اچیت کامانۃ ونسجت اللہ
وکشفت الغمۃ فجزاک اللہ عزی وجزاک اللہ عزی وجزاک اللہ عزی ما جزى نبیاً من امتہ ۔
اللہم اعل اسیدنا عبدک ورسولک محمد الوسیلۃ والعضیۃ والدرجۃ
الرفیعۃ والعلیۃ من امانہ محمد النذی وعدتہ اللہ لا تخلف البعاد
وانزلہ المنزل المقرب عندک انک سبھا نیک ذو الفضل العظیم ۔
رقمۃ العیشیون الشہیدین بقضاوی حدیثین وکلام :





فهو الذي خلقكم من
 نفس واحدة وجعل منها
 زوجها ليسكن اليها

باب آداب النکاح و شرائطه

نکاح کے آداب و شرائط

سوال :- بعض ملاحز میں یہ بات دیکھنے میں
خطیبہ نکاح سے پہلے پڑھنا چاہیے | آئی ہے کہ نکاح (ایجاب و قبول) کے بعد خطیبہ
پڑھا جاتا ہے، کیا خطیبہ ایجاب و قبول سے قبل پڑھنا چاہیے یا بعد میں؟

الجواب :- نکاح باہمی رضامندی سے ایجاب و قبول کا نام ہے، البتہ نکاح سے پہلے خطیبہ
پڑھنا ایک احتمالی عمل ہے اس لیے نکاح سے پہلے خطیبہ پڑھا جائے بعد میں پڑھا صحیح نہیں۔
قال المحقق: وينبغي اعلانه وتقديم خطبته. (الدر المنثور على مدونة الفقهاء كتاب النکاح)

لفظ نکاح کے بولنے سے پہلے نکاح کا حکم | سوال :- مگر نکاح کے وقت
لفظ نکاح کے بولنے سے پہلے نکاح کے بولنے سے پہلے

و غیر کے الفاظ ذکر دینے جائیں تو ان الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں؟
الجواب :- خبر بدو فرجست اور نیچے دیگر کے الفاظ صحیح نکاح کی نیت سے
استعمال کیے جائیں تو نکاح بجا اختلاف صحیح ہے۔

قال ابن نجيم: فيتعقد النكاح بلفظ الهبة والعطية والصدقة والملك والطلاق
والاجع والبيع والشراء على الاصح. (المجموع ۸/۵۳۸ کتاب النکاح) لے

لے قال ابن نجيم رحمه الله: وفي المجتبى يستحب ان يكون النكاح ظاهراً وان يكون قبله
خطبة. (المجموع ۳/۳۸ کتاب النکاح)

و مسئلہ فی الفقہ الاسلامی (ج ۱ ص ۲۷۱) ایضاً لایسأ عن صحة النکاح
شعاعاً ای ما بدینہ وقت قولہ، وکل ما تملک به الرقاب بما لعل والبیع والشراء فإدائه
یتعقد بها۔۔۔۔۔۔ ثم قال هذا: حاصل مافی اھم ومختصہ آنکلا بدقی کتابیات النکاح من
الثبوت مع قرینة أو قصد الرقاب بل لموجب ثم اظهر المراد اطلاقاً (رد المحتار ۲/۲۸۸ کتاب النکاح)
و مسئلہ فی الھند یتہ ۱۰۸۲ الباب الثالث یما یتعقد بہ النکاح وما لا یتعقد بہ

نکاح کے لیے عورت کی زبان پر اعتماد کرنا | سوال :- ایک لڑکے نے بیان دیا کہ میں بالغ ہو چکا ہوں اور اس سے پہلے میرے گھر کے بھائی

نکاح نہیں ہو سکا تھا تو کیا اُس کے اس اقرار پر اُس سے نکاح کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
الجواب :- اگر عورت کا بیان غلطہ ظن کے لئے مفید ہو تو اس کے قول پر اعتماد کیا جاسکتا ہے ایسی حالت میں اس سے نکاح درست رہے گا بشرطیکہ بالغ تھا مگر ہو۔

قال ابن عابدین: قالت اودت ثوبی بعد النکاح وسعدان یعتقد علی خبرها و
 یترقب جہا و ان اعبرت بالغیر ما یأمر عاریف بعد النکاح من ضمان طاری او نحو ذلک
 فان كانت ثقة او نحو ذلک فان كانت ثقة او عرس و وقع فی تلبیه صدقها فلا بأس بان
 یترقب جہا۔ روضة المختار ج ۲ ص ۶۲۹ لے

رشتہ منظر ہے نکاح کے انعقاد کا حکم | سوال :- لڑکے کے والد نے لڑکے کو دیکھتے
 وقت کہا کہ مجھے یہ رشتہ منظور ہے، تو کیا
 یہ الفاظ کہنے سے نکاح منعقد ہو گیا یا نہیں؟

الجواب :- اگر لڑکے کے والد نے عجباب و قبول کی مجلس میں باقاعدہ گواہوں کے سامنے
 یہ الفاظ کہے ہوں تو شرعاً نکاح منعقد ہو چکا ہے۔ اگر لڑکا نابالغ ہے تو خیال فرمائیے حاصل نہیں اور
 اگر بالغ ہے تو نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے، اور اگر ان الفاظ سے فقط وعدہ نکاح
 مقصود ہو تو پھر شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوا۔

قال ابن عابدین: زمت قوله اذا لم يخو الاستقبال، قال في شرح الطحاوی لو قال حسن
 اعطيتها فقال (عطيت ان كان المجلس لم يعد فوبى وان كان شعفتك كح۔

رد المحتار ج ۲ ص ۶۳۱ کتاب النکاح لے

في الحنفی، وحاصلہ انہ معنی اعبرت یا مخرج من قبل صدقہا ان اس یترقب جہا
 وان یا مرسد نکاح لا، مالم یستفسرہا: (الرد المحتار علی صمدیہ رد المحتار ج ۲ ص ۶۳۱ لے)

وَمِنْ ثَمَّةٍ فِي لِحَاحِ الرَّائِقِ ج ۳ ص ۱۰۹: كِتَابُ النِّكَاحِ، فَصَّلُ فِي الْحُرْمَاتِ -
 لے قال فخصني صفة: وينعقد تلباسا بيجاب من احدھا وقبول من الآخر۔

(الرد المحتار علی صمدیہ رد المحتار ج ۲ ص ۶۳۱ کتاب النکاح لے)

وَمِنْ ثَمَّةٍ فِي لِحَاحِ الرَّائِقِ ج ۳ ص ۱۰۸: كِتَابُ النِّكَاحِ۔

بغیر گواہوں کے ایجاب و قبول سے نکاح منعقد نہیں ہوتا | سوال ۱۰ اگر کسی بالغ بڑی کے بغیر ایجاب و قبول ہو جائے تو کیا یہ شرعی نکاح مقصور ہو گا یا نہیں؟

الجواب ۱۰ نکاح کے انعقاد کے لیے باقاعدہ دو گواہوں کا موجود ہونا شرط ہے اس لیے اگر بیکس نکاح میں گواہوں کے بغیر ایجاب و قبول ہو جائے تو یہ صحیح نہیں ہے شرعاً ایسے معاملہ نکاح کو نکاح نہیں کہا جاسکتا۔

قال ابن تیمیہ النعمانی: وهو كالشهاد فلم يصح بغير شهود، حديث الترمذی
ایضاً الا ان یکن انفسهم من غیر منقذۃ۔ (البحر الرائق ج ۳ ص ۱۰۷ کتاب النکاح)۔

اثبات نکاح کیلئے شہادت بالتسامع کافی ہے | سوال ۱۱ کیا نکاح کے ثبوت کیلئے ان لوگوں کی گواہی قبول ہو سکتی ہے جو نکاح کے وقت حاضر نہ ہوں بلکہ دوسروں سے نکاح کی خبر سن کر گواہی دیں؟

الجواب ۱۱ اثبات نکاح کے لیے جو گواہی دی جاتی ہے اُس کے لیے گواہوں کا مجلس نکاح میں حاضر ہونا ضروری نہیں بلکہ ثبوت نکاح کے لیے شہادت بالتسامع بھی کافی ہے بشرطیکہ اتنے لوگوں سے نکاح کے انعقاد کی سماعت ہو سکی ہو جن کا جھوٹ بولنے پر اتفاق کرنا مقصور نہ ہو۔

قال فی الہندیۃ، الشہادۃ بالشہدۃ والتسامع تعین فی اربعۃ اشیاء بالاجماع وحی
النکاح والنسب والموت والقضۃ کذا فی المحیط انصرح فی الفتاویٰ الہندیہ ج ۳ ص ۲۹۴

۱۲ وہوحد یت صحیح ردی موفیہا وموقوفاً قالہ العثمائی۔ (اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۸۰)
قال فی الہندیۃ، ومنها الشہادۃ، قال عامۃ العلماء أنها شرط جواز النکاح، فتذا فی البیان۔
(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۹۴ کتاب النکاح باب الاطلاق فی تفسیرہ شرعی)

وفتد فی فتاویٰ تفتی جن علی عاملش الہندیۃ ج ۱ ص ۲۲۲ فصل فی شرائط النکاح۔
قال انکاسانی: یقتضیٰ شہادۃ بالتسامع بالثلاث اشیاء مضمومۃ وحی النکاح والنسب والموت فلا
تصل الشہادۃ فیما بالتسامع من النکاح والحدود لم یصلین بذمہ۔ (بیان الصانع ج ۲ ص ۳۹۴)
ومثلہ فی البحر الرائق ج ۳ ص ۱۰۷ کتاب النکاح۔

نکاح کی اجازت لینے وقت گواہ بنانا مستحب ہے | اجازت طلب کرتے وقت گواہوں کی موجودگی کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب :- عورت سے نکاح کی اجازت طلب کرتے وقت دو گواہوں کی موجودگی مستحب ہے البتہ نکاح پر حلقے وقت دو گواہوں کی موجودگی ضروری ہے۔

قال ابن عثیم امیر بنی: ولا یستقر الا بشہاد علی التوکیل۔ (بہار النکاح ج ۱ ص ۱۸۸)

سوال :- نکاح کا اعلان وقت کے ذریعے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- نکاح کی تشہیر و اعلان سنت ہے پھر دیگر منوعات شرعیہ سے غالی ہونے کی صورت میں وقت کے ذریعے نکاح کا اعلان کرنا جائز ہے۔

روى عن النبي صلى الله عليه وسلم: علموا هذا النكاح.....

(مشکوٰۃ ص ۳۷ ج ۲ ص ۲۶۲ کتاب النکاح)۔

جوان بیسویں کو گھر میں رکھ کر بلا عقد شرعی اُن کا نکاح نہ کرنا سوال :- کیا جوان بیسویں کو گھر میں رکھنے اور بلا کسی شرعی رکاوٹ کے اُن کے نکاح نہ کرنے سے سرپرست یا والد کی حیثیت متاثر ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- گفتار نے کی صورت میں جوان بیسویں کا نکاح ملو از ہل کر دینا ضروری ہے تا کہ

لے قال العلامة بن سادین: وانما علم ان لا تشہدوا بشہادۃ علی التوکیل بان نکاح

ہل علی عقد التوکیل وانما یصح ان یشہدوا علی التوکیل انما یصح بعد موکل

(یا ہا۔ رد المحتار ج ۳ ص ۵۵۸) باب لا کفار مطلق فی التوکیل والفضل فی نکاح

وہم شہادۃ فی بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۵۸ کتاب النکاح فصل و ہنہا تعدد

لے قال الشیخ طبرانی: ومن العہد بان لا یأس بان یكون فی العرس ذق یضرب بہ

یشہر وہن نکاح..... و فی الذخیرۃ لا یأس بضرع الذن فی العرس ولو یسہ

و لا عیاد (تکمیل البحر فی جہ ۱ ص ۱۸۹ کتاب النکاح فی فصل فی البس)

موزوں رشتہ کی تلاش میں تاخیر ہو جانا ممنوع نہیں اور اس سے سرپرست یا والد کی شرعی حیثیت متاثر نہیں ہوتی البتہ موزوں رشتہ ملنے کی صورت میں مازکار حالات کے باوجود بیٹیوں کو رکھی غیرت کی وجہ سے نکاح سے محروم رکھنا زیادت علی الشرع کے مترادف ہے۔
 قال اللہ تبارک و تعالیٰ: وَلَا تَنْكِحُوا الْأَبْنَاءَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا كَفَرُوا (سورۃ النور آیت ۳۲)
 قال ابن عابین: ومن زوجها كفواً فإن خطبها أکفو لا يؤنحوها وهو خص من لم تنحى۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب النکاح) ۱۷

سوال ۱۱: ایک بالغ لڑکا کا رخصتی کے وقت دوبارہ نکاح پڑھانا جائز ہے؟

الجواب: بالغ عورت کے نکاح کا حکم یہ ہے کہ جب دوسرا کوئی شخص درپردہ یا اولاد اس کا نکاح کسی سے کر دے اور اس کی خبر پہنچے پر وہ اسے زور کرے بلکہ رضامندی قائم کرے تو نکاح درست ہے تاہم رخصتی کے وقت دوبارہ نکاح پڑھانا جائز اور مستحسن ہے۔

قال في الهندية: لا يصح نكاح أحد علياً بالخطبة صحيحة العقل من أب و سلطان بغير إذنها بكرا كانت أو ثيباً فإن فعل ذلك نكاح موقوف علي إجازتها فإن إجازته جاز فوإذنه موقوف عليه بطل صحداً في السراج الوهاج ولو ضحكته اليكر عنه لا تستأجر، أو بعد ما بلغته لا يجوز

۱۷ و علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً ثلاث لا تؤخر: أنغلوة إذا أتت و الجنازة إذا حتمت و الذم زادة و وجدت لها كفواً۔ شرحہ الذم مذی و النکاح مستأدضعیف۔ قلت حنفی سیرطی فی الجامع بصغیر صحیحہ لما کم و الذم ہی کلامہ فی المستدرکات۔

(اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۷۱ فصل فی الکفارة باب مرأاة کفارة و جواز نکاح)

وعن عمر بن الخطاب و عائش بن مایک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی النکاح مکتوب من بلغت بنته اثنتی عشرة سنة و لم یزوجها فأصابته إثم فأثم ذلک علیہ۔ رواہ بیہقی فی الشعب۔ و مشکوٰۃ انصاری ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب النکاح

فہم ص ۵۸۰، راجعاً لکتاب النکاح ج ۳ ص ۲۳۰، الباب الرابع فی الاولیاء
 منکحی ہو جانے کے بعد کسی لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا اس سوال - ایک لڑکی کا قاعدہ
 منکحی ہو جانے کے بعد کسی لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا اس سوال - ایک لڑکی کا قاعدہ
 دوسرے شخص سے نکاح کر دیا ہے کیا یہ دوسرا نکاح صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اگر منکحی کی مجلس میں باقاعدہ گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ
 ہوا ہو تو یہ فقط وعدہ نکاح ہے نکاح نہیں لہذا اس لڑکی کا کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا
 جائز ہے البتہ وعدے کی خلاف ورزی کرنا مردت کا تقاضا نہیں ہے کی وجہ سے گناہ نذر ہے۔
 قال ابن ماجہ یثاب: دعت فویہ: دالھوینوالاستقبال قال فی شروح الطحاوی: و
 قال ہن: اعطیتھا لذل: عطیت انکاحاً انھل للوعد فوعد: وان صحت للوعد
 فنکاح - راجعاً لکتاب النکاح ج ۳ ص ۲۳۰ کتاب النکاح ج ۳

صرف وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اس سوال: بعض علاقوں میں منکحی کی
 رسومات کے ساتھ نکاح کر دیا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟
 کیے جاتے ہیں لیکن کوئی باقاعدہ ایجاب و قبول نہیں ہوتا ہے کیا ایسی رسومات کی دانسی
 کو نکاح کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- نکاح نام ہے گواہوں کے سامنے باقاعدہ ایجاب و قبول کر کے کہا،
 جو منکحی کی جملہ رسومات میں باقاعدہ غور پر ایجاب و قبول کا اہتمام نہیں ہوتا صرف شرف دینے یا

تہ قال العلامة المصنف: فان استاذنا هو ای ثری وهو سنة أو كيد أو حيلة أو زواجها
 ونسبها أو غيرها أو سنة أو فصول فمكتت من رده فمارة أو فصول غير مستلزقة
 أو نسبت أو بكت بلا صوت... فلهذا اذن: (ثم قال بعضنا) وذا استحسنوا الجدلا
 عند لزاق لا أن قال المذنب: انقصة عند وفاة المتعاقد: (راجعاً لکتاب النکاح ج ۳ ص ۲۳۰ کتاب النکاح ج ۳)
 ومكتت في البحر الرائق ج ۳ ص ۲۳۰ کتاب النکاح ج ۳

تہ قال العلامة المصنف: وبنوعه ملتصقا بإيجاب من أحد هما وقبول من
 الآخر: (راجعاً لکتاب النکاح ج ۳ ص ۲۳۰ کتاب النکاح ج ۳)
 ومكتت في البحر الرائق ج ۳ ص ۲۳۰ کتاب النکاح ج ۳

یعنے کا وعدہ ہوتا ہے اس لیے صرف ان رسومات کے ادا کر لینے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور نہ اس پر شرعی ازدواجی احکام جاری ہوتا۔ گئے۔

قال ابن عابدین: رخصت قوله اذا تعينوا الاستقبال) قلنا في شرح الطحاوي نقول
هل أعطيت نيةها فقال: أعطيت إن كان المجلس للوعد فوعد وإن كان للتعقد فنكاح۔
رد المحتار ج ۳ ص ۱۱ کتاب النكاح ج ۱۔

بالنكاح عورت سے زبردستی كئے گئے نكاح کا حکم | سوال۔ اگر کسی عورت سے زبردستی
ایجاب وقبول کرایا جائے تو کیا جبر و
اکراه سے كئے گئے ایجاب وقبول سے شرعاً نكاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں؟
الجواب۔ اگر عاقل بالغ عورت سے زبردستی ایجاب وقبول کرایا جائے تو چونکہ اس
میں ہنر و خبر اسی عورت کی رضامندی شامل ہے اس لیے اس صورت میں شرعاً نكاح منعقد
ہو جائے گا۔

قال العلامة ابن عابدین: رخصت قوله لينحقق رضاها) ای یصد رضاهما
من شأنه أن يدل على الرضا حقيقة الرضا غير مشروطة في النكاح بصحته مع
الاکراه والنهزل۔ رد المحتار ج ۳ ص ۱۱ کتاب النكاح ج ۲۔

بالنكاح عورت کو نكاح کیلئے مجبور نہیں کیا جاسکتا | سوال۔ کیا کسی عاقل بالغ عورت کو شرعی
پر مجبور کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے
زبردستی اس کا نكاح کسی مرد سے کر دیا ہے تو عورت انکار ہی ہو تو یہ نكاح منعقد ہوگا یا نہیں؟
الجواب۔ نكاح مسلمان مرد و عورت کی باہمی رضامندی سے منعقد ہوتا ہے اس میں

لہ قال ابن نجيم: ووقال هل أعطيت نيةها فقال: أعطيت إن كان المجلس للوعد فوعد
وإن كان للتعقد فنكاح۔ رالبحوالث في ج ۳ ص ۱۱ کتاب النكاح ج ۱
ومشكئة في الهندية ج ۱ ص ۱۱ کتاب النكاح باب اقل في تصديره شرح۔ الخ
ثم وقال الطبري: ووقا المبسوط فكل تصرف يصح مع النهل كالطلاق والعتاق
والنكاح يصح مع الاكراه۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۱۱ کتاب النكاح ج ۲)
ومشكئة في النسخ الاسلامي وأدلة ج ۲ ص ۱۱ کتاب النكاح ج ۱۔

کسی بالغ عورت کو شرعاً مجبور نہیں کیا جاسکتا بلکہ نکاح میں اس کی رضا مندی ضروری ہے بغیر اسکی رضا مندی کے اگر نکاح کیا جائے تو وہ نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوگا۔

ذیل میں عجیب مرقم تحت قول صاحب الکنتوز ہذا تجویز مکرر بالغہ علی النکاح اقل بعد ان عقد الولی علیہا بغیر رضاه عندنا اتمی (اور الزنا مجتہدین کا نکاح بایمان و ادا کا قدم ہے)۔

بالقرنی اجازت سے والد کا کرنا یا پوتا کا نکاح ناقابل فسخ ہے | سوال: باپ نے اپنی بالغہ کے ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا اور نکاح کے بعد اس نے بیٹی کو غمزدی کر دیں نے تبرائ نکاح کر لیا لڑکے سے کر دیا ہے اس پر امی بیٹی نے صرف یہ کہا کہ کم مجھ سے تو بوجھ بیٹے، اس کے جواب میں وہ لڑکے کے گھر چل گئی اور یافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ نکاح ناجائز ہے، اور وہ عورت دوسری جس کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: بالغہ بیٹی کے نکاح سے بے باپ کو بیٹی سے اجازت لینا ضرور ہے اگر لاعلمی میں باپ نے بالغہ بیٹی کا نکاح کر دیا اور پھر باپ نے جب بیٹی بالغہ بیٹی کو اس نکاح کی خیر دئی اور اس نے رد نہیں کیا تو یہ نکاح اب لازم اور معتقد ہے اور بالغہ دوسری جس کے نکاح نہیں کر سکتی تاہم اگر وہ پہلے سے رزق کرتی تو اس کو یہ حق حاصل تھا۔

قال صاحب الکنتوز: فان استأذنها، فولي فسكت، أو زوجها فليفيها
اخير فسكت، فهو إذن: (کتاب النکاح ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب النکاح)

ثم قال: في الهندية، لا يجوز نكاح أم عن بالغه، صحبة العقل من أب أو سلطان يغير
إذنها بغير حضانة أو قسبة۔ (فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۲۵۵ کتاب النکاح)

وقال العلامة العثماني رحمه الله: (روى عن ابن عباس أن جارية بكرت بنت أبي سلمة
عليه وسلم ذكرت أن أباهما زوجها وهو كورحة فغيرها النبي صلى الله عليه وسلم۔ (رواه أحمد
ورجاله نقد) وقال ابن القمام صحيح۔ (دریہ ص ۲۲)۔ (إسلام سنن ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب النکاح)
یہ ظاہر ہے کہ اگر والد نے استأذنها کیا تو نکاح جائز ہے۔ اور اگر وہ بغير استأذان تھا تو نکاح باطل ہے۔
توقن ان صاحبہا نہیں چھو چل نہیں سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر والد نے نکاح کیا تو نکاح جائز ہے۔
بوسلطان اللہ دیکھو انشاء اللہ ان فسكت، فهو لیسان استأذنها علی النکاح عورت یا مرضیہ
بعد العقد نطقاً فانہ يجوز۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب النکاح باب الزواج والاکھاد)
و مثله فی الہندیہ ج ۱ ص ۲۵۵ باب الزواج فی الاولیاء۔

نکاح کا شرعی حکم | سوال ۱۔ شریعت مقدسہ میں نکاح کرنے کا کیا حکم ہے؟ (فری ہے، واجب ہے یا سنت؟)

الجواب ۱۔ نکاح کرنا تمام انبیاء و کرام کی سنت ہے، جو شخص نکاح کے حقوق ادا کر سکتا ہو تو اس کو نکاح کر لینا چاہیئے۔ اور اگر شہوت کا غلبہ ہو تو واجب ہے کہ بیک وقت نہ کے وقت فرض ہو جاتا ہے۔

قال الله في سورة المائدة: ويكُونُ اِيْ نِكَاحٍ وَّاجِبٍ عِنْدَ التَّوْقَاتِ فَاِنْ تَقِيْعُوَ الزَّيْءَ اِلَا بِهٖ فَرِيْضٍ نِّهَايَةٍ وَهٰذَا اِنْ مَلَكَ الْمَهْرُ وَالتَّقِيْعَةُ وَالْاِقْلَانُ بِمَنْزِلَةٍ بِدَائِعٍ وَيَكُوْنُ سُنَّةً مُّوَكَّدَةً فِي الْاَعْمَامِ. (مذاهب الفقہ ج ۲ ص ۲۹۹ تا ۳۰۰ کتاب النکاح الاصل)

نکاح نفلی عبادت سے بہتر ہے | سوال ۲۔ کیا احادیث کے ہاں نکاح کرنا افضل ہے نفلی عبادت کرنا؟

الجواب ۲۔ حنفیہ شریعت سوادِ عام کے ہاں جو شخص بیوی کے ہاں و نفقہ کی طاقت رکھتا ہو تو اس کے لیے نکاح کرنا نفلی عبادت کرنے سے افضل ہے، البتہ شواہد کے ہاں نفلی عبادت نکاح سے افضل ہے۔

فاما العلامة ابن عابدین: قالوا ان الاشتغال به اي بالنكاح افضل من التخلي لتوافل العبادات اي الاشتغال به وما يشتمل عليه من القيام بمصالحه وبعاف النفس عن الخواص وتربية الولد ونحو ذلك. (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب النکاح) ۳۔ اسلام میں بیک وقت تعدادِ زوج کا حکم | سوال ۳۔ اسلام نے ایک مرد کے لیے بیک وقت کتنی بیویاں جمع کرنے

لہ و قال فی سہندیۃ: ولما صفة فہو انہ فی حالة الاعتدال سُنَّةً مُّوَكَّدَةً وحالة انتواق واجب وحالة خوف الخوف مکسورہ۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب النکاح، فصل اذل) ۴۔ قال: بعلاصة: یوبکر انکاساتی، وعلیٰ ہذا الاصل: بنی اصحابنا من قال منہم ان النکاح فرض وواجب لان الاشتغال به مع اداء الفرائض واستن اولی من التخیل لتوافل عبادات مع ترک النکاح وهو قول اصحاب الظواہر۔

(مدارج المتابع ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب النکاح)

الجواب :- ہر خفیہ چلے وہ نکاح کا ہو یا عیدین و جمعہ کا مستند واجب ہے اور جو شخص وجوب کو قہراً ترک کرے تو گنہگار ہوگا، اسی طرح خطبہ نکاح کے دوران بائیں کمرے والے لوگ بھی گنہگار ہیں۔

قال العلامة الحسینی : وکذا یجب الاستماع لکتاب الخطب بکلیتہ نکاح وخطبہ عید وھم علی استعجالہ (ادارہ الشریعہ، مشن ورائٹرز، ۱۹۶۹ء) کتاب النکاح ج ۱

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام عدالتی نکاح و کورٹ میریج کا شرعی حکم ؟ درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ترکہ اور ترکہ کے بچے ورنہ اور اولاد کو بتائے بغیر بیچے سے عدالت میں جا کر کورٹ میریج نکاح کر لیں جبکہ ہمیں نکاح میں نہ کاری خطیب صاحب کے علاوہ صرف دو اور آدمی بطور گواہ موجود تھے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟ نیز اس نکاح سے ترکہ کو ترک ایک دوسرے کے لیے حلال ہیں یا نہیں ؟

الجواب :- احادیث مبارکہ میں ذکر ہے کہ خفیہ نکاح خوب نکاح کرنے کے لیے اعلان کیا جائے بیچے سے بغیر گواہوں کے نکاح کرنے کو شریعت سے منع ہے باطل قرار دیا ہے۔ چونکہ حضور مسنونہ کی عطا ہونے میں ترکہ و ترکہ کے علاوہ نہ کاری خطیب اور دو آدمی اور بھی بطور گواہ شریک تھے اس لیے یہ نکاح جائز اور درست ہے مگر گواہیت سے خالی نہیں تاہم اس حقہ نکاح کے بعد دونوں ایک دوسرے کے لیے حلال ہیں۔

کما قال العلامة قسطنطنیہ احمد العثماني : والجواب : نکاح بیکہ ممنوع و باطل است اگر است کہ وہ نہ شہدین عاودہ نکاح و شکوہ نہ شہد و اگر نہ شہدین یا شہود حاضر باشند ایسی شخصیں نکاح نکاح نہ باطل نہ شہد امامانی ازراستہ باشند۔ لان السنۃ فی استکاح الاعلان و لهذا اشترع بعد الدفن و نحوہ وفق الحدیث، لفرق بین الحلال و الحرام و لان فیہ لقاء نفسه فی النہمة ویتھمہ بالزنا من بعد علیہ نکاح و الحقیقۃ نفوا مواضع التہم (ادارہ الامکام ج ۲ ص ۲۷۲)

سوال :- عوام الناس میں یہ بات پھیل رہی ہے کہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ

۱۔ مال الغلام مقابلاً عیال و بعد اللہ : وھذہ فروغ تعلق بالحمی و قد متاعا فی باب صفتہ الصلوۃ ویتعین ان لا یحییٰ منھا متلثھا یعزم فی الخطیۃ الکلام وان کان امرا یعرف ان یسما والاھل والشرب والکتابہ۔ (فتح التبیان ج ۲ ص ۳۳۸ کتاب النکاح)

جب اولاد بائع ہو جائے تو اس کا نکاح کریں کیا واقعی یہ بات صحیح ہے ؟
 الجواب :- اعداد بہت زیادہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بیٹا یا بیٹی بائع ہو جائے تو والدین
 کی رضامندی سے کہ ان کی شادی کا منتظر نہ کریں اور اگر غیر کسی شرعی عذر کے نہ کیا اور کسی
 معصیت میں مبتلا ہو گئے تو والدین بھی اس کا تاء میں اس کے ساتھ برابر کے شریک ہوں گے ۔
 اس بات عوام الناس کی یہ بات درست معلوم ہوتی ہے ۔

من ابدا بعدد من حب من قال قال رسول الله مت ولدا له فليحسن اسمه واذ به
 فانه سلف قلبه فوجه فان بلغ دنو بزوجد فاصاب الحق فانما اغتصب على اييب ۔

مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸ کتاب النکاح باب الولی منہ

سوال :- بچھانوں میں یہ رواج ہے کہ بیوی کا چھوٹا
 بیوہ کے نکاح ثانی کا حکم پھر ہو تو اس کے لیے نکاح ثانی کرنا میسب سمجھا جائے

تو کیا بیوہ عورت کا چھوٹے بچے کی وجہ سے نکاح ثانی نہ کرنا صحیح ہے یا نہیں ؟
 الجواب :- نکاح کرنا یا نہ کرنا انسان کا ذاتی عمل ہے ، بیوہ کو عدت و نفات کے
 بعد دوسرا نکاح کرنے کی شرعا اجازت ہے اس کو رواج یا رسم کی وجہ سے نہ روکا جائے
 تاہم اگر کوئی بیوہ عورت اپنی ولاد کی پرورش کے لیے دوسرا نکاح نہ کرے تو اس میں
 کوئی حرج نہیں ۔

ان حواۃ قالن بارسول الله ان بنی هذا کان بطنی له وعد وثقانی لک ستاد وچھوٹی
 حواء وانا اباء طغنی وادان ینوزعد منی فقال علیہ السلام انت احق بہ طاعتی ۔ والحمد للہ رب العالمین
 (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۹ کتاب النکاح باب النکاح)

سہ وحن عمری اعطانی وانی ہد مالک من رسولہ علیہ السلام فی التورۃ مکتوب من
 بدعت ابنتہ عشرۃ سنہ ولہ یزوجہا فاصابت الحق فقامت علیہا ربھا البیہقی فی شعب
 الامم ۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸ کتاب النکاح باب الولی منہ)

کلمہ دلیل ہندیہ و بونوزوجت لام بزوج آخر و تسمت انصغیرۃ معہا ام الام فی
 بیت لوب نفلات ان یاخذھ منھا صفیرۃ عند جدۃ الخورث حقھا
 فلعمانتھا ان تاخذھا منھا اذا طهرت خبا انتھا ۔

(اختلافی مہندیہ ج ۱ ص ۲۸ باب النکاح ابواب اس دس عشق و فی الامم)

سوال :- بچہ نوک مالدار داماد
 لڑکیوں کے نکاح میں بلا وجہ تاخیر کرنا گناہ ہے

میں تاخیر کرتے ہیں کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے ؟

الجواب :- اعمام و بہن مبارک میں نکاح میں تعمیل کی ترغیب دی گئی ہے، اس کی وجہ سے
 بالغ لڑکے لڑکیوں کا نکاح جلد ہی کرنا چاہیے، محض دنیاوی اغراض اور رسم و رواج کی وجہ سے
 تاخیر کرنا موجب گناہ ہے۔

قال علیہ السلام، من ولد لہ فلیعس اسعہ و لو بہ فذایع فلیتخذ حہ فان
 بدع ولعیر و وجہ فاصاب اثماً فی ثمانیۃ علی ایہ۔ (مشکوٰۃ ج ۱، کتاب النکاح) ۱۷
سوال :- اگر والدین نے اس بات کی وصیت
 کیا کہ لڑکی کو از خود نکاح کا حق حاصل ہے کہ جو کر ان کی لڑکی کا نکاح فغان مرد سے
 کر دیا جائے لیکن کسی وجہ سے لڑکی اس مرد سے نکاح نہیں کرتی تو کیا لڑکی کو ایسا کرنے کا
 حق حاصل ہے ؟

الجواب :- بالغ مرد و عورت اپنے نفس کے خود مختار ہیں، صورتِ مسئلہ میں اگر کسی
 وجہ سے لڑکی والدین کی وصیت پر عمل نہیں کرتی تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ دوسری بڑ نکاح
 اس سے متاثر نہ ہوگا، اور اگر لڑکی نابالغ ہو تو یہ حق اس کے ورثہ کو حاصل ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتیب لحن بنتہا بن ولیمہ و انکر ستادہا
 یوحانی لفسہ و اذ نہا صما تھا۔ (مسلم جو الذمۃ ج ۱، باب فی النکاح و استیذان المراق) ۱۸
 قال علیہ السلام، موت بلغت انتی عشرۃ سنۃ ولعیر و وجہا فصابت اثماً فانما
 ذلت علیہ۔ (مشکوٰۃ ج ۱، کتاب النکاح)

۱۹ قال اسلامۃ، عصفی وجہ اللہ۔ (فتاویٰ نکاح حرق مطلقہ بلا رضاردی، ولاصل
 ان حد من تعریف ما لہ نصرت فی غشہ و مالہ قد بولہ انما کان عصبۃ اختراع
 فی نہیں تکلف) (ولیتی) فی غیر الکفوف (عدم جوانہ املا)
 و ۲۰ المختار للفتویٰ (فساد الزمان) فلا تحل مطلقۃ ثلاثاً تحت غیر کف، (م
 رد المحتار مع رد المحتار ج ۲، کتاب النکاح، باب الولی)

۲۱ مشغلہ فی سہادیہ ج ۲، باب فی الاولیاء و الکفلاء

مجلس نکاح میں بڑی کا نام لینا | سوال :- کیا نکاح کے انعقاد کے وقت بڑی کا نام بھی صحیح ہو جائے گا؟

الجواب :- نکاح کے انعقاد کے لیے بڑی کا احتیاج ضروری ہے، یہ امتیاز چلہ سے نام سے حاصل ہوا اشارہ سے یا دیگر صفات سے حاصل ہو جائے جس کے بعد کوئی کوئی شبہ نہ رہے صرف نام لینا ضروری نہیں۔

قال العلامة ابن عیاض: قلت وظاهره انها لو جرت المقدمات هي حجة وتعين عند الشهود ايضا يصح العقد وهي واقعة الفتوى لان المقصود نفى الجها ليد وثبت حاصل تعيينها عند انعقاد دين والشهود وان لم يصح جها ليد.

(رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۸۱ کتاب النکاح) ملے

نکاح میں انکباب و قول کا تین بار دہرنا ضروری نہیں | سوال :- ہمارے علاقے کے نکاح خوان حضرات نکاح پاندھے وقت انکباب و قول کے الفاظ تین مرتبہ دہراتے ہیں، کیا یہ امر مستحب ہے یا ضروری ہے؟

الجواب :- نکاح کا انعقاد نفس انکباب و قول کے صرف ایک مرتبہ کرنے سے ہو جائے تین مرتبہ دہرنا ضروری نہیں اور نہ یہ امر مستحب ہے۔

قال المرتبین: و یعتقد بلفظین بعد واحد عما عن الماضي والآخر عن المستقبل ان يقول زوجی فیتقول زوجتلی الخ (الهدایة ج ۲ صفحہ ۲۸۱ کتاب النکاح) ملے

ملے قال العلامة ابن نجیم: لابد من تعيين لشكوة عند الشاهدين لتعني الجها ليد فان كانت حاضرة متتقبلة كفي الاشارة اليها ان كانت المرأة في البيت وحدها جاز النكاح لزوال الجها ليد.

(ابن حجر الرائق ج ۲ صفحہ ۲۸۱ کتاب النکاح)

ملے قال العلامة ابن نجیم: و یعتقد بانکباب و قول و عقد بلفظ واحد هما الخ

کذا زاد قائل علی هامش بحر الرائق ج ۳ صفحہ ۲۸۱ کتاب النکاح

و ملے فی المہندیة ج ۱ صفحہ ۲۸۱ کتاب النکاح (الباب الثانی فی عقد النکاح) ملے

ثیبر (مطلقاً) غور سے نکاح نہائی کیلئے اجازت بانقول کا حکم سوال نہ اگر کسی عورت نے اپنے نکاح ہو چکا ہو پھر شوہر نے اسے طلاق دیدی ہو تو کیا دوسرے نکاح کے لیے اس سے اجازت بصورت سکوت صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب :- ثیبر غور سے جب دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہو تو اجازت دیتے وقت زبان سے کہنا ضروری ہے اس کا سکوت وغیرہ اجازت کے قائم مقام نہیں، یہ حکم صرف ہلکے لڑکی کے ساتھ مختص ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القییب احق بنفسہا من وہیہا ویکریہا ذنہا ابوہ فی نفسہا واذنہا صما فیہا۔ ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ ۲۳ ص ۲۷۰ باب الولی فی النکاح واستیذان المدبۃ ۱ ص ۷۷

ترغبات پہلی ملاقات کے وقت دُعا پڑھنے کا حکم سوال :- جناب مفتی صاحب! ترغبات کے وقت کون سی دُعا پڑھنی چاہیے؟

الجواب :- جب کوئی آدمی شادی کرے تو پہلی ملاقات میں سنت یہ ہے کہ پہری کے پیشانی کے بال پر کرکڑ کر اترے تعالیٰ سے برکت کی دُعا مانگے اور پھر یسبح اللہ پڑھ کر یہ دُعا مانگے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ وَخَیْرًا تُجَلِّتُ عَلَیْہِ رَاوَدُ بَیْنَ مِنْ شَرِّہَا وَشَرِّ مَا جَلَّتْ عَلَیْہِ۔ اور جب جماع کا ارادہ ہو تو یہ دُعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ

لہ قال العلامة علاؤ الدین الحنفی رحمہ اللہ : (فمن نکح حرۃ مکنتہ بولا) رضا (فی) والاخذ ان کل من تصرف فی مالہ تصرف فی نفسہ وما لا فلا (اعلموا اذا کان عصبۃ الاعوان فی غیار کفتم)..... (وینقی) فی غیر کفتم (یعنی جوازہ اصل) وهو المختار للفتویٰ زینبہ والزمان فلا تحل مطلقۃ نوا ثا نکحت غیرک تمہ الخ۔

(لہ المختار مع رد المختار ۲ ص ۲۷۰ کتاب النکاح۔ باب الولی)

وعرفنا فی الہدایۃ ۲ ص ۲۹۳ باب فی الاولیاء والاکفاد۔

قوت گویائی سے محروم شخص کے نکاح کا حکم | سوال :- کیا قوت گویائی سے محروم شخص کا نکاح اشارے سے منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب :- بہت سارے احکامات میں اشارہ قائم مقام غوطہ ہوتا ہے اس لیے اگر نکاح کے معاملے میں فریقین یا ایک فریق بات کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ ایجاب و قبول اشارے سے کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اشارہ شریعت و زوجیت کے اندلک کو واضح کرتا ہو۔ قال العلامة الحسینیؒ: کما یعتقد نکاح بالعبارة یعتقد بالاشارة من الاخرین اذا كانت اشارته معلومة الخ (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۳۲ فصل نماز کن النکاح) لہ وکیل کے ذریعے تحریری ایجاب سے نکاح کا حکم | سوال :- کیا مجلس نکاح میں

ایجاب و قبول کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر کسی کی طرف سے مجلس نکاح میں تحریری صورت میں بغیر اس کی موجودگی کے ایجاب پیش کیا جائے اور فریق تانی گواہوں کے سامنے اس ایجاب کو قبول کرے تو کیا اس سے نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب :- اگرچہ بہتر یہ ہے کہ دونوں عاقدین یا ان کے وکلاء مجلس نکاح میں موجود ہوں لیکن اگر کوئی فریق خود یا اس کا وکیل نہ ہو مگر اس کی طرف سے ایجاب مستند تحریری شکل میں موجود ہو اور فریق تانی گواہوں کی موجودگی میں قبول کا اظہار کرے تو نکاح درست ہوگا۔

قال العلامة الحسینیؒ: ولو ابرس الیہا رسولاً وکتاب الیہا بذلک کان بافتقالت بحضور شاهدين مع الکلام الرسول وقراءة الکتاب جاز ذلک لاتحاد المجلس من حیث المعنی۔ (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۳۲ فصل نماز کن النکاح) لہ

لہ قال ابن عابدینؒ: فان کان الاخرین لا یکتب وکان لہ شارة معروفة فملاقاة نکاح واحد وشرائعه وبعده فمہوجاً ہو۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۲ کتاب الطلاق)

لہ دفع الہندیہ: ولو ابرس الیہا رسولاً وکتاب الیہا بذلک کان بافتقالت بحضور شاهدين مع الکلام الرسول وقراءة الکتاب جاز ذلک لاتحاد المجلس من حیث المعنی۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۲۶۹ کتاب النکاح۔ باب الاول)

نکاح کے لیے قاضی کا لانا ضروری نہیں | اس سوال: کیا نکاح پڑ جانے کے لیے قاضی یا نکاح ڈسٹر اری وغیرہ کو مجلس نکاح میں لانا ضروری ہے کہ وہ نکاح پڑھائیں یا یہ کہ مرد و عورت کو باہم ایجاب و قبول سے گواہوں کے سامنے نکاح باندھنے کی اجازت ہے؟

الجواب:۔ جب عائدی باہم گواہوں کے سامنے ایک مہذبہ ایجاب و قبول کریں تو نکاح معتقد ہو جاتا ہے، انعقاد نکاح کے لیے ڈسٹر اری یا قاضی کو نکاح پڑ جانے کے لیے لانا ضروری نہیں اور مرد و عورت کے گواہوں کو پڑ کر لازم ہے تاہم فساد زمانہ اور قانونی پریشانی کی وجہ سے نکاح نامہ پڑ کر مستحسن ہے۔

قال العلامة المرحوم: لا نکاح بتعقد بالایجاب والقبول بنظریں یہی بہما من لقاضی..... ولا یتعقد نکاح المسلمون الا بحضور شاهدين حریین عاقلین بالغین مسلمین رجلیں ورجل وامرأتین اخر. (المندیه ۳۲۵۲۲۲ کتاب النکاح)۔

نکاح نامہ پڑ کرنے کی شرعی حیثیت | سوال:۔ آج کل پوسے ملک میں یہ رواج ہے کہ نکاح کے وقت نکاح نامہ فارم لکھی پڑ کرنا ہوتا ہے، کیا انعقاد نکاح کے لیے شرعی فارم پڑ کرنا ضروری ہے؟

الجواب:۔ نکاح عائدین کے ایجاب و قبول کا نام ہے جبکہ یہ دو گواہوں کے سامنے کیا جائے، انعقاد نکاح کے لیے قاضی کے پاس نکاح نامہ فارم پڑ کرنا، اس نامہ لکھو نا ضروری نہیں تاہم آج کل کے حالات کے پیش نظر قانونی گرفت سے بچنے کے لیے نکاح نامہ فارم پڑ کرنا مستحسن ضرور ہے۔

قال العلامة المرحوم: لا یتعقد بالایجاب والقبول یہی بہما من لقاضی..... ولا یتعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدين حریین عاقلین بالغین مسلمین رجلیں ورجل وامرأتین اخر. (المندیه ۳۲۵۲۲۲ کتاب النکاح)

سہ قال داماد: قد عده الله: ويتعقد بالایجاب من الزوجين ومن الزوجة وقبول من الاخر كلاهما بلفظ: انا متي..... وشرط سماع كل واحد من: عاقلين.... وحضور شاهدين حریین ورجل وامرأتین عاقلین بالغین مسلمین سامعین معاً لفظهما۔

(رد المحتار منی ہاشم مجلہ الاذہر ۱۳۱۳/۲۲ کتاب النکاح)

عاطلین یا عین مسلمین و خلیفین اور جہل و امیہ تھیں۔ الخ واللہ رب العزت ۲۸۵ کتاب النکاح ج ۱۔
الحجاب نکاح پر دستخط کر دینے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا سوال :- اگر کوئی شخص
 سے اسٹامپ و خط کرائے میں نکاح پر الحجاب و قبول و رجح ہوا تو کیا نفس تحریر
 سے نکاح منعقد ہوگا یا نہیں جبکہ عورت نے نہ ہاں سے قبول نہ کیا ہو؟
 الجواب :- شریعت اسلامی میں نکاح دو گواہوں کے ساتھ کرنا ہی الحجاب و
 قبول کا نام ہے نفس تحریر سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

قال العلامة الحسینی رحمہ اللہ : فلا یتحقق تزوجک تکلیف قبلت لہریت عقد
 بحر - (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۵ مشیخت کتاب النکاح ج ۱)۔

الحجاب و قبول میں مطابقت ضروری ہے سوال :- اگر الحجاب و قبول میں بظاہر
 مطابقت نہ ہو تو کیا اس سے نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب :- ہر معاملہ میں الحجاب و قبول کے اندر مطابقت ضروری ہے اگر دونوں
 میں مطابقت نہ ہو تو معاملہ صحیح نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر نکاح کے الحجاب و قبول میں بھی
 مطابقت نہ ہو تو نکاح درست نہ ہوگا۔

لأن المدعی، دل علی التحقيق کرویت نفسی او یتقن او متوکل علی منک و قبول الآخر تزوجت الخ
 زاد المحتار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۵ کتاب النکاح ج ۱

لعلہ الامامانہ و ائمہ اہل سنت و جماعت و بعض بالاجاب الزوج او من الزوجة و قبول من الآخر و ہا بنظر اہل
 و شرع و اہل کل واحد من اہل عقائدین..... و بعض من اہل حرم و اہل و عہدین، عاطلین یا عین مسلمین
 یا معین، معاً نظر ہما الخ رد المحتار علی هامش مجمع الانہر ج ۱ ص ۳۲۱ کتاب النکاح ج ۱

لعلہ ان اہل عقائدین جمیعاً : فاذا اختلفت اہل العقد و النکاح بکتاب احدھا بشرط ذلک معامع الشاھدین
 قولہ کتاب مع قبول الآخر - (ایضاً الزرق ج ۲ ص ۵۹ کتاب النکاح ج ۱)

لعلہ ان اہل عقائدین : و ہا ان لا یصح فی القبول لایجاب فلو اقل الآخر تزوجک بشیء علی انہ و ہم فقال
 تزوج قبلت النکاح و لا قبلت العہد کان یا طلاً - (ایضاً و ہا بنظر ج ۱ ص ۲۹ کتاب النکاح ج ۱)۔

نکاح میں نابینا شخص کی گواہی | سوال :- اگر نکاح کی مجلس میں دو گواہ قومہ چون ہوں مگر ایک نابینا (بصارت سے محروم) ہوں تو کیا ان کی گواہی سے نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب :- فقہاء احناف کے ہاں نکاح کے گواہوں میں چار شرائط کا ہونا ضروری ہے : (۱) حریت (۲) عقل (۳) بلوغ (۴) اسلام۔ چونکہ نابینا ہونا ان شرائط میں داخل نہیں لہذا نکاح کے معاط میں ان کی گواہی احناف کے ہاں درست ہے۔

ما قالہ ابن نجیم امصری رحمہ اللہ : وشرط فی الشاہد اربعۃ امور الاول الحریۃ والبلوغ والثانی الاسلام۔ (البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۹۵ کتاب النکاح)۔

مجلس نکاح میں گواہوں کی موجودگی ضروری ہے | سوال :- کیا مجلس انعقاد نکاح میں گواہوں کی موجودگی ضروری ہے؟

جواب :- مجلس انعقاد نکاح میں ماسوائے مالکیر کے تمام امر کے ہاں گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے، گواہوں کی موجودگی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔

قال العلامة صدر الشریعۃ رحمہ : وحضور حریین او حر وحریتین مکلفین مسلمین سامعین معاً لفظہما۔ (شرح الوقایۃ ج ۲ صفحہ ۲۸ کتاب النکاح)۔

زانی اور مزنیہ کا نکاح پڑ جانے والے پر کوئی عتاب نہیں | سوال :- اگر بے خبری میں نکاح پڑ جائے تو کیا نکاح خوان پر کوئی عتاب ہوگا یا نہیں؟

ما قالہ علامۃ المرتضائی رحمہ : ولا یعتقد نکاح المسلمین الا بحضور شہدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلیین اور رجل وامرأتین۔ (الہدایۃ ج ۲ صفحہ ۲۸ کتاب النکاح)۔
وَمِنْهُ فِي خُرُجِ الْوَقَايَةِ ج ۲ صفحہ ۲۸ کتاب النکاح۔

ما قالہ علامۃ المرتضائی رحمہ : ولا یعتقد نکاح المسلمین الا بحضور شہدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلیین اور رجل وامرأتین۔ (الہدایۃ ج ۲ صفحہ ۲۸ کتاب النکاح)۔
وَمِنْهُ فِي الْهَدَايَةِ ج ۲ صفحہ ۲۸ کتاب النکاح۔ الباب الاول۔

الجواب: اسلاف اور مزنیہ کا آپس میں نکاح کرنا صحیح ہے۔

قال العلامة الحنفی: وصیغ نکاح حیل من زنا فی قوہ وان حوا وحوھا وادوا وادوا متعین علی قوہ کوکبھا الزانی من قوہھا اتفاقاً۔ زنی اور زانیہ کے درمیان ^{مطلقاً} اصل النکاح معتبر کی بنا پر نکاح صحیح ہے۔ لہذا جب زنی اور مزنیہ کا آپس میں نکاح کرنا جائز ہے تو پھر نکاح پڑھانے والے سے نکاح خوان پر بھی کوئی عتاب نہیں ہوگا۔

نکاح میں صرف آئین کہہ کر قبول کرنا درست ہے اسوال۔ نکاح پڑھتے

اس قول کے جواب میں کہ میں نے فلاں کی بیٹی فلاں کو اتنے ہی مہر کے عوض آپ کے نکاح میں دیدی تو پھر کس نے جواب میں قبول ہے "کی بجائے تین یا دو آئین" کہا تو کیا اس سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ آئین کا غلط قبول کا فائدہ دیتا ہے اس صورت میں روک کا بھاب کے مقابلے میں آئین کہنے سے نکاح درست ہے اور مہر لازم ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: وبیانہ الفتح لما علمنا ان الملاحظة من جهة شروع ثبوت الانعقاد ولم یزوم حکمہ جانب الرضاء فعدینا حکمہ اذ کل لفظ یفیس ذلک الخ۔ اور اختصار ج ۲ مسئلہ ۲ کتاب النکاح، طلب المیزان کتاب النکاح ج ۲۔

لھ قال العلامة مرغینانی: وان تزوج ثبلی من زناہ جاز النکاح ولا یصلھا حق تصنع حدھا الخ۔ (الہدایہ ج ۲ ص ۲۹۷-۲۹۸ فصل فی بیان الحرمان)۔

ومنہ فی البیور رائق ج ۳ ص ۱ فصل فی المہر ویمات۔

لھ فی المہندیہ: امرأة قالت لرجل تزوجت نفسي بمثل نفل رجل
بعد ان ذکری پذیر قسم: صبح استنح و لولہ یقن الرجل ذلک کذا قال

لھ کتابا من ان یقبل یقرنی الطریق یصح نکاح۔ (الفتاویٰ الشہیدیہ ج ۱ ص ۲۵۲)

الباب الثاني فیما یعتقد به النکاح وما لا یعتقد
ومنہ فی خلاصة الفتاویٰ ج ۲ ص ۲ کتاب: لھ ج۔ المنفصل ذول
فی جواز النکاح والاجازہ۔

نکاح پر اظہارِ مسرت کے بعد ناراضگی کا حکم | سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین

اپنی روئے نور جہاں کی سنگین مستی بشیر محمد ولد سلطان محمد سے آج سے تقریباً آٹھ سال پہلے کی اور اس وقت ظفر اللہ ولد محمود خان، محمد قریشی ولد مقدر، امیر محمد ولد نصیر، محتاجی ختی اور دیگر افراد کی موجودگی میں مسماۃ نور جہاں کے والد حاجی محمد اسلم نے یہ الفاظ کہے کہ میں نے اپنی بیٹی نور جہاں کی شادی بشیر محمد ولد سلطان محمد سے کر دی ہے اور فضل محمد ولد سلطان محمد زوجہ کو دلہا کا بھائی ہے، نے اسی وقت کو جہول کے سامنے بطور وکیل یہ اعلان کہے کہ میں نے اپنے بھائی بشیر محمد ولد سلطان محمد کے لیے قبول کیا، اور سات کو لے سونا تاقی بہر مقرب کیا گیا، اس کے بعد مٹھائی وغیرہ بھی تقسیم کی گئی لیکن رواج اور عرف کی وجہ سے یہ کارروائی تحریر میں نہ لائی جاسکتی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ :-

(۱) قرآن و سنت کی روش سے مندرجہ بالا اعلان کہنے سے یہ نکاح منعقد ہوا ہے یا نہیں؟
حالات مذکورہ روئے نور جہاں کو اس کارروائی کی خبر کر دی گئی تھی اور وہ راضی بھی تھی، بیکر چٹا ہونے کے رواج کے مطابق سونے کی انگوٹھی بطور نشانی اسے پہنا دی گئی۔

(۲) اب اتنا عرصہ گزرنے کے بعد چند ماہ پہلے مسماۃ نور جہاں دختر حاجی محمد اسلم نے کہا کہ میں خوش نہیں ہوں مگر اس سال آٹھ سال کے عرصے میں وہ بریر خوشی کا اظہار کرتی رہی اس کے بعد مسماۃ نور جہاں نے اپنے والد کی مرضی اور اسے اطلاع کیے بغیر بھوری پہچے مستی خالد سے نکاح کر لیا اور سرکاری کاغذات میں بھی نکاح رجسٹرڈ کر لیا۔ اب عرض یہ ہے کہ حاجی محمد اسلم جو کہ ذہین کھوالہ ہے اور اب بھی بخوبی خوش و خواص ہے، نے عدالت میں یہ گواہی دی ہے کہ میں نے اپنی بیٹی نور جہاں کا نکاح تقریباً آٹھ سال پہلے بشیر محمد ولد سلطان محمد سے کر دیا تھا۔ تو اس کے باوجود قرآن و سنت کی روشنی میں نور جہاں کا نکاح مسی خالد سے منعقد ہو گیا ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ روئے نور جہاں اس طریقہ سے والد کی مرضی کے بغیر اپنا سابقہ نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- (۱) شریعت محمدی میں نکاح جائز نہیں کا طرف سے یا بھی ایجاب و قبول کو کہا جاتا ہے چاہے یہ ایجاب و قبول عاقدین کے والد کے جائز ہوں یا خود عاقدین ایک دوسرے سے ایجاب و قبول کر لیں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ لافی الد انتشار، و منعقد

ملہا یا ایجاب من احدہما وقبول من الآخر و نصف لمضی۔ (۱۰)

والد را اختیار علی رضا مختار ج ۲ ص ۲۹۲ کتاب النکاح

(۱۱) اور گواہوں کی موجودگی اور حق سہرہ کا تقرریٰ نکاح کی شرائط میں سے ہے۔

قال العلامة المصنفی: و شرط حضور شاہدین حرمین او حورو عواتیر،

مکلفین الخ (۱۲) والد را اختیار حق حاضر و اختار ج ۲ ص ۲۹۲ کتاب النکاح

و نقولہ تعالیٰ: وابتغوا باموالکم معصبین غیرہما فحلیں۔ (۱۳)

(۱۴) اور جب ایسے صورت کا نکاح اس کی خوشی اور رضامندی سے کسی مرد سے کر دیا جائے یا بغیر اس کے طہ کے کر دیا جائے اور اس کی خبر ہونے کے بعد وہ اسے زائد کرے مگر اس پر خاموش رہے یا رضامندی کا اظہار کرے تو اس کے بعد صورت کا نکاح سے انکار ناقابل مسموع ہوگا۔

قال العلامة المصنفی: فان استاذنها هو ای الوالی وکیلہ او رسولہ او زوجہ

ولیہا وخبیرہا رسولہ او فقولیٰ مدن فسکت او ضعلت غیر مستہذاة (۱۵)

بصدت او بکت بلا صوت فهو اذن۔ (۱۶) والد المختار ج ۲ ص ۲۹۲ کتاب النکاح

ان چند مقدمات کے بعد صورت مشورہ کے مطابق حاجی محمد اکرم کی بیٹی نور جہاں کا نکاح بشیر محمد ولد

سلطان محمد کے ساتھ منعقد ہو چکا ہے اور شرعاً یہ نکاح اس کی مکحولہ ہے لہذا وہ اپنے ساتھ اس کا نکاح

منعقد ہی نہیں ہوا ہے اور والد کا نکاح منکوحہ الفیہ کے ساتھ نکاح ہے مگر نہیں قرآنی منوع ہے۔

لقولہ تعالیٰ: و المتخصّص من النکاح۔ (سورۃ النساء آیت ۷)

قال العلامة المصنفی: واما النکاح منکوحۃ الفیہ معتد بہ لانه لو قبل احدہما

فلم یعتقد اصلاً والد را اختیار علی رضا مختار ج ۲ ص ۲۹۲ باب العدة

نکاح کے انعقاد کو معنیٰ قرطاس پر لانا شرعاً ضروری نہیں ہے بلکہ صرف گواہوں

کی موجودگی شرط ہے لہذا اسماء نور جہاں بنت حاجی محمد اکرم شرعاً بشیر محمد ولد سلطان محمد کی

مکحولہ ہے اور کسی خالہ سے اس کا نکاح کالعدم ہے اور اسی طرح سحابة نور جہاں

بشیر محمد ولد سلطان محمد سے نکاح کے لیے اجازت دینے کے بعد نکاح پر عدول رضامندی

کا اظہار کرنا بھی ناقابل تسلیم ہے۔

علقاً نکاح کا وعدہ کرنے کی شرعی حیثیت | سوال :- جناب مفتی صاحب! میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو اور نہیں کرتا، ایک نہ مجھے ایک نہ دیکھ کر قرآن مجید کے وہ میرے پاس آگیا اور مجھے ڈرا دھا کہنے لگا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ تم مجھ سے شادی کرو گی، میں نے خوف کی وجہ سے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر ان کو برہا، کیا ایسا کرنے سے میرا اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا ہے یا میں آزاد ہوں؟ میں اب بھی اس کو دیکھتا نہیں چاہتی، اگر میں نے یہ گناہ کیا ہے تو قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا کفارہ بھی بتائیں؟ میں دعاگو ہوں گی۔ (ایک منکھی بیٹی)

الجواب :- سوال میں مذکورہ الفاظ نکاح کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ وعدہ نکاح ہے اور اگر یہ الفاظ الفاظ نکاح ہوتے تو پھر بھی نکاح نہ ہوتا، کیونکہ مستحق کی کھٹاپائی یہ بات بغیر گواہوں کے ہوئی ہے۔ لہذا آپ آزاد ہیں البتہ بظاہر یہ معاملہ صحت و قسم کے تحت اس لیے حشر کی صورت میں کفارہ دینا چاہئے گا۔

خطیبہ پر خطبہ حکم | سوال :- ایک شخص کے ساتھ ایک عورت کا رشتہ ہو گیا ہے البتہ کہ خطیبہ پر خطبہ حکم لوگوں کا اس عورت کے ساتھ رشتہ کی بات کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب :- جب کسی عورت کا ایک بزرگ رشتہ طے پا جائے تو جب تک روکے اور روکے کے رشتہ دار اس رشتہ سے اعراض نہ کریں تو دوسرے لوگوں کے لیے اس عورت سے رشتہ کی بات کرنا شرعاً جائز نہیں اس سے شرع کی مخالفت لازم آتی ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : یا کفر والنفل فان النفل اکذب الحدیث لا یجسوا ولا یغسوا ولا یغضوا ولا یفعلوا ولا یخطب الرجل علی خطبة ائیمہ متوکلیم او یتراکم۔
(صحیح البخاری کتاب النکاح ج ۵ ص ۱۹) لے



لے قال ابن عابدین : ولا یخطب مخطوبہ غیرہ لانه جفا وخیانہ۔

(رد المحتار ج ۳ ص ۹ کتاب النکاح ۲)

ومشعہ فی البصر للرائق ج ۳ ص ۱ کتاب النکاح۔

بوقت نکاح چھو بارے بھیگنا سنت ہے | سوال: نکاح کے وقت چھو بارے
بھیگنا سنت ہے یا کہ عاقری مجلس
نکاح میں فردا فردا تقیم کرنا افضل ہے۔

الجواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک اور فقہ کرام کی عبارات سے معلوم
ہوتا ہے کہ مجلس نکاح کے شرکاء میں فردا فردا چھو بارے تقیم کرنے کی بجائے بھیگنا سنت ہے۔
وَلَا يَجُوزُ لِمَنْ نَكَحَ أَنْ يَتَزَوَّجَ فِي يَوْمٍ آخَرَ إِلَّا بِإِذْنِ امْرِئَاتِهِ
نَكَحَ بِغَيْرِ بَيْعٍ عَلَيْهِ جَوْرٌ وَلَوْ رَوَعَتْ شَرْتُ قُبْضَتَا يَدَيْهَا فَقَالَ مَا بَانَكَ لَا
تَأْخُذُونَ فَقَالَ لَا تَأْخُذُ عَنْهُنَّ فَقَالَ مَتَاهُنَّ مَتَكُمْ مِنْ نَهْيِ امْرِئَاتِكُمْ
خُذُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ فَيَا ذُنُوبًا وَجَادِبَاءَ - ۱ : مَذَاهِبُ الْمُسْلِمِينَ ج ۱ : ۱۱۱ کتاب النکاح،
باب الولیمة ۱۷۷

انہوں سے نکاح متاثر نہیں ہوتا | سوال: ایک عورت کو انفرادی طور پر نکاح کے
اس سے دوسرا نکاح کر لیا تو کیا اس کے نکاح سے عورت

کے پہلے نکاح پر کوئی اثر ہے یا نہیں؟

الجواب: جب ایک مرتبہ کسی عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو جائے تو یہ عورت اس مرد
کی بیوی ہے اب اس کا کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا ناجائز ہے اور اسی سے پہلے نکاح متاثر نہیں
ہوگا جب تک تاویز اس کو طلاق نہ دے۔

مَا فِي الْمَهْرَةِ: لَا يَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنْ زَوْجَةٍ ثَوْبَةٍ وَلَكِنْ يَكْفِي مَعْتَدَةً -

وَالْمَهْرُ وَالْمَهْرَةُ: ۱۷۷۲ ابواب لِمَاتٍ فِي بَيَانِ الْمَعْرُوفَاتِ (۱۷۷۲)

الحمد لله على هذا الفتاوى - سوال: عادی کے موقع پر چھو بارے بھیگنا سنت ہے یا تقیم کرنا سنت ہے؟

الجواب: مورد مشورہ میں شادی کے موقع پر چھو بارے بھیگنا سنت ہے۔

خبر ابتداء ج ۳ ص ۵۸۵ کتاب النکاح، باب متفرقات النکاح (۱)

مَنْ قَالَ عَالِمٌ بِمَوْلَا لَانْفِ الرَّجُلِ وَلَا يَجُوزُ نِكَاحُ مَتَاهُنَّ مَتَكُمْ وَنَهْيِ امْرِئَاتِكُمْ عَنْ أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنْ زَوْجَةٍ ثَوْبَةٍ وَلَا يَكْفِي مَعْتَدَةً -

ج ۲ ص ۵۸۵ کتاب النکاح، فی بَيَانِ مَا يَكُونُ مِنَ الْأَنْكَحَةِ وَمَا لَا يَكُونُ (۱)

وَمَنْ قَالَ فِي رَدِّ الْمَحْتَارِ ج ۲ ص ۵۸۵ فَمَنْ فِي الْمَعْرُوفَاتِ -

سول میرج کا شرعی حکم | سوال :- کیا نرسلے میں علامہ کلام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کچھ مسلمان یورپین ممالک میں سول میرج کے ذریعے شادی کرتے ہیں شرعییت اسلام میں ایسے مسلمانوں کے تعلق کیا حکم ہے اور کیا اس نظریہ کو شرعییت اسلام قبول کرتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کرتی تو ان کی جو اولاد پیدا ہوتی ہے اسلامی معاشرے میں اس کی کیا حیثیت ہوتی ہے اور اس کو کس نعرے قبول کرتا ہے اگر نہیں کرتا تو ایسے میاں بیوی کا اسلامی معاشرے میں کیا درجہ رہ جاتا ہے، اس کے علاوہ اگر وہ سول میرج کے بعد اسلامی قواعد و ضوابط کے مطابق دوبارہ تہجد نکاح کریں تو پھر ان کی پرورش کیا ہوگی؟

الجواب :- صورت مسئلہ میں چونکہ "سول میرج" کی دفاعیت نہیں کی گئی ہے کہ "سول میرج" کس طریقہ پر کیا جاتا ہے تاکہ شرعی نکاح اور سول میرج کا مقابلہ کر کے اس جوہر اور عدم جوہر پر کچھ اظہار خیال کیا جاسکتا تھا ہم اپنی معلومات کی حد تک شرعی حکم فریفت کے مطابق اردو ابی سلسلے کے چند اصول قانونی شکل میں پیش کیے جاتے ہیں، اگر سول میرج ان اصولوں کے مطابق ہو تو اس کو نکاح تسلیم کیا جائے اور اس پر تمام وہ احکام جاری ہوں گے جو کہ شرعی نکاح پر جاری ہوتے ہیں اور اگر سول میرج ان اصولوں کے خلاف ہو تو شرعییت اسلامی اس کو "نکاح" تسلیم نہیں کرے گی اور ایسے میاں بیوی سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ ولد ازنا شمار کی جائے گی۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے قویہ دلائل پیش کر لینا چاہیے کہ مطلق نکاح قلع نظر نہ کریں گے بالغ یا نابالغ ہونے سے آیا دنیا کا کام ہے یا دین کا، تاکہ اس سے یکجہاں آسانی ہو کلاس میں تفرق نہ کرنا یہ تفرق فی الدنیا ہے یا فی الدین؟ سو اس کا ایک معیار ہے وہ یہ کہ جس کا شریعت میں تاکید یعنی وجہی یا ترقیبی یعنی استحبابی حکم کیا گیا ہو یا اس پر ثواب کا وعدہ کیا گیا ہو تو وہ دین کا کام ہے۔ پھر اگر اس کے ترک کرنے پر کوئی وعید یا ناراہنگی بھی وارد ہوئی ہو تو وہ فرض ہے یا واجب، اور جس کے ترک پر کوئی وعید یا ناراہنگی وارد نہ ہوئی ہو تو وہ مستحب ہے اور جس میں یہ بات نہ ہو وہ دنیا کا کام ہے، اگرچہ اس کے تعلق جو احکام

کے لیے جب ہم اپنی شریعت اسلامی کی کتابوں کی تتبع اور تلاش کرتے ہیں تو کتابوں میں
 اس کے متعلق ایک مستقل بحث کتاب النکاح کے شکل میں موجود ہے جس کا مطالعہ کر کے
 شرعی نکاح کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ شریعت اسلامی کے فقہاء و کرام نے شرعی نکاح
 کو تفسیروں میں بیان کیا ہے: وهو عقد يفيد ملك المنة اى حل استمتاع
 الرجل من امرأة له يمتنع من فكاحها مانع شرعى سواء الفداء ۱۲۔ یہ کتاب نکاح
 یعنی یہ مرد اور عورت کے درمیان ایک ایسا رابطہ و تعلق قائم کر لے گا جس سے آدمی کو عورت
 سے اور عورت کو آدمی سے نفع حاصل کرنا حلال ہو جاتا ہے۔ جن الفاظ سے یہ خاص رابطہ و
 تعلق پیدا ہو جاتا ہے وہ نکاح کے ارکان ہیں۔ کسی چیز کا کہن اس کو کہتے ہیں کہ اس چیز کی
 ذات کا اور وہ اس کی پیمائش و امانت کا لازماً واجب و لقبول کذا فی النکاحی۔
 والایجاب ما یستغنی به، او کما من ای یجاب مکان والتیون جوبد۔ ہنگذا
 فی النکاحی۲۰۔ یعنی شرعی نکاح کا انعقاد ایجاب و قبول سے ہوتا ہے۔ چاہے یہ ایجاب و
 قبول خود مرد و عورت کریں، اگر خوف قسہ نہ ہو یا بدیدہ اولیاء و اوکل و فضول کے ہو جائے
 اب اس ایجاب و قبول کے معتبر اور مسلم ہونے کے لیے چند شرائط ہیں جن پر ایجاب و
 قبول کے معتبر ہونے کا توقع ہے۔ واما شروط فمئھا عقد والبوخی والحریۃ
 فی العقد الاذن لاذل شرط کالنعقاد فلا یعتقد نکاح المنجور والفقیر
 الیٰ الی لا یعقل ولا یمیز شرط النفاذ فان نکاح الضعی لعاقل یتوقف
 فقاؤه علی اجازۃ ولیف ھکذا فی الیہ ۲۱۔ یعنی ایجاب و قبول
 البیۃ التي احلها الشرع بالنکاح کذا فی التھیۃ۔ ومنها سماع کل من
 العاقدین کلام صاحب ھکذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ ومنها الشہادۃ قال
 عامۃ النساء انھا شرط حیو ذل نکاح ھکذا فی الیہ ۲۲۔ یعنی ایجاب و
 قبول کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ ھکذا فی فتوح القلوب ومنها رضا المرأة اذا
 کانت بالغۃ بکرۃ متہانۃ ونبیۃ ومتہانۃ کون الایجاب والقبول فی مجلس
 واحد۔ الخ۔ و متہانۃ لا یغالف لقبول الایجاب ومنہا ان یتضمن نکاح

یٰۤاَکْفَہَا وَاَعْبِیْہِ مِنْ اِسْکَلٍ ... الخ۔ ومنہا ان یحسون الزرع والنحوۃ
معلومین فلونہ وج ہنۃ ولنا ہنۃ ان لا یعملا الا احکامات احداہما
متزوجۃ فیمنصرف الی النازعۃ کذا فی النہای لفقہ وانکمل۔

(التناوی النہدۃ ج ۱ ص ۲۸۷ کتاب النکاح)

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ ایجاب و قبول کرنے والا ماقبل بالغ اور آزاد
ہو۔ اس میں اول شرط یعنی عقل شرط انعقاد ہے، اس لیے کہ مجنون اور عیقل غیر ماقبل
کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا، اس لیے کہ شرط بلوغ و حریت شرائط ہیں نفاذ نکاح
کے کیونکہ اگر ماقبل موقوف ہو تو اس کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے مگر جائزیت دلی پر
موقوف ہوتا ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ جس عورت کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے وہ عقل
صالح ہو یعنی وہ عورت مجرمات شرعیہ سے نہ ہو مگر شریعت مطہرہ نے نکاح میں ایسا
اس کا سناں کیا ہو، اور یہ کہ نکاح کرنے والے متناظرین ایک دوسرے کی بات سن
نیں۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ یہ ایجاب و قبول رو بروئے گواہان کے جو جس کو شہادت
کہتے ہیں۔

عام علم کرنے یہ لکھا ہے کہ شہادت ہوا نکاح کے لیے شرط ہے، اگر ایجاب و
قبول ہو جائے مگر رو بروئے گواہان کے نہ ہو تو یہ نکاح ہی نہیں۔ اور یہ بھی شرط
ہے کہ شاہدین گواہان و دونوں متناظرین کی بات سن لیں۔ اگر عورت بالغ ہو چاہے
یا کہ وہ عیالینہ، تو اس کی رضا مندی اور اجازت لینا بھی ضروری ہے، اور یہ کہ ایجاب و
قبول ایک ہی مجلس میں ہوں اور یہ کہ قبول ایجاب سے مخالفت نہ ہو، اور یہ کہ نکاح کی
امضا اس کے کل بدن کی طرف ہو یا بالیسے جزو کی طرف جس کو کل بدن سے تعبیر
کیا جاتا ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ زوج اور زوجہ دونوں معلوم ہوں، مجہول نہ ہوں۔
ان شرائط اور ارکان کے علاوہ نکاح میں بعض امور ایسے ہیں جو سنسن اور
مستبات کے درجہ میں ہیں جن پر عمل کرنے سے اس ازدواجی سلسلے میں خیر و برکت پیدا
ہوتی ہے۔ فقہ اسلامی کی معتبر کتاب ”رد مختار“ میں ہے: ویسندہا علانۃ و تقدیر

خطبہ۔ وفاق الشافعی، الحدیث الترمذی، اعلیٰوا هذا النکاح وجعلوه فی
 المساجد۔ الحدیث، والمؤاد من تعلیم الخطبة ما یدکر قبل اجراء العقد
 من الحمد والشکر وانہا لا تنعین یا لفاظ مخصوصہ واین خطبہ، مما ورد
 فیہ احسن۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اعلان نیکاح مستحب ہے، اور اسی طرح ایجاب و
 قبول کر سنے سے قبل خطبہ پڑھنا جو حدیث شہادت پر مشتمل اور مستحب ہے۔ آگے گفتہ
 ہیں، وکوفہ فی المسجد یوہر جمعۃ بعاقلة رشید و شہود عدل والاستشارة
 لہ، والنظر الیہا قبلہ وکونہا دہنہ منا وحسبنا وغیرہا لا ذخوۃ خلطاد
 ادباً و دوسرے جملہ۔ مگر یہ تمام امور ایسے ہیں کہ جس سے اس از دہوی سلسلہ
 میں مزید استحکام اور خیر و برکت پیدا ہوتا ہے، اور یہ امور شرائط اور رکائی نہیں ہیں کہ
 جن کے نہ ہونے سے نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ یہ مستحب امور ہیں جن کا لحاظ رکھنا نہ کہنے
 سے بہتر ہے۔

اس تمام تفصیل کو مدنظر رکھ کر شرعی نکاح کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، اور
 اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول میراث، زوجہ و غیرہ میں مسلمان لوگ کرتے
 ہیں اور شرعی نکاح میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے کہ دونوں میں
 کچھ فرق نہیں تو فیہا وقعت، اور اگر جواب اثبات میں ہے کہ دونوں میں کچھ فرق ہے
 تو رسول میراث کو ہرگز شرعی نکاح نہیں کہا جاسکتا گا۔ ان اگر بعد میں مذکورہ بالا شرائط
 کے مطابق تجدید نکاح کر لیں تو درست ہوگا، ورنہ حرام کاری سے جو گندمی معاشرہ
 میں پھیلتی ہے وہ اس کا لازمی نتیجہ ہوگا۔ نقل سلیم، فطرت اسلامی اور شریعت اسلامیہ
 مرد و عورت کے لیے ہے بالائے اور اصول دین کے خلاف ملنے کو ہرگز تسلیم نہیں کرے گا۔
 هذا ما اعتدی وفاقہ اعلم و علمہ اتم و احکم

حضرت آدم علیہ السلام کے نکاح کے گواہوں کی تحقیق | سوال: حضرت آدم علیہ السلام

پر نکاح کیا، نیز اس کے گواہ کون تھے اور حق یہ کیا مقرر ہوا؟
 الجواب: اس مسئلہ کے متعلق وحی انفرادی و حدیث میں کوئی تفصیل نہیں ملتی اور
 بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو وحی کے ذریعہ سے ان کا استماع ملا جس کا یہیں گواہوں
 کے زور و احتجاج و قبول کرنے سے ان کی منسلک ہے۔ البتہ حق مہر کے متعلق بعض روایات میں
 آیا ہے کہ یہ غیر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہی مہر قرار دیا گیا۔ کفاف الصادی
 وغیرہ فلیراجع۔

لما قال العلامة أحمد الصادق الماکی رحمہ اللہ: وقد خلقت بعد دخولہ
 الجنة نام فلما استيقظ وجدها فاراد ان يمد يده اليها فقالت له
 الملائكة: مه يا آدم حق تقي، مخرجها وما مخرجها فقالوا: ثلاث
 صلوات او عشرون صلاة على سيدنا محمد صلي الله عليه وسلم
 (النصاري ج ۱ ص ۷۲ مومنة البقرة)

باب من یجوز بہا النکاح ومن لا یجوز

(اگر عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے اور کن کے ساتھ ناجائز ہے)

حنفی مشکن سے نکاح کا حکم | سوال: حنفی مشکن سے نکاح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: نہ نکاح کے لیے مکمل نکاح ہونا ضروری ہے حنفی مشکن
پر مکمل نکاح نہیں اس لیے حنفی مشکن سے نکاح جائز نہیں؟

قال المفصلی: ای حل استمتاع الرجل من امرأة له منع من نکاحها مانع شرعی
فخرج الذکر من حنفی مشکن۔ رد رد ما رد فی مدونة الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۰۰ کتاب النکاح ص ۱۰۰

سوال: ۱۔ بانجھ عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: ۱۔ بانجھ عورت سے نکاح کرنے میں جو زمین شائع
حاصل ہوئے ہیں اس لیے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، ہم نکاح سے جو کوئی اعلیٰ مقصود نظر آتا
نہل ہے اس لیے بانجھ عورت کے علاوہ کسی عورت اور قابل اولاد عورت سے نکاح کرنا افضل ہے۔
یوب الامام انصاری فی متنہ: کواحدة تزوج العظیم و تزوجت حدیثاً من عقل
جو یسار قال جاور جن ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: حببت لمرأة ذات سب
وسب لاکلہا لئلا یلدا فأتزوجہا فنها و فترأ ثاء النابیة فنها و فترأ ثاء النابیة
منہا و فان تزوجوا الولود الودود فانی مکاترکم (سنن النسب فی ج ۶ ص ۵۰) ۵۰

۱۔ قال ابن تیمیہ المصری: و فی النبیة محله امرأة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی
فخرج الذکر بلذکر و الحنفی معقلاً (البحر الرائق ج ۳ ص ۱۰۰ کتاب النکاح)

و مشکن فی الہندیہ ج ۲ ص ۲۹ کتاب النکاح۔ لہذا اقول فی تفسیرہ شرعاً۔

لہذا قال الشیخ حلیل احمد السہارنوری: و تحت حدیث معقلاً بن ساد جاد رجل ابی رسول
لہ صلی اللہ علیہ وسلم عز و جہذا یدل علی انہ انشئ ما کان من التحریم بل کان مبنی
العلی اسکاثرۃ فی ان شجرة وھی لا تقض النکاح۔ (بذل المعجود ج ۱ ص ۱۵۰)

و مشکن فی نیل الزوہار ج ۶ ص ۱۱۲ و عود المعجود ج ۱ ص ۲۵

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حاملہ عورت سے نکاح کا حکم سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اگر کوئی عورت نکاح سے حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اور اگر نہ تک سے حاملہ ہو تو اگرچہ نکاح کرنا جائز ہے لیکن اگر کسی زانی سے نکاح ہو گیا ہو تو اس کے لیے جماع بھی جائز ہے اور اگر کسی اور سے نکاح ہو گیا ہو تو اس شخص کے لیے وضع حمل تک جماع مشروع ہے ۔

قال العلامة انکشافاً ومنہا ان لا یكون بها حمل ثابت النسب فان کان لا یجوز نکاحہا ومعنی هذا یعنی ما اذا تزوج امرأۃ حاملًا من بلزنا انہ یجوز فی قول ابن حنیفہ زوجہا وکن یطوھا۔ واما علی الصانع رحمہ اللہ کتاب النکاح۔ فصل ۱۰ منہا ان لا یكون بها حمل۔ لہ سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ سوتیلی ماں کی سوتیلی ماں کی بیٹی سے نکاح کا مسئلہ میں جو اس کے پہلے شوہر سے ہوا کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اگر اور کوئی ذریعہ حرمت موجود نہ ہو تو سوتیلی ماں کی بیٹی سے نکاح کرنا از روئے شریعہ جائز ہے صورت سوتیلی میں بظاہر حج عمرہ کوئی ایسی صورت نہیں اس لیے سوتیلی ماں کی بیٹی جو اس کے پہلے شوہر سے ہوا سے نکاح جائز ہے ۔

قال العلامة الفصیح رحمہ اللہ : وأما بنت زوجة أبیہ أخر بہتو فحلان۔
(الرد المحتار علی صدورہ المجلد ۳ ج ۳ کتاب النکاح۔ فصل فی المعصمات) ۱۰

لہذا لای یجزم، اسی دلیل تزوج المحرمین لڑنا و لای یجوز من زوج اخیل میں غیر لڑنا لہذا تزوج لڑنے فی اوراقاً و قسماً المتفقۃ عند اکل و حمل و طلاق ہا عند اکل کما فی انتہایۃ ۔
(بیہق الزیلع ج ۳ مکتب کتاب النکاح۔ فصل فی المعصمات)

وتمت الذکر فی رد المحتار ج ۳ ص ۱۰۸ کتاب النکاح۔ فصل فی المعصمات ۔
لہذا وقال شیخ زہبۃ الذہیل : والحدیث بہذہ الایۃ ہو زوجۃ الأب نطفاً أما بنتہا أو أمہا فلا تحرر علی ہذا ۔ (رقعہ الاسنی ص ۱۰۸ و ادلتہ ج ۲ ص ۱۳۲ حرمتہ القرابۃ الخ) وتمت فی منحة الطالب علی هامش المعونۃ ج ۳ ص ۹۴ کتاب النکاح۔ فصل فی المعصمات ۔

من مخطوبة الأب سے نکاح جائز ہے | سوال :- ایک شخص نے کسی عورت سے باقاعدہ
نکاح نہیں کیا مگر وہ نکاح کا بیغا مریا ہے اب
اس شخص کے فوت ہو جانے کے بعد اس شخص کا بیٹا اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا اس
کے لیے ایسا کرنا جائز ہے ؟

الجواب :- اگر اس مرد اور عورت کا باقاعدہ نکاح وقبول نہیں ہوا ہے تو اس عورت میں
اس مرد کے اعراض کہنے بافوت ہو جانے کے بعد اس کا بیٹا اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے ۔
اس لیے کہ یہ عورت اس شخص کے باپ کی منکوحہ نہیں ۔

قال ابن عابدین: (وقت قوله مصاهرة) وهو موطأ ثبت أنها شبه وأجدا ودوان طهر
ولوننا والمعتودات لهم عليه، يعقد صحيح ردا لقوله ثم تنه باءه رخص في الفوات، وله
بيوه عورت سے نکاح کرنا جائز ہے | سوال :- بیوہ عورت بیوہ ہو جائے اس سے نکاح
کرنے میں شرعاً کوئی مخرج تو نہیں ؟

الجواب :- جب کوئی دوسری جہ حرمت موجود نہ ہو تو بیوہ عورت سے نکاح درست
ہے بشرطیت مقدمہ مریا کیس بھی بیوہ عورت سے نکاح جائز ہوتا ہے اگر کوئی ذکر نہیں کرتا مگر اگر
صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ان تمام ازواج مطہرات
موجود نہ تھیں اس لیے بیوہ عورت سے نکاح کرنے کو نحو میں جائز اور درست علی الشریعت ۔
قال الله سبحانه وتعالى: "وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالْيَتَامَىٰ مِنْكُمْ وَالْمَسْكِينِ" والأيامى جمع الأيم من النساء
من كل زوج مضافاً كانت أو مطلقاً أو مؤد مثلاً۔ (معجم لغة الفقهاء ص ۹۹ ، ۱۰۰)

لہذا ابنا نجیم: "أى يعقد النكاح أى ذلک العقلی" من يعقد بالایجاب والتجول حتى
يتم حقيقة فی الوجود۔ (المعراج الزاوی ص ۳۶ ملا کتاب النکاح)

ومثله فی البدایع الصالح ۳۶ ص ۲۹۹ کتاب النکاح ۔ فعل رکن النکاح ۔

کہ رحمہ اللہ رضی اللہ عنہ قول من انفسہ إذا تزوج ارجل مکر علی امرائہ اتمام
عند حاسبہ وقسم وإذا تزوج الذیب علی امرأت تمام ، انہا ثلاثا ۔

ونصب الزاویہ ص ۳۲ کتاب النکاح ۔ باب الفسقة ۔

ومثله فی رد المحتار ج ۲ ص ۴۴ کتاب النکاح ۔

سوتیلی ساس سے نکاح کرنا | سوال کیا فرماتے ہیں علامہ اہل اس مسئلہ میں کہ سوتیلی

الجواب :- در شریعت فارغہ دونوں ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا تب حرام ہے جب دونوں میں سے ہر ایک مرد و فرزند کے دوسری اس کے لیے حرام ہے جو نہ کہ سوتیلی مسئلہ میں مرض ایک جانب سے حرمت ہے دوسری جانب سے نہیں اس لیے سوتیلی ساس سے نکاح جائز ہے اگرچہ اس کی سوتیلی بیٹی اس کے نکاح میں پہلے سے موجود ہو۔

قال العلامة المصنف: في ذالجمع بين: امرأة وبنت زوجها... كذا في لوفرضت
السؤال: ذكر المصنف في اختلاف علماء الهند على مسألة النكاح في كتاب النكاح فصل في حرمت
سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح کرنا | سوال کیا فرماتے ہیں علامہ اہل اس مسئلہ میں کہ

الجواب :- سوتیلی ماں کی بہن اور اس مرد کے درمیان کوئی ایسا رشتہ نہیں جس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان نکاح جائز ہو، اور یہ حرمت و عقوبات علی التاب بعد از شرعاً غیر مجید میں شامل ہے، اس لیے سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح درست ہے۔

قال العلامة الحسینی: وأصوات حل النكاح ثلاثة أنواع: محرماً بالقرابة والمهرات
بالمصاهرة وعقوبات الرضا. (رد المحتار المتابع ج ۳ ص ۹۸ کتاب النکاح فصل في حرمت المرأة غلطہ ۲۷)

لہ قال فی الہندیۃ: ویجوز ذالجمع بین: امرأة وبنت زوجها فان المرأة لو فرضت ذکر اہل
لہ تلك البنت فلا حل العکس: (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۷ فصل فی المعومات)
وہ مسئلہ فی البحر الرائق ج ۳ ص ۹۸ کتاب النکاح، فصل فی المعومات۔
لہ قال بعلامۃ المصنف رحمہ اللہ: أسباب التحريم نواع قراية مصاهرة رضاع
جميع ملات شرك. وخال أمه عن حرة حتى سبعة ذلها المصنف بهذا الترتيب
وبن التطبيق ثلاثاً وتعلق حق الفجور بکاح أو عدة ذلها في الرجعة۔

{ الدر المنثور علی صددہ امتار ج ۳ ص ۲۸۷ }
{ کتاب النکاح، فصل فی المعومات }

زمشکة فی الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۷ ابواب الثالث فی المعومات۔

بیوی کی وفات کے چند دن بعد اس کی بہن سے نکاح کرنا | سوال :- جب کسی شخص کی وفات کے ایک یا دو دن بعد اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- غاوند کے لیے بیوی کا سوگ منانے کی ضرورت نہیں اور اس پر قدرت ہے اس لیے بیوی کے فوت ہونے کے فوراً بعد اس کی بہن سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
قال العلامة ابن سبین : (تحت قوله ولو من طلاق بائن) ۔۔۔ (فرع) بابت امرأة له التزوج بائنها بعد يوم من موتها كما في الخلاصة عن الاصل . وكذا في المبسوط لندبر لاسلامه و لحيوط الفروعی ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب النکاح) فصل فی معرفتہ ۔

عذرت وفات میں کیے گئے نکاح کا حکم | سوال :- اگر ایک عورت غاوند کی وفات کے بعد چار ماہ کے اندر دوسرے آدمی سے

نکاح کرے تو یہ صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب :- طلاق او وفات کی عذرت میں کیا گیا نکاح کا عدم ہے گا عذرت گزرنے کے بعد جو نکاح پڑھایا جائے اس کا اعتبار ہو گا۔

قال العلامة الكاساني رحمه الله : وعنهما ان لا تنكح معتدة الغير لقوله تعالى : ولا تعزموا عقد النكاح حتى يبلغ الاكثاب اجله : أي ما كتب عليه من التريص ثم قال وسو كانت العدة عن طلاق او من وفات (ردائع المختار ج ۲ ص ۲۹۹) کتاب النکاح فمزان لا يكونها حمل ۔

۱۔ وقال في الهندية : ويجوز لزوجه المرنقة اذا لحقت بعد ازخوب تزوج آخره قبل انقضاء عدها كما في امانت - (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۶۹) (قسم الرابع المحرمات الجمع)
ومشكلة في خلاصة الفتاوى : الفصل الثاني فيمن يكون ماله نكاح وفي (ديكر) ۔

۲۔ قال في الهندية : لا يجوز لرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذا للعدة كذا في المنسراج نوهاج سواء كانت العدة عن طلاق او وفات (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۸۸) کتاب النکاح ۔ (ليل الاليل الفصل السادس المحرمات الممنوع) (لم)
ومشكلة في الدر المختار على صدرة المختار ج ۳ ص ۲۸۸ کتاب النکاح فصل في المحرمات ۔

سوتیلی ماں غیر منکوحہ سے نکاح حرام ہے | سوال : کیا سوتیلی والد سے نکاح درست ہے جبکہ والد نے دخول نہ کیا ہو ؟

الجواب : جس عورت کے ساتھ باپ کا عقد نکاح ہو جائے چاہے باپ نے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو بیٹے کا اس عورت سے نکاح کرنا غیر قرآنی حرام ہے ۔

قال ابن قادیان رحمہ اللہ : (تحت قوله مصلحہ) ونعم موطأت أبائہ واجدادہ وإن علو رتبہما والعقودات لہم علیہن بعثت صحیح ۔

رد المحتار ج ۳ مسئلہ کتاب النکاح ، فصل فی المحرمات : ۱۰۱۰
سوال : کیا کسی عورت اور
ساس اور بہو دونوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا اس کے بچے کی بیوی رہے گا

نکاح میں جمع کرنا جائز ہے یا نہیں ؟
الجواب : صورت مستورہ کے مطابق ان عورتوں میں ایسا کوئی رشتہ نہیں جو حرمت اجتماع کا باعث بنے اس لیے اس عورت اور اس کے بیٹے کی بیوی رہے گا اور یہ بیان جمع کرنا جائز ہے ۔

قال العلامة الحنفی رحمہ اللہ : فجاء الجمع بین امرأة و بنت زوجہا آدمی امرأة ابنہا ۔ (رد المحتار علی صدر رد المحتار ج ۳ مسئلہ کتاب النکاح ، فصل فی المحرمات) ۱۰۱۰

لے قال القسمة ابن نجیم المصری رحمہ اللہ : أما حلیۃ الذب فقوله تعالیٰ :
لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ قُرْآن : الرکابہ فتحرم مجرد العقد علیہا ۔
والجواب فی ج ۳ مسئلہ کتاب النکاح فصل فی المحرمات ۔

وَمَثَلُهُ فِی دَائِعِ الْمَنَاحِ ج ۲ مسئلہ کتاب النکاح : فصل الفروقة : ۱۰۱۰۰
لے قال القسمة ابن نجیم المصری رحمہ اللہ : فی بحث : لَوْلَا تَوْجَاهُ نِكَاحِ أَحَدِھَا مِنْ تَقَدُّمِ بَرِّ الْمَرْأَةِ وَبِنْتِ زَوْجِھَا أَوْ إِمْرَأَةِ ابْنِھَا فَانْجَوْنَا لِمَجْمَعِ بَيْنِھُمَا عِنْدَ الْأُكْمَةِ الْأَدْبَعَةِ ۔ (رد المحتار فی ج ۳ مسئلہ کتاب النکاح ، فصل فی المحرمات)
وَمَثَلُهُ فِی الْفَتَاوَى السَّعْدِیَّةِ ج ۱۰۰۰ القسم الرابع المحرمات بالجمع ۔

نانی اور نواسی کو ایک نکاح میں جمع کرنا سوال :- کیا کوئی شخص ایک عورت اور اس کی

الجواب :- ناسی اور نانی کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں، اس کے لیے فقہاء نے ایک قاعدہ تحریر فرمایا ہے کہ دو عورتوں میں سے کسی ایک کو ذکر درود فرض کر کے اگر ان کا نکاح آپس میں چھوڑ دیا تو ان میں سے کسی ایک کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں۔

قال العلامة الطحطاوی: حرم الجمع وطائفت یمین یمین امرأتین بیتا امرأتین بیتا امرأتین
ذکر لم یعمل بلا خلاف، وأما ما روی عن بعض الفقهاء من أن کتاب النکاح، فصل فی النکاح،

پھوپھی اور چھتی کو ایک نکاح میں جمع کرنا سوال :- کیا کئی چھوپھی اور چھتی کو ایک نکاح میں شریعتاً جمع کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- چھوپھی اور چھتی کے درمیان ایسا رشتہ ہے کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک کو بھی مرد فرض کریں جائے تو دوسری کا نکاح اس سے جائز نہیں اس لیے ان دونوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا شرعاً جائز نہیں۔

قال ابن نجیم المصری: حرم الجمع بین امرأتین إذا كانتا بحیث لو قد ریت إحداهما
ذکر حرم النکاح بینہما أیضا، كانت المقدرة ذکرًا کا جمع بین امرأتین وعنتھا۔
لحدیث مسلم لا تنکح المرأة علی عنتھا، والمراد بالمرأة من یکتب من کتاب النکاح، فصل فی النکاح،
دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کا حکم سوال :- ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا ہوا ہے اب وہ اس عورت کو طلاق

لے قال ابن نجیم المصری: لا یصل الذی بینا ان یکتب إمرأتین لو کانت
إحداهما ذکرا والأخری أنثی، لعمد الذکر ان یتزوج لأنثی فائتبع بعزم ان یجمع
بینہما، (ابحار الرائق ج ۳ ص ۵۵) کتاب النکاح، فصل فی المحرمات،

وَمِنْهُ فِي بَدَائِعِ الصَّنَائِعِ ج ۲ ص ۲۸ کتاب النکاح، فصل فی النکاح، (المرأة)
لے قال ابن عابدین: زنت قوله وإیضا، فرضت، أي إیة واحدة متبعا فرضت ذکرًا لم یصل
لأنثی کا جمع بین المرأة وعنتھا، (رد المحتار ج ۳ ص ۵۵) کتاب النکاح، فصل فی المحرمات،
وَمِنْهُ فِي بَدَائِعِ الصَّنَائِعِ ج ۲ ص ۲۸ کتاب النکاح، فصل فی النکاح، (المرأة)

دیئے بغیر اس کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا اس آدمی کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؟
الجواب:- ایک عورت کا کسی شخص کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی سگی بہن سے
 سے یہ شخص نکاح نہیں کر سکتا ہے جو کہ نہیں قرآن کریم حرام ہے، ایسا کیا ہو؟ نکاح کا عدم ہے گا۔
 قال العلامة النکاحی: لا خلاف فی ان اجماع بین الاختیار فی النکاح حرام۔
 ان یتم الی ان وان تعصروا بین الاختیار معطوفاً علی قوله عزوجل: حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ
 مِمَّا نَكَهْتُمْ اَزْوَاجُ اَصْنَابِكُمْ ۖ ذَٰلِكَ کِتَابُ الْفَاحِشِ، نفساً لا یتبع النکاح (المراۃ) ۱۔

سوال:- رات کے وقت بے نیکی کی
 والدہ کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگانے کے اثرات
 حالت میں زیر نے اپنی والدہ کو بیوی سمجھ کر
 شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تو کیا زیر کی والدہ اس کے والد پر حرام ہو گئی یا نہیں؟
الجواب:- اگر بیٹے اپنی والدہ کو شہوت کی حالت میں بلا حجاب ہاتھ لگایا ہو تو زیر
 کے والد کو یہ معاملہ معلوم ہو اور اس کی تصدیق کرتا ہو تو اسی پر عورت اپنے خاوند پر حرام ہے اور
 حرام نہیں۔

قال ابن قیم المصنف: زاد بعمدة المصنف المصاهرة الا ربع، حرمة نسوة
 حتی: صول المرافی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة امولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً
 کذا فی الموطأ الخلال۔ (البحر الرائق) ج ۳ ص ۱۸۵ کتاب النکاح فصل فی المحرمات ۱۔
سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے
 میں کہ سسر کے ساتھ نکاح کرنا
 حرام نہیں؟

قال ابن قیم المصنف: فإنه لا یجوز بین الاختیار ولا یحط ملک یعیین۔
 (المناوی التندیة ج ۱ ص ۱۸۵) القسم الرابع المحرمات بالجمع
 ونبأ فی البحر الرائق ج ۳ ص ۱۸۵ کتاب النکاح، نفساً فی المحرمات۔
 مثلاً فی التندیة: فلأیضا ندرتہ لیعامعها فی ملک بدہ الی بقية لغزها بشعرة وحی من نشی
 یغزها امها حرمت علیہ اثم حرمة مؤثر فی۔ (المناوی التندیة ج ۱ ص ۱۸۵) فصل فی المحرمات۔
 وکذا فی التندیة: وسم الشرا المأثور بـ حرمة المصاهرة اذ لمرکب ینبها ثوب۔
 (المناوی التندیة ج ۱ ص ۱۸۵) فصل فی المحرمات۔

الجواب :- ساس کے ساتھ نکاح کرنا قطعی حرام ہے اگرچہ بیوی کو طلاق دے دے دی ہو یا وہ وفات پاگئی ہو، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حرمت کی فہرست میں بیوی کی ماں کو بھی ذکر کیا ہے، ارشاد ربانی ہے : **وَأُمَّهَاتُ بَنَاتِكُمْ...** (سورۃ النساء: ۳۱)۔

قال علاؤ الدین الحنفی رحمہ اللہ : «باب التعزیم انواع قرابة مصاهرة قال ابن عابدین : مصاهرة كفروع لـ...» کہ المدخول بہن «وہن لہا اُمہات لہذا ما وجد اہل بیت بعدد صیم و ابن علون...» (رد المحتار جلد دوم ذائقہ فقہ حنفی کتاب نکاح فصل فی المحرمات)۔

سوال :- اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر سو تین ماں کی بیٹیوں سے نکاح کرنا **فارغ کر دیا ہو تو کیا اس مطلقہ کے پہلے خاوند سے ہر**

بیٹیوں میں اُن کے ساتھ دوسرے شوہر کی پہلی بیوی کے بیٹوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- حرمت نکاح کے لیے ماہین جڑیت کا رشتہ ہونا ضروری ہے، مگر مسئلہ میں بظاہر حرمت کی ایسی کوئی خاص وجہ نہیں پائی جاتی جس سے حرمت نکاح ثابت ہو سکے بلکہ فقہاء کی آہر حرمت کی بحث خود میں ہی کسی بھائی کی بیوی سے نکاح کا جواز ثابت ہے، اس لیے مذکورہ صورت میں کیا گیا نکاح درست ہے۔

قال العلامة الحنفی : «وتحل أخت أخیہ رضاعاً...» وکذا انبأ بأن یکون لأخیہ لأبیہ أخت لأم. (رد المحتار جلد دوم ذائقہ فقہ حنفی کتاب نکاح فصل فی الرضا)۔

لہ قال ابن نجیم : «المصری رحمہ اللہ : تمت قولی المانی : وأم (مصرأہ بیان ما ثبت بالمصاهرة : نقیہ تعالیٰ : «وَأُمَّهَاتُ بَنَاتِكُمْ ذَا أُمَّهَاتِهِ ذَلَا بِن كونه (مصرأہ مذکورہ) أو لا وهو المجمع علیہ عند کلا مکتبہ الامریة»۔

(البحر الرائق ج ۳ ص ۲۸۵ کتاب نکاح فصل فی المعزومات)

وہن لہ فی بدائع الصانع ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب نکاح فصل النوع الثانی فالحرمت لہا لہ قال ابن نجیم : «المصری رحمہ اللہ : «فی محل اخت أخیہ نسباً بان یکون لہ أخ من أب لہ أخت من أمہ فانہ یجوز لہ التزوج بیہا»۔

(البحر الرائق ج ۳ ص ۲۸۵ کتاب الرضا)

وَمِثْلُهُ فی الهندیة ج ۱ ص ۲۸۵ کتاب الرضا۔

فصلی کورٹ سے تہذیب نکاح کے بعد نکاح ثانی کا حکم | **مسوال :-** جعل حکومت کے قاضی کو فیصلہ کورٹ سے اگر کوئی عورت تہذیب نکاح کی وگرنہ حاصل کرے جبکہ شوہر اسے طلاق نہیں دینا چاہتا بلکہ وہ اسی کورٹ کے کا خواہشمند ہو تو کیا اس طرح تہذیب نکاح کی وگرنہ حاصل کرنے کے بعد عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- شریعت فقہ سے طلاق کا حق صرف شوہر کو رہا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو یہ حق نہیں ایسے فیصلہ کورٹس شرعاً اس کی جواز نہیں کہ کسی عورت کو بلاغہ شرعی خاوند سے جدا کرے، لہذا اگر کوئی عورت بلاغہ شرعی جعلی کورٹ سے تہذیب نکاح کی وگرنہ حاصل کرنا چاہے تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی اس لیے دوسری جگہ نکاح کرنا باطل ہے کیونکہ یہ عورت شرعاً پہلے شوہر کا منکوحہ ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: إِلَّا أَنْ يَعْصُونَ أَوْ يَقُولُوا إِنِّي بِهِمْ وَعْدٌ أَنْتَاجَ (اسمواؤنہ) ثَلَاثَةَ شَوَاحِدٍ فِي رَحْمَتِ هَذِهِ الْآيَةِ (فَيَكُونُ الَّذِي بِهِمُ وَعْدٌ أَنْتَاجَ حَقِيقَةً هُوَ الزَّوْجُ لَا مَنَافَاؤَ لِي) (المہ دفعہ بالطلاق) وتفسير فتح القدير ج ۲ ص ۲۴۰۔

طلاق مختلف میں بغیر علل کے تجدید نکاح کرنے کا حکم | **مسوال :-** ہمارے محلے کے سامنے ابھی بیوی کو تین طلاق مفصلہ دیں اب چند دنوں کے بعد بغیر علل شرعی کے ورنہ بزرگ اس سے تجدید نکاح کرنی ہے، کیا اس طرح میاں بھی کا تجدید نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- صورت مسئلہ میں بغیر علل شرعی کے اس عورت کا سابقہ شوہر سے نکاح کرنا باطل ہے اور یہ دونوں بحیثیت میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے حلال نہیں ان کا بغیر علل کے تجدید نکاح کرنا باطل ہے، البتہ اگر عورت علل شرعی نہ کرے

سے قال: لا حلالہ ولا حلالک، الاصل ان: تعلیق یسید احدی زوجی الزوج او موت یوکلھا الزوج۔ (ازدادۃ المجتہد ج ۲ ص ۲۸۲) کتاب الطلاق۔
وَمَنْ قَالَ فِي مَقَرَّاتِ ابْنِ رَمْدَه ج ۲ ص ۳۸۲ کتاب طلاق المسبقة۔

پہلے نماز کے لیے حلال نہ ہوگی۔

قال الله تبارك وتعالى: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيََهَا بِهَا حَتَّى يُكَفِّرَ عَنْ ذُنُوبِهِ
عَفْوَاً (سورة البقرة آیت ۲۳۰)۔

سوال :- اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے طلاق دے کر اس حالت میں طلاق دے کر

وہ اس سے دوبارہ نکاح کرے تو کیا اس صورت کا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب :- ایسی طلاق عورت کو کہ حاملہ ہو اور حمل بھی ثابت النسب ہو نکاح ٹھیک کرنا جائز ہے، اس لیے صورت مسؤل میں اس طلاق کا نکاح وضع حمل سے قبل باطل ہے لہذا اس صورت کو وضع حمل کے بعد دوبارہ نکاح باعد عتاجا جائیے۔

وفی الہندیۃ: وجہی ثابت السب لا یجوز نکاحہا اجماعاً۔ (فتاویٰ الہندیۃ ج ۱، کتاب النکاح، لقمہ اساس المعومات التي تتعلق بها حق الفیء)۔

سوال :- شریعت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا واقعی امام مالک رحمہ اللہ کے جواز کے قائل تھے؟

الجواب :- انبند اسام میں کتبہ جائز تھا لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اس لیے اہل السنۃ والجماعت کے اہل کتبہ بالاعتاق حرام ہے۔ اگرچہ حدیث میں امام مالک رحمہ اللہ کی طرف سے جواز کا قول

لے وفی الہندیۃ: وان كان مطلقاً ثلاثاً في المرة فنتبين في الامنة لم نعمل حتى يكلج زواجاً فبیہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بہا ثم يطلقها او يموت عنها۔ (فتاویٰ الہندیۃ ج ۱، کتاب اساس فی الرجعة۔ فصل فیما یعمل بہ المطلقۃ وما یصلی بہ)

وَقَدْ طَلَّقَ لَهَا ثَلَاثًا فِي الْمَرَّةِ وَهِيَ حَيَّةٌ۔ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی اہل النہ۔
لے قال العلامة ابوبکر النکاشی: ومنها ان لا یكون بها حمل ثابت النسب من غیر فان
کلن لا یجوز نکاحها وان لم تکن معتدہ۔۔۔۔۔ لوجود حمل ثابت النسب۔۔۔ الخ۔
در جامع المنافع ج ۲ ص ۲۳۹ کتاب النکاح، فصل فیما یعمل بہا (لا یكون بها حمل)

وَمِنْهُ فِي الْبَحْرِ الْمُرْتَضَى ج ۲ ص ۱۸۱ ان لا نکاح النکاح۔

ہے مگر تحقیقات اس کے خلاف ہے یہاں کتاب یا نسخ حدیث سے غلطی ہوئی ہے ۔

قال العلامة شيخنا زادة، وأعلم أن نكاح المتعة قد كان سباحاً بين أئمة الأئمة وأئمة الأئمة، فعلى من لا يعلم عدم ثبوت ما نقل من إباحته عندهم، أن يرجع إلى ما في مجمع الأنهر ج ۲ ص ۲۳۱ كتاب النكاح باب النكاح المتعة .

نکاح منوقت کی تعریف :- نکاح منوقت کسے کہتے ہیں اور شریعت فقہ میں اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- نکاح منوقت کی تعریف یہ ہے کہ نکاح اور شکی دوگواموں سے مانتے ایک معین مدت مثلاً ایک روزہ وغیرہ کے لیے نکاح کریں ، اس قسم کا نکاح شرعاً باطل ہے تاہم اگر نکاح ایسی مدت مقرر کر دی جائے کہ جہاں تکس دونوں یا ایکہ کا سینا محال ہو تو ایسا نکاح جائز اور صحیح ہوگا ۔

قال العلامة شيخنا زادة، ولا يصح نكاح المتعة والموقت، والفرق بينهما ما يذكر في الموقت فلفظ النكاح اذن لا يقع بمجموع التوقيت ومن الأما م إذا وقتوا فلا يعيثنان إليه لما في سنة أو أكثر من حيوات . (مجمع الأنهر ج ۲ ص ۲۳۱ كتاب النكاح باب النكاح المتعة .)

عیسائی اور یہودی عورت سے نکاح :- اسے مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اصل کتاب (یہودی نصاریٰ) کی عورتوں سے مسلمان مرد کا نکاح کرنا اگرچہ

أما في دعوى الميثان، ونكاح المتعة باطل، وهو يقول لا مردة تقع بك كن امة ولا كن من المال وقال مالك مخرج الزنا لا يمين فيها فيبقى ان لا يعيثن ما سجد قلنا في ذلك الفهم باجماع الصنفين . (الحدایة ج ۲ ص ۲۹۲ كتاب النكاح)

وَمَثَلُهُ فِي قِيمِ الْخَيْرِ ج ۳ ص ۳۰۸ كتاب النكاح فصل في بيان المعرفات .
ثم قال العلامة ابن عينا، ونكاح الموقت باطل مثل ان يتزوج امرأً بثمانية
شاهدين متسرة أيام . الخ (الحدایة ج ۲ ص ۲۹۲ كتاب النكاح)
وَمَثَلُهُ فِي شَرْحِ بَوَاقِي ج ۲ ص ۲۹۲ كتاب النكاح .

مرضی ہے لیکن ان کے ساتھ نکاح کرنے سے اگر کسی مسلمان کا عقیدہ اور مذہب متاثر ہوئے
 کا نہایت متنبہ ہو تو پھر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے یہودیوں اور
 کفار غوثوں سے نکاح کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔

کما قال العلامة المصنفی: وصح نکاح کتابیہ وان کنہ تغزیہا مومنۃ بنی مرسل
 حقیرۃ بکتاب منزل وان اعتقدوا السیم النہا وقال ابن عابدی: ففی التبع ویجوز
 تخرج اکتبایات والادنی الا یفعل ولا یأکل ذبیحتہم الا لضرۃ ویکرہ الکتابیۃ
 الخریۃ اجماعاً لاقتراح باب الفتنۃ من اسکان الشعلق المستدعی للمقام معہا
 فی دار العرب۔ (رد المحتار ج ۳ مشک ۳۲۱ کتاب النکاح۔ مطبعم فوطہ السعدی الخ)
مسلمان عورت کا غیر مسلم سے نکاح **اسوال:-** ایک مسلمان عورت کا نکاح کافر
 مرد کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- مسلمان عورت کا نکاح غیر مسلم مرد کے ساتھ جائز نہیں، خواہ یہ
 نکاح طوعاً ہو یا کرہاً، خواہ یہ غیر مسلم اہل کتاب سے یا غیر اہل کتاب سے ہو۔
 لقولہ تعالیٰ: ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعلہم ینسبوا
 مشرک ولوا عجبکم۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۱) ۲۔

قادیانی عورت سے نکاح جائز نہیں **اسوال:-** اہل کتاب عورت سے تو مسلمان
 قادر یا قی عورت سے نکاح جائز نہیں، مرد کا نکاح کر سکتا ہے تو کیا ایک قادیانی عورت

لہ قال ابن نجیم: وحل تزویج الکتابیۃ۔ لقولہ تعالیٰ: والمحصنات من الذین اولوا الکتاب
 والاولی ان لا یتزوج کتابیۃ ولا یأکل ذبائحہم الا لضرۃ وکیفی
 یمکرہ تزویج الکتابیۃ الخریۃ لان الانسان لا یأمن ان یمکن بیعتہما فینشأ علی
 طابع اہل عرب۔ (البحر الرائق ج ۳ مشک ۱۲۳ فصل فی المختار)۔

وَمِثْلُہُ فی فتح القدیر ج ۳ مشک ۱۲۳ فصل فی المحرمات۔

لہ قال العلامة انکاسا فی رحمہ اللہ، ومنہا اسلام الرجل اذا كانت المرأة مسلمۃ۔

(بدائع صناع ج ۲ مشک ۲۱۱ فصل کتاب النکاح)

وَمِثْلُہُ فی الہندیۃ ج ۱ مشک ۲۱۱ کتاب النکاح۔

سے بھی مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- قادیانی چونکہ باہنج امت مُرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اسی لیے اس سے کسی قسم کا رشتہ نام کرنا شرعاً جائز نہیں۔ جس طرح کسی قادیانی سے مسلمان عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا ایسے ہی کوئی مسلمان شخص کسی قادیانی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا اس لیے کہ قادیانی اہل کتاب کے حکم میں نہیں بلکہ مُرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

کَلَّا لَا تَتَحَوَّلَ وَلَا تَجُوزُ لَكُمْ بِرِجَالِهِمْ أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَلَيْكُمْ وَأَنْ تَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِمْ وَلَكُمْ فِي ذَلِكَ لَعْنَةٌ مِنْ اللَّهِ وَلَكُمْ فِي ذَلِكَ عَذَابٌ عَظِيمٌ (مائدہ ۵۷)۔
 وَلَا تَتَحَوَّلَ وَلَا تَجُوزُ لَكُمْ بِرِجَالِهِمْ أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَلَيْكُمْ وَأَنْ تَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِمْ وَلَكُمْ فِي ذَلِكَ لَعْنَةٌ مِنْ اللَّهِ وَلَكُمْ فِي ذَلِكَ عَذَابٌ عَظِيمٌ (مائدہ ۵۷)۔
 خاوند کے مُرتد ہو جانے سے نکاح کا حکم **مبطل** :- میان بیوی و دونوں مسلمان تھے اور خاوند کے مُرتد ہو جانے سے نکاح کا حکم **مبطل** ہو گیا۔ اگر خاوند نے گناہ کر دیا ہے تو یہ عورت کی عفت پر اثر نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں اس عورت کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب :- قادیانی چونکہ مُرتد کے حکم میں ہیں اس لیے صورتِ مسئول میں خاوند کے مُرتد ہو جانے سے مسلمان بیوی سے اس کا رشتہ نکاح ختم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں یہ عورت عذرت گذار کر دوسرے بزرگ نکاح کر سکتی ہے۔

تَلَّ لَحْصَكُنَّ؟ وَرَتَدَ، حَدَّهَا أَيْ: نَزَّوْجِيًّا فَسَخَّ عَاصِلًا (المرد انشاءً علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۵) باب نکاح، کا قریباً

لا اطلاق میں قادیانی سے نکاح کا حکم **مسوال :-** ایک مسلمان عورت کا نکاح لا اطلاق میں کسی قادیانی سے ہو گیا، یعنی نکاح کے وقت مرد نے

لَا تَتَحَوَّلَ وَلَا تَجُوزُ لَكُمْ بِرِجَالِهِمْ أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَلَيْكُمْ وَأَنْ تَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِمْ وَلَكُمْ فِي ذَلِكَ لَعْنَةٌ مِنْ اللَّهِ وَلَكُمْ فِي ذَلِكَ عَذَابٌ عَظِيمٌ (مائدہ ۵۷)۔

کہا تو نکاح صحیح رہا۔ اگر مرد نے رَتَدَ (مائدہ ۵۷)۔

کہا تو نکاح صحیح رہا۔ اگر مرد نے رَتَدَ (مائدہ ۵۷)۔

ہے آپ کو سلمان ظاہر کیا لیکن نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ شخص قادیانی ہے، انہریں صورت
یہ نکاح منعقد ہوا ہے یا نہیں؟
الجواب۔ قادیانی جو مذکر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس لیے جس شخص کا
قادیانی ہونا قطعی اور یقینی ہو تو اس کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح شرعاً جائز نہیں اور
لاغی میں کیا ہوا نکاح کا عدم رہے گا۔

کافی الہندیۃ: برتل احمل الزوجین عن الاسلام وقعت الخوفا بغیر طلاق
فی الحال۔ (افتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۳۹۹) باب اعاشری فی نکاح الکفر۔ ا۔

مشیم عورت سے شکی مرد کے نکاح کا حکم | اسمعال۔ پر مشیم حضرت علیؑ کی الوہیت
کا قائل ہو اور حضرت جبریلؑ سے غلطی صادر
ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو اور صحبت ابوکر صدیقؓ کا منکر ہونے کے ساتھ ساتھ قذف عائشہؓ
کا قائل ہو اور قرآن مجید کو مخرف سمجھتا ہو تو ایسے مشیم مرد کے ساتھ شکی عورت یا شکی مرد
کے ساتھ مشیم عورت کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ۱۔ جوہر افضل قطعیات اسلام کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتے ہوں وہ کافر ہیں
مثلاً حضرت علیؑ کی الوہیت اور حضرت عائشہؓ پر قذف کا قائل ہونا جو قرآن کریم کی
نص قطعی کے خلاف ہے، اور حضرت جبریلؑ سے غلطی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوں اور صحبت
ابوکر صدیقؓ کے منکر ہونے تو اس قسم کے گمراہ فرقہ کے لوگوں سے رشتہ مناکحت سے
استرازا اجتناب لازم ہے اور ایسے لوگوں کا حکم مرتد کی طرح ہے اور مرتد کے ساتھ
نکاح جائز نہیں۔

کافی الہندیۃ: وجب الکفار الروافضی فی قولہم برجعة الاموال الی الدنیا۔

واحکام احکام المرتدین۔ (افتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۲۶۷) ۲۔

لے متلی انصافی، ونزد احمدی الزوجین فہم عاجل۔ (لور الفار ج ۲ ص ۲۶۷) کتاب نکاح

دہشہ فی الہندیۃ ج ۲ ص ۳۲۸ کتاب النکاح۔

۳۔ قال العلامة عظیم بن عبداللہ رحمہ اللہ: جب انکار الیہ اخص فی قولہم برجعة الاموال الی الدنیا۔ وہو
انوار خارجون من ملتہ الاسلام واحکام احکام المرتدین۔ (نار الیوم ج ۲ ص ۲۶۷) کتاب النکاح
وقیل فی الفتاویٰ قاضیان علی حاشی الہندیۃ ج ۲ ص ۳۱۱ باب المرتد۔

ہے یا نہیں؟

الجواب: بشرطیت مقتدر میں نکاح کرنے کے لیے دونوں ایک نہیں ہونا ضروری ہے، مختلف الاجناس میں نکاح جائز نہیں اس لیے کہ جن مرد سے اس عورت کا نکاح شرعاً جائز نہیں۔

قال العلامة ابن عابدین: وفي الاشياء من السراية لا يجوز لنا كحة بين بني آدم والجن ونسوان اى للاختلاف اجنس ومما والمفاعلة اذ لا يجوز للجن ان يتزوج انسية ايضا..... من شرب الميثقى عن زوال الجواهر لا يصح ان لا يصح نکاح ادمى جفیه کعکسہ للاختلاف اجنس فكانوا کبیتة حیوانات۔
(رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۱؛ واصل کتاب النکاح)۔

بھائی کی بیوی سے ناجائز تعلقات کے نکاح پر اثرات **اس سوال کے جواب میں** اپنے بھائی کی بیوی سے ناجائز تعلقات رکھتا ہو اور وہ اس ناجائز عمل پر تائب ہو تو بھی کیا ہو تو کیا اس سے اس کے بھائی کی بیوی کا نکاح تاثر ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ دیر سے ناجائز تعلقات قائم کرنے سے شوم کا نکاح تاثر نہیں ہوگا بلکہ وہ تامل اس کی منکوحہ ہے تاہم اگر شوم اس کو علاقہ دے کر اٹک کرنا چاہتا ہو تو کر سکتا ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: ولو زنت امرأة رجل لم تحرم عليه و جاز له وطؤها عقب الزنا۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۶ فصل فی الحرمان)۔

لے قال العلامة علی بن عثمان سراج الدین رحمہ اللہ: لا يجوز لنا كحة بين آدم والجن، الانسان المائى للاختلاف الجنس، اذ استحب بشهق ثبتت حرمة المصاهرة۔ (فتاوی السراجیہ ص ۳۱۳ کتاب النکاح باب نکاح الحائض)۔

لے قال الشيخ وهبة الزحيلي: يحسد بالاتفاق للزواني ان يستزوج بالزانية التي زنى بها فان جازت بولد۔ (انفقه الاسلامی وادلتہ ج ۲ ص ۳۱۳، کتاب النکاح، المرأة الحائض من الزنا۔)۔

جنسی کمزوری کی صورت میں نکاح کرنے کا حکم | سوال :- بعض لوگ جنسی طور پر کمزور ہوتے ہیں اور بعض کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود وہ مشاغل کر لیتے ہیں، تو ایسے شخص کے لیے نکاح کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- شادی کرنا ہر مسلمان مرد کے لیے سنت، بھتان و نفقہ اور حقوق زوجیت پر ادا کر سکتا ہو، لہذا جو شخص یہ حقوق ادا نہیں کر سکتا اس کے لیے نکاح کرنا جائز نہیں، اگر نہ کی صورت میں مرد گنہگار ہوگا۔

قال العلامة المصنفی: ویكون سنة مؤكدة في الاصح فیه ثم بتركه وثیاب ابن نوى تحملاً وولداً حال الامتنان الى القدرة على وطء و عمر و نفقة - الخ قال العلامة ابن عابدین: رخصت قوله الى القدرة على وطء الى الحدال في الثوقان ان لا يصحون بالمعنى المارقي الواجب والعرض و حوشة الاستیاق وان لا يكون في غاية الفتور كالعشرين بان يكون بين الفتور والنشوق وزاد المهر والنفقة لان العجز عنهما يستقل الغرض فيسقط السنة بالادنى والمقدار المختار مع الزد المختار ۳۴۶ من كتاب النكاح مطلب كشيء مما تبسأهل في اطلاق المتعبر على التثنية (۱) لہ

کسی اسلامی ملک میں مسلمان ہونے والی | سوال :- اگر کسی اسلامی ملک میں کوئی شادی شدہ غیر مسلم عورت سے نکاح کرنے کا طریقہ عورت اسلام قبول کرے تو کیا اس عورت کے ساتھ غیر عدلت گذرنا ہے کسی مسلمان مرد کے لیے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- جب کوئی غیر مسلم شادی شدہ عورت اسلام قبول کرے تو عدلت اور اولاً عدالت میں اپنے اسلام لانے کا قصد پیش کرے اور عدالت اس کے غیر مسلم شوہر پر اسلام پیش کرے گا اب اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو عدالت عورت کو بیخ نکاح

بھانجی کی بیٹی سے نکاح کا حکم اس سوال :- زید زینب کا علاقہ بھائی ہے، زینب کی بیٹی
رقیہ ہے، رقیہ کی بیٹی کلثوم ہے، تو کیا زید کا نکاح کلثوم
کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب :- آپسے والدین کے کسی بھی فرد سے (یعنی اولاد جس درجے میں بھی ہو) سے نکاح
کرنا درست نہیں، لہذا زید کا نکاح کلثوم کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

قال العلامة الخميني، ونزوح المويده وان تزني فتحرم بناء الاخوة والاخوات وبنات
الاولاد الاخوة والاخوات وان تزني - (الدر المختار مع شرح الدر المختار) فصل في المحرمات

بہنوئی کی دوسری بیوی کی لڑکی سے نکاح کا حکم | سوال :- بہن کے شوہر کی
دوسری بیوی کی لڑکی سے نکاح کرنا
جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- بھائی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ بہن کے شوہر کی دوسری بیوی کی لڑکی سے
نکاح کرے کیونکہ اس لڑکی میں اس بھائی کی نسبت حرمت کا کوئی وجہ نہیں ہے۔

قال الله تعالى بعد ذكر المحرمات: ذَا عِلٍّ لَّكُمْ مَا قُورِئَ ذَا كُمْ، سورة النساء آیت ۲۴

لحوق الهندية، القسم الاول المعتمد بالنسب، وهن الامهات وابنائت والاخوات... الخ
قوله واما الاخوات فالأخت لأب والأخت لأم والأخت لأب والأخت لأم وكذا بنات الأخ
والأخت وإن سفلن - (المختار مع الهندية ج ۲ ص ۲۸۴) الباب الثالث في بيان المحرمات
وَمَنْ لَّهُ فِي الْهَدَايَةِ ج ۲ ص ۲۸۴ فصل في بيان المحرمات -

الحق في العلامة الكاشاني والمحرمات على التابيد ثلاثة أنواع محرمات بالقرينة ومحرمات
بالمصاهرة ومحرمات بالرضاع اما النوع الاول فالمحرمات بالقرينة سبع فرق الامهات
وابنائت والعمات واللاتات وبنات الاخ وبنات الاخت... وفي الصنعة الثانية
وقيل ان بنت الصنعة والدة بنت العم والحال لان الله تعالى ذكر المحرمات في آية التعريم
ثم اخبر سبحانه وتعالى انه احل ما وراء ذلك بقوله واحل لكم ما وراء ذلك ثم اخبر
ربائع ص ۲۸۴ ص ۲۸۴ فصل في بيان المحرمات -

وَمَنْ لَّهُ فِي الْهَدَايَةِ ج ۲ ص ۲۸۴ فصل في بيان المحرمات -

ایک جگہ منگنی کر لینے کے بعد لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ کرنا **سوال :-** اگر ایک لڑکی کے بعد اس کے والدین اس کا نکاح کسی دوسری جگہ کر دیں تو کیا اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر منگنی کے موقع پر صحیح اور شرعی طریقے سے ايجاب وقبول ہو چکا ہو تو اس کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں اور اگر ايجاب وقبول نہ ہوا ہو تو یہ منگنی صرف دعویٰ نکاح ہے نکاح نہیں اس صورت میں دوسری جگہ نکاح درست ہے لیکن دعوہ ظانی کی وجہ سے گنہگار ضرور ہوں گے۔

قال ابن عابدین: لو قال هن اعطينها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للتعقد فتكاح۔ ام (ردالمحتار ج ۲ ص ۹۷) کتاب النکاح (۱) لہ

کسی لڑکی اور اس کی سوتیلی ماں کا ایک مرد کے نکاح میں آنا **سوال :-** ایک لڑکی اور اس کی سوتیلی ماں کو اپنے نکاح میں جمع کیا ہے، کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟ کیا یہ ان تَحْتَا بَنَاتٍ لَا تُخْتَلَبْنَ میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب :- جمع بَنَاتٍ لَا تُخْتَلَبْنَ کی پہچان کے لیے فقہاء کرام نے جو یہ ضرور مقرر کیا ہے کہ دونوں میں سے جس کو بھی مرد تصور کر کے دوسرے کے ساتھ اس کا نکاح صحیح نہ ہو البتہ صورت مشولہ میں اگر لڑکی کو مرد تصور کر کے سوتیلی ماں کو منکوحۃ الایات کی طرح سے نکاح صحیح نہیں مگر سوتیلی ماں کو مرد تصور کرنے کے بعد لڑکی سے نکاح کے بعد کو ذرا پر کوئی دلیل نہیں اس لیے یہ صحت ان تَحْتَا بَنَاتٍ لَا تُخْتَلَبْنَ میں داخل نہیں۔ دونوں ایک شخص کے نکاح میں جمع کیا جا سکتی ہیں۔

قال اعلاہ الحدیث رحمۃ اللہ: حرماً الجمع وطاً، وذلك یمنع بین

لہ وفي الہتدایہ: ولو قال تزوجنی نفسك فقبلت، انعقد، اذ لم یقصد به الاستقبال،
 حکن فی الشہر الفائق - (افتاویٰ الہندیہ ج ۱) ابناشی فی عقد بذا نکاح
 ومثل فی تبیین الحقائق ج ۲ ص ۹۷ کتاب النکاح۔

مرأتین ایستهما فرضت ذکر الرحمل الاخری ابذل..... فجاتا لجمع بین امرأة
و بنت زوجہا امرأة ابنہا راح۔ (اعداد المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۱)
فصل فی المحرمات (۱۱)

مذاق میں کیا گیا نکاح منعقد ہو جاتا ہے | سوال :- اگر کوئی لڑکی اور لڑکا دونوں
زور بر نکاح کے ایجاب و قبول کر لیں، اب لڑکا کہتا ہے کہ تم نے میرے ساتھ نکاح
کیا ہے اس لیے تم میری بیوی ہو، جبکہ لڑکی کا دعویٰ ہے کہ وہ تو مذاق کر رہی تھی میرا مذاق
نکاح نہ تھا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مذاق ہی مذاق میں کیا گیا نکاح منعقد ہو
جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- شریعت اسلامی میں چند امور ایسے ہیں کہ جن میں مذاق اور حقیقت دونوں
مساری میں جمع میں سے ایک نکاح بھی ہے، اس لیے نکاح خواہ مذاق ہی مذاق میں کیوں
نہ کیا جائے منعقد ہو جاتا ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں لڑکی اب اس لڑکے کی مکروہ
ہے لڑکی کا دعویٰ باطل ہے۔

تمولہ علیہ انقلوۃ والسلام ثلاث جذہن جہن وھزلہن بین الطلاق
والعتق والنکاح۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸۱ باب ائٹاع والطلاق) ۱۱

چھوٹی بیچی اور بچے کے نکاح کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب ایمان دیر
کے علاقہ میں والدین چھوٹے چھوٹے بچوں
کا نکاح کر دیتے ہیں جبکہ وہ ابھی تک کچھ بھی نہیں سمجھتے ہیں، کیا ان بچوں کا نکاح جائز
ہے؟ کیا یہ چھوٹے بچوں پر ظلم تو نہیں؟

لے فی لہندیۃ، و یجوز بین امرأة و بنت زوجہا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۶۶)
الباب الثانی فی بیان المحرمات، انضم الرابع محرمات بالجمع (۱)
لے عن ابی ہریرۃ، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث جہن جہن وھزلہن
جہن۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۱) ہا ما جاؤ فی لجد و لہزل فی طلاق (۱)
و مثله فی الحرمۃ، باب ما جاؤ فی لجد و لہزل فی الطلاق۔

الجواب: شریعت اسلامی میں جب بچے کا ولی اس کا نکاح کر دے تو نکاح صحیح ہے تاہم بچے کے بچنے کی ضرورت نہیں صرف ولی کا سمجھنا ہی کافی ہے اور تیسرا بچوں پر ظلم ہے۔

ذوالعزلة برهان، لایق المرغینانی رحمہ اللہ: وجوز نکاح الصغیر والصغيرة ذالروح ہما النول، لیکن حکمت الصغیرة، وشيئا.

زاہد ابدیہ ج ۲ ص ۲۴۵، باب الادب، ج ۱ ص ۱۰۰

رہیب کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنے کا حکم سوال: جناب مفتی صاحب! اگر کوئی شخص ایک عورت سے

شادی کرے اور اس عورت کے ساتھ پہلے شوہر سے ایک لڑکا بھی ہے جس کی پیدائش اس زواج ثانی سے کی، اب اگر یہ لڑکا اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور فوت ہو جائے تو کیا شخص اپنے رہیب کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: رہیب یا متبنی حقیقی یا ظاہری بیوی کی طرح نہیں، اس لیے صورت مسئلہ میں رہیب کی بیوہ یا مطلقہ سے یہ مرضی (متربول باپ) شادی کر سکتا ہے۔

ذال العزلة ایسا صاحب رحمہ اللہ: تحت قول: (واعتانت زوجة سيد و بنته فحلال) ولا تحرم زوجة الربيب ولا زوجة النول.

رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۵، فی المحرمات، بلکہ

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے نکاح کرنا صحیح نہیں، بیوی کو طلاق دے کر بعد

لعمري بعدیہ: لولی لصغیر و لصغيرة ان یکتحم، وان لم یرضیا بذاتک سواک کانت کزنا، (القانونی ارشدیہ ج ۲ ص ۲۴۵)، باب النکاح، باب النکاح فی الاطیام:

وَمَنْکَ فی الذرعیات، ج ۲ ص ۲۴۵، کتاب النول.

حدیثی بعدیہ: یولای حلیۃ الابن المتبنی عنی کلام: حبشی.

القانونی مدنیہ ج ۲ ص ۲۴۵، الباب الثالث فی بین المحرمات، القسم الثالث فی المحرمات باصطلاح، وَمَنْکَ فی الذرعیات، ج ۲ ص ۲۴۵، کتاب النکاح، فصل فی بین المحرمات.

کے دوران ہی اس کی بہن سے نکاح کرے تو کیا اس کا شرعاً جائز ہے ؟

الجواب :- چونکہ حدیث کے اندر عورت شوہر کے نکاح میں من و بعد داخل ہے اس لیے اس دوران بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ تاہم اگر عادت کے بعد نکاح کرنا چاہتا ہو تو کر سکتا ہے۔

لما قال العلامة الحصكفي رحمه الله : والجميع نكاحاً وصلة وبومن طلاق
بائن - (رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۷ تحت آیت ۳۲ فصل فی المحرمات)۔

سوال :- ایک شخص نے کسی مطلقہ یا بیوہ سے نکاح کیا
مکوثہ کی بیٹی سے نکاح کرنا
اس عورت کی سابقہ خاوند سے ایک جوان بیٹی میں ہے
جبکہ اس شخص نے نفول سے قبل ہی اس کو طلاق دیدی اور اب وہ اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کا
نواہش میں ہے تو کیا اس شخص کا اپنی مطلقہ کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- مکوثہ کی بیٹی سے نکاح شرعاً حرام۔ ہے مگر یہ درست دخول یا نفوت میسر
کے ساتھ مشروط ہے ، اگر یہ شرط پائے جانے سے قبل طلاق واقع ہو جائے تو مکوثہ مطلقہ
کی بیٹی سے نکاح کرنا مفسد نہیں ہے۔ ورنہ نفوت میسر یا دخول کی صورت میں نکاح ناجائز
وحرام ہے۔ صورت سنو کہ میں پوچھتا ہوں کہ میسر یا دخول کی شرط مفقود ہے اس لیے اس
شخص کا اس لڑکی سے نکاح درست ہے۔

قال العلامة مرغینانی: وإذا ما امرأته دخل بها او لم يدخل بقوله تعالى:
وامهات فساتنكم من غيب قيد النحول ولا ينبت امرأته التي دخل بها الحيوت
قيد النحول بالنسب سواء كانت في حجره او في حجر غيره.

(الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب النکاح۔ فصل فی المحرمات)۔
لے قال العلامة برهان الدین مرغینانی: وإذا خلق امرأة ضلماً
بائناً او رجلاً لم يجز له ان يتزوجها حتى تنقض عدتها۔

راہدایہ ج ۲ ص ۲۸۹ کتاب النکاح۔ فصل فی بیان المنہیات
وینکح فی المہندية: البائنة فی بیان المہرمات (الضم الیہ المہرمات بالجمع
لأن الله تعالى: وبائنتکم التي فی حجرکم من نسائکم التي ذلتم بهن)۔ (سورة المہرمات)۔

باپ کی سوتیلی بیٹی سے نکاح جائز ہے | سوال :- باپ کی دوسری بیوی کی بیٹی سے
جیکر وہ بیٹی اس بیوی کے پہلے خاوند سے ہو

نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- باپ کی دوسری بیوی کی بیٹی ہو کہ اس کے پہلے خاوند سے ہو اس کے
نکاح کو ناشرعاً جائز ہے ۔

قد اعلیٰ العلامة اعصم فی رد المحتار زوجة بیله او ابنته قحلال م ذلایں عاید
و کذا بنت ابنته الخ۔ والد المختار ج رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴ کتاب النکاح فصل فی الحران ط

بیٹے کی مزنیہ سے نکاح کا حکم | سوال :- ایک لڑکے کے کسی لڑکی میں ساتھ نہ جائز
تعلقات ہیں اب چند دن قبل دونوں رہ گئے تھیں کچھ

لکھے ، علاقائی برگر نے یہ فیصلہ کیا کہ اس لڑکی کا اس لڑکے سے نکاح کر دیا جائے لیکن لڑکی سوت
میں بھی اس سے نکاح کے لئے تیار نہیں ، جبکہ لڑکے کا باپ کہتا ہے کہ میں اس لڑکی سے
شادی کے لئے تیار ہوں ۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا لڑکے کو زانیہ کے باپ کا نکاح
اس لڑکی (و غیر) سے جائز ہے یا نہیں ؟ فقہ حنفی کے مودے جواب غایت قریب ہیں ؟

الجواب :- فقہ حنفی کے مودے زانیہ بھی سبب مصاہرت ہے ۔ لہذا اگر واقعی لڑکے نے
اس لڑکی کے ساتھ زنا کارنگار کیا ہو تو یہ لڑکی لڑکے کے باپ کی بمنزلہ بیہودہ منکوحہ الایم کہے
جیکر بیہودہ سے نکاح کو ناشرعاً جائز نہیں اسی وجہ سے بیٹے کی مزنیہ سے اس کا باپ نکاح نہیں کر سکتا
لما فی الہندیۃ ، کذا تحرم النکاح یما عن بلد الزانی و اجدادہ وان علوی بنائہ
وان سفلو ان ذی فی فتح القدیر (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ کتاب النکاح الباب الثانی)

۱۔ قال العلامة صمد الشہید رحمہ اللہ : و تحل اخت اخیه و شاماً کیا تحلل
نسبہ کا خ من الاب لہ اخت من امہ تحلل لاختیہ من امیہ ۔

(شرح الوقایۃ ج ۲ صفحہ ۶۹۹ کتاب النکاح)

۲۔ قال العلامة : لخصم فی : و حرم ایضاً بالصحرۃ اصل منشیۃ قال ابن
عابد بن تحت صحرۃ : المرأة علی اصول الزانی و فرودہ نسباً و رضاً ۔

(الدار المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۸۴ کتاب النکاح)

سوال :- ہناب بنتی صاحب : میرا سسر فوت ہو چکا ہے بیٹے کی ساس سے نکاح کرنا اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اب میں پابند ہوں کہ اپنی بیوہ ساس کا نکاح اپنے باپ سے کر دوں تاکہ ہم شتر کو ضرور پرانے کو دیکھ چال کر سکیں، تو کیا شرعاً ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- سورت مشورہ کے مطابق دونوں کے مابین کوئی ایسا رشتہ نہیں جو کہ موجب حرمت ہو اس لیے ان دونوں کا نکاح شرعاً جائز ہے، اور امید ہے کہ اس کا فیصلہ آپ کو بخائب اللہ ابرمجائے گا۔

لما قال العلامة ابن عابدین: ولا نكح الممثلة الابن - رد المحتار جلد ۳ کتاب النکاح
سوال :- ما کر کوئی غیر مسلم شادی شدہ عورت اسلام قبول کرے تو اس کا نکاح کرنا
 نو مسلمہ عورت سے ختم ہونے سے قبل نکاح کرنا قبول کرے تو کیا درست گذارنے سے قبل

اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- جب کوئی غیر مسلم شادی شدہ عورت اسلام قبول کرے اور اس کا قانون غیر مسلم ہو تو اس کا نکاح از خود ختم ہو جاتا ہے اب اگر وہ عورت دارالحدوب میں ہو تو عورت تین جہن گذار کر کسی مسلمان مرد سے نکاح کر سکتی ہے، اور اگر دارالسلام میں ہو تو فقہ حنفی قاضی کے بعد دوبارہ نکاح کئے میں جہن گذار لازم ہے بدوین اس کے نکاح جائز نہیں۔

لما قال العلامة الحنفی رحمہ اللہ، ولو سلم: حدثننا ابی احمد المجوسی
 او! امرأة الکتابی خمسة ای ف دارالحدوب وملحق بها کابیحوا الملح لحد
 تین حتی تحيض ثلاثاً وتمضي ثلاثة أشهر قبل اسلام الاحد اقامة
 بشرط القوقدة مقام السب. والحدود المستقر علی هامش رد المحتار
 ج ۲ من ۲۹ کتاب النکاح.

لما قال العلامة مفتی عبد الرحیم رحمہ اللہ: الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً
 زیہ کا باپ نیک کی زوجہ کی ماں بھی باپ اپنے بیٹے کی خوشہ اس سے نکاح کر سکتا ہے
 یہ رشتہ حرام نہیں ہے۔
 { فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۹۴ }
 کتاب النکاح

باب المهر و حق مہر کے احکام و مسائل

رضعتی سے قبل طلاق دے کر لڑکی والوں کو کچھ رقم دینا ازواج بنو امیہ کسی وجہ سے رضعتی نہ ہو سکی بلکہ لڑکے سے رضعتی کو طلاق دے دی، اب اگر یہ لڑکا لڑکی والوں کو کچھ رقم دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر نکاح کے وقت مہر مقرر ہوا ہو تو طلاق قبل از دخول کی صورت میں نصف مہر معنی لازم ہے اور اگر مہر مقرر نہ ہوا ہو تو مستقر دینا لازمی ہے، تاہم اگر لڑکے والے اپنی طرف سے مہر سمی کئے علاوہ کچھ رقم لڑکی یا اس کے رشتہ داروں کو بطور ہبہ دیدین تو بہتر ہے۔

قال العلامة بوجان بدين الدرغيني رحمه الله: ومن سمى مهرًا عشرة فمأخذ فطيلد المسمى ان تدخل بها ارمات عنده وان طلقها قبل الدخول والخلوة فله نصف المسمى قال وان تزوجها ولم يسم لها مهرًا او تزوجها على ان لا مهر لها فلهما مهر مثلها ان دخل بها ارمات عنها ولو طلقها قبل الدخول بها فلهما المتفق.

(الهداية ۲۲ ص ۲۰۱ باب المهر)

لع قال الله تبارك وتعالى: (لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ اَنْتُمْ طَلَقْتُمْ نِسَاءَكُمْ لَيْسَ لَكُمْ نِكَاحٌ حَتَّى تَقْرَؤُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً) (وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ تَدْرَهُ وَعَلَى النُّسْءِ قَدْرَهُ مَتَاعًا) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (وَأِنْ كُنْتُمْ مَتَّعُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْرَؤُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً فَرِيضَةٌ مِمَّا قَرْضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةٌ) (سورة البقرة آیت ۲۳۷)

وَمَتَّعُوهُنَّ فِي لَهْنِيَّةٍ ج ۱ ص ۱۸۲ آیت ب النکاح . باب المهر۔

الجواب :- ہر کے تقرر کا حلقہ نکاح پابندی کے ساتھ ہے ، جب بھی نکاح پابندھا جائے گا تو مہر مقرر کیا جائے گا چاہے اپنی مطلقہ سے حلالہ شرعی کے بعد نکاح کرنا ہو یا کسی اور عورت سے نکاح کرنا ہو ، لہذا صورت مسئلہ میں دوبارہ مہر مقرر کرنا ہوگا ورنہ مہر منقل الزم ہوگا۔

قال العلامة المحقق: وكذا يجب مهر المثل فيما اذا الوليم مهرًا أو نفقًا وحسب نوحه كذا مات عنها إذا لم يتوافق على شيء يصلح مهرًا ولا ذلك فقضى هو بواجب - (رد المحتار على هامش رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ باب ما يلهي به)

متعدد ازواج کی صورت میں مہر میں مساوات کا مسئلہ : سوال : جناب فقی صاحب کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے درمیان بڑی بڑی شرفا ضروری ہے ، تو کیا مہر میں بھی برابر ہی ضروری ہے ؟

الجواب :- اسلام نے حقوقی سوال کا خیال رکھ کر ہر کو ایک سے زیادہ بیویوں کے درمیان مساوات کا حکم دیا ہے لیکن یہ مساوات کھلے پیچھے ہاں ہاں اور بات گمان سے نہیں ہے مہر میں یہ تساوی جاری نہ ہوگا اس لیے ہر مقرر کرنا صرف مرد کا کام نہیں بلکہ باہمی رضامندی کا مسئلہ ہے اس لیے متعدد بیویوں کے درمیان مہر میں تفاوت موجب گناہ نہیں ہے۔

قال العلامة ابن نعيم الحنفی: يجب عليه تسوية بين اخواته والا تعين في ذلك وللشروط والملبوس والسكنى واليتومة - (البحر الرائق ج ۳ ص ۲۳۳ باب القسم) ط

حہ قال علامۃ قاضی خان: انہر تکریر باعقد مویہ وبالموطۃ احقری بکسر و بھما -

ابتداءً قاضی خان علی هامش الہندیۃ ج ۳ ص ۲۳۳ فصل فی تکرار مہر -

تعلقا بالعلامۃ قاضی خان: وما يجب علی الذی زوج النساء العدل والتسویۃ بینہن فیما یملک وهو الیتومۃ عند حال التکلیف والمواضع لا فیما لا یملک -

(الف دی قاضی خان علی هامش الہندیۃ ج ۳ ص ۲۳۹ فصل فی القسم -

توضیح فی بدائع الفنا ج ۳ ص ۲۳۳ فصل ومتما وجوب العدل بین النساء

حق مہر میں نقدی کے بجائے زمین وغیرہ دینا | سوال :- جناب مفتی صاحب! ہمارے علاقہ میں یہ دستور ہے کہ لوگ حق مہر میں نقدی کے بجائے مکان، زمین یا سونے کے زیورات دیتے ہیں، کیا نقد رقم کی جگہ مذکورہ اسباب دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- حق مہر میں ہر وہ چیز دینا جائز ہے جو بذات خود مال ہو۔ صورت مسوڑ میں جو نقد مذکورہ اسباب بھی مال مقبوض ہیں اس لیے ان اسباب کو مہر میں دینا جائز ہے۔
وفی الهندیۃ: المهر بما یصلح یکل ما هو مال مقبوض۔ (مشاورۃ لہذا)
انفصل لاقل فی بیان ادنی ما یار۔ ہار و بین ما یصلح مہر۔ (۱۰۰)

انعتاد نکاح کے بعد حق مہر میں زیادتی کرنا | سوال :- کیا انعتاد نکاح کے بعد مہر میں زیادتی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر کرے تو کیا بری اس زیادتی کا مظاہرہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- جس طرح نکاح سے قبل حق مہر میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے اسی طرح نکاح کے بعد بھی شوہر مہر میں زیادتی کر سکتا ہے، ورنہ زیادتی کا مظاہرہ عورت کو حق میں چاہئے گا۔

وفی ہندیۃ: الزیادۃ فی المهر صحیحۃ جان قیام النکاح۔ ... قد زادھ فی مہر یمو۔ یعنی قیمتہ الزیادۃ کما فی نسراج انوہ ج۔
والختادی ہندیۃ ج ۳۳: غرض السبع فی زیادۃ فی المهر یصلحۃ فیما یبذ ویفقد ۳۷

لغات: علامتہ (توکمر کا جانی)، منہ ان یکن، معنی مالا مقبوض۔
(بائع لغات ج ۲: متکافض و ماہیان ما یصلح تسبیح مہر)
ثم قال لعلامۃ: بت نجیم العصر فی رحمۃ اللہ: تحت قول ما غرض بعد انعتاد اگر زیادتی تنصفت ۱۰۰ دل وضع المسئدۃ علی جوان
تزیادۃ فی مہر بعد عقد وھی لازمۃ لئلا یترک فیہا
فی لمجانس مئی ایضاً۔ (انجمن اہل حق ج ۳۵: کتاب مہر)

اپنی حیثیت سے زیادہ مہر مقرر کرنا | سوال :- جو شخص زیادہ کے وقت اپنی حیثیت سے زیادہ مہر مقرر کرے تو اس کے اس عمل کو کیا حکم ہے؟

الجواب :- مہر کی تقویٰ میں اپنی حیثیت کو مد نظر رکھنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر میں زیادہ کو پسند فرمایا ہے اس لیے حیثیت سے زیادہ مہر مقرر کرنا اچھا نہیں لیکن فقر کے بعد شوہر کے ذمے ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔

فما یسئل علی المہر الا ما اوصدقہ لہ - (مسکوٰۃ ۳۹۰ باب العداۃ) -

سوال :- یہاں جو مہر حدیث شوالہین میں اور عورت مہر کا مطالبہ کرے گی | بیٹیوں کی شادیاں لائے ہیں تو کیا عورت مہر کا مطالبہ شوہر سے کرے گی یا سسر سے؟ (جس نے اس کا نکاح کر لیا ہے)

الجواب :- مہر نفعت زوجت کا خوش ہے جو شوہر کا شوہر کے ذمے واجب ہوگا ہے، صورت مسئلہ میں اگر لڑکے کے باپ نے مہر کا ضمان اپنے ذمے لے لیا ہو تو عورت سسر اور شوہر دونوں سے اس کا مطالبہ کر سکتی ہے بصورت دیگر مہر کا مطالبہ صرف شوہر سے ہوگا۔

وفاہندیہ : زوجہ بختہ بختیہ او انکی بیوہ وہی ہو او جنورہ زینہ وضمی عنہ معہود صحہ ضمانتہ تم ہی بالخیار ان ضمانت طابت زوجہ او دلیہا ان ضمانت ہذا بذاتک ویرجع الی بعد الاداء علی الزوج ان ضمانت یا سسر۔
(افتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۳۲۷ الفصل الرابع عشر فی ضمان المہر) -

اے قال: نفعتی عزیز الرحمن وحسبہ اللہ، زیادہ مہر مقرر کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا۔

وفاوی دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۲۴۱ مسائل و احکام مہر

۲۔ وقال اعلامہ المصنف: رواطالہ، بخارت من زوجہ البایع واولی نفاصہ -

روای المختار علی حدیث روا المختار ج ۲ ص ۳۹۶

مطلب فی ضمان المہر

ترجمہ فی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۲۴۱ مسائل و احکام مہر۔

نابالغ لڑکے کی شادی کے مہر کا حکم : سوال : ایک آدمی نے بچپن میں اپنے لڑکے کی شادی
کر دی تو اب یہی کا حق مہر نابالغ شوہر پر واجب
ہوگا یا نہیں؟

الجواب : مہر کے وجوب کے لیے بلوغ شرط نہیں اس کا تعلق نکاح سے ہے یعنی
جس سے نکاح ہوا ہو اس کے ذمے مہر دینا واجب ہے چاہے بالغ ہو یا نابالغ، اگرچہ
بائپخاص بن سکتا ہے۔

وفي الهندية : وانما زواج ابنته انصفا وامرأة وضمن عنه المهر وكان ذلك في
سمت جازا اذا قبلت البنت النكاح وانما لا في ذلك ان كان لادام في حالة النكاح
لا يرجع على الابن عا ۱۵۱ مستحاضا الا ان كان بشرط الرجوع في اصل النكاح .
(فتاویٰ الہندیہ ج ۳۲۶ الفصل الرابع عشر في ضمان المهر)۔

بذریعہ جر کر طلاق لینے کی صورت میں مہر کا مطالبہ کرنا : سوال : بعض عورتیں گھریلو
بذریعہ جر کر طلاق لینے میں تو کیا طلاق لینے کے بعد مہر کا مطالبہ کر سکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب : اگر طلاق دیتے وقت شوہر نے مہر صاف کرنے کی شرط لگا لی ہو اور عدت
سے قبول کر کے شوہر سے طلاق لی ہو تو اسے مہر کے مطالبہ کا حق نہیں رہتا اور اگر طلاق دیتے
وقت ایسی کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو اور عدت سے مہر صاف کیا ہو تو مہر اس کا حق ہے
اور وہ مطالبہ کر سکتی ہے۔

قال ابن عابدین : فلو طلق المهر قبل العقد . لما يتأكد فريق ثم بانوط ويحوي هو المتارجم ^{۲۱۵} قبل المهر
لأنه قال العلامة المحقق (وطلب انما شاذ) من وجوه بائع او الولي الضامن ۔

والدبر المنوع والمشمردا المتارجم ۲۱۵ م ۲ مطلب في ضمان الولي المهر
في الہندیہ : امرأة طالت زوجها اخلوا قالت فوفرت فريق فقل الزوج يجهلها ان طلق حار من
قوله غلبت فلكن اذكرني لنزل ونقوي عن انه ادا به الجواب يكون ثوبا ولو كان فريق بیک
طلاق ويكون جوابا بددت البتة . وعن . . . وعن يعقوب بن حمز عن المهر اختلافوا عليه
قال . . . ^{۲۱۶} الفصل الاول في شرطه في البيع والحكماء متعلق به
وتمت في فتاویٰ دیوبند ج ۲۱۵ ص ۸۱ و احکام صحیح ۔

جبراً مہر معاف کرانا | سوال :- اگر کوئی طورت جبراً و اکراہ سے یا کسی دباؤ میں اگر حق مہر معاف کر دے تو کیا مہر معاف ہو جائے گا؟

الجواب :- بقاضائے نص قرآنی مہر کی معافی کے لیے طیب نفس کا ہونا ضروری ہے جبراً و اکراہ کے ساتھ معاف کرنے سے مہر معاف نہیں ہوتا۔

قوله تعالى: فَإِنْ جَلَلْتُمْ عَنْ شَيْءٍ فَأْتُوا نَفْسًا فَاخْلَوْهُ هِنًا قَبْرًا

(سورة النساء آیت ۳۵)۔

مقدار مہر میں اختلاف کا پیدا ہونا | سوال :- اگر کبھی میان بیوی کے درمیان مہر کی مقدار میں اختلاف ہو جائے اور شرعی دلیل کسی کے پاس نہ ہو تو دونوں میں سے کس کا قول معتبر ہوگا؟

الجواب :- نکاح کے معاملے میں اصل مہر مثل ہے، جب میان بیوی کا مقدار مہر میں اختلاف پیدا ہو جائے، و ردیل کسی کے پاس نہ ہو تو اس متنازع صورت میں فیصلہ مہر مثل پر ہوگا۔

قال العلامة المصنف رحمه الله: وقال يقتضى مهر المثل كمال حياة و

يفتى - (الدر المختار علیٰ حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۳۱۲ باب المهر)۔

عدالت کے ذریعے مہر کم کروانا | سوال :- اگر کوئی شخص مجلس ہوا و بروقت نکاح نہ کرے

عدالت کے ذریعے مہر کو کم کروانا چاہے تو کروا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- مہر کا تقرر میان بیوی کی باہمی رضامندی سے ہونا ہے تقرری کی گنجائش

لہ قال الشيخ المغيرة شقيق رحمه الله: ويرى ما فرغ من جوئ محرمين يكتفي بين ان يهرق ولا يهرق

ہے، اگر سوال کسی یا معاف نہ کروں تو بددلیا یا بیزگی پہلے ہوگا اس لیے باہمی خواست موافق کر دیتی

ہیں اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۲۹۸ سورۃ النساء)

لہ فی المہندیۃ: ای اختلاف الزوجان فی عدل المهر کی ایام النکاح عندانی حقیقۃ وھن سحما للہ

تعالیٰ یحکم مہر المثل۔ (الفتاویٰ البندیہ ج ۱ ص ۳۱۹ فصل ثالث فی عشر فی اوقات الزوجین فی المہر

وہن فی بدائع المتابع ج ۲ ص ۳۱۹ فصل واما حکم اختلاف الزوجین فی المہر۔

جب مہر ایک مرتبہ متاكد ہو جائے تو بھری کی رضامندی کے بغیر عدالت یا کوئی جگہ وغیرہ
تو مہر کم کر سکتے ہیں اور وہ مہر کم کر سکتے ہیں شوہر پر اس کی ادائیگی لازم ہے۔

قال العلامة أبو بكر الكاساني: فلهن ما أكد بعد ذلك إلا
بالإبراء - رابع الصنائع ج ۲ ص ۲۴۰ فصل بیان ما يتأكد به المهر؛

سوال :- اگر بوقت نکاح مہر کی تاخیر و تعجل
تاخیر و تعجل مہر میں عرف کا اعتبار ہے

اس کی ذکر نہ ہوا ہو تو کیا عورت مہر فوراً

لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: جس مہر کی تاخیر و تعجل کا ذکر بوقت انعقاد نکاح نہ ہو تو اس صورت میں مہر
عرف کا تابع ہو کر جتنا مال منویل دیا جاتا ہے تو اتنی مقدار میں عورت حق مہر کا مطالبہ کر
سکتی ہے۔

قال العلامة ابن ماجة: ولها منعه عن الوطء والنفقة بها ولو بعد وطء وخلوة
رضيتهما الاخذ ما بين تعجيله او قدر ما يعجل لثقلها عرفاً وان لم يؤجل قال الكاساني
هو بفق لان المعروف كالشرط - (رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۰ باب المهر) لہ

سوال :- اگر کسی عورت
رضعتی سے قبل شوہر کی وفات پر عورت بوقت مہر کی تکفیل ہے
شوہر رضعتی سے قبل
وفات پا جائے تو کیا عورت پورے مہر کی مقدار چھٹی یا نہیں؟

لہ قال العلامة ابن ماجة: وانما المسمى فاما تمام مقامه للتوافيق بوقت عرف المهر في الغاية
بانف اسم لعل الذي يجب في عقد النكاح هل الزوج في مقابلة البضع اما بالتحية او بالعقد
(رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۰ باب المهر)

وَحُدُّهُ فِي الْمَهْدِيَةِ ج ۲ ص ۳۲۰ الفصل الثاني في ما يتأكد به المهر والمثقة -
لأننا اعلمنا بانكر الكسائي: ان كان المهر معجزاً بان تزوجها على صداق عاجل او كان مسمى بالتمتع
والتأجيل لا يحكم بالسكوت حكم المعجل لان هذا عقد معاوضة فيقتضي اداؤه من الجانبين والمرأة
ليست حتى الزوج فوجب اداؤه حقها او انما يتعين بالتسليم -
(ردائع الصنائع ج ۲ ص ۲۴۰ فصل ما يتبين ما يجب به المهر ويان وقت وجوبه)

الجواب: موت، یہ ایسا حادثہ ہے کہ جس کی وجہ سے مہر مانا کہ ہو جاتا ہے، پس نہ اس پر مسئلہ کے مطابق اگر شخص سے قبل کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت بوقت نکاح مقررہ دہن جو مہر ہی معتد رہے۔

فان العدة الحاصیة وقتا کد عند وطء او خلوة صحت من الزوج وموت احد هما الخ (رد المحتار علیٰ منہاج النہج ج ۲ ص ۳۵۸ باب المہر)۔

بہی کے حق مہر کی رقم سے جہیز کا سامان خریدنا [سوال: بعض علاقوں میں رواج ہے کہ اگر آپ بیٹی کا مہر سونے کے کرائے سے ہے بیٹی کے لیے جہیز کا سامان خریدتے ہیں، کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟]

الجواب: مہر کی رقم سے بیٹی کے لیے جہیز کا سامان خریدنا جائز ہے اور یہ سامان بڑی کی ذمہ داری ہے، اس قبضے سے شوہر کا ذمہ فارغ ہو جائے گا۔

فان بن عبد بن، وفيها قبض الاب للمصروحي بالخذة او لا وجعلها او قبض مكان المهر بحيث ليس لها الا لافقية لان ولاية قبض المهر اى الاب او كذا التصرف فيها۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۸ باب المهر قبيل باب النكاح الرقيق)۔

سوال: بچہ صاحب! آج کل ہم اکثر لوگوں سے یہ الفاظ جہیز کی شرمیلی حیثیت سنتے رہتے ہیں کہ جہیز کی بدولت ہمارے سروں پر سوار ہے، تو کیا واقعی یہ بدعت ہے؟ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ آپ باپ جب اپنی بیٹی کے لیے کہیں شادی کا ارادہ رکھتا ہو تو سنت یہ ہے کہ اپنی وصیت کے مطابق کچھ زعفران سامان بیٹی کو جہیز میں دینا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو شادی کے موقع پر جہیز دیا تھا۔ ہم اپنی وصیت سے زیادہ کام کرنا مناسب نہیں۔

القال فی غنیمۃ والاخر تاکو باحد من ثلاثۃ الدھول، والخلوة الصبیحة وموت واحد الزوجین۔ (نفق فی المہندیۃ ج ۱ ص ۲۱۱ الفصل الثانی فی فیما یشاکل بہ المهر والمنعہ)۔
[قال العلامة الفقی عزیر الرحمن:] ذکر کے ساتھ کہے کہ آپ کو مہر کچھ حصے کے کرائے میں صرف دیا جائے ہے۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۸ باب النکاح)۔

عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه وسلم ما زوجته فاطمة بنت محمد خاتمة زوجات
 آدم عشوها زين ورحمته وسقائين الحديث (الامامة ج ۳ ص ۳۹۹)
 حضرت علیؑ کے روائے ہے آپ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ
 کی شادی میرے ساتھ کی تو حمیر میں ساتھ ایک چادر اور ایک کتا جس کے اندر کچھور کے پتے
 بھرے تھے اور دو چکیاں اور دو مشکیں بھی تھیں۔ (امداد الاحکام ج ۲ باب المعسر ص ۱۷۰)
 حمیر کے مسلمان کی حکیت کا حکم | سوال۔ لڑکی کے والدین جو حمیر کا سامان، چنی بچی کو
 شادی کے موقع پر دیتے ہیں، یہ سامان کس کی حکیت ہے؟
 لڑکی کی یا شوہر کی؟

الجواب: یہ تو حمیر کا سامان دینے والے کی نیت پر موقوف ہے، اگر اس نے لڑکے کو
 دیا ہو تو اس کی حکیت ہے اور اگر لڑکی کو دیا ہو تو اس کی حکیت ہے۔ چنانچہ یہ سامان لوگ
 عموماً اپنی بیٹی کو دیتے ہیں اس لئے عدم نیت کی صورت میں یہ سامان لڑکی کا مستقر ہوگا۔

قال في الهندية: لو جهز لثنته وسلمه إليها ليس له في الاستحسان اشتداده وعليه
 الفتوى واذا بعث الزوج إلى أهل زوجته أشياء عند زفافها منها ما يحتاج فلنازحت
 إليه ثم ادعى بستره من المرأة الذي ليس له ذلك. فذا بعث إليها على جهة التملك كذا
 في الفصول العمدية (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۹۰) الفصل السادس عشر في جهاز النيت

لعمري رضي الله عنه قال جهز رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة في خيول
 وقريبة ووددة حشوها ادخر (سنن الترمذی ج ۲ ص ۲۹۰) جهز الرجل ابنته

لعمري وكان النعمة ابن عابد من رحمه الله : "شئ فيما
 اذ زوجا بنتهما الباذنة وجهتهما بجهاز سداو متها في صحتهما
 ثم ماتا عنها وعن ورنه غيرهما يريدون قسمه لجهاز بينهما
 مع النيت قبل ليس له ذلك. الجواب "نعم"

(تنقيح الحامدية ج ۱ ص ۱۷۰) مسائل الجہاز

ومشله في جامع الفصولين جلد ۱ ص ۱۹۰ في الفصل العشرون
 في دعوى الشكاح -

مہر معاف کرنے کے بعد دوبارہ مطالبہ کرنا **سوال** اسے یہاں ہمارے حکماء میں ایک عورت نے شوہر کو اپنا حق مہر معاف کر دیا تھا، اب کسی گھر بیٹا چاہی کی وجہ سے نوبت طلاق تک پہنچی گئی ہے تو کیا یہ عورت دوبارہ اپنے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟
الجواب :- جب کوئی عورت برضاء و رغبت ایک مرتبہ اپنا حق مہر معاف کر دے تو اس کو دوبارہ مطالبہ کا حق حاصل نہیں رہتا، اس لیے صورت مسئلہ میں عورت کا دوبارہ مطالبہ کرنا صحیح نہیں۔

وفي الهدية - بلغة ان تعبت مالها الزوج من صداق دخل بها زوجها اول وقت وليس لاحد من اولائها ان ولا غير الاعتراض عليها - واما في المهر فانه لا يملك الزوج ان يعرضها لغيره من اولائها ان ولا غير الاعتراض عليها - واما في المهر فانه لا يملك الزوج ان يعرضها لغيره من اولائها ان ولا غير الاعتراض عليها - واما في المهر فانه لا يملك الزوج ان يعرضها لغيره من اولائها ان ولا غير الاعتراض عليها -
سوال کیا عورت اپنے شوہر کو حق مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتی ہے تو کیا معاف کرنے کے بعد عورت کے باپ یا دیگر رشتہ داروں کا اعتراض مستحب ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- غرضت اسلامی میں عورت اپنے مہر کا خود ہر جہ سے اس کی مرضی استعمال کر سکتی ہے، چاہے شوہر کو معاف کرے یا کسی اور کو بیچ دے یا کسی اور رشتہ دار کو اعراض کرے یا کوئی حق نہیں ہے۔
 وفي الهدية - بلغة ان تعبت مالها الزوج من صداق دخل بها زوجها اول وقت وليس لاحد من اولائها ان ولا غير الاعتراض عليها - واما في المهر فانه لا يملك الزوج ان يعرضها لغيره من اولائها ان ولا غير الاعتراض عليها - واما في المهر فانه لا يملك الزوج ان يعرضها لغيره من اولائها ان ولا غير الاعتراض عليها -
سوال :- جناب مفتی صاحب اجلاس خلوت مجھ سے بعد نامزد شوہر کا کل مہر دے گا گاؤں میں چند بیل بیل ایک ٹش کے کی شادی ہوگئی شادی کے بعد وہ نامزد ثابت ہوا جبکہ عورت نے رات بھر شوق لپٹا رکھا کہ

لے و لے قال العلامة المحقق رحمه الله: روضه خطها) يكلمه او يعرضه عنه قبل او بعد
 قال العلامة ابن عابد بن رحمه الله: تحت هذه العبارة روضه خطها) وقيد
 يعطها لان خطها غيرها صحيح لوجوبه غير ولو لم يبرأ توقف على اجازتها ولا
 بد من رضاها - والرد المختار ج ۳ رد القائل ج ۳ باب المهر مطلب في خطها والتمه و رد بر من
 مؤلف في الهدية ج ۲ ص ۳۵۵ باب المهر -

وطے کے فالوں سے شادی کا خرچہ لینا | سوال :- بعض لوگ لڑکی کا رشتہ دیتے کے بعد لڑکے والوں سے مختلف رسومات کے نام پر شادی کا خرچہ وغیرہ لیتے ہیں، تو کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب :- حقہ نکاح میں لڑکی دینے کا وجہ سے لڑکے یا اس کے رشتہ داروں سے رسومات کے بہانے شادی بیاہ کا خرچہ لینا ناجائز اور حرام ہے، اگر پیسے لیے ہوں تو واپس کرنا لازمی ہے و تاہم اس سے نکاح متاثر نہیں ہوتا۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ : ومن استأخذ ما يأخذہ المهر من الخنثی بسبب بنتہ بطیب نفسه حتی لو كان بخلیہ یرجع الخنثی۔ (رد المحتار ج ۵ جلد ۱ کتاب النکاح والایاتہ فصل فی البیع ص ۱۷)

سوال :- جناب مفتی صاحب! مہر کی کتنی قسمیں ہیں؟
الجواب :- شریعت مقدسہ میں حق مہر کی دو قسمیں ہیں، گنہ گنہ ہیں۔
(۱) مہر مسمیٰ: یہ وہ مہر ہے جو زوجین یا ان کے وکلاء نکاح کرتے وقت باہمی رضائے سے مقرر کرتے ہیں۔

(۲) مہر مثل: یہ وہ مہر ہے جو عورت کے فائدہ ان کی دیگر عورتوں مثلاً سگی بہنوں، بھوپھیوں اور چچا زاد بہنوں کے مہر کے برابر مقرر کیا جلتے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اصل مہر مہر مثل ہے۔

قال الشیخ وھبۃ الزحیل : المہر عند الفقہاء نوعان مہر مسمی و مہر مثل۔ اما المہر المسمی فهو ما سمي فی العقد أو بعد بالتراضی۔۔۔ ما مہر المثل فقد حدسہ الخنفیۃ بانہ مہر امرأۃ تماثل لزوجۃ وقت العقد من جملة ایسہا لا امہا ان لم تکن من توایسہا کا نختہا وعتہا وہنت عتہا فی بلدہا وعتہا۔ (الفقہ الاسلامی وادلہ ج ۲ ص ۲۶۶) (بعض انواع المہر)

شعل علامۃ طحکنی: اخذ اہل الرأۃ شیئاً عند تسلیم قللزوجان لیمتردۃ لانہ رشوۃ۔ (الرد المحتار علی متن رد المحتار ج ۴ ص ۳۹۶ مطلب النکاح علی معتدۃ الضمیر)
وَمَثَلُهُ فِي الْمَنْدِيَّةِ ۱۷۱ مَثَلُ الْفَصْلِ سَادِسِ عَشَرَ فِي جِهَانِ الْبَيْتِ۔

سوال :- نکاح باندھے وقت اگر باغ و رکے کا
حق مہر خاوند کے ذمہ واجب ہے |

مگر اداری اور غریب کی وجہ سے ادا نہ کر سکے تو کیا خاوند کے ذمہ مہر دینا واجب یا نہیں ؟
الجواب :- مہر عاقل و غافل کے کی طرف سے اعانت کی صورت میں مذکورہ حق مہر اس کے
ذمہ واجب اللہ ہے | حق مہر کی ادائیگی کا اصل ذمہ دار خاوند ہے | تاہم اگر باپ نے بیٹے کی تعلیم
حق مہر میں کوئی چیز دے دی تو وہ حق مہر شمار ہوگا خاوند سپرد بارہ ادائیگی ضروری نہیں اور اگر
باپ وعدہ کر کے دے سکے تو خاوند سپرد لاؤ گا ہے کہ مقررہ شدہ حق مہر ادا کرے ۔

قال ابن قیمؒ : أما ما دللنا من أن الزوج أنكره فهو دين مندبہ كالدين في كفايته عليه ولاية اشياء
وكمضان محرم كغيره من الدين في ضمنه بلا ذم من ولائها . (المحرر الرائق ج ۳ ص ۳۵۵) باب المهر ۔

سوال :- نکاح کے انعقاد کے وقت اگر باپ و تولی کے ہونے حق مہر مقرر
حق مہر کے بغیر نکاح کا حکم

الجواب :- حق مہر کا مقرر ہو یا نہ نکاح میں سے ہے مگر نہیں البتہ اگر مجلس نکاح میں
تواضع کے ساتھ شرعی طریقہ پر نکاح پڑھا یا گیا ہو تو اگرچہ اس میں مہر کا ذکر نہ کیا جائے تب
بھی نکاح درست ہے لیکن خاوند کے ذمہ تولی کے بعد مہر مثل کی ادائیگی لازم ہے ۔

قال ابن قیمؒ : تحت قولنا في جميع النكاح بلا ذم لأهل النكاح عقد النكاح لازم ودفع ثمنه فمحل العقد
فتم المهر واجب شرعاً باسمه لشرفه أصل فله محتاج إذا ذكره لصحة النكاح ... وذكرنا أن
واكفراً أنه لا خلاف لأهل في صحته بلا ذم لمهر . (المحرر الرائق ج ۳ ص ۳۵۳) باب المهر ۔

سواء كان في المهر شيء أو لا شيء بعد الدار على الزوج في ضمنه بأمره هكذا في التبيين ۔
(الفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۶۷) اصل اربع عشر في تمام المهر ۔

وفيه في الدار المختار على مسدد روى خارج ص ۱۸۱ باب المهر مطلب في ضمان الولي المحرم
قال لعمري ما عرفت من طلبة قال في جوابه في قوله تزوجها بغير تمهاتها ولو عرفها ما صدق ولم يحن
قال في الخلاصة إليه فقال أرى لها من تمهاتها ما لم تكن معقولة بستان : أن دفعي شهد أن أني من طلبة
قضي في واقعة من ما قضيت . رواه المحقق وهو الذي روى . رحمه الله (السنن ج ۱ ص ۱۸۱) في قوله المهر بغير تمهاتها
تزوجها ولم يسمها مهر أو تزوجها على أن لا مهر لها فله مهر مثلها إن دخل بها أو مات عنها ۔
(الفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۶۷) الفصل الثاني في ضمان ما كره به المهر والتمهات
ووجه في بواقي النكاح ج ۳ ص ۲۶۷ فصل الثاني في كون مهر مجهولاً جهالة ۔

مقرر شدہ حق مہر میں اضافہ کرنا جائز ہے | سوال :- اگر بناوٹ کی طرف سے مقرر شدہ حق مہر کی مقدار ہے یا نہیں ؟

الجواب :- حق مہر میں اضافہ اور کمی دونوں شرعاً جائز ہیں اس لیے عورت کے قبول کرنے کی صورت میں بناوٹ کی طرف سے مقرر شدہ مہر میں اضافہ درست اور نافذ ہے اور عورت اس کھم مالک و متصرف ہوگی۔

قال في الهندية: الزيادة في المهر صحيحة حين قيام النكاح عند علمائها بشئنة كذا في المحلى؛ فلهذا زادها في المسحورين انعقاد لزومه الزيادة. كذا في التلخيص الوجيز: هذا إذا قبلت المرأة الزيادة سواء رجعت من جنس النحر أو لا ومن زوج أو من قبل كذا في التلخيص السابق. راجع في المسألة ج ۳ الفصل السابع في الزيادة في المهر الخ (۱) ص ۱۷

خاوند سے حق مہر کے علاوہ ایسے کئے مال کا حکم | سوال :- شادی سے پہلے لڑکی والوں وغیرہ بناوٹ کرنا کیسا ہے ؟ کیا لڑکا شادی کے بعد پہلے اس کی لڑکی کا حق لبر کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- شادی سے پہلے لڑکی کے والدین یا دوسرے اولیاء کے لیے حق مہر کے علاوہ روکے سے نقدی یا جنس کی شکل میں کچھ لینا سراسر اور ناجائز ہے ایسا مال روکے کی ملکیت ہے اور وہ کسی وقت بھی اس کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

قال المحقق: إذا حصل للمرأة شيئاً عند التسليم فله زوج أن يسترد له لانه رهنه.

(الدر المختار علی ص ۳۳۵ رد المحتار ج ۳ ص ۱۵۵ اقرب باب المهر) ۲

الح قال العلامة: إن تحميم المسحور رهنه الله: يدل وضع مسئلة علی جواب الزيادة في المسحور بعد بعض الوجوه لانه رهنه له بشرط قبضه في المجلس علی الأصح. (بحر الرائق ج ۳ ص ۱۴۹) باب المهر

ثم قال في الهندية: ولو أخذ أهل المرأة شيئاً عند التسليم فله زوج أن يسترد له لانه رهنه. راجع في المسألة ج ۳ ص ۱۴۹ (فصل السادس عشر في مباحات النكاح)

ثم قال في البحار: إن حق ج ۳ ص ۱۴۹ باب المهر.

حصولِ مہر کیلئے عورت اپنے آپ کو خاوند سے روک سکتی ہے | سوال یہ کہ مہر حاصل کرنے کے لیے عورت اپنے آپ

کو خاوند کے لیے پروا کرنے سے روک سکتی ہے یا نہیں؟

اجواب :- اگر خاوند بیوی کو مہر معین ادا کرے تو اس کے حصول کے لیے عورت اپنے آپ کو آئین و عفت کا خاوند سے روک سکتی ہے جب تک کہ اسے مہر ادا نہ کرے۔

قال في الهندية في كل موضع دخل بها أو سعت الخلو أو ترك كل المهر نور دت
أن منع نفسها لاستيفاء المهر لئلا ينفذ عند ذل لا فلا يملك... وقيل تسليم النفس لها
ذات بالابتاع... (فتاوى الهندية ج ۳، ص ۳۸۱) اصل الحد عشر في منع المرأة لنفسها بمهر فإن لم

حق مہر قسط و ادا کرنا جائز ہے | سوال :- اگر مہر کی عفت اور زیادہ ہو کر خاوند کیلئے

ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر عفت نکاح کے وقت تمام مہر یا بعض یا موشل یا موشل رکشت یا نقد اور
دینے یا فیصلہ جزا ہو تو اس کے موافق عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

قال المحقق :- إن لم يوف بل أو يعجل كله فكلما بشرط الأت المصرح يفوق
الدلالة - رنداء مختار عن ضرورة المختار ج ۳ ص ۳۸۱ مطلب زمانه الولي ہے

الحقار ابن عابد بن رحمہ اللہ تحت قول الماش ولها منع من الوطأ وكذا القول
الصغيرة النع امدا كوبر حتى يقبض مهرها - رنداء المختار ج ۳ ص ۳۸۱ مطلب في
منع النوجة نفسها قبض المهر

وقيل في بدائع الصنيع ج ۳ ص ۳۸۱ فصل رجب به المهر
لأن في المندية و ابن عابد قد أجعل يجل ذلك وان لم ينفذ أو بشرط أن المرأة والى المهر
لأن في العقد أنه لم يكون للمعد للقتل هذه المرأة من مثل هذا المهر فحينئذ منع معجلا
ولا ينفذ بالوجه ولا بالخس وإنما ينظر في اعتبار أن شرط في العقد حين كل المهر
يعمل بكل معجلا ويؤثر نعم في الفتاوى الهندية ج ۳ ص ۳۸۱ فصل في دفع المرأة نفسها
وقيل في البحر الرائق ج ۳ ص ۳۸۱ باب المهر

سوال :- شادی کے وقت جو مان سامان وغیرہ والدین لڑکی کے جہیز کس کا حق ہے ؟
الجواب :- والدین کی طرف سے شادی کے وقت جو سامان وغیرہ لڑکی کو دیا جاتا ہے، اس کی امن خداد لڑکی ہی ہے تاوانہ کا اس سامان کے ساتھ کچھ قصق واسطہ نہیں۔

قال في الهندية ولو جهز ابنته وسلمه انيه ليس له في الاثمان استرداد ومنها
 عليه النكاح - الفتاوى الهندية ج ۲۴۰ فصل اثنی عشر في جهاز البنت لم
سوال :- ایک آدمی نے اپنی بیوی کو فاشہ دے کر
مطلقہ مہر کی حقت دار ہے کی وجہ سے طلاق دے دی تو کیا یہ عورت اب مہر کی حقت دار
 ہے یا نہیں ؟

الجواب :- دخول سے مہر ٹوٹ کر جو جاتا ہے اس لیے بعد از ان طلاق دینے سے حق مہر
 پر کوئی اثر نہیں پڑتا، مطلقہ عورت شریعہ مہر کی حقت دار ہے طلاق تو ایسی بھی ہو سکتی تھی ہو۔
 قال في الهندية : والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة ، الدخول والخوة والصبيحة وموت
 احد الزوجين ، من كان محققاً في احد المعان الثلاثة بعد ان يقع العقد لا يبرأ
 من صاحب الحق - الفتاوى الهندية ج ۲۴۰ باب الرابع في المهر

سوال :- بعض علاقوں میں یہ
 خاوند کے مرنے کے بعد بھی بیوہ مہر کی حقت دار ہے اگر سمجھ کر اگر خاوند مر جائے اور
 اسی کی بیوہ کسی دوسری بکر شادی کرے تو اس کو پہلے خاوند سے مہر نہیں دیا جاتا کیا شرعاً
 درست ہے ؟

قال احمد انه محقق ، جهز ابنته بجزا وسلمه ، ليس له استرداد ولا ورثه بعد
 ان سلمها ، قلت في حقه بل يقتضيه - والدر المختار مع رد المحتار ج ۲۴۰ مطب النسخ من مطبعة (غير)
 ومثبت في ايجاز الرائق ج ۲۴۰ باب المهر -
 قال المحقق : وثناك عند وطأ او غلوت حقت من الزوجه او موت احد الزوجين
 والدر المختار مع رد المحتار ج ۲۴۰ م ۳۰۰ باب المهر
 ومثبت في ايجاز الرائق ج ۲۴۰ م ۳۰۰ باب المهر -

الجواب :- نكاح کے انعقاد کے بعد خاوند کے فوت ہو جانے سے بیوی کا حق مہر باکد ہو جاتا ہے اسلئے جوہ مہر کی مقدار ہے خواہ وہ دوسری جگہ شادی کرے یا نہ کرے ۔

قال في المصنف: إذا لم يترك باحد معان ثلاثة: الأول: والفقير والصحة وصوت أحد الزوجين سواء كان متصفاً أو غير متصفاً في غلط من شيء من ذلك لا يلازم الإلزام من هذا الحق (مبدأ ما دل في المهر) طلاق قبل الدخول في مہر کی مقدار
سوال :- ایک نکاح عورت کو رخصتی سے پہلے طلاق دی گئی تو یہ عورت کتنے مہر کی مقدار ہے ؟

الجواب :- اگر کسی نکاح عورت کو غلط مجبور اور جبار سے پہلے طلاق دی جائے تو وہ عورت ضرر شدہ مہر کے نفع کی مقدار ہے ۔

قال العلامة المحقق: ويجب نصفه بطلاق قبل وطأ أو خلوة ولو كان على حالته خمسة كان لها نصفه (الدر المختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۳۰۱ کتاب المہر) ۲۷

مہر دینے کے لیے باپ کا بیٹے کی طرف سے ضامن ہونا | سوال :- کیا فرماتے ہیں علمدار کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کا باپ گواہوں کے سامنے بیٹے کے حق مہر کی ادائیگی کا وعدہ کرے اور گواہوں کے سامنے دستخط بھی کر دے تو بیٹے کی وفات کی صورت میں بیٹے کی یا اس کے والدین کے باپ سے مہر کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب :- صورت مذکورہ میں باپ بیٹے کی طرف سے مہر کا ضامن ہے اگر عورت مہر معاف نہیں کرتی تو اس کے شوہر کے انتقال کے بعد عورت یا اس کے والدین بیٹے کے باپ سے مہر کا مطالبہ کر سکتے ہیں ۔

قال العلامة المحقق: وإذا طالب إثباتاً من زوجها البالغ والولي الضامن (الدر المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۵) باب المهر ۲۸

لہ قال العلامة المحقق: وإذا كان عند وطأ أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحد هذا الزوجين (الدر المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۵) باب المهر - وَ مَلَكَ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۲ ص ۳۵۵ باب المهر
۲۸ قال النسفي: وإذا طلق قبل الدخول بنصف (الدر المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۵) باب المهر
۲۹ قال العلامة الموسوي: وإذا ضمن الولي المهر ضمن ضمانه ثم المرأة بالاختيار فمطالبة زوجها أو وليها المهر (انہدایۃ ج ۲ ص ۳۱۱ باب المهر)

باب الاولیاء والاکفایہ

(وہایت اور کفو کے مسائل و احکام)

قریشی سادات کے کفو ہیں | سوال :- یا غیر سید قریشی سادات کے کفو ہیں یا نہیں؟
الجواب :- قریش کے بدلہ غازی یعنی شعوب آپس میں
برابر ہیں کسی کو دوسرے پر نکاح کے معاملے میں کوئی فوقیت حاصل نہیں اس سے پہلے سادات
کا نکاح غیر سید قریشی سے جائز ہے۔

قال ابن عابدین: ثبت قول المحقق (فتاویٰ) فتاویٰ بعنہم اللہ، بعض آراء راجعہ الیہ استدل
بأنه اصل فیما بینہم من اہل بھی و متوفی و التبعی و العدوی و العبرہم و لغد و زوج
علی و حوہا شعی | اعظم قوم بہت باطلہ و نصر و حوہ و علی و راتہ ہم مثلاً۔ و کما ہم
غیر عالم کا عالم دین کی نظر سے نکاح کرنا | سوال :- کس عالم دین یا پیشوا کی نکاح
سے غیر عالم کو نکاح کرنا کیسا ہے؟ کیا قابل

آوی عالم دین کی رٹ کا کفو ہے؟ نہیں؟

الجواب :- اہل علم یا جماعت کفو بننے کے صفات نہیں، اس لیے اگر کفایت کے دیگر اقسام
موجود ہوں تو کوئی بے مامندی سے غیر عالم عالم دین کی بھی سے نکاح کر سکتا ہے۔

قال علیہ السلام: من فی الکفایۃ حقا راویا منہم یتفقوا بذلک۔ و کما ینتویج
یرواہم بنزہ حتی یسکون لہم حق الا عتراض۔ (رد المحتار ج ۲ فصل فی النکاح الذی کفایۃ)۔

الحکام فی تہذیبہ: قریشی بعضہم کفایہ بعض کفایۃ حق و انوشی النوی یس باشی
کما ہما شعی۔ و الفتاویٰ لہندیۃ ج ۱ ص ۲۵ باب الخامس فی النکاح

و منقطع فی بعض سرق ج ۳ ص ۱۲ ج ۴ ص ۱۲ فصل فی النکاح و ما یلغی النکاح ج ۲ ص ۱۲
تحت بی عجیب تحت قول المستوفی و وہاں بعض کحل ای وضا بعض لافانہ سنن یون
فی النکاح کونہ انعم حتی لا یسکون لہم بنزہ بعد کونہ۔ و البیرونی ج ۲ ص ۱۲ باب الاولیاء والاکفایہ
و منقطع فی رد المحتار ج ۲ ص ۱۲ باب الاولیاء۔

فاسق بڑے کو صالح سمجھ کر رشتہ دینا | سوال ۱۔ ایک شخص نے بے دین بڑے کو صلہ سمجھ کر
اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا، نکاح کے بعد بڑے
کا فتنہ سنو، ہو، جواب نکاح کا کیا حکم ہے ؟

الجواب ۱۔ اگر بڑی نے بالغ ہوئے۔ بعد اس نکاح پر نہ راضی ہو کر نکاح کر لیا ہو اور
بڑی کے خاندان کے اکثر افراد صالح ہوں تو یہ نکاح باطل ہے اور ان کے درمیان تفسیق
کی جگہ ہے۔

قال ابن عابدین: روي عن قول ابن عمر: لا يصح النكاح ازواج بنته تصفية من بطلانه
يشرب مسكراً فاذا اهو مد من له فقلت لا اوصى بالنكاح اى بعد ما كسفت ان لو كنت
بعونه لآب بشرية وكان غلبة اهل بيته صالحين فالنكاح باطل لانه نمازوح
عن ابن نهلف ۵۔ روي المختار ۳ ص ۳۰ باب الاولياء

غیر سید کا سید زادی سے نکاح کا حکم | سوال ۲۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ
غیر سید کا نکاح سید زادی سے ہو سکتا ہے !

الجواب ۱۔ اگر سید بڑی کا باپ کسی غیر سید بڑے کو رشتہ دیتے ہیں غرضوں سے نہیں بنا
بلکہ دیکھی راہی ہو تو سید زادی کا نکاح غیر سید بڑے سے کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

قال ابن حجر: تحت قوله السنن روي عن بعض الكوفيين: روي عن بعض الاولياء المستوفين
في ادرجة كرضاء حكم حتى لا يتعوض احد منهم بعد فراقه۔

البحر الرائق ج ۳ ص ۱۲۹ فصل في الاكفاء ۲۷

لأنه قال في العدة: رجل زوج ابنته تصفية من رجل على نفسه أنه صالح لا يشرب الخمر فيؤذي الأب
شرباً معتاداً وكبرت ابنته فقلت لا اوصى بالنكاح اى لو ثبت ان ابنته تصفية الخمر وعتة اهل بيته صالحون
فالنكاح باطل وهذا المسئلة بالانذار كفى في الزخوة۔ روي عن سيبويه ۲۴ باب الاوصياء والاکفاء
وكتبه في البحر الرائق ج ۳ ص ۱۳۵ فصل في الاكفاء۔

نکاح الاكفاء: نکاحی کہ اگر کسی نے اپنے والد یا والدہ سے تصفیہ کا یہ شرط کر لیا ہو کہ وہ شراب
نہ پئے، علمائے دین کہتے ہیں کہ اگر والد یا والدہ نے اس شرط کو لگا دیا تو یہ نکاح باطل ہے۔
وَمِنْهُ لَمْ يَكُنْ فِي رَدِّ اعْتِمَادِهِ سَامِعًا۔ فصل في الاكفاء۔

سوال در کیا مجنون اور دیوانہ شخص کسی
جہنم اور دیوانہ عاقلہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا
عاقلہ عورت کا کفو ہو سکتا ہے اور ان

دونوں کے درمیان نکاح درست ہے؟

الجواب مجنون النبی چیز ہے جو عام بخل کا سبب بنتا ہے اس لیے مجنون اور پاگل
مرد راجح قول کے مطابق عاقلہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا ہے لہذا ان دونوں کے درمیان نکاح
مجہی درست نہیں۔

قال ابن مایہ بن: قال فی النہر دقیل یعتبون نہ یفوت مقاصد النکاح نکاح
أشد من الفقر وشدائد الحرقة ویبقى اعتماده لأن الناس یعیون بتزویم المجنون
کثر من ونش الحرقه وشدائده وفي البشایة عن المرغینة لئلا یكون المجنون کفو
للعاقلة وعند بقیة الائمة هو من یموجب النکاح ینفسخ لها النکاح۔

مختلفاً قال علی بن حمزہ البحرانی ج ۲ ص ۱۳۳ فی الذکاء ص ۱۳۳

سوال نکاح میں ولایت کی ترتیب کیا ہے اور کن
نکاح میں ولایت کی ترتیب

کس پر مقدم ہے؟

الجواب ولایت نکاح میں سب سے مقدم ولایت وحبب کی ترتیب سے
محکم ہو گا۔ پھر اگر محکم نہ ہو گا تو ماہر کی ہے۔

قال العلامة الکاسانی: واما شر التقدم ففی شان أحدھما العصبۃ عند الذی خوفہ فتنعذ
العصبۃ علی ذوی الرحم سواء كانت العصبۃ اقرب أو بعد وعند عدم العصبۃ ثبت الوکایة
لذوی الرحم الاقرب منهم یتفق علی الا بعد۔ بالغ احناف یجوزون عمل شرط تقدم فقیہان ہر کہ

۱۔ قال العلامة: محصی، فی النہر من المرغینة، المجنون یسکت طلاقہ۔

والذکاء الخیار علی صدور ذی الذکاء ج ۲ ص ۱۳۳ فصل الاکفاء

۲۔ قال فی الہندیۃ: وعند عدم العصبۃ کن قریب برت العصبۃ والنفیۃ من ذوی الارحام
یعنی تزویجھما فی ظاہر الروایۃ والاقریب عند الذی خفیۃ الخوف ثم انبت ثم
ثبت الا یب الا برت ذوی الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۸ باب المزیج فی الاولیاد
ومختلفاً فی البحرانی ج ۲ ص ۱۳۳ باب الاولیاد والاکفاء۔

قرب کے زلی کی موجودگی میں بعید کا ولی نکاح کرے تو اس کا حکم اسوال: باپ کا
 نابالغ زلی کا نکاح اس کا بچا کرے، اور باپ اس پر ناراضگی کا اظہار کرے تو کیا یہ نکاح شرعاً
 صحیح ہے؟

الجواب: قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار نکاح کر دے تو یہ نکاح
 قریبی رشتہ دار کی اجازت پر موقوف ہو گا اگر وہ اجازت دے تو نکاح درست ہے ورنہ
 اس نکاح کا کوئی اعتبار نہیں، اس لیے سورت مسئولہ میں بچا کا کیا ہوا نکاح باپ کی ناراضگی کی
 وجہ سے درست نہیں۔

قال ابن نجيم: وأما إذا كان أحدهما أقرب من الآخر فلا ولاية للأبعد مع الأقرب إذا
 فاقاب غيبة منقطعة. (راجعوا إلان ج ۳ ص ۱۹۹ باب العیاد والأقرب ج ۳ ص ۱۹۹)

باپ دادا کے علاوہ کسی ولی کا نابالغ کا نکاح غیر کفو میں کر دینے کا حکم اسوال: بچا نے
 نکاح ایک فاسق لڑکے سے کر دیا جبکہ لڑکی صالحہ نیک سیرت ہے، تو کیا شرعاً یہ نکاح
 درست ہے یا نہیں؟

الجواب: بہ فاسق جو کہ عاری بننے کا سبب ہے ایسے صالح عورت کا فاسق مرد کفو نہیں اور
 باپ دادا کے علاوہ ولیوں کا نابالغ صالح عورت کا فاسق اور غیر کفو کے نکاح میں دینے سے نکاح معتقد
 نہیں ہوتا بلکہ باطل ہونے پر لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے بلکہ تو نکاح ختم کر سکتی ہے۔

قوله ابن قدامة: أما ما سألني: وأما إذا كان أحد الزوجين أصغر من الآخر فلا ولاية للأبعد مع الأقرب إذا
 فاقاب غيبة منقطعة... بخلاف إذا كان الزوجان من العمر من غير كفاة، فإنه لا يجوز إلا إذا
 كان له صهر من نفسه. (راجعوا إلان ج ۳ ص ۱۹۹) فاسق فاسق الذي الكفاة فيه شروط...
 قال في الهندية: وإن زوج الأصغر والأصغر أقدم من الأكبر فلا ولاية للأبعد مع الأقرب أحد. وهو من أهل الولاية
 توقف لكاح الأبعد على إجازته. (راجعوا إلان ج ۳ ص ۱۹۹ الباب الرابع في الإجازة)

ومثل ذلك إذا اختار ج ۳ ص ۱۹۹ باب الأولياء...
 قال في التقيي: وبزوج فاسق من غير كفاة أو يقين بالفسق فلا ولاية للأبعد ولا له...
 ولو تزوج ج ۳ ص ۱۹۹ الفصل في الاختار ج ۳ ص ۱۹۹ ومثله في رد المختار ج ۳ ص ۱۹۹ باب الأولياء...

کسی ایک ولی کا پناہ حق ولایت استعمال کرنے سے روک کر اولیٰ کا حق مطلق ہو جاتا ہے | **سوال اگر**
کے متعدد اولیاء ہوں اور ان میں سے کسی ایک ولی کا پناہ حق استعمال کرنے سے نکاح کے بعد دوبارہ
ہو یا دو نکاح کے روک کر حق حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب کسی عورت کے متعدد اولیاء جب مرثیہ میں برابر ہوں تو جس ولی سے پہلا
فکاح کر لیا تو وہ درست ہے اور دوسرے اولیاء کے روک کر نے سے نکاح باطل نہیں ہوگا۔
قال ابن نجيم ثم اذا اجتمع في الصغير والصغيرة وليان في الدخول على الزوج وجدهما
جائزا لاولاد في حقهم - والبعول المراثي ج ۳ مسئلہ باب الاولیاء والاکفلاء

نابالغ کا نکاح دادی کے کر دینے سے روکی کو اختیار بلوغ کا حق ہے | **سوال** دادی نے اپنی
نابالغہ کا نکاح کر دیا تو کیا یہ روکی کا حق ہے یا نہیں؟

الجواب فقہی کتابوں میں مرقوم ہے کہ باپ یا دادا جب نابالغ کا نکاح کر لیں بعد بلوغ
اس کو نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں صورت مستوفیٰ ہو کہ نکاح دادی نے کرایا ہے جس کو
حق ولایت بھی حاصل نہیں اس پہ لڑکی بلوغ کے بعد اختیار بلوغ کی وجہ سے فسخ نکاح کا حق رکھتی
ہے تاہم نکاح فسخ کرنے کا حق قاضی رعاکم کے ذریعے ہو گا جس کے بعد روکی دوسری جگہ نکاح
کر سکتی ہے۔

قال النسفي، ولهم خيار الفسخ بالبلوغ في غير الأب والجد بشرط القضاء۔
والبعول المراثي ج ۳ مسئلہ باب الاولیاء والاکفلاء

فتاویٰ الہندیہ: و اذا اجتمع الصغير والصغيرة وليان حسی والاکفلاء والعمین فایہما جاز
عدلاً کن اقل ولی فایضاً۔ (اشادہ الشریعہ ج ۱ ص ۲۸۴) باب الرابع فی الاولیاء
ومثلاً فی القدر المختار علی عدد روایات ج ۳ ص ۲۸۵ باب الاولیاء۔
جمعہ قال ابن عابین: وحاصلہ آنہ: والاکفلاء زور و تصغیر أو تصغیر قلیل لأب والجد فلیختار بالبلوغ
والاعیون فان اختار الصغير یا ثبت فحق الا بشرط القضاء (رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۵) باب الاولیاء
ومثلاً فی الہندیہ ج ۱ ص ۲۸۵) باب الرابع فی الاولیاء۔

کیا سنت میں مالدار کی کے اعتبار کا حکم اس سوال پر چھاننے اپنی نا بالغ تعلیم بخشی کا نکاح
مستحب یا نہیں؟

الجواب :- بناء بربرطرت عند کفالت محبت نکاح کے لیے شرط ہے اور جن چیزوں میں
نکاحیت شرط ہے ان میں سے ایک مال بھی ہے، پس صورت مشورہ میں اگر نکاح ہر مجمل اور محنت
نہ ہونے کی صورت میں ایک ماہ کے نفع پر قادر ہو اور رزق بھی بلوغ کے بعد راضی ہو تو نکاح
درست ہے ورنہ نہیں۔

قال ابن عابدین: تحت من اعمد كفي (الكفارة معتبرة في ائنه) والكنس المرومة (العتق) و
وهذا يدل على ظاهر الرواية من ان العقد صحيح وهو في الاعتراض اما على رواية الحسن المجتامة
الفتوى من انه لا يسمي قاله في معتبرة في النسخة استعمل وقال المحقق: وما لا يثبت من على
النجمل ونفقة شهر لغيره محترف... رد المحتار ج ۳ ص ۸۸ باب الكفارة

شہریت میں بلوغ کی حد اس سوال پر خریدت میں رزق کے اور رزق کی حد بلوغ کیا ہے؟
الجواب :- رزق کے میں بلوغ کی نشانی احتلام کا ہونا ہے اور
رزق کے بلوغ کی خدمت میں آتا ہے اگر یہ دونوں نشانی نہ ہوں تو فرضی بقول کی زد سے
بند ہر سال پر سے ہر ماہ کے بلوغ کا حکم جاری کیا جائے گا۔

قال في الهندية: سوغ اعتلام بالاحتلام أو بالانزال أو بالجماع أو بالاحتلام أو بالجماع
كن في الهند والسن الذي يحكم بلوغ الفتى هو الرابع إذا سمع إليه نحو حنة زينة عند بلوغه وحين
جاءته الحيض وهو رواية عن أوصية شوية الفتوى من ان احتلاماً أو انزالاً أو جماعاً أو احتلاماً أو جماعاً

الحمد والابن عابدین: العتق لا يكون كعتق الله ثبته كعبه كانت اوصية الإله لا يكون عالماً أو
شرفاً... الأئمة والفتاوى ج ۳ ص ۱۰۱ کتاب النکاح

ومثله في بدائع الصنائع ج ۲ ص ۱۰۱ فصل ما تخرج فيه الكفارة
ثم قال الشيخ: بلوغ الغلام بالاحتلام والاحتلام ولا حيض ولا زفاف... والجدية بالحيض والاحتلام
والحل... ونفي الجراح فيها خمسة عشرة سنة (المحرر ج ۸ ص ۸۵ باب النحر)
ومثله في انبعاث الفاعل ج ۷ ص ۸۵ کتاب النحر فصل حكم النحر ما معروفة بالسوغ.

وکیل کے ذریعے نکاح کا حکم اس کو کیل بنائیں اور وہ ان کی طرف سے ایجاب قبول کے
تو اس سے نکاح معتد ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب: نکاح و نکاح الی امور میں جسے جن میں وکالت جائز ہے پس نکاح یا
وکیل اپنے نکاح میں ایجاب و قبول کے لیے کسی کو وکیل بنا سکتے ہیں اور اس پر استفاہ کر کے ان کا
نکاح معتد ہو گا۔

قد اذکار الیہ نکاح الی، ثم انکاح کما یتعدی ہذا اللفظ بطریق الاستحالة یعتقد بما جریق
تبیانہ بالوکالة والیہ الیہ ان تضر الوکیل کضر الوکیل۔ (ردائع اصناف ج ۲ ص ۲۰۰ فصل در الکفالة) نے
نکاح میں نابالغ کی وکالت کا حکم اس سوال: کیا نکاح میں کسی نابالغ بزرگ کو وکیل بنا یا
جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: نابالغ وکالیہ ماقبل اور میزبوتو نکاح میں اس کی وکالت درست ہے۔
کان علامۃ الکشاف: واما البلوغ والحرية فلیما بشرط لصحة الوکالة فصح وکالة
القصر: ماقبل الا ردائع اصناف ج ۲ ص ۲۰۰ فصل الشرائط الوکالة ہے

نکاح میں کسی اجنبی کی تو کیل کے لیے تصریح ضروری ہے اس سوال: نابالغ عورت سے
اجازت مانگے تو ایسی حالت میں عورت کا ردنا یا خاموش رہنا اجازت کے مترادف ہے یا
مراحتاً اجازت ضروری ہے؟

الجواب: اجنبی شخص کو اجازت طلب کرتے وقت عورت کا ردنا یا خاموش رہنا اجازت

نہ قال فی الہندیۃ: یعمم التوکیل بالنکاح وان لم یمنعہ الشہود کذلک فی التاتاریخۃ۔

(فتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۹۲) و اس فی الوکالة بالنکاح۔

و مشنہ فی رۃ تحت ر ج ۳ ص ۹۵ مطلب فی: لوکیلین والتفویض فی النکاح۔

نہ فی التبیح النسوی: جمع التوکیل وهو قامة الغیر مقام نفسه فی التصرف: من ہنہ ذاکل

لوکیل یعقل یعقد ولو مشنہ: (البحار الرائق ج ۲ ص ۲۰۰ کتب الوکالة)

و مشنہ فی الہندیۃ ج ۲ ص ۲۹۲ کتاب الوکالة: الباب الاول

شہ نہیں ہوگی بلکہ اس میں تصریح بالفساد واضح الفاظ میں اجازت دینا ضرور ہے۔

قال ابن کثیر: فانما استأذنها لئلا یزنی کما یجوز أو یلین فلا عبرة فمکتوباتہا علی

بدن من لغوی کا لقب اب لعد۔ (الدر المختار علی صمدیۃ الفتاویٰ ج ۲ کتاب النکاح۔ باب النکاح)۔

نکاح میں عاقد کا خود وکیل بننا | سوال :- ایک عورت نے بیک مرد کو اختیار دیا کہ تم

باندھو۔ اس شخص نے دو گواہوں کے زور پر ایسا ہی کیا تو کیا اس طریقہ سے نکاح کا شرعاً انقاد

ہو جاتا ہے؟

| جواب :- عقد نکاح میں یہ کہ ایک آدمی مرد عورت دونوں کی طرف سے وکیل بن سکتا

ہے ایسا ہی کوئی مرد ایک طرف سے یا سبیل اور دوسری طرف سے وکیل ہو کر نکاح کر سکتا ہے۔ لہذا

صورت مسئولہ میں عورت نے جب اس مرد کو وکیل بنایا کہ اپنے نفس کے ساتھ میرا نکاح باندھ

تو تو جب اس شخص نے رو بہ کر ان نکاح باندھ دیا تو یہ نکاح درست اور صحیح ہے۔

قال العلامة المصنف: کذا لوکیل الذی وکلته أن یزوجها من نفسه فان لما وکل

فیقول اصیر من جانب ولیها من اذن (الدر المختار علی صمدیۃ ج ۲ کتاب النکاح) باب النکاح

خیار بلوغ میں عدالت سے نکاح فسخ کر اسے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا | سوال :- ایک

بچہ میں اس کی ماں نے کسی سے رخصت بلوغ کے بعد عدالت سے فسخ کر اسے بغیر دوسری جگہ

لے قال ابن نجیم المصری رحمہ اللہ: قلت قولہا: وانما استأذنها غیر الولی فلا

بدن القول کا لفظ ای حسن یعنی غلطی کے استغاثات ای کلمہ تصریح دلالۃ علی اذنا

والبحر الرائق ج ۲ مش ۳ کتاب النکاح۔ باب الاولیاء والاکفاء۔

وتمتکذا فی البیان: ج ۲ علی ہا مثل: ہندیۃ ج ۲ مش ۳ باب الاولیاء والاکفاء۔

تہ قال ابن نجیم مصری رحمہ اللہ: قلت قولہا: وانما استأذنها غیر الولی فلا بد من

وامرأہ یا وکیل لوکیل فی الزوج یا من نفسه لانی المحیط وکلمہ بغیر دوسری من وجہ فزوجها من

نفسہ لہم ج ۲ (راجع اروق ج ۲ مش ۳ کتاب النکاح فصل فی نكاح النکاح)۔

وتمتکذا فی البیان: ج ۲ مش ۳ کتاب النکاح فصل فی نكاح النکاح)۔

وتمتکذا فی البیان: ج ۲ مش ۳ کتاب النکاح فصل فی نكاح النکاح)۔

وتمتکذا فی البیان: ج ۲ مش ۳ کتاب النکاح فصل فی نكاح النکاح)۔

وراثت میں قریب و بعید کے وراثہ کا اعتبار سوال :- جناب مفتی صاحب ! ہمارے گاؤں میں ایک شیم نجی ہے جس کے ادبائے میں دادا اور ۱۰ دیگر ہیں ابھی کے بالغ ہر نے بچھوٹے بچھلے باپ اور بڑے بھائی کا بائز کے بغیر بھی لایک جگہ لکھا کر دیا حسبِ بچی کے دادا کو پتہ چلا تو اس نے یہ لکھنا منظور کر دیا تو کیا اس بچی کا نکاح صحیح ہے یا کہ دادا کے انکار کی وجہ سے اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے ؟

الجواب :- واضح ہو کر اولیاء و قسم کے ہونے میں (۱) قریب (۲) بعید اگر کسی بچی کا نکاح اس کا ولی بعید غیر اجازت والی قریب کے کسی جگہ کر دے تو وہ نکاح ولی قریب کی اجازت پر موقوف ہوگا اگر وہ نافذ کر دے تو فیما ولفاء ورنہ ناجائز ہے۔ لہذا صورت مستور میں اگر دادا اجازت دیدے تو نکاح صحیح ہے ورنہ نہیں۔

قال علامة السرخسي: فان توجهها الاقرب والافرب، ام غير موقوف على اجازة الاقرب لان الاقرب كالجنين، عند خضرة الاقرب فينوقف عقدہ على اجازة الاقرب۔ لم بالمسود، ج ۳، ص ۲۸۱ کتاب النکاح، باب نکاح الصغير والصغيرة، ص ۱۰۰

مساوی وراثت میں سے کسی ایک کا نابالغ لڑکی کا نکاح کر دینے کا حکم سوال :- اگر کسی نابالغ جلدے اور اس کے اولیاء میں تین بچیا ہوں اور ان میں سے ایک بچا اس بچی کا نکاح کر دے تو کیا یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں ؟

الجواب :- صورت مستور میں چونکہ لڑکی کے تینوں بچیا رشتے میں مساوی ہیں اور قرابت میں تجزیہ بھی نہیں ہو سکتا ہے اس لیے راجح مذہب یہ ہے کہ تینوں بچیا میں سے کوئی ایک بھی لڑکی کا نکاح کر دے تو جائز ہے اس میں شرعاً کوئی قیامت نہیں۔

قال علامة السرخسي: واذا اجمع في الصغيرة اخوان الاب والام فابھما ساز وجھها جاز عندنا..... علی ان حصل واحد منهما ینفرد بالعقد والمقتضى فیہا سبب الوکالة

لے ثلاثان عابدین: قوله والام ای دانہم یستور فی الذموجة وقد یحی لا بعد فلا یسبب الاعتراض۔ (۱) و استعار ج ۳ ص ۲۸۱ کتاب النکاح، باب الولی ؟

وقوله فی ذمہ مقتضى شرح الملتقى ج ۳ ص ۲۸۱ کتاب النکاح باب الاولیاء والاکناف۔

هو مثوبة وهو غير محتمل للموصف بالاعتجى الخ (اللبوط ج ۲ ص ۲۱۵) کتاب النکاح :
باب نکاح الصغیر والصغیرۃ

عدالت کے ذریعے نکاح فیخ کرانے سے حق مہر کا حکم | سوال :- ایک لڑکے نے از خود غیر کنوین نکاح کر لیا اور وراثہ نے بذریعہ عدالت نکاح ختم کرایا، تو کیا رڈی اب مہر کی مالک ہوگی یا نہیں ؟

الجواب :- صورت مسودہ میں غیر کنوین نکاح کے بعد اگر دخول ہوا ہو تو جو حق مہر شوہر کے ذمے لازم ہے اور عدم دخول کی صورت میں تفریق ہوجانے سے بیوی حق مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔

وفي الهندية : ولو تزوجت المرأة ونقصت من مهرها مثلها فليس لها الاعتراض عليها حتى يتم لها مهرها او يفارقها واذا افارقتها قبل الدخول فلا مهر لها وان فارقها بعده فلها المهر الخ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۲۹۳) کتاب النکاح : باب نکاح

عدالت سے فیخ نکاح کی ڈگری حاصل | سوال :- ایک لڑکے نے وراثہ کی رضامندی کے کیے بغیر عدالت کا دوسری عدالت کے ذریعے نکاح کر لیا، بعد ازاں وراثہ سے اپنے گھر لے گئے اور اس کا نکاح کسی دوسرے

مرد سے کروایا جبکہ انہوں نے عدالت سے فیخ نکاح کی ڈگری نہیں لی ہے، تو کیا یہ دوسرا نکاح صحیح ہے، یا عدالت سے تفریق کرنا لازمی ہے ؟

الجواب :- بعض تغذیہ ایسے ہیں کہ ان میں تضاد قاضی رشتہ بذریعہ عدالت تفریق کرنا لازمی

لے قال العلامة ابن عابدین (قوله لثبوتہ لكل كلاً) لانه حق واحد لا يتجزأ لا يثبت بسبب الاعتجى (سر د المختار ج ۲ ص ۲۲۳) کتاب النکاح : باب الولی

وَمَثَلُهُ فِي الْهِنْدِيَّةِ ج ۲ ص ۲۹۳ کتاب النکاح : باب الرابع في الاوياد

لے قال العلامة عالم بن العلاء الانصاری : واذا تمخض القاضي بينهما تكون هذه فريضة بغیر طلاق حق فممكن الزوج دخول بها فلا شيء لها من المهر وان كان قد دخل بها فلهما من المهر وعليها عدة (الفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۲۹۳) کتاب النکاح : فصل في امر عشرة الكفاءة

وَمَثَلُهُ فِي الْعِدَّةِ الْمُنْأَرَعَلِ هامش والمختار ج ۲ ص ۲۹۳ باب الكفاءة

ہے ان میں سے ایک مرد ہے مسلول بھی ہے لہذا مذکورہ عورت کا وہ مرد نکاح اُس وقت تک صحیح نہیں جب تک عدالت سے فیصلہ نکاح کی دگرگزی نہ مل جائے۔

قال العلامة عالمین: العلامة الانصاری: ثم الفرقة التي تختص بقضاءها هي: الفرقة بالحب واللعنة والمكان: بآراء الزوج الاسلامي - هو طلاق وبنسبها لمسلوخ وعدم الكفاءة ونقصان في المحل فخير. (رد المحتار لفتاوى دارالافتاء ج ۳ ص ۳۳۳ كتاب النكاح، الفصل: الحادي عشر في معرفة الاولياء) له

کفارت ایک جانب سے ہوئی ضروری ہے | سوال: کیا کفوت بائیں سے ہوئی چاہیے یا صرف مرد کے لیے عورت کا کفو ہونا ضروری ہے؟

الجواب: امر کلام کا مقصد یہ ہے کہ نکاح میں صرف مرد کا عورت کا کفو ہونا ضروری ہے، باقی عورت کے لیے یہ شرط لازمی نہیں اس لیے کہ نکاح کے بعد میری شہرہ کا کفو بن جاتی ہے۔

قال العلامة الجزيري: ان الكفاءة معتبرة في جانب الرجل لا في جانب المرأة. (رد المحتار على الدر المنثور ج ۳ ص ۳۳۳، كتاب النكاح، بحث: الكفاءة في المزدوج) له

کفوت کی شرائط | سوال: جناب مفتی صاحب، کلمات کے اندر کون سے امور داخل ہیں جن کی عدم موجودگی کی وجہ سے مرد عورت کے

لے قال العلامة انصاری: قوله: ان الكفاءة معتبرة في جانب الرجل لا في جانب المرأة... (رد المحتار على الدر المنثور ج ۳ ص ۳۳۳، كتاب النكاح، بحث: الكفاءة في المزدوج) له

ثم قال العلامة الجزيري: ان الكفاءة معتبرة في جانب الرجل لا في جانب المرأة... (رد المحتار على الدر المنثور ج ۳ ص ۳۳۳، كتاب النكاح، بحث: الكفاءة في المزدوج) له

کفر یعنی سے نکل جاتا ہے ؟

الجواب :- کفایت کے بارے میں ائمہ اربعہ نے مختلف امور ذکر کئے ہیں مگر خبیث کے نزدیک اسلام، نسب، آزادی، پیشہ، دیانت اور مال جیسے امور کفایت میں داخل ہیں۔
قال العلامة الجرجانی : إن الكفاية هي مساواة الرجل المرأة في أمور مخصوصة وهي بيت، النسب، والسنن، والخوف، والحرية، والدية، والتمال۔ الخ

والفقه على المذاهب الأربعة ج ۲ ص ۲۴۲ کتاب النکاح وبحث الكفاية في الزوج ۱ ص ۱۷

تفریق قاضی طلاق ہے یا نسخ ؟ | سوال : جناب مفتی صاحب ! ہم نے استاذ سے سنی ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ تفریق بمنزلة طلاق ہوگی یا نسخ ؟ فقہاء اختلاف کی اس بارے میں کیا رائے ہے ؟

الجواب :- عدم اہمیت کی وجہ سے عدالت جو تفریق بین الزوجین کر لے وہ بمنزلة فسخ نکاح ہوگی بمنزلة طلاق نہیں۔

وفي الهندية : ولا يحكي التفریق بذاتها عند القاضي ، قابضون نعم القاضي فلا ينفخ من النكاح بينهما وتكون هذه حققة "بعض طلاق حتى لو لم يكن الزوج دخل بها فلا شيء لها من المهر۔" (القوانين الهندية ج ۲ ص ۲۹) (آداب الفقه في النكاح ص ۱۷) قال الدكتور دة الزحلي ، وفي سطور الفقهاء ، الثالثة بين الزوجين ولما طار في أمور مخصوصة من عند المالكية ، الدين والمال رأي السلامة من أيوب التي توجب لها الميار وعند الجمهور ، الدين والنسب والحرية والخرفة (والصناعة) وزاد الحنفية والغنابلة (السلطان) (الفقه الاسلامي وادبته ج ۲ ص ۲۲۹) (الفصل الخامس الكفاية في الزواج) ومؤلفه في الاحوال الشخصية ص ۳۵ کتاب النکاح۔ الجانب الذي تشترط فيه الكفاية۔

آلہ قاری ابن عابدین رحمہ اللہ تحت هذه العبارة قوله او يفرق القاضي ، ولا تكون هذه الفرقة إلا عند القاضي وما لم يقض القاضي بالفرقة بينهما حكم بسلامة الزوجين ولا ينفذ من الميراث باق..... وبعد اسطر قال نعمت قوله فلا يفسخ بها ، لان الفرقة جاءت من قبل من له الحق وهي فسخ۔ الخ (البدائع راجع رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۹) کتاب النکاح باب الكفاية (ومؤلفه في الفتاوى د فتيان ج ۲ ص ۱۶) کتاب النکاح ، فصل في الكفاية۔

سوال :- اگر کوئی لڑکی کسی لڑکے کے ساتھ بھاگ جائے اور لڑکے کے اعتبار سے لڑکی کا کفو نہ ہو یعنی اس کا پیشہ قابل عار ہو، جبکہ لڑکی کے رشتہ داروں کو اس نکاح کا علم اس وقت ہوا جب لڑکی کے ہاں اس لڑکے سے ایک بچہ پیدا ہوا، تو کیا لڑکے کے ورثہ ادب اسی نکاح کو نسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب :- عدم کفویت کا وجہ سے مرد و زن مانہ سے اولیا کا حق ماقط نہیں ہوتا۔
 (۱) یہ کہ اولیا رضامندی ظاہر کر دیں یا اس مرد کا عورت سے بچہ پیدا ہو جائے، اس لیے صورت مسئلہ میں بچے کی پیدائش کے بعد اولیا کو کسی قسم کے اعتراض کا حق نہیں رہتا۔
 (۲) العلامة، المسور و ہبة الزہلی: «ثبت عندنا عند الخصیة لا اقرب من الاولاد عصبة فالاقرب، فاذا حرر وضوا فلهم ان ینیرقوا بن السرة و زوجھا ما لم یتدد او عمل مسللاً ظاهراً فی ظاہر و ابیہ الخ۔ (النفقة لا سلامی و اذ لفقہ ج، ص ۲۴۷) الفصل خاص الکفارة فی الزواج۔ مبحث اثبات ص حب یحییٰ فی الکفارة طبع

سوال :- ایک شخص جو کہ نیک پر ہیزگار اور کفو میں وقت کا اعتبار ہے صاحب ثروت تھا، اس نے ایک مالدار بھائی کے بیٹے شادی کی چند سال بعد وہ آدمی دیوالیہ ہو گیا اور اب وہ ایک باؤ کا محتاج ہے۔ اس کے گھر والے اپنی بیٹی کو اس سے چھڑا دیا ہے جس اور کہتے ہیں کہ تم ہمارے کفو نہیں رہے اور ہمارے لیے عار کا سبب ہے۔ کیا ان کی مدت گزرنے کے بعد اس بھائی کے وہ لوگ بذریعہ عدالت اپنی بیٹی کو آزاد کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب :- شریعت اسلامیہ نے نکاح کے لیے اگرچہ کفو کا اعتبار کیا ہے مگر

لہ قال العلامة عبدالرحمن الجرجانی: ان الکفارة فی الامور المدکورہ من جن الاولی بشرط ان یکون عصبة ولو کان غیر محرم کأن ان عثم یمل لہن و اجھا۔ ... تمنا و اسکت ابوا عن اعتراض حتی و زدت لمرأة ذات حقہ یقط فی الکفارة الخ۔

رافقہ علی السداعی الاربعہ ج ۵ ص ۵۵۸ کتاب النکاح مبحث الکفارة فی الزواج
 و مثلہ فی الاحوال الشخصیة الامام محمد ابو نعیم ص ۱۲۹، من الامور الکفارة۔

یہ یاد رہے کہ اس کا اعتبار ایک خاص وقت میں کیا جائے گا اور جب وہ مدت ختم ہو جائے تو پھر اس کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے صورت مسطور میں لڑکی کے والدین کو اتنی مدت کے بعد یہ حق حاصل نہیں اور نہ ہی عدالت میں بیوی میں تصرفی کرنے کی گنجائش ہے۔

قارۃ الحلاۃ فی الخصائص : وان کفارة اعتقارها عند ائداد معتد ولا یفسر لرواھا بعدہ فلو کان وذلک کقولہ فکتمہ وجب لہ یفسخ الخ زید و زید بن حارثہ علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الحکاح باب الکفارة س ۱۰

گوئی شخص کا اشارے سے نکاح کرانا سوال :- اگر نوکری کو نکاح کر لی ہو تو بی بی کی نکاح کوئی شخص کا اشارے سے نکاح کرانا مجلس نکاح میں مخصوص اشارے سے نکاح کرنا یہ نکاح معتقد ہو گا یا نہیں ؟

الجواب :- اگر شخص شخص کا اپنے منہ میں اشاروں سے یہ جو صرف نکاح کے لیے مخصوص ہوں اور حاضرین مجلس نکاح بھی ان اشاروں سے نکاح قرار دیتے ہوں تو یہ نکاح کرنا صحیح اور درست ہے۔

قارۃ ابن عثیم : لا إشارة من البحر معتبرة قائمة مقام عبارة في كل شيء لان قال كذا فكذا و... لا إشارة الاخرى ان تكون معبودة ولا لا معتبرة -
(الاشیاء والنظائر ص ۳۳۲) فی ہذا حکم الاشارة س ۱۰

لما قال العلامة ابن نجيم المصري رحمه الله : ولا يفتي ان اعتبار هذا الكفارة بين الزوج وأبيها وان الظاهر اعتبارها وقت الزجر الخ
الجواب : لئلا يفتي ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الحکاح فصل في الکفارة
ومثله في فتاوى قاضي خان ج ۲ ص ۲۸۲ فصل في الکفارة -

علامہ ابن عثیمہ ابن اسماعیل : اذعت قول صاحب الهندية ، وطلاق الاخرى واقع بالاشارة لانها صادرة معبودة فكانت كالعبارة في الدلالة استحسانا يصح بها تكليفه وطلاقه و... تأخير وبعده بشرائعه سواء قدر على التوبة أو لا وهذا استحسانا بالضرورة الخ
فتح القدير ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الحکاح

ومثله في البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب التطلاق -

بالفردی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کرنا | سوال : بعض عاقلین میں لوگوں کو نکاح کر چکے ہوتے ہیں، کیا بالفردی کا نکاح اس کا باپ بغیر اس کی اجازت کے کر سکتا ہے؟
الجواب : شریعت اسلامیہ سے بالفردہ لڑکی کو اپنے نفس کا قیصل کرنے کا اختیار دیا ہے اس لیے اگر کسی نے اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر وہ اجازت دے اور رضامندی کا اظہار کرے تو درست ہے ورنہ نہیں۔

فلا علاجہ ان عابدین : رشتہ ہی بکر بالافقہ عاقلہ رشیدۃ زوجہا ابوہا رجلًا بلا اذنیہا ولا فکالۃ عنہا فمات الذکاح حین بلغنہا فوراً فہل یزنی بوزہا
 والحالۃ ہذہ (الجواب) نعم . رشتہ حامدۃ ہذا مگر کتاب النکاح فی مسائل منورۃ من ابواب النکاح) لہ

بیوی کو کٹے دنوں کے بعد والدین کے گھر جانے کی اجازت ہے | سوال :۔ جناب مفتی صاحب ! شہ بابیہ کو کٹے دنوں کے بعد والدین کے گھر جانے دینا پہلے ہی ہے اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو سہ ماہ والدین کے گھر نہ جانے دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب : شریعت مقدسہ نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ اگر ممکن ہو تو ہفتے میں ایک مرتبہ والدین کی زیارت کے لیے جاسکتی ہے یہ اس کا شرعی حق ہے جو غرض نظم و تعدی کے ساتھ اپنی بیوی کو والدین کی زیارت کے لیے جانے سے روکتا ہو تو وہ گنہگار ہے، تاہم اگر والدین کے گھر جانے سے ہفتے کا اخیر شب ہو تو والدین کو چاہیے کہ وہ خود بیوی کو دیکھنے کے لیے آیا کریں۔

قال : العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ : ولا منعہ من الخروج الى الوالدین فی حلال جمعة ان لم یقدر علی اتیانہا علی ما اختیارہ فی الاختیار فی ہامشہ

لہ قال : علامۃ فقہ الدین المعروف بقاضی خاں : فلا یزوج البکتر بالافقہ أبوہا علی کوہ متیان خاں الشافعی . (فتاویٰ فیض خان علی ہامش الہندیہ ۱۰۲۵ فی (مصل الاولیام) فرستہ فی انشاوی التاویخانیۃ ۱۰۳۵ مگر کتاب النکاح، معرقة الاولیام

لکھو انعم ما ذکر والمشاہد - رد المحتار ج ۲ ص ۶۶۲ کتاب النکاح ہلہ
 سورہ کی رسم کا شرعی حکم | سوال یہ پٹھانوں میں ایک قسم زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے
 کہ جب وہ کسی چھوٹے کے سلسلہ میں راضی نامہ کرتے ہیں تو اس
 میں فریق خاں لغت کو لڑکی نکاح میں دی جاتی ہے جس کو عرف میں سورہ کہا جاتا ہے ۔
 دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قسم کے معاملے میں اگر باپ اپنی نالائق بیٹی دے دے تو
 کیا اس لڑکی کو بعد البلوغ خیار حاصل ہے یا نہیں ؟

الجواب :- یہ ایک جاہلانہ رسم ہے اس میں لوگ انتقام اس مظلوم لڑکی سے لیتے
 ہیں مگر میں اس کو زبردستی ان کی طرح رکھتا ہوں بلکہ معاشرہ میں بھی یہ محبوب سمجھا جاتا ہے
 لہذا ایسی مظلوم لڑکی کو باپ کے سورہ اختیار کی وجہ سے خیار بلوغ حاصل ہے اگر وہ چاہے
 تو تیار اس سے نکاح کر کے الگ ہو سکتی ہے ۔

عن حسام بن عتہ خادم لانصاریۃ انہا باہا زوجہا وہی ثبت فکرمہ ذلک
 ذات رسول اللہ ﷺ نکاحہ ۔ (مختصر معجم بخاری ج ۲ ص ۲۳۱ باب اذا زوج
 الرجل بنتہ وہی کارہۃ فکاحہ مرحدۃ) ۲

لہذا قاضی خان : ویجوز الزوج ان یأخذ نساء یا خروج ولا بصیر عامیہ بالاذن
 ومنہا خروج الی زیارۃ اولدین وتغزیہما وعبادتہما وزیارۃ المعاش ۔
 (الفتاویٰ الحنفیہ عن جامع الہندیۃ ج ۳ ص ۳۳۱ کتاب النکاح)
 وحکمہ فی الاشباہ والنظائر ج ۲ ص ۲۶۲ کتاب النکاح ۔

تہ قال اعلامۃ الدینیات : ولا یجوز للولی اجباراً لکسب نفقۃ علی النکاح . وبعد اسطبر
 ولتا انہا حرة فلا یطون الخیر علیہا ولایۃ الاجبار ۔ (الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۶۲ کتاب النکاح)
 وقال ایضاً : ولا زوج الاب بنتہ نصفیۃ ونقص من مہرہا او بہ نصفیہ
 وذاوی مہر مرأتہ جائز ذلک علیہا ولا یجوز ذلک بغیر الاب ولجود ہذا عند
 فی سنیۃ وقال لا یجوز لحظہ ولا یجوز الا بما یتضمن ان اس فیہ ومعنی ہذا الکلام
 اسے لا یجوز العقد عندہ لای اولا یتہ سیدۃ بشرط النظر عند قوائہ یبطل
 العقد ۔ (الحدایۃ ج ۲ ص ۲۶۲ کتاب النکاح فصل فی الکفایۃ)

بیٹی کا غیر نفوس نکاح کروانا سوال :- اگر باپ کسی دینی یا دنیاوی مصلحت کی خاطر اپنی بیٹی کا نکاح غیر نفوس کر دیتا ہے جبکہ بڑی بھی اس پر راضی است، تو کیا یہ نکاح صحیح ہے ؟

الجواب :- غیر نفوس نکاح عیسب و سوائی کی دیر سے قابل اہم امر ہے ورنہ فی ختم جس میں کوئی توجہ نہیں، اس لئے اگر بڑی بالغ ہو اور وہ باپ کے اس فیصلے پر راضی ہو تو نکاح درست ہے ۔

قال النبیؐ بطرح احد العتق فی : اگر بڑی بالغ اور باکرہ ہے اور اس کو ولی غیر نفوس سے نکاح کرتا ہے اور بڑی اس پر غامض رہے یا زبان سے اس کو منظور کرے تو نکاح صحیح ہے وغیرہ کہو سے نکاح کرنا اس صورت میں مفسدۃ نہیں رکھتا ۔ واللہ اعلم

(اصد الاحکام ج ۲ ص ۳۲۳ کتاب النکاح)۔

غیر نفوس نکاح پر اولیاء کا اعتراض سوال :- اگرچہ بعض بڑکیاں کسی غیر نفوس والے بڑکے کے ساتھ قرار ہو کر نکاح کر لیتی ہیں، کیا ایسی بڑکی کے اولیاء کو نکاح پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟

الجواب :- جب کوئی بڑکی از خود غیر نفوس میں شادی کرے جو خاتون کینے ذات و سوائی کا باعث ہو تو بڑکی کے ورثاء کو اس نکاح پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے ۔

قال العلامة ابن عیینہؒ : اذا زوجت المرأة نفسها من غیر نفوس فلا یبطل نکاحہا بل یصح نکاحہا فیما عدا عن أنفسهم ۔ (المجلد ۲ ص ۲۴۱ کتاب النکاح باب ما جاء من الاولاد)

الحق نکاحی، وما النکاح الا بالجزء الصغير والصغيرة فالكفاءة فيه ليست بشرط لزوم عند حقیقی انہا ایست بشرط اجواز عند نفوس، ذلك وید الصمدین ممن کمال نظر کمال اشقة ۔ (ابن عیینہ رحمہ اللہ) واما الشافعی (نہی) ۔ ومثلہ فی امد الاحکام ج ۲ ص ۳۲۳ کتاب النکاح ۔

لعمدہ نکاحی، حتی لو زوجت نفسها من غیر کف عن غیر رضا الاولیاء لا یلزم ولا دیا، حق الاعتراض لان فی الکفاءة حقاً لا اولیاء، لانهم یتفقون بذات الاتری انهم یتفاهرون بعلو نسب الخلق ویتعینون بدانة نسبہ فیتضمر من بذات کمال انهم ان یدفعوا انفسهم عن انفسهم بالاعتراض ۔ (یدائع، حنائی ج ۳ ص ۳۱۳ کتاب النکاح فصل واما الشافعی)

فاسق و فاجر اور کافر خاندان کی لڑکی کا کفو نہیں | سوال :- ایک نیک اور دیندار
معاشرہ میں کسی فاسق و فاجر اور بے دین لڑکے کے ساتھ بلا رضا اور بیاد کے از خود شادی کرنی،
تو کیا اس شادی پر لڑکی کے اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟
الجواب :- بڑھی شادی لڑکی کے خاندان والوں کے لیے عار کا باعث بنتی ہو تو لڑکی پر
لڑکی کے اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے ۔ چونکہ فسق و فجور اور بے دینی بھی ایسا عیب ہے
تو نیک اور دیندار خاندان کے لیے باعث عار ہے ، اس لیے صورت منور میں لڑکی کے
اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے ۔ لیکن یہ یاد رکھئے یہاں فسق سے مراد وہ فسق ہے جو عار
کا باعث بنتے ۔

قال العلامة الکاسانی رحمه الله ، حق لوان امرأة من بنات الصالحين ذات
زوجت نفسها من فاسق كان فلا وليا حق الاعتراض لان تفاخر بالدين
حق من التفاخر بالنسب - (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۳) کہ - النكاح - النفس التي في
ولایت میں ماں دادی سے مقدم ہے | سوال :- اگر کسی لڑکی کے آبائی رشتہ
کی دادی کو حاصل ہو گیا اس کی ماں کو ؟

الجواب :- جب کسی لڑکی کے آبائی رشتہ میں کوئی مرد نہ ہو تو ولایت کا حق اس لڑکی
کی ماں کو حاصل ہے نہ کہ کسی اور کو ۔

قال العلامة الحصكفي ، فان لم تكن عصبة فالولاية للأُم ثم للأب -
والمراد المختار على صمد مرقد المختار ج ۳ ص ۲۸۶ باب الاویسیاء ص ۲۸۷

قال صمدية ابن نجيم الحنبلية ، وانظر ان النسخ يروونها او من ابائهم كات لعدم
كونها فاسق كذا هصر - (المرآة ج ۲ ص ۲۸۷) کتاب النكاح فسر في انكاد والاویسیاء
المراد بالولاية المالم بالعدالة لا بالشرعية ، ثم عصبة مولى العتاقة ثم الأم ثم الأب
الأقرب فالأقرب وهذا قول ابن حنبلية في النكاح ص ۲۸۷

(الفتاویٰ الشارحانیة ج ۲ ص ۲۸۷) الفصل العاشر في معرفة الاویسیاء

ولی کی اجازت کے بغیر بالغ مرد اور عورت کے نکاح کا حکم اس سوال کا جواب : غمزد
 بلا اجازت ولی کے جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب : من غیر کے نزدیک بالغ مرد اور عورت اپنے نفس کے خود بخود میں اس لیے
 دونوں ولی کی اجازت کے بغیر اپنے نکاح کر سکتے ہیں اور ایسا نکاح شرعاً صحیح اور درست ہوگا
 لیکن جو تہ دو دوسرے نازک حالات کو سامنے رکھ کر ولی سے اجازت نہ لے کر فساد و فتنہ مٹانے کے
 کا ذریعہ ہے ۔

مسائل فی النکاح : و یعتقد النکاح بحرة المرأة و ان لم یرضی بطرف
 و ذلکوا کانت او ثبوتاً عند ذی حقیقہ و ان یوسف رحمہ اللہ فی ما ہن لہ و ابی
 (المجلد ۱۰ ص ۳۷۲) باب فی ذلک و نکاحاً ۔

سوال : اگر ایک بالغ ذکر والیرقی کی ضمانت کی
 کے بغیر یہ کفو میں نکاح کیلئے تو کیا یہ نکاح صحیح ہے ؟
 الجواب : ایک عاقل بالغ ذکر کے لیے والیرقی کی ضمانت کی کے بغیر اپنے کنوینس
 نکاح کرنا اخصاف کے ہاں درست ہے اس لیے کہ بالغ ذکر کی پرستاش اختیار کی تھا رہے ۔

قال المرغینانی : و یعتقد النکاح بحرة المرأة و یعتقد ولی ... یؤثر الاصل فی عدم
 کفو من فی حقیقۃ و ابی حنفیۃ انہ لا یجوز فی غیر کفو من (المرشد ۲ ص ۳۹۲) باب فی الاولیاء و نکاح
 ام تل لہ لامة و اما ما فی حدیث : انکاح حرۃ یحتوی علی لامة لہ نکاحہا
 موقوف علی حل ذلک مولاہا کتہفت النکاح الصغیرۃ و جمنیۃ و المتوہۃ علی اذن السویق
 و نکاح اقل مکنتہ بکول ہذا : ثوب بلادی فی ذلک و ان نکاح بلا اذن ولی و محض ضررہ
 عند الشیخ حنفی فی ظاہر الروایۃ و نہایتہ فی حدیث من حنفیہا وھی من حدیث کونہا
 عاقلہ بالغہ (در المنہج شروح ملتفی ج ۲ ص ۳۲۲) باب الاولیاء و نکاح
 تہ و ان یعتقد انہ لامة و ان ذلک اذیت افسہا من یو کفوہا نکاح فی ذلک ضررہ و ان لا یلحق
 الاصل و ان ذلک من ان حنفیۃ ان نکاح یعتقد و یہ کفو کتہفت من متعنا و انکاح افسہا
 لہ و ما یفتوی بہ المرسل (الفتاویٰ الشریعہ ج ۲ ص ۲۹۲) باب انکاح فی الکفار
 و نکاح فی لہجہ لوائی ج ۲ ص ۳۱۱ باب الاولیاء و الکفار ۔

باب الرضاع

(رضاعت کے مسائل)

رضاعی بھائی کی ماں سے نکاح کا مسئلہ | سوال :- زیر سنہ بچہ کی ماں کا دودھ حدیثِ معتد میں بیبا ہے، اب بچہ زید کی ماں سے نکاح کر

سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- صورتِ مسئلہ میں بچہ کی ماں زید کی رضاعی والدہ ہے اور اس کی اولاد زید کے رضاعی بھائی بھی ہیں جن سے زید کا نکاح جائز نہیں البتہ زید کی ماں کا ذکر بکر کے ساتھ کوئی ایسا رشتہ نہ ہو جس سے حرمت نکاح ثابت ہو جائے اس لیے بکر کا نکاح زید کی حقیقی ماں سے جائز ہے۔

قال ابن خزيمة رحمه الله: تحت قوله (وعدا به) وإن قل في ثلاثين شهرا معلوماً منه النسب إلا أم اخته وأخت ابنه (يعني فأنه لا يعلن من الرضاع دون النسب) أطلق المضاف والمضاف إليه نفى أم اخته ثلاث صوراً الأولى أن الأم رضاعاً ولا تحت نسباً بأن أَرْضَعَتْ أجنبيةً أختها نسباً ولم تَرْضَعها الثانية عكسه أن يكون لا تحت رَضَعَهَا أم من النسب.

(البعوث لواقع ج ۳ ص ۲۲۳ کتاب الرضاع) - لہ

رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے | سوال :- رشید نے خالد کی بیوی کا دودھ قدرتِ

رضاعت میں پہلے ہے کیا خالد کے بھائی بچہ کا نکاح

رشید سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- صورتِ مذکورہ میں رشید خالد کے بھائی دیکھ کر کی رضاعی بھتیجی ہے تو

الحق قال ابن عابد بن ج: "ولا أخت صادق باء يكون كل منهما من الرضاع كما يكون بنت أخت من الرضاع لها أم أخرى من الرضاع أرضعها وسد ها وأب أن تكون الأخت فقط من الرضاع لها أم نسبية - (رد المحتار ج ۳ ص ۱۱۱ کتاب الرضاع) کو مثلًا في الهندية ج ۱ ص ۲۱ کتاب الرضاع.

جیسے نسبی (قیسقی) بھتیجی سے نکاح جائز نہیں اسی طرح رضاعی بھتیجی سے بھی رضاعی بچا کا نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

عن ابن عباس قال قيل للنبي صلى الله عليه وسلم ان تزوج ابنة حنظلة قال سماعة ابي من ابنة حنظلة - (تسليم بخاری ج ۱ ص ۱۸۵) کتاب النکاح، باب یحرّم من الرضاعة ما یحرّم من النسب الخ

منکوحہ کا دودھ پیتے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا | سوال :- اگر کسی نے اپنے بڑی

بھوڑا دودھ پی لیا تو کیا اس سے نکاح پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

الجواب :- حرمت رضاعت کے لیے مدت رضاعت (دو سال) کی عمر میں کسی عورت کا دودھ پینا ضروری ہے، اور جو دودھ مدت رضاعت کے بعد پیا جائے اگرچہ حرام ہے مگر اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، صورت مسئلہ میں غاونہ کی عمر اگر دو سال سے زیادہ ہو تو نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا البتہ ایسا کرنا حرام ضرور ہے۔

قال اعمدة الخصم کفی، مص رجل شذی زوجته لغيره، قال ابن عابدی: فله قید، احترازاً عما اذا كان الزوج صغيراً في مدة الرضاة فانها تحترق عليه۔

رد المحتار ج ۳ مق ۲ کتاب الرضاة، ص ۵۷

رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح کا حکم | سوال :- رضاعی بھائی کا بہن سے نکاح کرنا

زید نے بڑا کا دودھ پیا ہے اب بڑہ کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- زید کی بہن اور بڑہ کے درمیان کوئی ایسا رشتہ نہیں ہے جو حرمت کا سبب بنے، اس لیے بڑہ اپنے رضاعی بھائی کی سگی بہن سے نکاح کر سکتا ہے البتہ زید

لعن قال الترمذی الشافعی: زوج مرضعة لبنها منه أب موضع وابنة أخ وبنته تحت وأخوه عم وأخته حنة۔ (کنز الدقائق علی حاشی ابراہیم ج ۳ ص ۲۴) کتاب الرضاة؛

وہیئۃ فی الہندیۃ ج ۱ ص ۲۵۲ کتاب الرضاة۔

عن قال في الهندية: ولا بأس بان يسهط الرجل لبنين الحلة ويشربه لند وروى غريب في المرأة البالغ من غير هذا صفة اختلاف المتأخرين۔ (مناظر المبتدع ج ۲ ص ۲۵۵) قال ابن عثيمين في التلويح الخ؛

بکر کا نسب بہت سے نکاح نہیں کر سکتا اس لیے کہ یہ لڑکا نرہ کی رضاعتی بھی ہے ۔

قال العلامة الحنفیؒ: وتحل أخت أخیه رضاعاً یعمم إحصاءہ بالانصاف ما یكون له أخ نسبی له أخت رضاعیة وباللصاف إلیه فان یكون لأخیه رضاعاً أخت نسبیاً وبہما وهو ظاهر۔ (رد المحتار من الدر المختار ج ۳ ص ۲۱۸ کتاب الرضاع) لہذا نکاح کے بعد رضاعت کے ثبوت کا حکم اسموالہ نکاح ہو جانے کے بعد لڑکے کا نکاح کے بعد رضاعت کے ثبوت کا حکم لاء اللہ کسی رضاعت کا دعویٰ کر دے تو کیا اس

دعویٰ کو اعتبار دیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب: بثبوت رضاعت کے یہ نسبت کا لازم ضرور نکلتا ہے ورنہ دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عاقل عورتیں ہیں صرف ایک مرد یا صرف دو عورتوں کا قول دعویٰ رضاعت کے ثبوت کے لیے کافی نہیں تاہم نکاح سے پہلے اگر ایک عورت کا بیان ہو جو جب من غالب ہو تو تیار اس میں ہے کہ اس کو اعتبار دے کر نکاح سے اجتناب کیا جائے، البتہ جہاں زمین کسی عورت کے بیان پر اعتماد کر کے بیچ کرین تو ایسی حالت میں اسکی تصدیق گواہوں یا کسی کو بھی کی جاتی ہے۔

قال المحقق محمد الرشید البزارؒ: ولا يجوز شهادة امرأة واحدة على الرضاع اجنبية كانت أو أم أحد الزوجين فان وقع في قلبه صدق المخبر فالأفضل أن يتنزه قبل العقد ويصدق العقد بعدها المقام معه حتى يشهد على ذلك زوجان أو رجل واحد وامرأتان عدول ولا يقبل شهادة الشاؤ وحدثہ۔ (رد خلاصۃ مفتاوی ج ۲ ص ۲۸ الفصل الرابع فی الرضاع) لہذا

لہذا قال ابن نجیمؒ: تحت قول النسفی (وتحل أخت أخیه رضاعاً) یعمم إحصاءہ بكل من انصاف وللصاف إلیه وبہما كما قدمنا ہ۔ (رد المحتار من الدر المختار ج ۳ ص ۲۱۸ کتاب الرضاع)

فیشکل فی انہدیۃ ج ۱ ص ۳۶۳ کتاب الرضاع ۔

لہذا قال ابن نجیمؒ: تحت قول النسفی (ویشیت عاینیت بعد المال) وهو شهادة رجلین عدلین أو رجل واحد من قریب عدول۔۔۔۔۔ وان صححنا الخ فی بعد النکاح وهما کسیران فالأصح أن یقار قہار دی ذلک عن رسول اللہ علی اللہ علیہ وسلم آتہ أم بالمخارقة۔ (رد المحتار من الدر المختار ج ۳ ص ۲۱۸ کتاب الرضاع)

فویحک فی رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۸ کتاب الرضاع ۔

رضاعت کے ثبوت کے لیے ایک بارستان پوچھنا کافی ہے | سوال: کیا رضاعت کے اثبات کے لیے

پانچ مرتبہ پوچھنا ضروری ہے یا صرف ایک بار چرنے سے رضاعت ثابت ہوگی؟
الجواب: احاف کثر اللہ سواہم کے نزدیک دو دو حلق کے اندر اترنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے، چاہے وہ ایک مرتبہ ہو یا پانچ مرتبہ، البتہ شوافع کے ہاں پانچ مرتبہ پوچھنا ضروری ہے۔

قال العلامة المرنیسی: قلیل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل في مدد الرضاع يتعلق به التحريم قال الشافعي لا يثبت التحريم الا بخص رضعات.
(الهداية ج ۱ ص ۳۲۲ کتاب الرضاع) ۱۷

رضاعی بیبی کی نسبی بہن سے نکاح جائز ہے | سوال: کیا رضیعہ کی نسبی بہن سے مرضہ

الجبواب: حرمت رضاعت میں رضیعہ کا طرف سے مرضہ اور اس کے شوہر رضیعہ رضیعہ اور اس کی بیوی اور اس کی اولاد حرام ہوتی ہے باقی کے ساتھ مرضہ اور اس کے شوہر کا کوئی حرمت والا رشتہ نہیں اس لیے مرضہ کا شوہر رضیعہ کی نسبی بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔
قال العلامة المرنیسی: وتجوز تزوج اخت ابنته من الرضاع ولا يجوز ذلك من النسب. (الهداية ج ۱ ص ۳۲۲ کتاب الرضاع) ۱۸

۱۷ قال العلامة صدر الشريعة: يثبت بمصصة في حولين ونصف الابد.....
عند الشافعي يثبت بخص مصاب. (شرح الوقاية ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الرضاع)
ومثله في فتح البدر ج ۳ ص ۳۸۲ کتاب الرضاع.

۱۸ قال العلامة الحنفی رحمہ اللہ: ویحرم منه ما یحرم من النسب..... لا ام
بنیہ واختہ..... وقس علیہ اخت ابنته وبننتہ. قال ابن عابدین: تحت قولہ اخت ابنته
انما حرمت علیہ اخت ابنته وبننتہ لئلا یکن منہ بنته او بنت امرأته وهذا المعنی یفقود
فی الرضاع. (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۲ باب الرضاع)
ومثله فی البعر الرائق ج ۲ ص ۲۲۳ کتاب الرضاع.

رضیم پر مرضعہ اور شوہر کے اصول و فروع حرام ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ رضیعہ یعنی دودھ پینے والے بچے پر مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی عورت اور اس کے شوہر کی طرف سے کون کون سے رشتہ دار حرام ہو جاتے ہیں؟

الجواب :- حرمت رضاعت مرضعہ اور اس کے شوہر کی طرف سے رضیعہ پر اصول اور فروع دونوں حرام ہیں یعنی مرضعہ کے آباء و اہلاد اور اس کی اولاد اور اسی طرح شوہر کے آباء و اہلاد مع اس کے اولاد کے حرام ہوں گے۔

قال العلامة المرحوم فی رحمہ اللہ: ویعزم من الرضاع ما یعزم من النسب لحديث الذی روینا۔ (المحیط فیہ ج ۱ ص ۳۳۳ کتاب الرضاع)۔

رضاعت پر اجرت لینا جائز ہے اس سوال کے کیا مرضعہ عورت رضاعت پر رضیم کے باپ یا ولی سے اجرت لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- رضاعت ایسا عمل ہے کہ اس کے کرنے کی اجرت کے جواز پر سب علماء کا اتفاق ہے اس لیے مرضعہ رضاعت پر اجرت لے سکتی ہے شرعاً اس میں کوئی قیاحت نہیں ہے۔

لما فی الہندیۃ: وجمعوا علی ان مدۃ الرضاع فی استحقاق اجرة الرضاع مقدرة بھوین حتی ان اطلقت اذا طالت بعد الحولین باجرة الرضاع فالی الاب ان یعطى لا یجبر و یجبر فی المولودین۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۳۳۳ کتاب الرضاع)۔

لما قال العلامة المصنفی رحمہ اللہ: ویعزم منہ ای بدیہ ما یعزم من النسب۔
(التمیز فی الامش رضاعتہ ج ۱ ص ۳۳۳ باب الرضاع)۔

ومستند فی البحر الرائق ج ۳ ص ۲۴۲ کتاب الرضاع۔

لما قال العلامة فخر الدین قاضی نخاف: وجمعوا علی ان مدۃ الرضاع فی استحقاق اجرة الرضاع علی الاب مقدر بھوین حتی ان الطلقۃ اذا طالت بعد الحولین اجرة الرضاع فالی الاب ان یعطى لا یجبر و یجبر فی المولودین۔

(فتاویٰ کاغیخانہ علی خامش الہندیۃ ج ۱ ص ۳۴۱ باب الرضاع)۔

عمر رسیدہ عورت کے پستان سے نکلنے والے سفید پانی سے رخصت ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔
 نے انتہائی بڑی عورت (جو اس لباس کو پہنچ چکی ہے) کے پستان سے سفید پانی پایا ہو تو کیا
 اس سے حرمت رخصت ثابت ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- اگر کسی بڑی عورت کے پستان سے سفید پانی نکلے جسے جو دودھ جیسا
 نہ ہو تو اس کے پینے سے حرمت رخصت ثابت نہیں ہوتی البتہ اس وقت مسئلہ میں
 اگر واقعی بچے نے سفید پانی پیا ہو تو حرمت نہیں در نہ ہے۔

قال العلامة الحنفی رحمہ اللہ بکرمہ انت قمع حنین فاکثر عزم والا لا جوہرۃ -
 قال ابن عابدین رحمہ اللہ تحت هذا القول ای وان لم یلمع شہین فأنزل لہا لہن لا تحرم
 جوہرۃ لانہم نصیبا علی ان اللہین لا یتصور الا من یتصور منہ الکادۃ فی حکم
 بانہ لیس بشا کما لو نزل لہا لہن ما صفر لا یتثبت من الرضاعہ قهریم کما فی
 شرح الوہابیۃ - (ردۃ المختار ج ۲ ص ۲۳۲ باب الرضاع)

سوال :- اگر مرد و عورت
 صرف دھوی کرنے سے حرمت رخصت ثابت نہیں ہوگی بلانے والی عورت پر دھوی
 کرے کہ فلاں لڑکے کو میں نے دودھ پلایا ہے مگر اس پر گواہ نہیں تو کیا صرف مرفوعہ کے اس
 دھوی سے حرمت رخصت ثابت ہو کر لڑکے کا مرفوعہ کی بیٹی سے نکاح حرام ہو جائے
 گا یا نہیں؟

الجواب :- رخصت کے اثبات کے لیے شرعی گواہوں کا ہونا ضروری ہے جو یہاں
 مفقود ہے اس لیے صرف مرفوعہ کے دھوی سے حرمت رخصت ثابت نہ ہوگی البتہ اگر مرفوعہ
 اپنے دھوی میں کسی ہوتو متاہر کے اعتبار بہتر ہے اگر یہ نکاح صحیح ہوگا۔

قال العلامة الحنفی رحمہ اللہ رجحۃ حجة لئال وہی شہادۃ عدلین او عدل واحد لتین -
 قال ابن عابدین رحمہ اللہ ولو احدا ہا الرضعة - (ردۃ المختار ج ۲ ص ۲۳۵ باب الرضاع) لہ
 لہ قالی العلامۃ الرضعاتی رحمہ اللہ ولا یقبل فی الرضاع شہادۃ النسا وحفودہا وانما یثبت بشہادۃ
 رجلین اور رجل واحد تین - (الہدایۃ ج ۲ ص ۲۳۳ کتاب الرضاع)
 فہی فی الجواہر فی ج ۲ ص ۲۳۲ کتاب الرضاع۔

شوہر کا بیوی کے پستانان چھوتے ہیں | سوال : عوام الناس میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر شوہر بیوی کے پستانان پر ہنڈ رکھ کر اس کا دودھ پوسے تو حرام و رضاعت ثابت نہیں ہوتی

ٹوٹ جاتے گا اور اس کی بیوی ہنڈ ماراں کے ہو جائے گی بشرط اس کی حقیقت کیا ہے؟

الجواب : حرام و رضاعت کے لیے مدت رضاعت کے اندر دودھ پینا لازمی ہے اگر مدت رضاعت کے بعد دودھ پیا جائے تو حرام ثابت نہ ہوگی اس لیے عوام الناس کی یہ بات غلط ہے اور شوہر کا بیوی کا دودھ پینے سے نہ نکاح متاثر ہوگا اور نہ بیوی اس کی ماں بن سکتی ہے تاہم مرد کے لیے بیوی کا دودھ پینا حرام ضرور ہے۔

قال العلامة المرفیانی : ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا بعد ابني حنفية وقال المختار هو قول الشافعي ... قال الشيخ على ما تلام لارضاع بعد حولين . والعلیہ السلام علیہ السلام بالارضاع ملکہ

رضاعی بیوی کا مرضعہ کے ساتھ خاوند سے نکاح جائز ہے | سوال : ایک بیوی نے کسی عورت سے

ہنڈ کا بچھن میں دودھ دیا ہے، ظاہر ہے کہ اس کی لنگان ہنڈ کے موجود شوہر سے ہیں کہ وہ جس سے یہ دودھ آیا ہے، تو جائز نہیں لیکن کیا یہ لڑکی ہنڈ کے ساتھ شوہر کے لیے بھی حرام ہے یا نہیں؟

الجواب : رضیعہ لڑکی پر مرضعہ کا وہ شوہر حرام ہے جن کی وجہ سے اُسے موجودہ دودھ آیا ہو، بشرط اس کی لنگان کا رضاعی باپ ہے، اس کے علاوہ اگر ہنڈ کا کوئی سائیدہ قاعدہ اور اس کے ساتھ اس کی لنگان رضیعہ نہیں جو سبب حرامت کہنے اس لیے ان دونوں کا نکاح صحیح ہے اس میں شرعا کوئی قیادت نہیں ہے۔

قال العلامة المرفیانی : فإن الفعل يتعلق به التعريم وهو ان ترضع المرأة صبيته

لہ قال العلامة علاؤ الدین الحنفی رحمہ اللہ : وحولان ونصف عندنا وحولان فقط عندنا وحولان معتمد بہ یعنی کما فی تصحیح القنادی ۔

(در التتار علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ باب الرضاع)

ومثل في فتح القدير ج ۳ ص ۲۸۱ کتاب الرضاع ۔

فتحرّم هذه الصيغة على زوجي وعلّاه وأبناؤه ويصير الزوجان مني قول راجعاً إلى
أبائهم وصيغة - (راجع الفقرة ۲۰۰ من كتاب الرضاع) -

رضاعی بیٹے کی بیوہ سے نکاح جائز نہیں | سوال: اگر میں نے بچپن میں شہزادہ کو دوسرا
پاپا ہے اب جبکہ زید کا استعمال ہو گیا ہے
تو کیا دوبارہ رضاعی باپ اس کی بیوہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:- جو بچہ کسی عورت کا دودھ پئے تو اس عورت کا شوہر جس سے یہ دودھ
پئے اس کے کارضاعی باپ بن جاتا ہے، جس طرح شگے بیٹے کی بیوہ سے نکاح صحیح نہیں
اسی طرح رضاعی بیٹے کی بیوہ سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں، اس لیے شہزادہ کا شوہر زید کی
بیوہ سے نکاح نہیں کر سکتا۔

قال العلامة ابن عابدین: لا إحلال حيلة إلا في رضاعاً فانهما تعمر
كالنسب بحرو وغيره - (رد المحتار ۲: ۲۸۳ فصل في الحواشي ۱۰)

نسب بھائی رضاعی بہن سے نکاح کرنا | سوال: شریف ہند کے ساتھ بھین میں
اس کی ماں کا دودھ پیا ہے کیا یہ نکاح
زید کے دوسرے بھائی جرمت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- حرمت رضاعت میں دو رشتہ دار لازم ہو جاتا ہے جس میں حرمت ثابت
ہوتی ہو۔ چونکہ سورج مندر میں ہند کا زید کے ساتھ جزیریت کا رشتہ ثابت ہو چکا ہے اس لیے

لے قال العلامة ابن نجيم النعماني: رزؤ زوجي وصيغة لينها منه إتي لم يضيع بيان لا من انحل
بفتح به التحريم لعدم الحديث المشهور وإن ثبت كونه ياره لا يحل نكاح منهما
موظفة الآخر - (البحر الرائق ۲: ۲۸۳ كتاب الرضاع)
وقوله في انهاء ۱۰۰ كتاب الرضاع -

تدال العلامة ابن نجيم مصري: مناد في الحرمة لسبب الرضاع تعتبر بحرمه النسب
فمثل حادثة الزمان والادب من الرضاع لأنه حرم بسبب النسب وكذا بسبب
الرضاع - (البحر الرائق ۲: ۲۸۳ كتاب الرضاع)
وقوله في انهاء ۱۰۰ كتاب الرضاع -

بھائی کو کر کے ساتھ نہیں اس لیے ہندہ کا نکاح بھوکہ کے ساتھ جائز ہے ۔

مَا قَالَ الْعَلَمَةُ الْعَمَلِيُّ: وَتَحِلُّ اخْتِاْجُهُ رِضَاعًا يَصْعَقُ اِتِّصَالَهُ بِالْمَضَاتِ مَعًا اَنْ
يَكُوْنُ لَهُ لَمْ يَنْقَبِ لَهُ اخْتِاْجُهُ رِضَاعِيَةً ۔ (رد المحتار علی اشعار المآثر ج ۲ ص ۵۵۱ باب رضاع) اے
رضاعی باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا **سوال** :- ایک بڑے کے کئے کسی شخص کی بھوی کا دودھ
درست رضاعت میں پیا تھا اب وہ بالغ ہو چکا
ہے اور اسی شخص کی دوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا یہ بڑا اس شخص کی دوسری
بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- یہ شخص اس بڑے کا رضاعی باپ ہے تو جس طرح اپنے نسبی باپ کے
مطوئے سے نکاح کرنا جائز نہیں تو اسی طرح رضاعی باپ کے مطوئے سے بھی نکاح کرنا جائز
نہیں ہے ۔

قال ابن عابدین: تحت قوله ما يحرّم من النسب (معناه ان الحرمة بسبب
الرضاع معتبرة بحومة النسب تشمل زوجة الاب والاب من الرضاع لانهما
يسبب النسب وكذا بسبب الرضاع وهو قول اكثر اهل العلم كذا في المستطوع
(رد المحتار ج ۲ ص ۵۵۱ باب الرضاع) ع

غلطی سے کسی عورت کا دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہوتی ہے **سوال** :- اگر
میں یاد ہو کر سے کسی عورت کا دودھ پی لے تو کیا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو
گی یا نہیں ؟

لے قال المرغینانی: زوجة الاب ينزّو حائضاً بانتهى من الرضاع لانه يجوز ان يتزوج
بانتاخيه من النسب ۔ (الهداية ج ۲ ص ۵۵۱ کتاب الرضاع)
وَمُسْئَلَةٌ فِي شُرُوحِ الرِّقَايَةِ ج ۲ ص ۵۵۱ کتاب الرضاع ۔
لے قال المرغینانی: وامرأة ابیه حائضاً انه من الرضاع لا يجوز ان يتزوج بها كالاخيوة
فان من النسب ۔ (الهداية ج ۲ ص ۵۵۱ کتاب الرضاع)
وَمُسْئَلَةٌ فِي الْمَعْرِائَةِ ج ۳ ص ۲۶۲ کتاب الرضاع ۔

الجواب :- مدت غیر خواندی میں جب بچہ کسی عورت کا دودھ پئے تو حرمت رضا ثابت ہو جائے گی چاہے بچہ نے غلطی سے پیا ہو یا دوسرا اور قصد والہ سے ۔

قال نحرالدين قاضي عاقل: قليل الرضاع وكثيره سواء اعتدنا..... كما يعتد بالرضاع بالمس من الشدي يحصل بالنصب والنسحوط۔

(الفتاوى قاضي خان علی ہاشم الہندیہ ج ۱ ص ۱۲۱ باب الرضاع) علم

بچہ سے بچہ کو دودھ دینا موجب رضاعت ہے | سوال :- اگر کسی بچے کو بچہ کے دودھ میں

کسی عورت کا دودھ ملا یا جائے تو کیا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں ؟

الجواب :- جب دودھ بچے کے ملنے کے بچہ ملا جائے چاہے کسی بھی طریق سے ہو تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی، چونکہ صورت مسنونہ میں دودھ عالت مغیر میں نہنے کے بہن میں پہنچ چکا ہے اس لیے حرمت رضاعت ثابت ہوگئی ہے۔

قال العلامة المرقيني: إذا اختلط اللبن بالماء والمليّن هو غائب فخلق به التحريم وإن غلب الماء لم يخلق التحريم۔ (المنهاية ج ۲ ص ۲۱۲ کتاب الرضاع) ۲

رضاعی بہن بھائی کا نکاح حقیقت حال معلوم ہونے کے بعد واجب التفریق ہے | اسوں کے

کا نکاح لاعلمی میں کسی ایسے مرد سے ہو جائے جس نے بچہ میں اس کے ساتھ کسی عورت کا دودھ ملا تھا، کیا اب حقیقت حال کا علم ہونے کے بعد ان کے رضایان تفریق کرانی ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب :- چونکہ یہ دونوں آپس میں رضاعی بہن بھائی ہیں ایسے ہی دونوں کا نکاح شرعاً

الحالۃ بنعم: هو محض الرضیع من ثلث الذمیة في وقت مخصوص ای وصول اللبن من ثلث احوال

الرجوع النصیر من قبله والاضح في مدة الرضاع۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۲ کتاب الرضاع) ومثل في الہندیہ ج ۱ ص ۱۲۱ کتاب الرضاع۔

قال العلامة ابن نجيم: لو اختلط اللبن لما ذكره بغير الغالب فالحال ان الغالب انما لا يثبت التحريم۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۲ کتاب الرضاع)

ومثل في الہندیہ ج ۱ ص ۱۲۱ کتاب الرضاع۔

جائز نہیں ہے اور دو تولد کے درمیان تفریق لازمی ہے جو نفس سادگت سے ثابت ہو سکتی ہے۔

قال العلامة المحقق (وولاء) من ربي الوضیعة وولد مرضعها ای التي ارضعها
(وولد وولد هاهنا لانه ولد اثنتی - نعم والله لا یقدر علی ما یضرب الحد ج ۲ ص ۳۹۳ باب الرضاع)

وقال ایضاً (فیعموم منه) اعلم یسببه ما یجوز من النسب ... الخ

اور انھار علی ما یستند رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۳ باب الرضاع) لے

بلوغ کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں | سوال: کسی عورت کے ساتھ
ایک لڑکے نے زمانہ دوران

اس کے پستان کو مس نہ کرے کہ اس کا دودھ پیا کیا اب اس مزنیہ اور زانی کا آپس
میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حرمت رضاعت کے لیے دو اڑھائی سال کے اندر اندر کسی عورت کا
دودھ پینا ضروری ہے اس مدت کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہ ہوگی، لہذا
اس زانی لڑکے کا نکاح مزنیہ سے جائز ہے۔

قال العلامة المرفیانی، مدت الرضاع ثلاثون شهراً عند ابی حنیفۃ - وقال
سنداً وهو قول الشافعی ... وقال النبی علیہ السلام لا رضاع بعد حولیت۔

والہدایۃ ج ۲ ص ۳۹۳ کتاب الرضاع) لے

شک کی بنا پر رضاعت ثابت نہیں | سوال: رات کے وقت ایک غیر نخلہ
بچی نے کسی عورت کے پستان کو مس لیا

لے وفي ہندیۃ: یحرم علی الرضیع ابوالامن الرضاع واصولہما وفروعہما من النسب
..... فانکل اخوة الرضیع واخواتہ واولادہم واولاد اخوتہ واخواتہ الخ۔

(افتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۳۹۳ کتاب الرضاع)

لے قال العلامة المحقق: هو حیوان ونصف عنده وحیوان فقط عندہما وهو
الاصغر فخر وہ یعنی کما فی تصحیح القندی: ... ولا یصح الرضاع بعد مدتہ۔

اور انھار علی ما یستند رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۳ باب الرضاع)

ویرشلتہ فی فخر القندی ج ۲ ص ۳۹۳ کتاب الرضاع۔

مگر اس بات والفقین میں کہ آیا آپ کے دودھ پیا ہے یا نہیں، تو کیا اب اس بچے کا نکاح
مذکورہ عورت کے شوک سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حرمت رضاعت کے ثبوت کے لیے یقین محکم ہونا ضروری ہے حضور شہ
کی بنا پر حرمت ثابت نہ ہوئی، لہذا احتیاط اس میں ہے کہ مذکورہ بچے کا نکاح اس عورت کے
اسی بچے کے ساتھ نہ کیا جائے۔

قالہ شعیران: ہمام: ما زاد من اهل البيت الصغير و شك في كماله: بعد ع
ثابت اخر منہ بالثابت۔ رفعہ القدر: ج ۲ ص ۳۰۳ کتاب موضح ص ۱۵۵

حدیث رضاعت کے بعد دودھ پلاتے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی **سوال** اگر کوئی

بچہ نو ذوال سال کے بعد نہ دودھ پلاتے تو کیا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟
الجواب۔ حرمت رضاعت کے ثبوت کے لیے حدیث رضاعت کے بعد دودھ پلا کر
پینا یا پلانے ضروری ہے جو بعض فرکان دو سال سے لے کر نو سال کی عمر تک کے بچے کو
دو سال کے بعد دودھ پلانے کو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

قالہ الشیخ سید سلام: لا رضاع بعد حلیین۔ الطبری ۲ ص ۲۲۲ کتاب الرضاع

رضاعی ماں کی پوتی سے نکاح کرنے کا مسئلہ **سوال**۔ ایک لڑکے نے دو ماں

کیا تھا اب وہ اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا یہ لڑکی اس کے لیے حلال

۱۔ قالہ: بعد منہ: اھلکفی: قلنا: نعم: اھلکفی: ولو بدلا: دخل: اللبن: فی حلقہ: ۲۔ لا یجوز: ان
فی: راجع: نسکا۔ ۳۔ اھلکفی: اھلکفی: بشر: رد: الخیر: ج ۲ ص ۲۵۵: باب: الرضاع:

و مشکلاً فی: البعد: المرقی: ج ۲ ص ۲۲۲ کتاب: الرضاع:

کہ قال: اھلکفی: ۴۔ ف: تک: منسحب: ہو: ۵۔ لانا: ونفع: عندہ: وحوالان: خفہ
عندہ: ہما: وھو: الاھم: لھم: وھو: یعنی: کا: فی: تصبیح: بعد: وری: ۶۔ وھو: یصح: لا: رضاع:

بعد: مدتہ: ۷۔ (الدر: الخیر: علی: بشر: رد: الخیر: ج ۲ ص ۲۴۴: باب: الرضاع):
و مشکلاً فی: بھم: انصہ: ج ۲ ص ۲۴۴ کتاب: الرضاع:

ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- مورث مستور کے مطابق یہ بڑی مذکورہ کے کی رضا کی جتنی گنتی ہے اور جتنی سے نکاح کرنا خیرہ درست نہیں لہذا یہ نکاح چھٹی سے نکاح نہیں کر سکتا۔
قال العلامة المرجعینانی رحمہ اللہ : ویعزم من الرضاع ما یعزم من النسب

للحدیث الذی روینا - (الہدایۃ ج ۲ ص ۳۳ کتاب الرضاع) -

سوال :- جناب مفتی صاحب اہل بیت رضاعت کے اثبات کے
مذہب رضاعت

لیہ کتنا وقت مقرر ہے؟ یا یہ کہ جب بھی کوئی کسی عورت کا دودھ

پی لے تو درست رضاعت ثابت ہو جاتی ہے؟

الجواب :- یہ بیت رضاعت کے لیے جمہور علماء کے نزدیک دو سال کی مدت مقرر ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تیس مہینے یعنی اڑھائی سال مقرر ہے لہذا اس مدت کے اندر اندر جب بھی والدہ کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیا جائے تو رضاعت ثابت ہوگی ورنہ نہیں۔

قال العلامة المرجعینانی رحمہ اللہ : تمتد الرضاع ثلثون شهراً عندی سنیۃً
وقال استبانت وهو قول الشافعی - (الہدایۃ ج ۲ ص ۳۲ کتاب الرضاع) -

سوال :- اگر ایک عورت نے کسی بچہ کو
رضاعی بھانجی سے نکاح جائز نہیں

دودھ پلایا ہو اور اس عورت کی بیٹی نے کسی عورت کو
دودھ پلایا ہو تو اس بچہ کے والدہ کی کابائیں میں نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- بھانجی سے چاہے وہ حقیقی ہو یا رضاعی دونوں صورتوں میں نکاح جائز نہیں

لہ قال العلامة الحسینی رحمہ اللہ :- ویعزم منہ ای سببہ مد یعزم من
النسب - (الدر المختار مع الشامی رد المحتار ج ۲ ص ۳۲ باب الرضاع)

وَمِنْهُ فِي الْمَعْرِضَاتِ ۳۴ مَسْئَلَةٌ - کتاب الرضاع -

قال العلامة الحسینی رحمہ اللہ :- هو حلال ونفس عندہ وحوالہ فقط عندہما وحوالہ صحیح و
بعضی کافی بحکم القدوسی - (الدر المختار مع الشامی رد المحتار ج ۲ ص ۳۳ باب الرضاع)

وَمِنْهُ فِي قَهْمِ الْقَدِيرِ ج ۲ ص ۳۴ کتاب الرضاع -

چونکہ صوبت مسعود میں یہ تو کی اسی رشتے کی رضاعتی بھانجی تھی ہے اس لیے ان دونوں کا نکاح
غرضاً جائز نہیں۔

قال العلامة الشافعی فی رحمہ اللہ: ویحرم من لرضع ما یحرم من لبن لیسب الحدیث
مندی روایت۔ (الامدادیہ ج ۲ ص ۲۷۲ کتاب الرضاع) لہ

حرمیت رضاعت صرف اسلام کا حکم ہے | سوال :- جناب مفتی صاحب! کیا
حرمیت رضاعت اسلام کے علاوہ
دوسرے شرائط میں بھی ماذی ہوئی تھی یا نہیں؟

الجواب :- امام دیگر مغرواات کے علاوہ اس مسئلہ میں بھی منقولہ مذہب ہے
جس میں رضاعت کی وجہ سے بھی نسبی رشتہ جیسی حرمت بیان فرمائی گئی، اسلام کے
علاوہ دیگر مذاہب میں یہ حکم نہ تھا۔

قال شیخ عبوزہرہ: نفوذت الشریعة الاسلامیة من بین المشرع
السادة القائمة اذن یجعی رضاع سبب من اسباب سحریم۔
والاحوال الشخصیة مست التحیم بالرضاع

سوال :- میرے رشتے چھائی اور ایک بہن نے
اپنی والدہ اور نانی کا دودھ پینے سے |
ماموں کی اولاد سے نکاح کا حکم
اپنی والدہ اور نانی کا دودھ پیا ہے تاہم سوائے
ہے کہ جو ہم اپنے کسی چھائی یا بہن کے ماموں
بانا لڑکی لڑکے کرنا چاہیں تو وہ شریعت مقدسہ کی رو سے جائز نہیں ہے

الجواب :- جس چھائی اور بہن نے نانی کا دودھ پیا ہے اس کا نکاح ماموں اور ننانہ
کی اولاد سے حرم ہے اور جس چھائی اور بہن نے نانی کا دودھ نہیں پیا جو تو اس کا نکاح والدہ
اور ماموں کی اس اولاد سے درست ہوگا جس نے نانی کا دودھ پیا ہو اور نہ اس چھائی
اور بہن کی والدہ کا دودھ پیا ہو۔

سے قال: العلامة اعلمی رحمہ اللہ: ویجوز ما عدا ای سببہ ما یحرم من
النسب۔ (اور مستامیل باقریۃ اعتقاد ج ۲ ص ۲۷۲ باب الرضاع)
فوضعت فی البحر الرقی ج ۲ ص ۲۷۱ کتاب الرضاع۔

قال العلامة المحقق: فبحرمانه ای یسیر ما یحرم من النیب الامخیه
و اختاره اخت ایست و بنیم و جنه ایست و یست و ام عمه و عمتہ و ام

والد المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۲ کتاب النکاح . باب الرضا و رسله
رضاعی خالہ سے نکاح کا حکم **اسوال** - بناب منشی صاحب: ایک لڑکے نے
مغز سنی میں ایک عورت کو دو دھینے سے اب اس
کے والدین اس عورت کی بیوٹی بہن سے اس لڑکے کا نکاح کرنا چاہتے ہیں کیا شرعاً بات
دونوں کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب - قانون شریعت کی رو سے جس عورت سے نکاح کسی رشتہ کے خواجے
سے حرام ہے تو رضاعی رشتہ کے توالے سے بھی اس عورت سے نکاح ہائز نہیں ،
مگر یہ مسئلہ کے مطابق یہ لڑکی جو اس لڑکے کی رضاعی خالہ ہے اس لیے کسی خالہ
کی طرح رضاعی خالہ سے بھی نکاح ناجائز و حرام ہے ، لڑکے کے والدین کو چاہیے کہ
وہ اس لڑکے کو ترک کر دیں ۔

لما قال العلامة الحنفی فی رحمہ اللہ : یحرم من الرضاع ما یحرم
من النسب الحدیث الذی روینا ۔

والہدایۃ ج ۲ ص ۲۲۲ کتاب الرضاع ہکذا

لہ ولی التہدیۃ : وثبت حرمة المصاهرة فی الرضاع حتی ان امراة الرجل حرام علی
الرضیع وامراة الرضیع حرام علی الرجل و علی هذا القیام الا ان المسلمین احدهما
ان لا یجوز تزویج ان یتزوج اخت ابنہ من النسب و یجوز فی الرضاع ۔ و مسئلہ
الثانیۃ لا یجوز لرجل ان یتزوج ام أحدہ من النسب و یجوز فی الرضاع ۔ و
التفاوت فی التہدیۃ ج ۲ ص ۲۲۲ کتاب الرضاع

کہ قال العلامة المحقق : و یحرم منه ما یحرم من النسب ۔

والمد والمختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۲ باب الرضاع

ومثله فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۲۲ کتاب الرضاع ۔

باب فی حرمت المصاہرت

حرمت مصاہرت کے احکام و مسائل

سوال :- ایک شخص کا اپنی بیوی کو جگانے وقت ساس کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگانا بیوی کے بجائے ساس کو ہاتھ لگ گیا اور دل میں

جماع کا خیال تھا لیکن شہوت نہیں تھی، تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی؟

الجواب :- حرمت مصاہرت کے اثبات کے لیے لمس و مجامعت ضروری ہے مجامعت سے ہوا اور جس لمس (مجھونے) میں شہوت نہ ہو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، لہذا صورت مسئلہ میں حرمت مصاہرت ثابت نہ ہونے کی وجہ سے اسی شخص پر بیوی حرام نہیں ہوگی۔

قال العلامة المحقق: وفي المس لا تنه عن الاعتداء بالشهوة لان الفصل المتكبر الشهوة بخلاف اللبس۔ (رد المحتار علی مبدیۃ المحتاج ج ۳ ص ۳۳۲ کتاب النكاح، فصل في المحرمات، طبع

سوال :- اگر کسی نے اپنی ساس کو شہوت کی نگاہ سے دیکھا ساس کو شہوت سے دیکھنا تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر فرج داخل کو شہوت کی نظر سے دیکھا ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی ورنہ مطلق نظر شہوت سے حرمت مصاہرت کا اثبات نہیں۔

قال ابن عابدین: وبحث قوله والمنظور الى فرجها، قيد بالفرج لأن ظاهر الذخيرة وغيره انهم اتفقوا على أن النظر لشهوة في سائر أعضائها لا عبثية بل مباحة الفرج۔

(رد المحتار ج ۳ ص ۳۳۲ کتاب النكاح، فصل في المحرمات، طبع
تقريباً بكون النفس يوافق واللبس وانظر شهوة لا يجب حرمة المصاهرة۔ (كرامة كرمي وارش

الحوالائق ج ۳ ص ۳۳۲ کتاب النكاح، فصل في المحرمات)۔ قال ابن نجيم: وحين يكون اللبس من غير شهوة

لم يوجب الحرمة۔ (الحوالائق ج ۳ ص ۳۳۲ کتاب النكاح، فصل في المحرمات)

وتمت في الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۵۵۲۔ اسباب الثالث في المحرمات۔

بعض علماء نے کہا کہ اگر کسی نے ساس کو شہوت سے دیکھا تو ساس کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۵۵۲ فصل في المحرمات)

ماس سے نہ کر کے پرہیزی کے ننگا ہونے کا حکم | سوال :- اپنی ماس سے نہ کرنا اگر نکاح کے
رہے گی یا نہیں؟

الجواب :- اگر کوئی شخص اپنی ماس سے نہ کرے یا شہوت کے ساتھ کسی یا قبیض کرے تو
اس سے اس عورت کی بیٹی ہویشہ کے لیے نہ لگے مگر کعبہ و اما در حرام ہو جاتی ہے ۔

قال ابن نجيم : واداء بجمعة المصاهرة المحرمات الاربع حرمة : للمرأة على احوال الزاني
وفروعه نسباً ودفعاً وحرمة اصولها وفروعها على الزاني نسباً ودفعاً . كما في
الوطي الحلال - زالبخار الخ ج ۳ ص ۱۸۰ کتاب النکاح فصل في المحرمات م ۱۰

بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگانے سے نہ نکاح پر اثرات | سوال :- اگر کسی نے اپنی بیٹی کو
شہوت کے ساتھ ہاتھ لگا دیا تو اس
عمل سے اس کے نکاح پر کیا اثر ہو سکتا ہے ؟ کیا بیوی اس کے لیے حرام ہو جائے گی یا حلال
رہے گی ؟

الجواب :- اگر کسی شخص نے بیٹی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگا دیا ہو اور وہ یہاں میں کوئی
ایسی چیز بھی حاصل ہو جو بیٹی کے بدن کی حرارت کے احسان سے مانع ہو اور نہ بیٹی کی عمر تو سال
سے کم ہو تو اس سعادت میں حرمت مصاہرت ثابت ہو کر رک کی ماں اس شخص پر حرام ہو
جائے گی اور اگر مذکورہ شرائط میں سے ایک بھی موجود نہ ہو تو پھر حرمت ثابت نہیں ۔

قال في الهندية : قلوا يقطع زوجه ليها معها فوصلت يدہ الى بنته منها ففعل
بشهوة وهي ممن تشتهى بطن انساها معها حرمت عليه انام حرمة مشوبة
كل ان في فتح القدير ثم لا فوق في ثبوت الحرمة بين كونه حامداً او نسياً ...
فقرأ من انما يجب حرمة المصاهرة اذا العريک بينهما ثوب اما اذا كان بينهما
ثوب فان كان رقيقاً بحيث تعمل حرارة المسوس اليه تثبت كذا في الزخير ... والفقہ

في الهندية : فخر زني باصراً حرمت عليه امساها وان علت وبنتها
وان سقطت - رانفا والي استدر ج ۱ ص ۲۸۲ الباب الثالث في المحرمات -
ومجلة في رق المختار ج ۳ ص ۳۲ کتاب النکاح فصل في المحرمات -

حق ان ثبت ہے محل اشہوت لا مادونہا کن فی معراج الدلیۃ - انتہی
 (اعنای الشہرۃ) باب ثانی فی المحرمات علیہ
 زانی اور مزنیہ کی اولاد کے درمیان نکاح جائز ہے | سوال :- جناب مفتی صاحب اس
 مسئلہ کی وضاحت دیکر رہے کہ
 زانی اور مزنیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- فقہاء کرام نے زانی سے حرمت مصاہرت کا اثبات چار گروہ میں کیا ہے
 جن میں صورت مشورث مل نہیں ہے اس لیے زانی اور مزنیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح
 جائز اور درست ہے ۔

قال ابن نجیم مصری رحمہ اللہ : وأراد بخریفة المصاهرة المحرمات
 لأربع حرمۃ حرۃ علی اصول ثلاث وفروعه نسبا و رضاعا وحریمۃ
 أصولها وفروعها علی الزانی نسا و رضاعا کما فی النکاح الخلال ویحصل
 لأصول الزانی وفروعه أصول الزانی بہا وفروعہا ۔

زانیہ اور زانی کے ۴ منہ کتاب النکاح فصل فی المحرمات علیہ
 نابالغ لوط کے کا بالفسخ زنا کرنے سے حرمت مصاہرت کا حکم | سوال :- اگر کوئی نابالغ
 را کا کسی بالغہ عورت سے زنا

لم تزل العلامة المحکم فی الفسخ ولا ترقیہا ذکر بین السمن والنظر بشہوتہ بین عہد
 ونیان وشفاء وراکبہ فلو ایقظ زوجته ویقظتہ علی لواطہا فسمت بہا بختہا
 انتہاۃ اویدہا ابنتہ عرفت الاقرأبدا - والد الذکر عار علی سیدہ وتولدت لرجل ۳۵
 کتاب النکاح فصل فی المحرمات

وَمِثْلُهُ فِی الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۷ منہ کتاب النکاح - خص فی المحرمات -
 لکن کان ابن عابدی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ فیضا بالمصہریۃ الصلیۃ (۱) - وقیل ما قد منہا
 غیرہا من القہستانی عن النظم وغیرہ وتولہ وبعیلہ ذاکلہا لوط بالیضۃ اختلا وفتیہ
 بالغہا (المرجع مزید ماعدا وقتہا آنفا کلام علیہ - (زانیہ) ۳۵ منہ کتاب النکاح فصل فی المحرمات)
 وَمِثْلُهُ فِی الْمَتْنِ وَالْمَتْنِ دِیۃ ج ۱ منہ ۱ باب ثانی فی المحرمات ۔

کرے تو اس سے حرمت معاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: زنا سے حرمت معاہرت کے لیے لڑکے لڑکی کا بالغ ہونا ضروری ہے یا کم از کم دونوں کا مراعق ہونا شرط ہے، اس لیے وہ نابالغ لڑکا جو مراعق نہیں کے زنا کرنے سے حرمت معاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

قال ابن نجيم المصري رحمه الله: وكذا ان شرط الشهوة في الكفر حتى يراجع أربع سنين ذروجة آية لا تثبت الحرمة وفي الذخيرة خلافه وظاهر الأول أنه يعتد به في التنكح المستأجر من بعد طلاق حنين وإبراهيم ج ۳ ص ۹۹.

وقال أيضاً: المراهق كالمبالغ. (إبراهيم ج ۳ ص ۳۰ کتاب النکاح فصل فی الحرامات) ۱۔
سوال ۱۰: ایک لڑکے نے نکاح کیا کیسے وہ حرام بیٹے کی منکوحہ سے نکاح حرام ہے | کرنے پر قادر نہیں، اس لڑکے کا باپ اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: شریعت اسلامی میں جب کوئی عورت ایک مرتبہ کسی شخص کے نکاح میں آجائے تو وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس شخص کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے اس کے ساتھ کسی بھی صورت میں نکاح نہیں کر سکتا۔

قال الله تبارك وتعالى: وَتَلَائِلُ أَبْنَاءُ الَّذِينَ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ. (سورة النساء) ۲۔
سوال ۱۰: اگر سو نیلے بیٹے سے زنا کر لے والی عورت اپنے غلام پر حرام ہو جاتی ہے | اگر کوئی عورت اپنے سو نیلے بیٹے سے زنا کر لے تو کیا یہ عورت اب اپنے شوہر کے لیے حلال ہے یا حرام؟

الحمد لله على ما عرفت: (وقت قولك بالغ).... وفي الفقه لو ميس المراهق وأقر أنه يشهوة ثبتت الحرمة. (رد المحتار ج ۳ ص ۳۰ کتاب النکاح فصل فی الحرامات)

فصل في الفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۰۰ الباب الثالث في المحرمات۔
 محرمات الهندية: وعليلة الابن وابن الابن وابن البنت وابن سفلوا دخل بها الا بعت ام لا۔
 لا الفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۰۰ القسم الثاني في المحرمات بالمصاهرة (ومشكلة في الهداية ج ۲ ص ۲۰۰ کتاب النکاح)۔

الجواب :- جب کوئی عورت اپنے یا شوہر کے بالغ یا راسخ بیٹے سے جماع کرنے اس زنا کی وجہ سے اب یہ عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

قال العلامة ابن تيمية: قال في النبر انوار بحرمة المصاهرة الحرامات الاربع حرمة لمرأة على اصول ثلاث في وفردة نسبا ورضا فاعا وحرمة اصولها وفردة عما على الزواني نسبا ورضا فاعا۔ (الدر المنثور على هـ مشرر دائرہ ج ۳ ص ۲۸۳ فصل في المحرمات)۔

ابن بطالہ کے سے زنا کرنا حرمت مصاہرت کا سبب نہیں | سوال :- ایک عورت جو سے ایک نابالغ لڑکے سے زنا کرے، اب یہ عورت اس لڑکے کو اپنی بیٹی نکاح میں لے سکتی ہے، کیا ان دونوں کا نکاح جائز ہے؟

الجواب :- حرمت مصاہرت کے ثبوت میں وہ زنا قابل اعتبار ہے جس میں دونوں افراد بالغ یا راسخ ہوں، صورت سنواری میں چونکہ وہ کامرانی کی بھی نہیں ہے لہذا حرمت مصاہرت ثابت نہیں۔ اس لیے دونوں (لڑکے اور لڑکی) کا نکاح جائز ہے۔

قال العلامة عسقلانی: فلوجامع غیر مہرق زوجة ابنہ لہر تصور۔

(الدر المنثور علی جامع شرع المنار ج ۱ ص ۲۸۹ فصل في المحرمات)۔

فرق داخل کو دیکھنا موجب حرمت مصاہرت ہے | سوال :- کتب فقہ میں مذکور فرق داخل کو دیکھنا موجب حرمت مصاہرت ہے | ہے کہ شہوة کی نظر سے دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے، جبکہ آجکل تو بازاروں میں اکثر ادبائش قسم کے لڑکے

لحال العلامة ابن تيمية: والمحرمين ولأنه بحرمة المصاهرة الحرامات الاربع حرمة المرأة على اصول ثلاث في وفردة نسبا ورضا فاعا وحرمة اصولها وفردة عما على الزواني نسبا ورضا فاعا۔

(انبر انوار ج ۳ ص ۲۸۳ فصل في المحرمات)

زمشك في المہديۃ ج ۱ ص ۲۸۳ ابواب الثالث في المحرمات۔

لہ وفي المہديۃ: وكذا اشتراط الشهوة في المصاهرة، لوجامع بتدريج سنين زوجة ابنة لا تحلیم یہ حرمة مصاہرت لہذا فی فتح القدیر (الفتاویٰ القدیر ج ۱ ص ۲۸۳ قسم لہذا فی المحرمات)۔

زمشك في ابجر الزانی ج ۳ ص ۲۸۳ فصل في المحرمات۔

لوگوں کو شہوت کی نظروں سے دیکھتے ہیں تو کیا اس سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: مطلقاً شہوت کی نظرت دیکھنا حرمتِ مصاہرت کا سبب نہیں بلکہ کسی عورت کے داخلِ فرج کو نظرِ شہوت دیکھنا سببِ حرمت ہے باقی دیگر اعضاء کو دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

قال العلامة المحقق: والمنظور إلى خروجها إلى داخل.

والدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۹ باب المحرمات (۱)۔

کم سن بچی کو شہوت کیساتھ چھونا حرمتِ مصاہرت کا سبب نہیں | سوال: اگر کسی مرد نے ۸ سال

سے کم عمر کی بچی کو شہوت کے ساتھ چھونا تو کیا اس سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حرمتِ مصاہرت کے اثبات کے لیے بڑی کامشکلات ہونا ضروری ہے جو محض ۸ سال کی بچی مشتبہات نہیں ہوتی، اس لیے مذکورہ صورت میں حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں۔

قال العلامة المحقق: وحيث أنها دون تسع ليست مشتبهاً.

والدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۹ فصل في المحرمات (۲)۔

منه وفي الهندية: والاعتبار بالنظر إلى مخرج الداخل هل في إسهالية وعليه الفتوى حكى في الظهيرية - الخ - والفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۷۵ القسم الثاني في المحرمات بالصهرية بـ

ومثله في الهداية ج ۲ ص ۲۷۵ كتاب النكاح -

وله في الهندية الفتوى حكى في الظهيرية - الخ - والفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۷۵ القسم الثاني في المحرمات بالصهرية بـ
معراج الدارانية - قال الفقيه الجليل: ما دون تسع سنين تكون مشتبهاً وعيد الفتوى - والفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۷۵ القسم الثاني في المحرمات بالصهرية بـ
ومثله في ليعر الرائق ج ۳ ص ۹۹ فصل في المحرمات كتاب النكاح -

ساحس سے زنا کے اقرار کے بعد انکار کی کوئی حیثیت نہیں | سوال: جناب

علاقائی برکر کے سامنے ایک شخص نے اقرار کیا کہ اس نے اپنی ساحس کے ساتھ زنا کیا ہے مگر اب وہ اس بات سے منزع ہے تو کیا اس عورت کی بیٹی اس شخص کے لیے حلال ہے یا حرام؟
الجواب: بشرط صحبت سوال ایک مرتبہ اقرار کرنے کے بعد اب اس کے انکار کا کوئی فائدہ نہیں اس شخص کی زوجی اس پر حرام ہو گئی ہے مگر اس کے انکار کی تسلیق دیکھو۔

قال العلامة الحنفی: في غلامه قبل له ما نقلت به من ثبوت فحاشا جامعها ثبت الحرمه ولا يصدق انه كذب ولو عاذلوا قال ابو عابدیه: (قوله ولا يصدق انه كذب الخ) عند القاضي اصابته ومن الله تعالى وان كان كاذبا فيما اقر له ثبتت الحرمه - (رد المحتار ج ۲ ص ۳۲ فصل في نكاحات)۔

سوال: یہاں نذرین میں ایک مسلمان بیوہ سے زنا کر کے بے حیائی سے نکاح جائز نہیں |

کے ایک کافر عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے، اب وہ شخص توبہ کر کے اس عورت کی مسلمان بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: کسی عورت کو شہوت کے ساتھ چھوٹا یا اس کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنا موجب حرمت مصاہرہ ہے عورت چاہے مسلمان ہو یا کافر اس حرمت کی وجہ سے مسور کے اصول و فروع چھوٹنے والے پر حرام ہو جاتے ہیں، اس لیے صورت مسوہ میں مسلمان مرد کا نکاح اس مسور کافر کی مسلمان بیٹی سے جائز نہیں۔

قال العلامة الحنفی: واصل محسوسه بشهوة ولو بشعره على الفرس وفروعها مطلقا: (رد المحتار ج ۲ ص ۳۲ فصل في محرمات)۔

آثار النکاح: قبل رجس منقوت، اما قبل فحاشا جامعها ثبتت الحرمه ولا يصدق انه كذب الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۲ فصل في محرمات)۔
والاصول من شرطها في الفروع طهره المصنف (رد المحتار ج ۲ ص ۳۲ فصل في محرمات)۔
لے وہی نہایت، فمن امرأة زوجت عليه أمها وان علق وبنته وان سقطت وكن الحرة لم يزل بها على ما به ازني واجداده وان علواً وبنته وان علواً كن في فحاشا جامعها ثابتت هذه الحرمه لو طهرت ثبتت بفسادها، فمقتضى النظر ان الفروع تنهوا عن كذا في النكاح - والنسأوی البند ج ۲ ص ۳۲، قسم آخر في نكاحات المحرمات فحاشا في الفروع الخ - (رد المحتار ج ۲ ص ۳۲ فصل في محرمات)۔

چھوٹے گاؤں میں جاری شدہ نماز جمعہ کو بند کرنا | سوال :- جناب مفتی صاحب !

آٹھ سال سے نماز جمعہ پر عمل پیرا ہے تبلیغ بورڈ روڈ دسٹام کو مسلط بھی جاری ہے، حال ہی میں ایک مولوی صاحب نے اس بستی کو بیوقوفی لکھی میں شہر کو کے غلام سے نماز جمعہ بند کرنے کو کہا لیکن کہ کو ائف سب ذیل ہیں۔ کھر تقریباً ۳۰۰ ووٹ ۸۰۰ مسجدیں ۸۰۰ ختہ ہیں۔ ایک صدر پرنسری سکول۔ ایک چھوٹا بازار۔ کل پانچ تقریباً ۳۰۰۰ ایک مسجد دار۔ ایک چواری۔ ایک ممبر زمین کو نسل۔ ایک چوکیدار۔ ایک سکول رانڈ بھی ہے۔ یہ گاؤں یونین کو نسل کی طرف سے ایک جلا دار ہے بستی کے نام بالغہ و آخر جمع ہو جائیں تو ایک بڑی مسجد میں نہیں سما سکتے۔ مذہبہ ادا کو نسل کو رہش میں شریک کمر جادو فرمایا۔ کہ اگر واقعی بستی ختہ میں نماز جمعہ نہیں ہو سکتی اور اگر کے لیے ترک کی جائے اور سالہ کی قضاء ادا کی جائے

الجواب :- جناب کو معلوم ہو گا اور کتب فقہ میں ملاحظہ کیا ہو گا کہ جماعت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک میں صحت اور جواز جمعہ کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ جگہ مصر ہو یا قضا مصر ہو اگر وہ جگہ مصر یا قضا مصر نہ ہو تو اگر یہ دورے فرائط ہوں پھر بھی امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک وہاں جمعہ جائز اور صحیح نہ ہو گا۔ مسجد مصر میں اگرچہ فقہار احناف اہل سن میں اختلاف نظر آتے ہیں اور مصر کی محنت آخر یسین فقہانے کی ہے ان میں ایک تعریف یہ ہے کہ عملاً لا یصح اکرم صاحبہ احمدیہ مختلفین بہما۔ اور دوسری تعریف جس کو نظام الحدس کہا گیا ہے یہ ہے : انہ ملہ و جمعہ لا یصح و خاتیب بغداد علی قاضی الخداد (الراستار)

عقائد ابن مابین المدون ہر شے کے مشورہ منہ سے جو صریح نقل کی ہے اور جس کو صاحب مداری نے اختیار کیا ہے یہ ہے : انہ صدی لہ و تاجین یغفلون الاحکام دتیم الحمد

یہ مثال مصر کی تعمیر کے بارے میں قوال بہت ہیں بعض میں افراط ہے۔ بعض میں تفریط اور بعض اصل و اوسط ہیں۔ اور یہی حق باتیں ہیں۔

صورت مسئلہ کے مطابق موضع مذکور ہر حال میں اعدل الاقوال پر مصر میں تو داخل نہیں ہے لیکن فقہاء کی تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ قہبات و قہلاتی کبرہ بھی مصر کے حکم میں ہیں نیز فقہ

وراثت سار جملہ مالک میں بھارت موجود ہے : وعیادة القہتانی و تنفع فرضاً فی الفصرت
والقرنی الکبیرة . نئی فیہا حوائج الخیالہ لای جود فی الصغیرة التي لیس فیہا
قاضی و منعیہ و خطیبہ . ۱۰۰ھ . اور نظر بر حالت مذکورہ سوال موضع مذکور قریہ میں
موجود و خل معلوم ہوتا ہے ۔ اور کبیرہ و صغیرہ میں تا کر ماہ الفرق آبادی کی مقدار بن جائے تو اس کا
مقدار عرت پر ہوگا ، اور عرت کے جمع سے معلوم ہوتا ہے کہ مکالم وقت جو کہ حکمائے مدنی بھی
ہیں چارہزار کی آبادی والے گاؤں کو قصبہ میں شمار کرتے ہیں اور چارہزار کے قریب و مجر
معتبر نہ ہونے کس کے حکم میں چارہزار کے ہیں ۔ پس موضع مذکورہ اگر قصبہ نہیں ہے تو قریہ
کبیرہ و صغیرہ میں و مشہور ہی نہیں ہے ، اس بنا پر تو مناسب ہے کہ موضع مذکورہ میں جمعہ کا
جان نہ ہو مان لیا جاوے ، لیکن فقہاء کرام نے قریہ صغیرہ اور کبیرہ میں ماہ الفرق وہ صفات
مزدنی ہیں جو عبادت مرقورہ میں کبیرہ و صغیرہ کی صفت میں وارد ہیں ۔ یعنی اسواق و ماکن خطیب
کو مانا یا نہ ہونا ، اس بناء پر موضع مذکور قریہ کبیرہ میں و خل نہیں ہے اور یہاں جمعہ کا مانا نہ ہونا پس
نہیں کیا جا سکتا کہ وہ موضع مذکور میں ایک چھوٹا بازار ہے جو قریہ صغیرہ کی نشانی ہے مصر اور قریہ
میں کہہ کر دم قین بازار ہونے چاہئیں ۔ محقق ابن اہیام کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکم سے
بڑا عالم خاصہ اور والی مراد ہیں ، جو وہاں مقیم ہوں یہ منت بھی موضع مذکور میں معدوم ہے اسلئے
یہ جگہ قریہ صغیرہ ہونی چاہئے اور جب قریہ صغیرہ ہوتا تو پھر جو بڑا جمعہ کے ساتھ چند مناسد ارتق
ہوتے ہیں کہ وہ کبیرہ جو کہ تانز خل ہوگی اور نقل تداعی کے ساتھ با جماعت بدعت و کبرہ ہیں ،
ظہر بن حل فریضہ ہے اس کا ترک یا جماعت کا ترک لازم آتا ہے ۔ اس لیے ذاتی مشورہ یہ ہے کہ
اکابرین دیوبند نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایک قریہ صغیرہ میں عرصہ دراز سے جمعہ قائم ہوا اور
اُسے بند کرنے میں فساد کا خطر ہو تو اس کو خود بند نہ کیا جائے بلکہ جمعہ پڑھایا جائے
اور لوگوں کو آمستہ آہستہ سمجھایا جائے کہ کوئی یہ بیگ نہ مصر ہے نہ قریہ کبیرہ ، اور ہمارا
مسک میں ایسی جگہ جمعہ جائز نہیں اور خود گھر میں ہمارے جگہ رخصت نہایت آخر خوب
پڑھ دیا کریں ، اس طریق سے درست مسئلہ بھی واضح ہو جائے گا اور فساد بھی برپا
نہ ہوگا ۔ فقط واللہ اعلم

خطبہ جمعہ کے بارے میں چند سوالات | سوال۔ کیا فرمانے میں علماء دین و شراح میں متعدد چوزیل مسائل کے بارے میں کہہ

۱) جمعہ کا خطبہ بدستور عربی زبان میں رکھا جائے یا علوم اسلامیہ سمجھنے کے لیے مقامی زبان میں رواج دیا جائے ؟

۲) اگر خطبہ عربی زبان ہی میں بات رکھا جائے تو جو لوگ عربی زبان نہ سمجھنے کا شوال کرتے ہیں، ان کا کیا حل ہے ؟

۳) خطبہ میں سلطان و قسٹ کا نام لانا چاہیے یا نہیں ؟

الجواب۔ ۱۔ اس مسئلہ پر کئی عرصہ پہلے علماء کرام نے قرآن و حدیث و

فقہ حنفی کی روشنی میں اپنے اپنے فتاویٰ رسائل کی شکل میں شائع کیے ہیں اور قوی دلائل

کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ اگر جمعہ و جمعہ میں خطبہ بجا شائع کرنے اور بجا دینے میں

پڑھا جائے تو امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ جمعہ بھی ہوگا اور صاحبین کے نزدیک

ایک قول میں خطبہ صبح اور اذان ہوگا اور جب خطبہ اذان ہوگا تو نماز جمعہ بھی نہ ہوگی

کیونکہ جمعہ کی دائیگی کی شرائط میں سے خطبہ بھی ہے۔ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے ترجمہ عزیز الفتاویٰ میں اس فتویٰ کے دلائل میں درختار

کا یہ عبارت پیش فرماتے ہیں : ودرایع الخطبة فيه فلو خطب قبله واصلی به

لترتفع۔ درختار باب الجمعة کما صح لشرع بغير عزيمة۔ ثم وشرط

عجزه ومعنی هذا الاختلاف الخطبة وجوب اذک وانصولة۔ درختار و

ف لسانی وعلى هذا الخلاف لو سبغ فی الفارسية فی الصلوة دعاء الخ

ای یصح عندنا لیکن ہیئتاً کیلئے اس دعا بالجمعیة الخ شامی باب

صلوة الصلوة فی باب الجمعة من رد المحتار حلی فی الخطبة بالعربیة

أصح بما قد مر فی باب صفة الصلوة من انها غیر شرط و یومع القدرة

على العربیة عندنا خلافاً لما حیث شرطها الا عند البعض الخ

ان عبارات سے واضح ہے کہ عربی زبان پر تہمت کے باوجود اردو یا فارسی

وغیر میں خطبہ جمعہ پڑھنا صحیح کے نزدیک اور ان کے قول کے موافق صحیح نہیں،

اور امام صاحب کے نزدیک اگرچہ خطبہ ادا ہو جائے گا مگر مکروہ تحریمی ہوگا۔

ای مروج مولا محمد تقی بن محمد الرضی نے اس موضوع پر دو دور رسالے زبدۃ التحقیقات
عمدۃ التحقیقات فی اکرارہ خطبۃ بغیر العربیۃ بالیف فرمائے ہیں، جن پر حضرت
مولا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نے تقریباً لکھی ہے نیز حضرت مفتی صاحب
نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ بنام "لاعربیۃ" تحریر فرمایا ہے حضرت مفتی
صاحب تقریظ میں لکھتے ہیں: الخطبۃ بالعربیۃ سنۃ مؤکدۃ بمواظبۃ النبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یقال ان المواظبۃ تکلون دلیل السنۃ اذا لم
یکن ثبوت دلیل النصوص وکفی کونہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عربیاً و
کون لغتہ عربیۃ دلیل الخصوص فاننا نقول ان ائمتنا الراشدین
ومن سواہم من اصحابہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یلغوا مشارق
الارض ومغاربہا وافتحوا العرب والعجم ولم یرثت من احد
منہم انہ یخطب بغیر العربیۃ مع نقدہ علیہ لما ثبت من کثیر
من الصحابۃ معرفتہم بلغۃ العجم وقد رتبہم علی الخطبۃ بها
کثیر یدین ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یعلم اللسان العجمی والخض
ولرووی وکسلمان انفارسی کان یعلم الفارسیۃ ومع ذلک لم یأمرہم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخطبۃ بلسان العجم مع سوا حاجۃ
الیہ ومعرفتہم بہ فی شئ، من اکا حادیث علی انہ قد ثبت من
الاحادیث الصحیحۃ والمیریۃ النبویۃ حضور العجمین عنہ صلی اللہ
علیہ وسلم وحداناً وجماعات وجماعات فی اقل مروجہ لا یعرفون
العربیۃ فان کان لغتہم الخطبۃ الخاضعین من ضروریات الخطبۃ
فتقدم حاجۃ الی ترجحہ بلسانہم ولیرفعہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مع القدردۃ علیہ با تمامۃ ترجحان من جماعۃ الصحابۃ فعلم
ان مواظبۃ علیہ سلام علی اللغۃ العربیۃ فی الخطبۃ لیس بمغض
کونہ عربیاً وعلی سبیل جرأت العادۃ کا ظنہ بعض الفضلاء بل
کانت ذلک مقصوداً منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والحاصل انہ
جعل الخطبۃ بالعربیۃ سنۃ مؤکدۃ۔

اسی تقریظ میں محدث الہند حضرت ثناء ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ فی ارض اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں جو انہوں نے شرح شریعت میں ذکر فرمایا ہے: ولما کلا خطبنا خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبلغنا لہ وہلم جفا فنفتنا وجود اشیاء فیہا الحمد للہ شہادۃ والصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والامر بالتقوی وتلاوة آیتہ والامر بالمسلمین فی المشارق والمغارب بہ مع ان فی کثیر من الاقالیہم کانت للمخاطبوت اجمعین۔

آگے امام نووی رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں جو انہوں نے اذکار کتاب محمد اللہ تعالیٰ میں ذکر کیا ہے، ویشرط کونہا یعنی خطبۃ الجمعۃ وغیرہا بالعرفیۃ انتہی والحاصل ان اللغة العربیۃ فی الخطبۃ سنۃ مشککہ عندنا وکن ترک العربیۃ وجعلہا بالعجمیۃ مکروہ تحریمًا وتارکہا آثم ولا سیۃ المدا من علیہ۔

اسی موقع پر صاحب تقریظ ایک اعتراض کو نقل کر کے اس کا وفیر بھی فرماتے ہیں، ولا یورد علینا ما نحن علیہ فی رد المحتار من ان ترک الواجب مکروہ تحریمًا وتوکل الشک تنزیہًا وإيضاً صرح بہ الخلی فی شرح المنیۃ حیث قال والمراد بہا ما لزمہ ترک الشک وهو کراہۃ تنزیہیۃ او ترک واجب وهو کراہۃ تحریم کما ذکرہ المصنف فی رسالہ خذ زیدۃ التحقیقات وذاک لان المحکم بتنزیہیۃ الکراہۃ فی ترک الشک انما هو اذا لم یخاطبہ فیدع من احداث بدعۃ او امان علی ترکہا والا فالنقصا مبرحون بکونہ آثماً فضلاً قال الشافعی فی اوائل سنن الوضوء وہی سنن المشوکۃ القریبۃ من الواجب التي یضلل تارکہا لان ترکہا تشوہ بالمذنب۔ (رجا ص ۱۱۶) تقر قال فی المصنفۃ والاستغشا فی لو ترکہما اثم علی النعمین۔ (در سراج) وقال فی الخلیۃ لعلہ محمول علی ما اذا جعل المتروک مادة لغو من غیر علیہ کما قالوا مثله فی التلیث۔ (دشامی ج ۱ ص ۱۶۰) وقال فی البدائع لان من لم یؤدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ فقد ابتدع فیلحقہ الوعیہ۔ (ردائع المعانی ج ۱ ص ۱۶۰) قلت والسر والوہید

تولہ علیہ السلام فی حدیث الاعراب من زاد علی طحا انقص فقد تعدی وظلوا۔ ومن ہذا الجملة وختم ان تارك العربیة فی الخطبة آثم مبتدع فانما لا بد ان یستفاد من الخصال ان اختص من اللغة العربیة فی الخطبة وان حصان فی الخصال من انہن الا انہ لعلق بتوکلہ امور آخر من ابلع بدعة وآثم لا دمان علی تارك اللغة وتارك البدعة واجب فجاد الوجوب من ہذا التقییل لا یحقق المواظبة علیہ وبالجملة فالحكم بوجوب العربیة وآثم تاركہا فی خطبة الجمعة وان ترجعہا بغیر العربیة بدعة حق لا ما یب۔

اسی طرح حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے "امداد الفتاویٰ" میں بھی تحریر فرمایا ہے: چنانچہ کہتے ہیں: قرآن مجید اور خطبہ دو قول کا اصل مقدمہ ایک ہی ہے، چنانچہ خطبہ کو قرآن مجید میں ذکر اللہ فرمایا ہے۔ یہی لفظ ذکر قرآن مجید کے لیے فرمایا ہے: **إِنَّمَنْتُ لَكُمْ لِنَا السُّبْحِ كَرِّ وَأَنَا كَلَّمَ جَاءَ وَطَوْتُ** ہ بلکہ قرآن مجید کے لیے لفظ ذکر اللہ یعنی اللہ کی تعریف ہی وارد ہے۔ **وَأَنَّهُمْ يَكْفُرُ بِالْعَلِيِّ** ہ۔ پس اگر لفظ ذکر اس پر دال ہے کہ اس سے لوگوں کو ان کی زبان میں نصیحت کی جاوے تو چاہیے کہ قرآن مجید کی جگہ بھی یا اس کے ساتھ تہذیب و تمدن کی زبان میں ترجمہ پڑھا جاوے بلکہ لفظ ذکر اللہ اس پر زیادہ دال ہے، اور اگر قرآن مجید سے تفہیم ناس کو خارج نماز کے ساتھ مخصوص کیا جاوے اور نماز میں محض تلاوت کا حکم کیا جاوے تو خطبہ سے تفہیم ناس کو بھی خارج بیعت خطبہ کیا جاوے۔ مثلاً خطبہ سے قبل یا نماز کے بعد پھر عز و جہ، تنہیم کو حضرات صحابہ کرامؓ ہم سے زیادہ جانتے تھے، اور روم و قاری اس وقت فتح ہو چکا تھا اور حضرات صحابہ کرامؓ میں ان زبانوں کے جاننے والے بھی موجود تھے، پھر کیا وجہ کہ اُس وقت ایسا نہیں کیا گیا؟ پھر اگر سامعین میں اُنھیں دس زبانوں والے ہوں تو کیا خطبہ کے لیے یہ شرط ہوگی کہ وہ سب زبانوں کا ماہر ہو، اگر نہیں تو پھر دوسری زبانوں والوں کی کیا عزت ہوگی؟ نیز اسی بحث میں حضرت تھانویؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ جمعہ کا خطبہ عربی زبان کے سوا کسی اور زبان میں پڑھنا خلاف سنت ہے متواتر ہے اس لیے منوع ہے۔ انتہی۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب نور اللہ قادری نے ”مجموعۃ الفتاویٰ“ میں اس بارہ میں تفصیل سے کلام کیا ہے، چند عبارات حوالہ نظم کی جاتی ہیں:-

”سوال خطبہ جمعہ اردو زبان میں یا فارسی زبان میں یا اردو و فارسی اشعار میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور جو ہے تو کس کتاب میں مذکور ہے؟ بیسوا و آواز و آواز
هو العليم الغبيو۔“

”جواب: خطبہ جمعہ اردو زبان میں ضرر ہو خواہ نظم اور اسی طرح فارسی زبان میں بھی نہ ہو یا نظم، وعلى هذا القياس۔ جو خطبہ کہ اس کی کچھ عبارات لغت عربی میں ہو اور کچھ زبان فارسی یا اردو وغیرہما میں نظم ہو یا شعر کہ وہ کلمہ است تحریری ہے کیونکہ مخالفت ہے سنت حدی کے، اس لیے کہ بغیر خدا علی التیستہ والتناء اور صحابہ کرامؓ نے علی الدوام خطبہ زبان عربی میں پڑھا ہے اور اس وقت کسی سے خطبہ پڑھنا غیر زبان عربی میں منع فرمایا نہیں ہے، جیسا کہ کتاب ”آکام النفاثین فی اداء اللہ کا ربلسان الفارس“ میں مسطور ہے، وھذا عبارتہ انکراہیۃ انما ہی انما لغت السنۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ قد خطبوا داما واما انما بالعبسۃ ولہ یستقل عن احد منهم انھم خطبوا خطبۃ فلو خطبہ غیر الجموعۃ بغیر العربیۃ۔ انہی

اور یہ پوشیدہ نہ رہے کہ بلاشبہ احادیث خطبہ غیر عربیہ کا نہیں ہے مگر نہ سمجھنا عجم کا بیانات عربیہ کو، حالانکہ یہ امر ضرور ثلثہ میں بھی موجود تھا، اس واسطے کہ جب اطراف مختلفہ میں بلاد و امصار مفتوح ہوئے اور اکثر زبان فارسی و حبش و روم وغیرہ کے مشرف بہ اسلام ہوئے، وہ لوگ مجالس شعائر اسلام مثل جمعہ و عید وغیرہما کے حاضر ہوتے تھے اور ظاہر ہے کہ ان لوگوں کو بوجہ عدم وثوق لغت عرب کے شعور فہم عبارات عربیہ کا نہ تھا یا اس ہمہ کسی نے رہایت فہم اشخاص عربیہ عجمیہ کے غیر زبان عربی میں خطبہ پڑھا، باوجودیکہ تعلیم و تفہیم کے اعتبار و علماء کی مثال سے ہے مقتضی اس کی حق، جبکہ ایسا نہ ہوا تو خطبہ عربیہ کے مکروہ ہونے میں جراثیم تردید ضلالت کا ہے کچھ شک نہ رہا۔ الی آخر ما قال و طالع نور اللہ۔ سرور اللہ۔“

محققین کی ان تصریحات کو مد نظر رکھ کر ثابت ہوتا ہے کہ متعدد دوسرے میں کا خطبہ پر دستور عربی زبان میں رکھا جائے اور اس کا دوسری زبان مثلاً اردو یا فارسی وغیرہ میں بدل دینا مکروہ تحریش ہے۔

(۲۱) آپ کے اس سوال کا جواب سوال اول کے جواب کے ضمن میں ہو گیا ہے امام اٹھایا جاتا ہے کہ خطبہ عربی سے پہلے و قضا و تبلیغ کرنے میں یہ اشکال رفع ہو سکتا ہے، خاص خطبہ کے الفاظ کے معانی اور مطالب لوگوں کو سمجھاؤ اس وقت کوئی شرط نہیں ہے۔

(۲۲) خطبے میں کسی کا شخصی نام لانا شرط نہیں ہے، فقہاء اسلام خطبے کے متعلق جو تفصیل بیان فرماتے ہیں اس میں کہیں اس کا ذکر نظر سے نہیں گذرنا مشہور فقہاء کی حاکمیت ہی میں ہے کہ خطبہ کے شرائط میں سے ایک شرط خطبہ ہے۔ روئے سحا الخطبۃ قبلہا)۔ اے خطبہ میں، الخطبۃ لثقل علیٰ خدوش وسنة فافترض شیئاً من النوات فی قولہ و لثانی ذکر اللہ۔ آیت لکھتے ہیں اور امام سنیہ (فخصیۃ عشر)۔ خطبہ کی تفصیل میں بھی کہیں کسی بادشاہ کا شخصی

نام ذکر کرنے کی تصریح نہیں ہے، علیحدہ بھی کوئی تجویز یہ دستیاب نہیں ہو سکا، اس لیے بہتر یہی ہے کہ خطبے میں شخصی نام نہ لایا جائے، خطبہ میں اوصاف پر رُخا اور ترغیب و ترہیب ہونی چاہیئے، جیسا کہ خطیبوں میں اسلاف کا مقول رہا ہے کہ ان کے فعلیوں میں یہ الفاظ موجود ہیں، والسلطان المسلم ظل اللہ فی الارض من، ہذا سلطۃ اللہ فی الارض احب اللہ،

خدا یا مانتو، دی، واللہ اعلم



عیدین کی نماز کتنے دنوں تک ادا کی جاسکتی ہے | **سوال :- عید الفطر و عید الاضحیٰ کی نماز کتنے دنوں تک ادا کی جاسکتی ہے؟**

الجواب :- اگر عید الفطر کی نماز بوجہ شرعی مجبوری کے نہ پڑھائی جائے تو دوسرے دن پڑھی جاسکتی ہے اس کے بعد جائز نہیں اور عید الاضحیٰ کی نماز تین دن تک جائز ہے بشرطیکہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے ترک کی گئی ہو۔

لما قال العلامة طاهر بن عبد الوہید البخاری، ونوزلت الشمس يوم الفطر قبل ان يصل صلاة العيد سقطت صلاة العيد وكالصلوة من الغد، لا، فتؤا بعد في قبيل من الغد قبل الزوال وان زالت الشمس من الغد سقطت صلاة العيد سواء تركوه بعد الزوال وبغير عذر وفي عيد الاضحى اذا لم يصل من الغد حتى زالت الشمس يصل بعد الغد قبل الزوال فاذا زالت الشمس في آخر ايام النحر ولم يصل سقطت سواء كان يغدوم او يغرب عن مكة غير ان التاخير ان كان بعد مكة لا يلحقه حر الكوفة وان كان يغرب عن مكة فقد اساءوا۔ رحمه الله الفتوى ج ۱ ص ۲۱۳ باب صلاة العیدین ص ۱۳۵



له وفاته ندية، وتؤخر صلاة عيد الفطر الى الغداة تنعم من اقامتها عند ربك ثم عليهم السلام و شهد عند الامام بعد الزوال اوقبله بحيث لا يمكن جمع الناس قبل الزوال وصلاتها في يوم غير فطر انما وقعت بعد الزوال ولا تؤخر الى بعد الغد ولا تمام وصلاتها مع الجماعة وفاتت بعض الناس لا يقضيهما من فاتته خرج الوقت ولم يخرجوا واذا حدث عذر يمنع من الصلوة في يوم الاضحية وصلها من الغد وبعد الغد ولا يصلها بعد ذلك، تتم العدة من ههنا حتى انكرا ههنا حتى لو اخرجوها الى ثلاثة ايام من غير عذر جازت الصلوة وقد ساءوا وفي الفطر يلجوا زحى لو اخرجوها الى الغد من غير عذر لا يجوز۔

(افتاوى اسعدية ج ۱ ص ۱۳۵ الباب اسابع عشر في صلاة العيد)

ومثله في المطعناوى عا شيه مراقى الفلاح ص ۳۹۹ باب صلاة العیدین۔

○ جہ کے دن طور پر ان مریضوں اور سافرین کے لیے بھی نماز جہ سے پہلے نوافل پڑھا کرو، جتنے
○ عیدین کی تاریخ کو ہمیں ادا کرنا مسنون ہے، ایسے معذوروں کے لیے نماز جہ میں نماز جہ ادا
کرنا جائز ہے۔

○ نماز جہ کا جماعت ہونا شرط ہے لہذا کسی وجہ سے نماز جہ کی جماعت میں شریک نہیں ہو
سکتا تو تنہا نماز جہ ادا نہیں کر سکتا مگر کسی کی نماز جہ کسی وجہ سے فاسد ہو گئی ہو تو اس کی
قضا واجب نہیں ہے۔

○ اگر کسی شرعی مسئلہ کو وہ سے نماز جہ پہلے دن پڑھی جائے تو دوسرے دن نماز جہ پڑھ لیں۔
○ اگر کسی کو واجب نماز تکبیریں چھوٹ گئی ہوں اور وہ امام کے ساتھ قیام میں اگر شریک ہو تو
نیت باندھ لیجئے بعد وہ سب سے پہلے تین نماز تکبیریں کہے خواہ امام نے قرأت شروع کر
دی ہو یا نہ کی ہو۔

○ ایک شخص نماز کی دوسری رکعت کے رکوع میں شریک ہو تو ایسے موقع پر اُترے تیس
ہو تو تین تکبیریں کہہ کر رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا تو وہ پہلے کھڑے ہو کر تینوں
تکبیریں کہے اس کے بعد رکوع میں شریک ہو جائے۔ اگر ایسے شخص کو رکوع چھوٹ جانے کا
خوف ہو تو وہ رکوع میں شریک ہو جائے اور سبحان واجب، لاعلیٰ کی بجائے رکوع ہی میں زائد
تکبیریں کہے مگر رکوع میں اتھرتا اٹھاتے ہیں۔

○ اگر تینوں تکبیری پوری کر سکتے ہیں پہلے امام صاحب رکوع سے سرائٹھائیں تو وہ بھی امام کا اقتدار
میں کھڑا ہو جائے جس تکبیر زائد ہو گئی ہیں وہ معاف ہوں گی۔

○ اگر کسی کی ایک رکعت نماز جہ جاتی ہو تو اس کو چاہیے کہ امام کے سلام پھرنے کے بعد
دور سے ادا کرے سب سے پہلے قرأت کرے اس کے بعد زائد تکبیریں کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔

○ اگر امام صاحب رکوع سے پہلے زائد تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع کی حالت میں نہیں وہ
تکبیریں یا دائیں تو وہ حالت رکوع میں ہی تکبیریں کہیں قیام کی طرف نہ لوٹیں تاہم اگر غلطی
سے امام صاحب کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر انہوں نے زائد تکبیریں کہیں تو یہ صورت
بھی جائز ہے قازق فاسق میں ہوگی۔

○ انہوں کی شرکت کی وجہ سے عیدین کی نماز میں کعبہ نہ سہو معاف ہے۔
○ عیدین کا تقیہ کھڑے ہو کر پڑھنا سنت مؤکدہ ہے لیکن اگر امام کسی عیدین کی وجہ سے کھڑا

نہ ہو سکے تو بیٹھ کر خط پر صاف مارتے ہیں۔

مستحب یہ ہے کہ جو شخص عید کی نماز پڑھنے کی غلطی بھی پڑھنے، تاہم اگر امام کو کوئی شرعی عذر پیش آجائے تو وہ سراسر شخص ہی خطہ دے سکتا ہے۔

مسنون طریقہ یہ ہے کہ نماز طویل ہو اور خطہ مختصر ہو یا پوری نماز سے کم وقت میں خطہ ختم ہو جائے۔

صدقۃ الفطر صدقۃ الفطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضروریات غائے ملاوا سارھے ہوں تو نہ چاندی یا اسی وزن کے سونے ہوں و نہ زعفران یا

مال و جائیداد و تجارت کا مال ہو یا ساٹھ ماٹہ تو نہ سونا ہو یا اس وزن کے برابر زعفران یا زعفران کی ضرورت نہیں کہ اس مال پر مال گذر چکا ہو اگر کسی نے پان بہت مال ہے لیکن حق اس قدر ہے کہ اگر ادا کیا جائے تو ۵ کلو چاندی یا اس کی قیمت کا اسباب آتی نہیں، بنا تو اس پر

صدقۃ فطر واجب نہیں جس شخص کے پاس مذکورہ مال یا اس سے زیادہ ہو وہ اپنی طرف سے بھی صدقۃ فطر دے اور اپنی بالغ و لاداور بیوی کی طرف سے بھی دے۔

صدقۃ فطر ایک آدمی کا بونٹ انگریزی پیسے دو سو گندم ہے یا اس کی قیمت اور جو کچھ

ہے اپنے عزیز و اقارب سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ ایک شخص کوئی آدمیوں کا صدقۃ فطر دیا جائے تو درست ہے اور اگر ایک آدمی کا صدقۃ فطر کئی جھٹا ہوں کو دیا جائے تو بھی درست ہے۔

عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا بہت زیادہ خوب کا باعث ہے۔ جس نے کسی عذر یا غفلت سے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقۃ فطر واجب ہے بشرطیکہ مذکورہ بالاستعداد کا مال

رکھتا ہو۔ صدقۃ فطر حذقی یا امام وغیرہ کو اہریت میں دینا جائز نہیں۔ صدقۃ فطر مسجد کی تعمیر اور اسی کے مصارف میں لگانا بھی درست نہیں۔

الحمد لله على ما افاض الله من نعمه علينا، بحسب صلوة النبي عليه صلوات

الجمعة - (الهدية: ۱۰۱) باب العیدین

الحمد لله على ما افاض الله من نعمه علينا، بحسب صلوة النبي عليه صلوات

و غفر له خطيئته و بسند احسن نيا به و لو غيبر بعض ثم عروجه الله الى الجنة .

رائد المختار على صدره د ختار ج ۲۸ باب العیدین

۱۱۔ جس راستے سے جائے اسی کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔

(ہشتی زیور ص ۱۱۱ عیدین کی نماز کا بیان)

۱۲۔ لما قال العلامة ابن کثیر الحداد الیمی، وکما یکس فی طریق المصلی عند اذ حقیقة یتجر جہراً اما من قسب و لهذا فی يوم النطر لان الاصل فی الثلث الاخذ۔

(الجمهورية النیوی ج ۱ ص ۱۱۱۔ باب العیدین)

۱۳۔ لما قال العلامة المحقق، ولا تتفضل قبلها مطلقاً.... وکذا لا یفضل بعدھا فی مصلحا وان تتفضل بعدھا فی اذیت جائز۔ والدولختہ علی ص ۱۱۱ الحداد۔

جلد ۲ ص ۱۱۱۔ باب العیدین)

۱۴۔ قال العلامة المحقق، ویصلی الامام بہم رکعتین مثلیا قبل الزائد وھما ثلاث تکبیرات فی کل رکعة۔ (الدولختہ ص ۱۱۱ الحداد ج ۲ ص ۱۱۱۔ باب العیدین)

۱۵۔ فی الہندیۃ: ویستحب ان یفتح الخطبة الاذنی یتبع تکبیرات تدری والثانیۃ یسبح۔ (الفتاوی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱۔ باب العیدین)

۱۶۔ ویسن خطبتان.... بحلۃ بینھا۔ (الدولختہ ص ۱۱۱ الحداد ج ۲ ص ۱۱۱۔ باب العیدین) مثلاً وہ محدثان اور لوگ محرمی وہ سے نماز عید کے بعد میں ان کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھا مکروہ ہے۔ (ہشتی زیور ص ۱۱۱ الحداد ج ۲ ص ۱۱۱۔ باب العیدین)

۱۷۔ قال العلامة طاهر بن عبد الرشید البخاری، والسنة ان ینخرج الامام الی اجانۃ و یتخلل غیرہ فیصلی فی المصلی بالضعفاء والمرضى ہما علی ان صلوة العیدین فی موضعین جائزۃ بالاتفاق۔ (خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۱۱۔ باب العیدین)

۱۸۔ فی الہندیۃ: ولو صلاھا مع بالجماعۃ وقاتت بعض الناس لا یقضیھا من فاتتہ عنہم الوقت أو لم یخرج۔ (الفتاوی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱۔ باب العیدین)

۱۹۔ قال العلامة ابوالبرکات السنقر، وان فاتت مع الامام وتؤخر بعدہ الی القدر تقط۔ (کنز الدقائق علی هذا مشن البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۱۔ باب صلوۃ العیدین)

۲۰۔ لما فی الہندیۃ رواشی راجع الی الامام فی الركوع فی العیدین فانہ یکبر الاغتتاج قائماً فان امکنہ ان یأقی بالتکبیل ویدرک نعلی ویکبر علی رُکبۃ نفسه وان لم یکن رکع اشتغل بالتکبیرات ولا یزعم بدید۔ (الفتاوی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱۔ باب سابع عشر فی صلوۃ العیدین)۔





باب حقوق الزوجین

زنا و نذر بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق کے بیان میں

سوال :- اگر وہ شرع بیوی پر نذر کے اور
بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق کا حکم

الجواب :- نذر اور بیوی کے ایک دوسرے پر بہت سے حقوق ہیں جن کو ذکر کرنا اور
پورا کرنا اگر وہ شرعیت مطہرہ لائے ہے ان میں بعض حقوق مشترک ہیں اور بعض خاص ہیں مثلاً
مهر ان نفقہ، سود، مکان، اخراجات الزوجه، عدل و انصاف وغیرہ بیوی کے حقوق مفردہ ہیں اور
بہتر امور میں نذر کی حالت است اس کی نذر کی حفاظت و اصل عصمت کا تحفظ، مال و اولاد وغیرہ کی
حفاظت، نذر و حق تہرب، در عورت کا بعض دن کس سے پاک ہونے پر جنابت کے لیے غسل
کرنا اور دیگر نذر کے حقوق مفردہ ہیں، اور ایک دوسرے سے حسن معاشرت، نرمی کا مظاہرہ اور
ایک دوسرے کی تعریف و برکت کرنا وغیرہ حقوق مشترک ہیں لیکن نذر کی دوسریوں کی نذر کی چیز
سے اس کا حق عورت پر زیادہ ہے۔ وید، علیہ ما یأتی۔ فالله سبوتہ و تعالیٰ، بزجائی
فزیلوا علی الجناء ابو ذر، بیان ۲۰۰۔ وکھن مشائی علیہم ذلیک لیا علیہم ذریعہ
رسولہ البقرہ ۲۱۷۔ وکھن مشائی ۲۱۷۔ (سورۃ النساء آیت ۱۹)

وذر منشی منی غلہ علیہ وسلم و ان لزوجہ خلیفۃ حقہ و یجب علی ہر دین ہر دین ہر دین ہر دین
و استوصوا بالنساء ان کفرنا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۸۹) کہ جب انکار کا مطلب

سوال :- اگر کوئی شخص بیوی کو نفقہ دینے
بیوی کا نذر کے مال سے اپنا حق وصول کرنا

کر دے نذر کے مال سے اپنا حق اس کی اجازت کے بغیر وصول کرے ؟

الجواب :- اگر نذر کا بیوی کو نفقہ دینے سے انکار کی ایسی وجہ ہو جس میں عورت
کے کسی جرم کا دخل نہ ہو تو نفقہ پر نذر و عورت کا حق ہے اور وہ کسی سبب سے نذر کے مال سے

نذر و انکسار سے نہیں۔ (بہر رایت ج ۲ ص ۲۸۹) کہ سبب انکسار + و الفقه دسوی

و کھن مشائی ۲۱۷۔ (الفصل السابع، حق الزواج و واجباتہ)

ایمانی و صواب رکعت ہے : اجماع اگر کسی عورت کی نافرمانی کی وجہ سے خاندان نے اس کو نفقہ سے محروم کر رکھا ہو تو پھر عورت کو نافرمانی کی وجہ سے اس کا یہ حق پائی نہیں رہتا ۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت ان ہند بنتنہ ثعلبہ قالت یارسول اللہ ان باسنان رجل شیخ ویس یطیبی ما یکنفی ولدی الا ما خذت منه وهو لا یعلم فقال خذی ما یمیکک وولدتک بالمعروف . متفق علیہ . (مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص ۱۹ کتاب النکاح ج ۱ ص ۱۰۰)

ایک بیوی سے زیادہ محبت رکھنا دوسری بیویوں کی حق تعالیٰ نہیں [آدمی کی تین یا پندرہ یا بیس بیویاں ہوں اور ان میں کسی ایک کی طرف اس کا قلبی میلان اور اس کے ساتھ محبت زیادہ ہو تو کیا اس سے دوسری بیویوں کی حق تعالیٰ لازم آتی ہے یا نہیں ؟

الجواب : اگر تین یا چار بیویوں میں سے کسی ایک کے ساتھ کسی وجہ سے بھی محبت زیادہ ہو اور دیگر حقوق میں سب کے ساتھ برابری اور عدل کرنا ہو تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ، شریعت معذہ کی نظر میں طائفہ ایسے حقوق کا محقق ہے جو اس کے دائرہ اختیار میں ہوں بلکہ ایک سے زیادہ بیویوں میں سے کسی ایک کے ساتھ قلبی محبت اس کی قدرت سے باہر ہے ۔

قال فی الہندیۃ : ومتایجب علی الاذواج طسما بعدل والتسویۃ بینہن فیما یمکنہ ونبیوتہ عندہا لمحبۃ والتواضع لایما لا یمکنک وهو الحب والجماع ۔
رافعاوی الہندیۃ ج ۱ ص ۵۴۲ الباب السابع عشر فی النفقات ص ۵۴

سُئل قال فی الہندیۃ : فی کل موضع کان لفلان ان یقضی لہ بالنفقة فلہا ان تأخذ من مال الزوج ما یکفیہا باسعر وہ غیر قضاء ۔

(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۵۵۵ الباب السابع عشر فی النفقات)

وَمِنْهُ لَفِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۴ ص ۱۹۱-۱۹۲ باب النفقة ۔

سُئل قال الشیخ الکاسانی رحمہ اللہ : دروی عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلم کل یبدل بینہما فی القیمۃ ویقول اللهم خذہ فکسبہ فیما املت فلا تقاض فی فیما تملک ولا املک ۔

(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۳۳۳ باب النفقات)

وَمِنْهُ لَفِي الْمَدِينَةِ عَلَى مَشْرِقِهَا وَخَارِجِهَا ج ۲ ص ۱۰۰ کتاب النکاح باب النفقات ۔

بیوی کے لیے علیحدہ مکان کا انتظام کرنا قانون کی ذمہ داری ہے | سوال باکر بیوی
 وہاں باپ کے ساتھ رہنا پسند نہ کرے اور اپنے رہنے کے لیے علیحدہ مکان کا مطالبہ کرے تو کیا
 قانون کے ذمہ لازم ہے کہ اس کے لیے علیحدہ مکان کا انتظام کرے ؟

الجواب :- اگر بیوی کسی دوسرے خاوند کے عزیز و اقارب کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی جو
 تو خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کے لیے علیحدہ مکان کا انتظام کرے یہ ضروری نہیں کسی علیحدہ
 جگہ میں مکان بنانے کی تکلیف کرے بلکہ گھر کے اندر ہی اگر کوئی ایسا کمرہ بیوی کے لیے ہو
 جس میں کسی دوسرے کا عمل دخل نہ ہو تو پھر بھی اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے ۔

قال ابن عابدین رحمہ اللہ : وکذا یحب لها ان تسکن فی بیت خالی عن اهلہ سوى
 طفلہ الذی لا یفہم الجائع وامتہ وایم وولدہا من غیرہ . (اور خاوند کے علاوہ صرف طفلہ ^{۱۱۹})

سوال :- ایک لڑکے اور لڑکی کے درمیان نکاح
 خاوند بیوی کی رضا مندی کے بغیر ایسے ہو گیا ہے ۔ لڑکا کسی دوسرے ملک میں رہتا ہے
 کسی دوسرے ملک میں ساتھ نہیں آجاسکتا | اور وہ لڑکی کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے جبکہ
 لڑکی اور اس کے والدین یہ نہیں چاہتے کہ لڑکی اس کے ساتھ دوسرے ملک چل جائے تو کیا خاوند
 کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیوی کو ساتھ لے جائے ۔ کے لیے طاقت استعمال کرے ؟

الجواب :- اگر لڑکی اور اس کے والدین واقعی نہ ہوں تو لڑکا لڑکی کو جبراً اپنے ساتھ
 کسی دوسرے ملک نہیں لے جاسکتا ۔

قال فی الہندیۃ : وکتبیر من المشائخ علی أنہ لیس للزوج أن یسافر بہا فی زعمہا

لہ قال ابن عیینہ : ای لیسکان لزوجة علی زوجها ان من کتابتھا یحب لها ان تنفق وقلنا جہانہ طلق
 کا واجب النفقة . بقولہ تعالیٰ : سَتَكُونُ مِنْ خِثِّ مَكْنُكُم مِّنْ ذُنُوبِكُمْ۔ اسی میں خاتمہ ہوا
 تعلیق یہ جملہ اؤز خاتون اور عاریۃ اجماعاً واداً وجبت حقاً لہا لیس نہ اؤز یشتغل
 غیر صان شہا متضرر دیم ولوکات الخلاء مشترکاً بعد ان تخلقه بخصہ ولیس لہا ان
 تطاہر بمسکن الخ۔ (ابن عرقلہ) ج ۴ ص ۱۹۳ (باسب النفقة)

ترجمہ فی الہندیۃ ج ۱ ص ۵۵۶ الباب السابع فی النفقات ۔

بیوی کے علاج معالجہ کا فریضہ کس کے ذمہ ہے | سوال :- شادی کے بعد بھاری کے دوران

فریضہ کرنا تو کیا وہ بیوی پر غاوند سے ملے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب :- بیماری و مرض کے دوران کا فریضہ شرعاً غاوند کے ذمہ نہیں تاہم اگر غاوند قریح کرے تو باحتیاط بہرہ۔

فتاویٰ ہندیہ : فلا یجب الدواد للمرض ولا اجرة الطیب ولا انفصال الجملۃ۔
المناوی النہیۃ ج ۱ ص ۵۴۹ الباب السبع عشر فی النفقات۔

حالیہ بیوی سے جماع کرنے کا مسئلہ | سوال :- کیا بیوی سے حالت حل میں جماع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر مرض اور تکلیف نہ بنے کا خطر نہ ہو تو حالیہ بیوی کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے۔

فتاویٰ ہندیہ : وأما إذا أقر الزوج أن الحمل منه فالتكاح صحيح بالاتفاق
وهو غیر ممنوع من وبلکہ ہا۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۵۴۹) الباب السبع عشر فی النفقات۔

نابالغ بیوی سے جماع کرنا | سوال :- کیا غاوند اپنی نابالغ بیوی سے جماع کر سکتا ہے؟

الجواب :- بیوی کے ساتھ جماع کرنے کے لیے عمر کی کوئی خاص قید نہیں بلکہ جب بھی محکمہ میں جماع کے لیے قربت برداشت پیدا ہو اور اس سے جماع کرنے کے کسی بیماری کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی حالت میں نابالغ بیوی کے ساتھ جماع کرنے میں کوئی حرج نہیں تاہم اگر بیوی کی حالت ایسی ہو کہ بالغ ہونے کے باوجود اس کی صحت جماع

لہ قال ابن عابدین رحمہ اللہ :- وعليہ ما قطع به (صتان لا الدواد للمرض ولا اجرة

الطیب ولا انفصال الجملۃ)۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱) الباب النفقات۔

وہیئتہ فی البحر الرائق ج ۳ ص ۱۴۰) الباب النفقات۔

لہ قال ابن قیم : أما التزوج الزانی نہا (طوا ملة) فماتراً اتفاقاً وتستحق النفقة عند الكل

ویرل وھیہا عند الكل کما فی النہایۃ۔ (البحر الرائق ج ۴ ص ۲۸۱) الباب النفقات۔

وہیئتہ رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱) الباب النفقات۔

سے استثناء کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ کہ اس کی حالت میں نفس زام سے بچنے کا امکان ہو
الجواب:- مذکورہ اندر رکی وجہ سے ایسی بیوی سے استثناء، البتہ اگر ایسا موجب ورنہ
 مکروہ نہیں ہے۔

قال ابن عساکر: ورجوعہا، یعنی بعد زوجتہ واولادہا، وینسب لہا انشاءً فی

لحدود عن الجہود، اے بیوی، واپس آ۔ وہ تراہقہ مذکورہ پر رزاقیہ ۲۴۵۱

بیوی کے برہنہ بدن کو دیکھنا۔ اس سوال کا کیا نام؟ بیوی کا برہنہ بدن جانچنے کے وقت
 یا اس کے علاوہ دیکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:- قرآن کریم کے اندر بیان ہوئی بات کو ذائقہ نہیں مناسبت معلوم ہوتا

ہے کہ یہاں بیوی کے درمیان زخمہ از درواجہ کی وجہ سے پردہ کی کیفیت باقی نہیں رہتا اس لیے

یہاں بیوی کے لیے ایک دوسرے کے بدن پر نظر ڈالنے سے کوئی حرج نہیں تاہم فقہاء اگر کہتے
 مگر مگرہ پر نظر ڈالنے سے احتساب کرنے کو بہتر سمجھتے ہیں۔

قال الطبرانی تحت قول الترمذی: وینظر الرجل الى امرأته وروضة یعنی عن

شہوة وغیر شہوة قال علیہا نقیۃ ولسلاہ غرض یہ کہ اگرچہ زوجتک وامانت دہا

روی عن عائشۃ قالت کنت اغمسل اثماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اثار واحد

راہیہ حراواتی ۳۸۸ سنن ابی داؤد ۸۸۸ سنن ابی یحییٰ۔ فصل فی النظر:

۱۔ قال ابن تیمیہ رحمۃ اللہ: وینظر الرجل الى امرأته باکف خارج رمضان ان امرأته

شہوة لا عمل لقوله علیہ السلام تاکہ البدن ملعون وان اراد المسلمین الشہوة یروج سالما

یکون علیہ ویل۔ والبیہ الرائق ۲۴۲ باب ما یفسد العموم ما لا یفسد

ومثله فی الہندیۃ ۲۸۱ ابواب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد۔

۲۔ قال فی الہندیۃ: اما انظر الى زوجتہ وملوکتہ فهو حلال من قریبھا فان

قد ہما عن شہوة وغیر شہوة وھذا اظہر الا ان الاوئی ان لا یمنظر حصل

واحد متھما رائی عورتہ ما عہہ کذا فی البدیۃ خیرۃ۔

۳۔ الفتاویٰ الہندیۃ ۳۸۸ سنن ابی داؤد ۸۸۸ سنن ابی یحییٰ۔ فصل فی النظر: ۱۔

ومثله فی بدائع الصنائع ۳۸۸ کتاب الاستحسان۔



الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريه باجسار

باب شرائط الطلاق

(طلاق کی شرائط اور اسکے احکام و مسائل)

نکاح سے پہلے دی گئی طلاق کا اہم ہے | سوال :- ایک شخص نے خیر کے بعد نکاح سے قبل اپنے صسر کو خط لکھا کہ آپ کی بیٹی مجھ سے زد ہے اور مجھ پر طلاق ہے، کیا اس کے بعد ان دونوں کے درمیان نکاح جائز ہے؟
الجواب :- جو کہ طلاق قبل از نکاح کا اہم ہے لہذا صورت مسئلہ میں اس کا غلط جواب کہ بعد میں نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

قال العلامة ابن نجيم... قلنا قوله لاجتبية ان قدرت، زيا... فاطمة فليكنه خذارت.
وقال، بعد المذاهب والاقتضاه، والد الخلفاء ما سبق رد المحتار ۴/۵۴۹ کتاب طلاق، مذهب
التعليق (مراد به النجاشة دون الشرط) لہ

طلاق میں انصاف ضروری ہے | سوال :- ایک شخص کو طلاق دینے پر مجبور کرتے ہوئے دُعا پڑھا کہ یا گیا جس سے وہ شخص جو اس باخت ہو گیا اور طلاق دیتے وقت یہی کہنا ہے کہ اس کے باپ کی جگہ دادا کی طرف نسبت کی، کیا والد کے نام میں غلطی سے طلاق پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- طلاق پر تلفظ کرتے وقت اگر وہ مؤثر نہیں اس لیے جبر واکراہ کے باوجود طلاق واقع ہو جاتی ہے، قانونہ عموماً اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے، اس لیے صورت مسئلہ میں باپ کی طرف نسبت نہ کرنے کے باوجود صرف عورت کا نام لینے سے طلاق واقع ہو جائے گا ایسا دعا باپ کی جگہ دادا کی طرف نسبت کرنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا، بظاہر طلاق کے واقع

لہ وقال العلامة ابن نجيم... قلنا قال لاجتبية ان قدرت زيدا فان طلق فليكنها خذارت
لو تطلق لانه حين صد ولا يسمع جعله ايقاناً لعدم العمل .

(المراد من جزم في كتاب التعليق، تحت قوله قلنا قال لاجتبية)

وتمثل في فتح القدير ج ۳ ملا ۱ کتاب طلاق، باب الايمان في الطلاق۔

ہوئے جس کوئی اسرا بائع نہیں۔

قال العلامة ابن عیاض یروی: یؤید امرأۃ طلق او قال طلق امرأۃ ثلاثا ونزل لم یمن امرأۃ یصدق ویضیم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأۃ لان النکاح انما من لحد امرأۃ ما یخلف بعتلها من بطلان غیره وقال: یصرف ما لو ذکر نسبها او اسم ایہا او مہا او ولی ہا۔۔۔ فقد صرحوا بانہا تطلق وانہ لو قال لم یمن امرأۃ لا یصدق قطعاً اذا كانت امرأۃ کما وصف۔ رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۶ باب الصریح کتاب الطلاق برہ

بیوی کو ڈرانے و مہکانے کیلئے طلاق کا لفظ کہتا | سوال :- کئی شخص نے بیوی کو ڈرانے و مہکانے کے لیے طلاق کا لفظ استعمال

کیا جبکہ اس کی نیت طلاق کی نہ تھی تو کیا اس سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- طلاق کے لفظ صریح میں نیت و ارادہ کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے اس لیے جب بھی عورت کو یہ الفاظ استعمال کئے جائیں تو اس سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

قال النبی علیہ السلاطۃ والسلام ثلاث جد من جد وھن لھن جد النکاح والطلاق واعتقاد۔ (تیسب الزنیۃ ج ۳ ص ۲۹۲ کتاب الامعات) ص ۲۹

طلاق کے وقوع کے لیے خاوند کا بلوغ شرط ہے | سوال :- والد نے نابالغ بیٹے کا کسی نابالغ لڑکی سے نکاح کر دیا اب دونوں خاندانوں کے تعلقات اس حد تک خراب ہو گئے ہیں کہ نوبت طلاق تک پہنچ گئی ہے

سے وقال العلامة ابن عجم انھری، وکنز لو لم یسبھا الی ایہا واما نسبھا الی اصھا او ولھا تطلق۔ وقال: فقال ذلك وهو یعلم نسب امرأۃ او لا یعلم طلق امرأۃ ولا یصدق قصار و فیہا بیتہ وہی: الله تعالى لا یقع ان کا ان کا یعرف نسبھا وان مہات لا یعرف یتیم ویانقہ۔ (البحر الرائق ج ۳ ص ۲۵۴ کتاب الطلاق)

وَمُشْلَةٌ فِي قِتْمِ الْقَدِيدِ ج ۳ ص ۳۵۳ کتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق۔

سے وقال العلامة المحقق: او مآلاً لا یقصد حقیقۃ کلامہ من رد المحتار علی ما مضی رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۴ کتاب الطلاق، مطلب فی المناہل التوضیح لا کرہ)

وَمُشْلَةٌ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۳ ص ۲۴۲ کتاب الطلاق۔

انہیں صورت کیا تا بالغ ہو کہ طلاق دے گا یا اس کا والد اس کی طرف سے طلاق دے کر موت کو فارغ کرے گا؟

الجواب :- ایسی صورت میں نابالغ خاوند خود طلاق نہیں دے سکتا کیونکہ طلاق کے وقوع کے لیے خاوند کا بلوغ شرط ہے اور نہ یہ اس کا اپنی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر سکتا ہے والد نابالغ بیٹے کا نکاح تو خود کر سکتا ہے لیکن اس کی طرف سے طلاق دینے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ ایسی حالت میں عورت خاوند کے بلوغ کا انتظار کرے گی، البتہ اگر کہیں عصمت نفس یا نان نفقہ کا مسئلہ درپیش ہو تو یہ بھی جو عورت حاکم وقت کی وساطت سے فیج نکاح کی ڈگری حاصل کر سکتی ہے۔

قال العلامة المحمدي: ولا يقع الطلاق بالحيث ولو مرأها.

(الدور المختار على هامش رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۲ کتاب الطلاق)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "الطلاق لمن اخذت قی۔"

(ابن ماجہ ص ۲۳۲ کتاب الطلاق) لے

بالغہ کو دی گئی طلاق کا حکم | اس سوال :- ایک شخص نے نابالغ لڑکی سے نکاح کیا اور ابھی وہ نابالغ تھی کہ اس نے طلاق بھی دے دی، کیا اس نابالغ لڑکی پر طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں؟

الجواب :- وقوع طلاق پر منکوحہ کا اعتبار ہے چاہے منکوحہ نابالغ ہو یا نابالغ، اس لیے نابالغ لڑکی پر طلاق کے وقوع میں کوئی مشیہ نہیں لڑکی مطلق ہو جائے گی۔

قال العلامة ابن عمامہ: فی بیان شرط الطلاق، فی الدرر الجدة ان تستکون

منکو حیة. وفتح القدير شرح: الهدایة ج ۳ ص ۲۳۲ کتاب الطلاق تحت شرط ۲ لے

لے وفي الهدایة: ولا يقع طلاق الصبی وان كان یعتق. (الغنی فی المہندیة ج ۱ ص ۲۴۶،

کتاب الطلاق، فصل فیمن يقع طلاقه وفیمن لا يقع طلاقه)

وَحُكِّلَ فِي الْهَدَايَةِ وَفَتْحِ الْقَدِيرِ ج ۳ ص ۲۳۲ کتاب الطلاق.

لے قال العلامة التبر تاشی: وحمله (روی الطلاق) انکو حیة.

(توضیروں لابصار علی هامش رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۲ کتاب الطلاق، عقب طلاق اللہ)

وَحُكِّلَ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ شَرْحِ كِتَابِ الدُّفَائِقِ ج ۳ ص ۲۳۶ کتاب الطلاق.

مجنون کی طلاق کا حکم | سوال :- اگر ایسے شخص مجنون ہو اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے
تو کیا اس سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- طلاق کے وقوع کے لیے عاقل و بالغ ہونا شرط ہے بلکہ مجنون عقل
کی نعمت سے محروم ہوتا ہے اس لیے مجنون اگر طلاق دیدے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

ساقی السہندیہ : ولا يقع صدق سقوی وان كان بعقل والمجنون۔

امناوی السہدیہ ج ۳ ص ۳۵۲ کتاب الطلاق، فصل فیمن یقع طلاقہ وفہن لا یقع خلافہ

سوال :- کسی شخص میں بالغ ہونے کے بعد کوئی تبدیلی رونما نہ
ہوئی بلکہ شروع ہی سے سادہ اور بھونچا بھالا چلا آ رہا ہے،

والدین نے اس کی شادی کر دی، دنیا کے جس کام پر اس کو لگا دیا اسے توڑی پستی سے دو کام
کرتے ہیں دنیا کے کسی بھی رسم و رواج سے واقف نہیں، کھانے پینے یا پٹا سے رہنے میں
عام لوگوں کی طرح ہے، کیا ایسے شخص کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- ایسا شخص سفید ہے اور اس کی دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ جس کے صرفاً
شرعاً معتبر ہیں ایسے جو شخص فاسد القلب ہو اور اس کو اپنی باتوں کا اندازہ نہ ہو عموماً یہ وجود
بے ربط اور بے جوڑ باتیں کرتا ہو ایسا شخص معتود ہے جس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

ساقی السہندیہ : ولا يقع طلاق القبی وان كان بعقل والمجنون وكن لا یقع
بیع طلاق۔ ایضاً۔ الامناوی السہدی ج ۳ ص ۳۵۲ کتاب الطلاق، فصل فیمن یقع طلاقہ

سوال :- اگر ایک شخص حواس باختہ ہو کر ایسی کیفیت
میں طلاق دے کر اس کو بے پروا کر میں کیا کہہ

رہا جو نہ ہوا تک کہ اس کمرات و دن کی تمیز بھی نہ ہو، تو کیا ایسے شخص کی دی گئی طلاق واقع

ہوگی؟ | لعل العزمۃ ص ۱۸۱ الشریعۃ، الطلاق ص ۱۸۱ وشرحہ ج ۱ ص ۱۸۱۔ طلاق باب فیمن یقع الطلاق
وقیلۃ فی من یقع۔ ص ۱۸۱ کتاب المعلق، باب ایضاً المعلق۔

۲۔ وقال الامناوی عابدی : ومن الخیالی یفرق بینہما ان التوکل مقبیل انہم یفتطعون انما
التمیز یکن فی نفسہ ولا یستخلف عنہم الخراف والمجنون۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۲ کتاب المعلق)

ومثلہ فی البحر الرائق شرح اکثر المذاہق ج ۳ ص ۲۶۲ کتاب المعلق۔

الجواب :- طلاق دینے وقت عقل و احساس کی موجودگی ضروری ہے، اگر کسی شخص کے حواس بیدار نہ ہوں تو اس سے ختم ہو جائے گا، اس حالت میں دی ہوئی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں۔

قال العلامة اخصکشی: لا یقع طلاق المول علی امرأة عبده والجنون والمده هوش فنج رفته قاموس: دھش: ارجین، تمیز و دھش: بانیق و ملغوب، فہو مد ہوش و ادھش: الله: انور الدہ: انوار علی ہامش و دا المختار ج ۲ ص ۳۱۲ کتاب الطلاق، مطلب طلاق المد ہوش، ملے

معنہ کی طلاق کا حکم | سوال: جس شخص کو یہ پتہ نہ ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، اور ناسیہ ضبط شدہ ہے، جو بڑے باتیں کرتا ہو، اگر ایسا شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے سے تو کیا اس کی طلاق واقع ہو جائے گی؟

الجواب :- طلاق دینے کے لیے عاقل بالغ ہونا ضروری ہے، صحت منقولہ کے مطابق ایسے شخص کو فقہاء کرام "معتوہ" کہتے ہیں جس کی طلاق شرعاً واقع نہیں ہوتی۔

قال العلامة القزوينی: لا یقع طلاق النبی والعتوہ۔ (توضیحا بعد من احسن رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۲ کتاب الطلاق، تحت مطلب فی العتوہ والاغیور... الخ ص ۲۶)

سوال :- ایک شخص کو دوسری بیماری میں مبتلا شخص کی طلاق کا حکم

میں مبتلا ہو اور کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں ہمیشہ تردد رہتا ہو اور بسا اوقات کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر طلاق معلن کرتا ہو پھر اس کو طلاق معلن کرنے میں بھی دوسرا اور شک پیدا ہو جاتا ہے، کبھی تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے طلاق دی ہے اور کبھی طلاق نہ دینے کا دوسرا سہارا ہوتا ہے، جبکہ یقینی طور پر اس کو معلوم نہیں کہ اس نے طلاق دی ہے یا نہیں، تو ایسے شخص کی طلاق کی شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- طلاق کے وقوع کے لیے باقاً عد و قطع اور یقینی ضروری ہے، جب تک کہ وہ فی الحقیقہ: لا ینتقل طلاق الحقیق وان کان یقل والمجسول لائم والبریم والمغی عینہ والد ہوش۔

والنادر الہندیہ ج ۱ ص ۲۵۹ کتاب الطلاق، فصل فی بیع طلاقہ وفین لا یقع طلاقہ۔
و مکتبہ فی البیان لوائق ج ۲ ص ۳۲۹ کتاب المصاق۔

لے دفی الہندیہ: و کذا یث انعتوہ لا یقع طلاقہ۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۲۵۲ کتاب الطلاق، فصل فی بیع طلاقہ وفین لا یقع طلاقہ)

و مکتبہ فی فتح القدر بشرح الہدیہ ج ۳ ص ۳۴۳ فصل لا یقع طلاق النبی... الخ۔

اس کو یقین نہ ہو تو شک اور وسوسہ کی بناء پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

قال المصنف المحقق: علم انه علف ولم يدر بطلاق او غيره فاعا كالموشك الطبق
(۳۷۰) والدار المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۲۰ باب طلاق غیوم دخول بها) ۱۔

نفسہ کی حالت میں طلاق کا حکم | اس سوال :- کیا نفسہ کی حالت میں ذی گنہ طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- نفسہ کی حالت میں اگرچہ انسانی حواس کھو بیٹھا ہے لیکن نشہ بذات خود چرک غیر مشروع فعل ہے اس لیے اس سے طلاق زبراً واقع ہوگی۔

قال المصنف المحقق: ويقع طلاق كل زوج باغ عاقل... ولو عبداً أو مكرهاً أو سكران
رد المحتار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۲۰ کتاب النکاح، مطلب فی الکفر) ۱۔

نفسہ کی حالت میں طلاق دینا | اس سوال :- کیا نفسہ کی حالت میں ذی گنہ طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- طلاق عموماً نفسہ کی حالت میں ذی جاتی ہے اس لیے نفسہ کا ہونا طلاق پر اثر انداز نہیں ہوتا، تاہم اگر نفسہ کی کیفیت اس درجہ تک پہنچ جائے کہ اس کو کلام سمجھنے کی طاقت نہ رہے تو عموماً کوشش کے حکم میں ہو کہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

قال المصنف ابن عابدین: فالذي يظهر لسان كلامه: مدحوش والغيبان لا يلزم فيه
ان يكون عيباً لا يظهر ويقول بل يشك في بطلان طلبه الهذيان واختلاط الجند باحوال كدهو

المفتي به في السكران - رد المحتار ج ۲ ص ۴۲۰ تحت مطلب طلاق مدحوش کتاب النکاح) ۱۔
الحقق العلامة ابن عابدین: مثلاً في وجب اذا شك انه طلق امراته لا يهل ليقع عليه الطلاق

الجواب نعم لا يقع الطلاق - (تنقيح الفتاوى الحمدية ج ۱ ص ۴۲۰ کتاب الطلاق) ۱۔
ثم قال العلامة ابن عابدین: وطلاق السكران باق - رفعم بقدر ج ۲ ص ۴۲۰ فصل في يقع ضيقه فعل

رجح في كان مافتر باق لا يقع طلاق الصبي والمجنون وان لم
وتمت في البحر الرائق شرح كغزالي تآقی ج ۳ ص ۴۲۰ کتاب الطلاق -

ثم قال العلامة ابن عابدین: ولا يقع طلاق الصبي والمجنون ولو لم يسم ولم يسم عليه ولمدحوش
كذلك - رفعم بقدر ج ۲ ص ۴۲۰ کتاب طلاق، فصل في يقع طلاق كذا زوج ... ۱۔

وتمت في البحر الرائق ج ۳ ص ۴۲۰ کتاب الطلاق -

غافل کی طلاق کا حکم | سوال :- اگر ایک شخص نے کسی زوجہ سے اپنے والد کو نکاح کرنے کی اجازت دی ہو مگر بعد میں وہ اپنی اجازت بھول گیا، جبکہ والد نے اس کو نکاح کر دیا تھا تو اس شخص نے اپنی اجازت کے بھول جانے پر غافل کی وجہ سے یہ کہہ دیا کہ میری بیوی کو طلاق ہو، تو کیا اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- ایسا شخص غافل کے حکم میں داخل ہے اس لیے اس کی طلاق وقتی نہیں ہوگی۔
 قال العلامة المحقق: «أو غفلنا بأننا كنا نطلق بغير اطلاق فبجري على سائر اطلاق أو تنظيره غير عالم بمعناه «وعاقلاً وسليماً وباللغة مصحفة يقع قضاءً فقط جلاً، وهذا والاعب قائم يقع قضاءً ودائماً» (الفرق بين الضرر والمترجم ۲۴۱ من كتاب الطلاق) ۱۔

حیض کی حالت میں بیوی کو طلاق دینا | سوال :- عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 طی اسئلہ وہی حائض علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم فتشکرت حسرتاً، عن عبد بن ریحان عن رسول اللہ علیہ من ذلت قبل رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم مرہ فلیراجعها ثم لیسک بها حتی تطهر ثم یخفی ثم تطهر ثم انشاء
 بعلک یعنی ذلت وان شارد طلق قبل ان یحسبها فتلک بعدة ای امر الله ان تطلق لھا
 نفساً۔ (بیرونی قدح منکتاب الطلاق، باب الطلاق فی الحيض) ۲۔

ترجمہ :- امام احمد بن حنبل کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حیض
 کی حالت میں طلاق دیا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عروہ سے فرمایا کہ جب اللہ سے کہہ دو
 کہ وہ بیوی سے رجوع کرے، اس واقعہ کو مد نظر رکھتے ہوئے دریافت طلب اس پر ہے کہ کیا ماہیہ حیض
 میں طلاق واقع ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی شخص نے حیض کی حالت میں طلاق دے دی تو اس کے لیے
 رجوع کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب :- وقوع طلاق کے لیے حیض مانع نہیں اس لیے اگر خاوند بیوی کو حیض کی حالت میں

۱۔ وقال العلامة ابن نجيم، «معتقاً، وإقادات خرق المهارن والاعب والمخطي واقع كما قد مره
 منته في القضاء وصالحاً بينه وبين الله تعالى فلا يقع حي المخطي»۔

۲۔ البحر المحرق ۳۴۱ منکتاب الطلاق ای الفاعلة فی انکاح المصنفه،

وتمخلة فی قیام القس برشرح الهدایة ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب الطلاق۔

حاصل مانع وقوع طلاق نہیں | سوال :- اگر طلاق دیتے وقت محکمہ حاملہ ہو تو کیا من کی وجہ سے طلاق کے وقوع پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- محکمہ کا حاملہ ہونا وقوع طلاق کیلئے مانع نہیں جس طرح غیر حاملہ محکمہ پر طلاق واقع ہو سکتی ہے اسی طرح حاملہ بیوی کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو سکتی ہے تاہم حاملہ مطلقہ کی عدت واضح جس ہوگی۔ لقولہ تعالیٰ : واولات الانحمال اجلھن من بیضن حصھن۔ (طلاق ۴۱)۔

حالت نفاس میں طلاق دینا | سوال :- کیا عورت کو نفاس کی حالت میں طلاق دینا جائز ہے؟ اور ایسی حالت میں عدت کیا رہے گی؟

الجواب :- حیض کی طرح نفاس کی حالت میں طلاق دینا اگرچہ صحیح نہیں مگر بہر حال طلاق واقع ہو جاتی ہے تاہم جب حالت نفاس میں طلاق دی جائے تو یہ ایام عدت میں شمار نہیں ہونگے بلکہ مستقل قرین حیض عدت شمار ہوں گے۔

لما قال العلامۃ الحنفیؒ : والنفس کا حیض۔ (درمختار ۲/۱۲۱) اور بیاضی (بیض) ۳۷
جھوٹی گواہی کی بنیاد پر طلاق کا ثبوت | سوال :- اگر ایک عورت جھوٹے گواہوں کا سہارا
لیکر حاکم کی عدالت سے طلاق کی ڈگری حاصل کرے
جبکہ خاوند طلاق دیتے سے بالکل بے خبر ہو کہ ایسی جھوٹی گواہی کی بنیاد پر عورت آزادی کے زعم
میں عدت گزار کر دوسرا بزرگ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- یقیناً عدت حال کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے تاہم صرف گواہوں پر اعتقاد رکھ
فیصلہ کرتا ہے اس لیے حاکم یا قاضی کو جب گواہوں کے جھوٹ کا علم نہ ہو اور ان کے ظاہر پر اعتماد
رکھ کر فیصلہ کرے تو اس سے طلاق ثابت ہو کر عدت مطلقہ متصور ہوگی تاہم قاضی کو گواہی قبول

لے قال العلامۃ برجاء لرون مرغین فی۔ (انکانت ما خلا فہم تہا اوت تضع حاصلہ
راد ہدایۃ ج ۲ ص ۴۲۰ باب العدۃ)

و یستند فی بدیع الصنائع ج ۳ ص ۳۸۱ فصل امانۃ حیض۔ ج ۲۔
لے وقارۃ لامرۃ بن نعیمؒ ولی کان فنع منہ فیہ فتنطیل الاعدۃ علیہا لکان نفاس
کا حیض۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰ کتاب الطلاق)
و یستند فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۰ کتاب الطلاق مطلب تفسیر طلاق درکھ و شرطہ۔

کرتے وقت امتیاد کا دائم نہیں چھوڑنا چاہیے۔

نافی الہندیہ: ذکرکذا، الوقعی بالطلاق، تشہدۃ لزور مع حبسها حل نہا التزویج
 باخر بعد العتاق۔ (فرزختاوی، ہندیہ ج ۱ ص ۲۸۵) ابواب الثمان فی بیان المعومات والقسم
 القاسح، محرمات بالطلاق، لہ

طلاق نامہ پر جبراً دستخط کرانا | سوال ۱۰: ایک شخص سے زبردستی طلاق نامہ لکھوا دیا گیا،
 زبان پر نقطہ نہ مرنے کے باوجود اس نے دستخط بھی کر دیئے

کیا اس حالت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟
 الجواب: جبر و اکراہ سے طلاق پر خطہ کروانے میں زبردستی مؤثر نہیں ایسی حالت میں مرد کی طلاق واقع
 ہوگی البتہ تحریری طلاق میں نیت کا اعتبار ہے اس لیے جو بیری طور پر طلاق کھوانے میں سب
 زبردستی ہو تو نیت نہ ہو سکے صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

قال احمد بن حنبل: انما عابدون، وفي البعير ان كراه حتى يتلوه بالطلاق، ولو
 اكره على ان يكتب طلاقاً، من اقره فكتب لا تطلق۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۵) كتاب الطلاق،
 مطلب في الاكراه على التوكيد بالطلاق وسكاح والعتاق، لہ

جبراً طلاق کا حکم | سوال ۱۱: اگر ایک شخص پر جبر و اکراہ کے طلاق دوائی جائے تو کیا اس
 سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

الجواب:۔ صورت مسئلہ کے مطابق امت ف کے نزدیک مرد و عورتیں جبر و اکراہ کیا جائے گی

لہ فی نفاذۃ، معسکری، دو قعنی بطلاقا لہا ہذا لزور مع حبسها بل نہ نقد وحل بہ التزویج
 باخر بعد العتاق۔ وقال ابن عابدین: قوله ويقول لهما بقی قال الکماں وعمر الامام وجہ
 دستدل لہ بدلالة الاجماع۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۵) باب الثمان، مطلب لیا لزور مع الحبس، لہ
 و مشکۃ فی فتح، لقد بر علی ہدایۃ ج ۳ ص ۱۵۵ فصل فی بیان المحرمات،

ثم قال العلامة قاضی خاں: وحل اکراه یا نضرب او اغبس عن ان يكتب طلاقاً امرأته فلا بد
 فلا ین فلا ین فکتاب فکتابت بنت فلان ین فلا ین فکتاب لا تطلق..... الخ

(الفتاویٰ الحادیۃ علی ما مشی النافی الہندیہ ج ۱ فصل فی طلاق، ص ۲۸۵)

و منہ فی الہندیہ ج ۱ ص ۳۸۹ الفصل السادس فی الطلاق، ص ۲۸۵

طلاق واقع ہوتا ہے، لہذا عورت مطلقہ ہو جائے گی۔

قال العلامة الغسکلی: یدعی طلاق کل زوج حاکم... دلو هذا او مکرها۔

راوی را منشاء علی حاشیہ: اختصار ج ۲ ص ۲۲۳ کتاب الطلاق ص ۱۷۵

بطور استہزاء دی ہوئی طلاق کا حکم | سوال: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو بغیر نیت کے استہزاء طلاق دی اور یہ طلاق اس نے بار بار دہرائی تو کیا

اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: اگر زوج الفاظ طلاق میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں، بعض مفسرین سے طلاق واقع ہو جائے گی، اس لیے اگر کسی شخص نے بطور استہزاء بھی بیوی کو طلاق دیدی تو پھر بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور اگر متعدد بار یوں اقدام کیا تو متعدد طلاق واقع ہوں گی۔

قال العلامة الغسکلی: بخلاف الحاکم والاعب فانہ یتبع قصد ویاتق لان اشارة

جعل حزلہ بہ جدا لا لفظاً بل بالشرط والاعتبار ۲۲۳ کتاب الطلاق مطلب فی النیۃ والقرینۃ ص ۱۷۵

کککریاں پھینکنے کا اعتبار نہیں بلکہ الفاظ طلاق معتبر ہیں | سوال: اگر ایک شخص نے بیوی کو ایک مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال

کیا ہے البتہ ہمت میں نہ رہے پھر بے کراہی کے ہیں، کیا ایسی حالت میں الفاظ کا اعتبار ہے کہ جس سے عورت پر

ایک طلاق واقع ہو کر کککریوں کا اعتبار کے نہیں طلاق معتبر ہوں گی؟

الجواب: یہ طلاق کے وقوع میں بنیاد کی حیثیت الفاظ کی ہے پھر چھٹنا بذات خود کوئی طلاق

نہ قال العلامة الفرغیانی رحمہ اللہ: وطلاق الکفر واقع۔ زایدہ من صریح التصریح

ج ۲ ص ۲۲۳ باب الطلاق

وہو فی الہندیہ ج ۲ ص ۲۲۳ فصل فیمن یتبع طلاقہ و فیمن لا یتبع طلاقہ۔

تہ و فی الہندیہ: و فی واقعات اساطعی: من قال لامرأۃ انت طالق کذا: یتبع ثلاثا کأنہ قال:

انت طالق احد عشر کذا فی التاتارخانیۃ۔ رافعا والہندیہ ج ۲ ص ۲۲۳ فصل فیمن لا یتبع طلاقہ صریحاً

وقیہ ایضاً: وطلاق الاعب والہاکذا بہ واقع۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۲۲۳ فصل فیمن یتبع

طلاقہ و فیمن لا یتبع طلاقہ)

کرمینکاف شرح حرقہ ۲ ص ۲۲۳ کتاب الطلاق۔

نہیں اس لیے اگر کسی نے بیوی کی طرف صرف پتھر پھینکے اور زبان پر کسی تلفظ سے باز رہا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، البتہ زبان پر تلفظ کرتے وقت پتھر پھینکنے سے الگ تفسیر کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اس لیے اگر تین پتھر پھینکے ہوئے تو طلاق ہے کہہ دیا تو تین کی زنت کرتے ہوئے تین طلاق واقع ہو سکتی ہیں نیز ایک طلاق واقع ہو کر منکوحہ قابل رہ کر رہے۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ: ذکرنا انطلق ثلاثا فجاءوا اليها ولهم في كلف الطلاق وثوب بها الطلاق الثلاث بعد يقع لعدم الزكرك وهو اللفظ والنية انما تصير في المفوض او ما يقتضيه مقامه۔ رد المحتار ج ۲ مش ۲۹۵ کتاب الطلاق ہلہ

اشارہ سے طلاق کا حکم | سوال ۱۔ اگر ایک شخص اپنی بیوی کو ہاتھ سے اشارہ کر کے طلاق سے کہے تو اس سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ بہرگز زبان سے کچھ نہ کہے؟

الجواب ۱۔ اشارہ سے اس وقت طلاق واقع ہوئی ہے جب انسان بات کرنے پر قدرت ترک کرے جو درجہ تکلم پر قدرت کہے باوجود صرف اشارہ کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ما فی الہندیۃ: ویقع طلاق الاخری بالاشارۃ۔ (الفقائدی الہندیۃ ج ۱ مش ۲۳۰ کتاب النکاح: باب الثاني، فصل فیمن یقع طلاقہ وفیمن لا یقع طلاقہ)۔

لہ دفع الہندیۃ: ولو قالت لن زوجها طلقنی فاشارة ثلاث اصابع وازداد بدلائل ثلاث تطبیقت لا یقع الحلیة یقل باسناد۔ (الفقائدی الہندیۃ ج ۱ مش ۳۵۰ الفصل الثالث فی الطلاق العسر یجر)

قال الحنفی: انت طالق لکنک مشیرا بالاصابع المنشوق وقع بعددہ۔ وفیہ: ولو لم یقل لکن یقع واحدة۔۔۔۔۔ ای یأنت قال انت طالق واشارة بثلاث اصابع وتوی الثلاث ولم یذکر بلسانہ فانت طالق واحدة۔ (رد المحتار معنی حاشیہ رد المحتار ج ۲ مش ۲۳۰ کتاب الطلاق)۔

ومثل هذا في الهداية على مسند فتح القدير ج ۲ فصل في تشييد الطلاق ووصفه۔

ومثله ذاك في التاتارخانية ج ۲ مش ۶۹۸ کتاب الطلاق۔

لہ قال حصکفی: ویقع طلاق الاخری بالاشارة یرید به الذی: ولہ وهو لغرض او طرأ علیہ ذلک وداد من غیر اشارتہ معہ ویتو ولائم تعین۔ (الذی: علی مسند فتح القدير ج ۲ کتاب الطلاق) حلیۃ فی النکاح والطلاق (الفرج) ومثل ذلک الخاتیۃ علی حاشیہ الہندیۃ ج ۱ مش ۲۳۰ کتاب الطلاق: فصل فی اطلاق بالکتابۃ۔

مسوال۔ اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے کے ساتھ ۱۰۰ روپے کر کے اوستہ کیا تو بیوی
ہائل کی طلاق کا حکم مان طلاق ہے جبکہ اس کا ارادہ طلاق دینے کا قطعاً نہیں تھا تو کیا اس سے
طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب۔ ہر طرح طلاق کے الفاظ میں ترتیب وار ارادہ کا ہونا ضروری نہیں، ارادہ نہ ہونے کے
باوجود مزاج میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس لیے صورتِ منسوخ میں ایک طلاق واقع ہوگی،
یونکہ اس میں عدد کا ذکر نہیں۔ اور اگر کسی شخص نے ایسی حالت میں تین طلاق دی تو منسوخ و مختلف
مختلف ہوگی۔

لما قال: بعلامۃ المحسنى، و يقع طلاق كل زوج عاقل ولو هازلا
والدوا عند من جازعاً من جازع، ۲۵۹ کتاب طلاق، مطلب: انما يقع مع الاكراه
طلاق پر جھوٹی قسم کھانا۔ اس سوال پر اگر کسی شخص نے طلاق پر جھوٹی قسم اس طرح کھائی کہ اگر میں بولا
کا کہ میں بائیس میں جھوٹ بولوں تک نہ بولوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق ہے
پھر بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے جھوٹ بولا تھا اور وہ کام اس کی قسم سے پہلے متحقق ہو چکا تھا اب
اس شخص پر اس کی بیوی طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب۔ اس شخص پر بیوی طلاق ہے، البتہ اگر اس نے یہ الفاظ ایک مرتبہ کہے ہوں تو
ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر تین دفعہ بولا ہو تو تین طلاق واقع ہوں گی۔

في الهندية، وما اعطى بالطلاق والعتاق وما شبه ذلك فما يكون على امرٍ مستقل فكل ما يعين
العتاق وما يكون على امرٍ غير متحقق فلعقود الغيوب ولكن اذا كان يعلم خلاف ذلك او لا يعلم ما اطلاق
واقع۔ (افتاویٰ احمدیہ ج ۳ ص ۲۵۹ کتاب الايمان، في الباب الاول)۔

انما قال: بجم، ولم يشرط ان يكون جازعاً يقع طلاق الهازل به والاهل للشد المعن ثلاث جند من طلاق
بدن۔ (المعراج ۲ ص ۲۳۳ کتاب العتاق، تحت قوله: «وقع طلاق كل زوج عاقل بالغ»)

و بطلان في صحيح النص ۳۳ ص ۳۳ کتاب طلاق، فصل في القتل، بطلان۔
انما قال: بجم، ولم يشرط ان يكون جازعاً يقع طلاق الهازل به والاهل للشد المعن ثلاث جند من طلاق

بدن۔ (المعراج ۲ ص ۲۳۳ کتاب العتاق، تحت قوله: «وقع طلاق كل زوج عاقل بالغ»)
و بطلان في صحيح النص ۳۳ ص ۳۳ کتاب طلاق، فصل في القتل، بطلان۔

و بطلان في صحيح النص ۳۳ ص ۳۳ کتاب طلاق، فصل في القتل، بطلان۔

طلاق کا وقوع ثبوت کا محتاج ہے | سوال :- ایک شخص عرس کی ساس و عمو کی کتہہ ہے کہ تم نے بیوی کو طلاق دے کر فارغ کر دیا ہے لیکن خاندان کا کار کر رہا ہے، تو کیا ساس کے کہنے سے نکاح پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

الجواب :- اگر خاوند طلاق کا اقرار کرتا ہو تو کسی دوسرے کے کہنے کے بغیر بھی طلاق واقع ہو جائے گی لیکن جہاں کہیں خاوند طلاق سے منع کرے تو وہاں پر ساس کا بیان ناکافی ہے، ایسی صورت میں طلاق تب ثابت ہوگی جب باقاعدہ دو گواہ پیش کئے جائیں۔ تاہم جہاں کہیں عورت کو برہنہ ہو کہ خاوند نے اس کو طلاق نہ دے کر فارغ کر دیا ہے لیکن اس کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہ ہو اور خاوند انکاری ہو تو عورت کسی ذریعہ (ضلع) سے خاوند سے فراغت حاصل کر سکتی ہے۔

کافی اہدیت: حسن شیخ الاسلام ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ امرًا سمعت من زوجہ انہ طلقها ثلاثاً ولا تقدر ان تمنح نفسها منه هل ينعما ان تقتله قال هذا ان تقتله -
والنساء في المحدثات: من كتاب الطلاق باب ما لا بد من الرجعة وفيما تعدل به المطلقة وما يتصل به في فصل فيما تعدل به المطلقة (۱)۔

طلاق کے ثبوت کے لیے ایک گواہ ناکافی ہے | سوال :- اگر خاوند پر عورت یا کسی اجنبی شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ تم نے بیوی کو طلاق دیا ہے اور ایک شخص اس کی گواہی دے رہا ہے جبکہ خاوند اس کا انکار کر رہا ہو تو اس سے نکاح پر کیا اثر پڑے گا؟

الجواب :- ایسی حالت میں اگر مدعی طلاق کے پاس دو گواہ ہوں اور وہ گواہی دیں تو طلاق ثابت ہے گی، صرف ایک گواہ طلاق کے ثبوت کے لیے ناکافی ہے۔

قال: لعلامة المعصومي: ونعما بها نفيها في الحقوق سواء كان مالا او غيره فكنكاح

ع قال العلامة المعصومي رحمه الله: سمعت من زوجها انہ طلقها ولا تقدر ان تمنح نفسها الا بقتله بها قتلته - وقال: لا ملأه ايت عاويدي: قال في المحيط ويطبق لها ان تقتلها بغيرها او بغير منة وان لم تقتلها بقتله - والله اعلم على هذا المتبادر
ج ۳ ص ۲۹۹ باب الرجعة وفي مطلب لاقدام على النكاح اقرار بمعنى الرجعة (۲)

توضیح: فی اختلاف الذمہ رضائیہ ج ۳ ص ۲۹۹ کتاب العلق (دوسرا قول الحسن وضرہام)۔

مرض ہر سام میں دی گئی طلاق کا حکم | سوال۔ جناب مفتی صاحب! ہر سام ایک ایسی بیماری ہے کہ اس سے دیوانوں کی سی حرکات سرزد ہوتی ہیں، اگر اس مرض میں مبتلا شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو کیا اس سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب۔ ہر سام زدہ شخص کے افعال و اعمال کا حکم جنون اور معتوہ جیسا ہے اس کی طلاق باتفاق علماء واقع نہیں ہوتی، لہذا اگر کوئی ایسی حالت میں بیوی کو طلاق دے تو بیوی مستقر نہ ہوتی۔

قال العلامة الكاساني: فإنما يكون عاقلًا حقيقة لا اعتدوا بوقع طلاق المعتوه المصاب بالمرض الذي يعقل شرطه عليه التعقُّل لا بد يعرف كون المستعير حليمة. (بدائع الصنائع ج ۳ من فصل شرط العقد) **سوال**۔ اگر کوئی شخص خوب (معتد) کی حالت میں اپنی خواب کی حالت میں دی گئی طلاق لغو ہے۔ بیوی کا نام لے کر کہے کہ ہندہ کو طلاق طلاق ہے تو کیا اس سے اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب۔ معتد میں انسان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اسے کچھ نہیں آتا بلکہ اس کو یہ بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اس لیے یہ شخص شرعاً معتد ہے اور اس کی دی ہوئی طلاق لغو ہے، اس سے بیوی مطلقہ نہیں ہوگی۔

قال العلامة بولكو الكاساني: ومنها ان لا يكون معتوه ولا مدحوش ولا مبول ولا مغني عليه وإنما لا يقع طلاق هؤلاء ما لفتاى الجنون. (بدائع الصنائع ج ۳ من فصل شرط العقد)

نه قال العلامة ابي الهيثم: قوله لا يقع طلاق المصبي وان كان يعقل ولا يتوكل ولا يملك ولا يعق... انكس معلوم من كتاب الشريعة التعقُّل لا تعقل الا معنًى المستعير ولا مدحوش ولا مبول ولا مغني عليه. (فتح القدير ج ۳ من فصل طلاق كل زوج. الخ)

وَمِنْهُ رَوَى الْخَزَارِيُّ فِي كِتَابِ الطَّلَاقِ مَطْلَبُ تَعْلِيلِ التَّكْرَارِ. **۵**۔ قال العلامة عسکری: لا يقع طلاق المولى على امرأة عبد... والفتوى والعق من اربعة هو اختلاف في العقل والمبرم من ابرسام والفتی علیہ۔ (اند الحارثی) ہر سام زدہ شخص کا نام لے کر کہے کہ ہندہ کو طلاق طلاق ہے تو کیا اس سے اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

طلاق التصریح والکناية

(طلاق صریح و کنایہ کے احکام و مسائل)

”تم طلاق ہو نہیں تین طلاق کی نیت کرنا“ **اسو اب**۔ اگر ایک شخص اپنی زوجہ سے یہ کہے کہ
”تم طلاق ہو“ اور اس میں اس کی نیت تین طلاق

کی ہو تو کیا اس سے تین طلاق واقع ہوں گی یا ایک؟

الجواب: ہر صریح الفاظ طلاق میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں اسلئے ”تم طلاق ہو“ سے صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔ تین طلاق کی نیت کرنا اس میں لغو ہے۔

ملی الہندیہ: کانت طلاق ومطلقة ومطلقا۔ تقع واسم زوجہ ولو نوى انکثر اذ لا

اہانتہ۔ رافعاوی بہتہ بقدم ۳۲۵ کتاب الطلاق: باب ثانی فی ارجاع الطلاق الیہ

سوچ و فکر کے عام میں طلاق کا لفظ ادا کرنا **اسو اب**۔ ایک شخص سوچ و فکر میں تمھارا
کی کوشش بھی کرے کہ اس سے طلاق کا لفظ ادا نہ

کے لیکن چنانکہ اس کی زبان سے نکل گیا کہ ”چلو میں تمھارے طلاق دے دے“ تو یہ اس سے
طلاق واقع ہو چکی ہے یا نہیں؟

الجواب: ہاں سوچ و فکر سے مجبور ہو کر ان الفاظ سے مراد بیوی کو طلاق دینا ہو تو صریح
طلاق میں واقع ہوئے۔ کہے۔ یہ اس کا ارادہ اور نیت ضروری نہیں، تاہم اگر یہ تلفظ کسی راجح کی
حکایت ہو تو اس کے ذہن میں کسی فرضی واقعہ کا پیش خیمہ ہو یا نفس الامری کے کسی واقعہ کی حکایت ہو تو
حکایت کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ملی الہندیہ: رجس قال لا یصلح ان یتطلق لہ رجل ما قد تطلعت ہا

لہ قال ابو الحسن علی المرغبانی: بصریح ہو کانت طلاق ومطلقة ومطلقا۔ فیقذف یقع بہ
انطلاق الرجعی ولا یقع بہ الا واحد او ان نوى الا کثیر ملخصاً۔

زالمہدیہ: ۳۲۵ جلد کتاب الطلاق: باب ارجاع العیاق رکبہ متعینہ

وتمت فی المبداء المختار علی ہامش رد المحتار ج ۳۲۹ کتاب الطلاق: باب التصریح۔

اولی قلت علی طلاق نہیں در حدۃ۔ (فتاویٰ ہند ج ۱ ص ۳۵۵) تا بطریق ایہ بات فی الواقع ہوتی ہے

وقال العلامة ابن الہمام: ثم قولنا لا يتوقف علی النیة معناه اذا العربی یؤی شیئاً اصطلاحاً لانه یقع وان ثوی شیئاً اخر ما ذکر انه اذا ثوی الطلاق عن وثائق صدقاً یا نة لا قضاءً وکن اعین العمل۔ (فتح القدر شرح البہرہ ج ۲ ص ۳۷۷ کتاب طلاق) باب یقار الطلاق۔

عورت کی عدم موجودگی میں خطاب کے صیغہ سے طلاق دینا **سوال**۔ اگر ایک شخص اپنی بیوی

کہے کہ جاؤ تم طلاق ہو تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب۔ کسی مرد کا اپنی بیوی کو انت طاق کہنے کے پہلے اس کی موجودگی ضروری نہیں، بسا اوقات اس کو حاضر فرض کر کے خطاب کیا جاتا ہے اس لیے ایسی حالت میں جاؤ تم طلاق ہوئے کہنے سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

لما فی البہرۃ: ان رسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق، فکلمۃ کتب هذا یتبع الطلاق۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۳۷۷ کتاب الطلاق، الفصل السادس فی: طلاق بالکتابۃ تم مکمل

ایک دو تین کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی **سوال**۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: ایک دو تین کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی **سوال**۔ ایک دو تین کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی **سوال**۔ ایک دو تین کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

الجواب۔ اگر اس عدد کے ساتھ نیست ہو یعنی عورت سے یوں کہے تبھی ایک دو تین

لہ وقال العلامة ابن عابدین: ان الصریح لا یحتاج الی النیة وکن لا یدنی وقومہ تضاداً ویدیانہ من قصد إضافة لفظ، نطلاق الیہا عالمًا بمعناہ ولعمدہ فیہ الیہما معنہ۔ (مرد المختار ج ۲ ص ۳۷۷ کتاب الطلاق) باب الصریح

ویشکل فی الیہن لرائق ج ۲ ص ۳۷۷ کتاب الطلاق، باب الطلاق اعلیٰ لفظہ۔

سے ذل العلامة ابن الہمام: فان کان علی رحم کتب الرسالة بان کتب اما بعد یا فلا نة فانت طالق او انت حرا واذ وصل الیک کتابی فانت طالق فانت طلاق۔ (فتح

فتح نقد ج ۲ ص ۳۷۷ کتاب الطلاق، باب یقار الطلاق، بحث الکتابیات

ویشکل فی قاضی خاں علی ما عثر البہرۃ ج ۲ ص ۳۷۷ کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق بالکتابۃ۔

تم طلاق ہو گا ہر سہ کے اضافت کی موجودگی میں اس سے تین طلاق واقع ہوں گی، ایک صحیح اضافت نہ ہو صورت یہ ہو کہ ایک دو تین تم طلاق ہو یا تم طلاق ہو ایک دو تین، ایسی حالت میں تم طلاق ہو گا مستثنیٰ جملہ مبتداء و خبر ہو کہ عدد سے بظاہر اس کا کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا اس لیے عدد لغو ہو کہ ایک طلاق واقع ہو گی تاہم اگر یوں کہا کہ تم ایک دو تین طلاق یا تم طلاق ایک دو تین ہو تو اس سے پھر لازمی طور پر تین طلاق واقع ہوں گی۔

والدیل غنی ما قلنا ما قاند العلامة لمصنف، والعلامة یقع بعدد قرن بدل انفسه عند ذکر العدد وعند عدده الوقوف بالفیقة، الم (والدیل غنی ما قلنا ما قاند العلامة لمصنف ۲ ملائم کتاب الطلاق، مطلب الطلاق یقع بعدد قرن بہر سہ)

بیوی کے نام کی جگہ دوسرا نام بیکر طلاق دینا | سوال :- اگر ایک شخص نے کسی بیوی کے لیے بیوی کے اصل نام کی جگہ دوسرے

نام سے یاد کر کے طلاق دی ہو تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟
الجواب :- اگر بیوی کی طرف اشارہ ہو تو تعارض اور تعین کے لیے نام کا سہارا لیا جاتا ہے یہ سب ہو سکتا ہے کہ نام درست ہو جب اصل نام کو تھوڑا کر دوسرے نام سے ادا کیا جائے تو بیوی مطلقہ نہیں ہوگی تاہم اگر اس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی فی الہندیۃ، ولو قال امرأته الحبشیۃ طالق ولا یتۃ لہ فی طلاق امرأته ولو یتۃ لیست بحبشیۃ ولا یقع علیہا علیٰ ہذا اذا سمی بقیراسیہا ولا یتۃ لہ فی طلاق امرأته۔ رافعاوی الہندیۃ ج ۱ صفحہ ۱۷۷ کتاب طلاق، ابواب الثانی فی ایقاع الطلاق ۱۷۷

لہ قال العلامة طاہر بن عبد الرشید کاتب دہلی، رجل قال لامرأته طالق وتراکبہ وقال توکی سہ۔ قال ابوالقاسم الصفار، لا یقع شیء۔ وقال صدد شہید، یقع اذا نوى وبہ یعنی (رفاعۃ الخاوی ج ۱ صفحہ ۱۷۷ کتاب طلاق، الفصل الثانی فی کتابات جنس آخر ص ۱) وفتاویٰ فی البیضاء علی حاشی الہندیۃ ج ۱ صفحہ ۱۷۷ کتاب طلاق مسائل ایقاع بلا قصد و ایقاع۔ سہ قال العلامة ابن ہمام، ولو قال امرأتی فلا یتۃ بنت فلان طالق وسماها بغير اسمها لا یطون امرأته الا بالیتۃ۔ (فتح القدر غرر المصنف ج ۱ صفحہ ۱۷۷ کتاب طلاق ابواب ایقاع طلاق) وفتاویٰ فی البیضاء علی حاشی رد المحتار ج ۲ صفحہ ۱۷۷ کتاب طلاق مطلب فیما یقال لامرأته طالق الخ

دو دفعہ طلاق جیسے کے بعد رجوع کیا جاسکتا ہے | سوال :- بیوی کر دو دفعہ طلاق دینے کے بعد غاوند رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب :- مرتجع طلاق جب تک نہیں دفعہ استعمال نہ ہو تو ایک یا دو دفعہ فقط طلاق مرتجع کا استعمال کرنے کی صورت میں غاوند بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے ایسی حالت میں صرف رجوع ہی کافی ہے۔

عنایہ الہندیہ : ولو قال انت طالق وقال عذبت بقولی طالق واحدة وبغولی الخلاق لغوی یصدق رجعت ان کانت مدحولا بہا۔

رد المحتار الہندیہ : کتاب طلاق باب الثانی فی الباع بطلاق نفس ذوق الطلاق لصریح^۱ الہ
 دو طلاق کے بعد رجوع کر کے دوبارہ طلاق دینا | سوال :- ایک شخص نے بیوی کو طلاق
 بعد میاں بیوی کے درمیان پھر اختلافات پیدا ہو گئے تو غاوند نے چھ طلاقیں دے دیں تو کیا غاوند
 اب بھی رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- دو طلاق کے بعد رجوع مفید ہے اور اسی سے میاں بیوی کی حیثیت سے
 رہنے میں غمنا کوئی حرج نہیں لیکن دو طلاق دینے کے بعد غاوند کے پاس صرف ایک طلاق
 کا حق باقی رہ جاتا ہے جو وہ کسی وقت بھی انفرادی طور پر استعمال کر سکتا ہے، سو یہ مسئلہ
 میں غاوند کا رجوع کرنے کے بعد پھر طلاقیں دینے میں ایک طلاق کے لیے عمل کی موجودگی
 کی وجہ سے یہ طلاق واقع ہو جائے گی اور عدت مطلقہ مختلف ہو کر غاوند کے لیے حلال
 کے بغیر جائز نہیں اور باقی پانچ طلاقیں عمل نہ ہونے کی وجہ سے لغو تصور ہوں گی۔
 فان الحکمی ولا یصلح مطاقہ من نکاح صحیح نہ یہاں یا بائنات حتی یبأھا غیرہ۔

رد المحتار علیٰ مختصر رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۹ باب طلاق رجعت مطلب فی العقد علی البائنۃ : ۱۔
 لہ قال العلاء لعلی : کما لو انت طالق فیتقع رجعتہا اذا کانت مدحولا بہا۔
 (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب الطلاق)

کونستانتین لیلانی علی ما ذکرہ من کتاب طلاق باب امرع وحب ذوق لہ یوم ورجوع بخلاف ذوق
 لکھ دق : بلندیہ : فاذا کان الطلاق بائن کذا ثلاث لکھ ان یفرج حیاتی وعدۃ وجہ انفسہ وادان
 کا ان طلاق ثلاثہ اخیر ومنتہین فی الامۃ لم یصل نہ یخفی شکک زہ جا غیرہ نکاح صحیح
 والقادیانی ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب طلاق باب طلاق رجعت مطلب فی العقد علی البائنۃ : ۱۔

طلاق بائن کے اثرات | سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق بائن دی ہے اور اس پر سات آٹھ مہینے گزر گئے ہیں اب اگر وہ دوبارہ میان بیوی کے طرح زندگی گزارنا چاہیں تو ان کو کیا لاگو عمل اختیار کرنا چاہیے؟

الجواب :- طلاق بائن میں تجدید نکاح ضروری ہے خواہ عدت کے اندر ہو یا بعد میں ہو۔ طلاق بائن میں رجوع کرنا کافی ہے، صورت مسئولہ میں یہ مرد و زن دوبارہ نکاح کر کے ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں۔

لغائی البندیۃ : وای صحاح الطلاق بائنا ووی الثلاث خلت ان یترجعا فی العدة أو بعد انقضاءها ، واعت دی البندیۃ : چاہے کتب یا طلاق یا بائنا میں فی الرجعة ختم الحکمۃ ویتصل فی فصل ویتصل بالعدۃ۔ (مجموعہ حفظ ہاں) کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی | کشیدگی پیدا ہوگئی، بیوی نے خانہ سے کہا بے غیرت مجھے طلاق دے دو، خاوند نے زمین سے پتھر اٹھا کر بیوی کی طرف پھینکتے ہوئے کہا "ہاں"۔ کیا اس سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

الجواب :- خاوند کے یہ الفاظ "ہاں" یا بیوی کی طرف پتھر پھینکانا طلاق مرتجع ہے اور نہ طلاق گناہ ہے، اس سے نکاح برکوی اثر نہیں پڑتا۔

لغائی البندیۃ : ولو قالت انا طالق فقال تعطلت ولو قالہ فی جواب طلقنی لا یطلق وان لم یؤی۔ (الغائی البندیۃ : چاہے ۳ مطلب کر یا طلاق یا نواقر او یقول و یقول یا نواقر الاول) سلم سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی پھر اس طلاق کی حکایت کا بیان کرنا طلاق کی حکایت کسی شخص میں اس طرح بیان کیا کہ میں نے اس کو طلاق دی ہے، کیا اس حکایت سے دوسری طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

لغائی البندیۃ : وای صحاح الطلاق بائنا ووی الثلاث خلت ان یترجعا فی العدة أو بعد انقضاءها ، واعت دی البندیۃ : چاہے کتب یا طلاق یا بائنا میں فی الرجعة ختم الحکمۃ ویتصل فی فصل ویتصل بالعدۃ۔ (مجموعہ حفظ ہاں) کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی | کشیدگی پیدا ہوگئی، بیوی نے خانہ سے کہا بے غیرت مجھے طلاق دے دو، خاوند نے زمین سے پتھر اٹھا کر بیوی کی طرف پھینکتے ہوئے کہا "ہاں"۔ کیا اس سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

الجواب :- پہلی طلاق کی حکایت سے دوسری طلاق واقعی نہیں ہوتی صرف ایک طلاق تصور ہوگی۔

لانی، الہندیۃ : رجل قال لامرأته انت طالق فقال له رجل ما قلت فقال طلقته او قال قلت من طالق فہی واحدۃ فی التعلیل کذا فی البیان الخ۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۵۲ مطلب اذا کور الطلاق علی المرأة المذکورہ بہا وتوی الا خیار) سلمہ

سوال :- ایک شخص نے قسم کھا کر کہا کہ اگر میں نے سگریٹ نوشی کی تو میری طلاق کی قسم کھاتا | بیوی کو طلاق ہوگی تو اس طرح قسم کھانے کے بعد سگریٹ نوشی کرنے سے

نکاح پر کیا اثرات مرتب ہوں گے ؟

الجواب :- مذکورہ قسم کھانے کی صورت میں حائضہ ہوتے پر ایک طلاق واقعی ہوگی نیز سگریٹ نوشی کے بعد رجوع بالقول یا بالفعل کافی ہے۔

قال العلامة المہینداف : قوله انت طالق ومطلق وظلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعی۔ (المہدیۃ ج ۲ ص ۲۵۲ کتاب الطلاق : باب ایتاع الطلاق) سلمہ

سوال :- کوئی شخص اگر یہ کہے کہ میری فلاں بھری بیوی ناجائز طلاق ہوگئی ہے تو اس سے طلاق کا حکم | کام کیا تو میری بیوی بھری یا یہی طلاق ہوگی جو

ناجائز ہو تو اس سے کوئی سی طلاق واقعی ہوگی ؟

الجواب :- حائضہ ہونے کی صورت میں اس شخص کی بیوی پر طلاق رجعی واقعی ہوگی جس میں رجوع بالفعل یا بالقول کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

قال العلامة سرالطریق : ولو قال انت طالق ما لا یجوزہ علیک من الطلاق

سلمہ قال العلامة انکاساً فی بحہ اللہ :- ولو قال لامرأته انت طالق فقال له رجل ما قلت فقال طلقته الخ لان کلامہ انصرف الی الکخیار الخ۔ (زبائع المعانی ج ۲ ص ۲۵۲ فصل ومنها البتۃ فی احد نوعی الطلاق)

سلمہ فی الہندیۃ : ہو کانت طالق ومطلقة وظلقتك وتقع واحدۃ رجعیۃ۔

(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۵۲ کتاب الطلاق : باب ایتاع الطلاق : وفيه سبعۃ تفصیل)

وَمِنْهُ فِي الدَّرَا الْمُنْبَادِ عَلَى حَامِشِ رَوَا الْمُتَّحَرِّجِ ص ۲۵۲ کتاب الطلاق : باب المصبر الخ۔

صلقت واحدہ (الفتاویٰ السراجیہ) کتاب الطلاق باب عدد الطلاق (۱)۔
 دو بیویوں میں سے ایک کو سبھ طلاق دینا | سوال :- ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اس نے ان
 کو بی بی عورت مطلقہ قرار دے دی ؟
 الجواب :- طلاق کا وقت یقینی ہے تاہم تدبیر کا اختیار خداوند کو حاصل ہے کہ دونوں
 میں سے جس کو چاہے مطلقہ قرار دے ۔

قال العلامة المحقق د. و. و. قال امرأتی طالق وله امرأتان أو ثلاث تطلق واحدة
 منهن وله خيار لتعيين والد زوجته وعليه امش رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ باب طلاق ضمیر
 تدخیر، بہ، مطلب فیما یوقال امرأتہ طالق وله امرأتان أو أكثر تطلق واحدة (۲)۔
 معاہدہ کی خلاف ورزی پر شرط طلاق کا حکم | سوال :- اگر چند افراد کسی معاہدہ پر پابندی
 جم میں سے ہر ایک اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرے تو اس کی بیوی اس پر تین طلاقیں سے طلاق ہو
 گی بعد ازاں جس لوگوں کے مشورے سے طلاق نافذ نہ ہو کر دیا گیا اور خطا کرتے وقت طلاق
 کی شرط معاہدہ میں شامل نہیں تھی، تو کیا معاہدہ کی خلاف ورزی کی صورت میں طلاق نافذ
 ہوگی یا نہیں ؟
 الجواب :- کسی معاہدہ پر پابندی کے لیے کوئی تحریر لکھنا اور تحقیقت ایک مشورہ ہے اسلئے

لہ فی الہندیۃ ، ووقال لامرأتہ انت طالق مالا یجوز علیک من الطلاق او مالا
 یقع لو علی انہا تحیا رثا لثقتہ یا م تقع واحدة ۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۱ الفصل
 الثالث فی تشبیہ الطلاق ووجہ)

وہم لہ فی فتح القدیر ج ۳ ص ۳۹۹ کتاب الطلاق ۔
 لہ فی الہندیۃ ، ووقال امرأتہ طالق وله امرأتان أو ثلاث تطلق واحدة (۳)۔
 طلاق فی ایضہا شام ۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۳۸۸ کتاب طلاق) باب انشاء
 فی ایضہا طلاق ، فصل الاول فی انشاء الطلاق (۴)۔
 ومنتہ فی خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الطلاق ، فصل اول ، جنس آخر ۔

صورت منسلک میں طلاق اس وقت نافذ عمل ہوگا جب اس پر دستخط ہو کر ثبت ہوں، اندر ہی صورت
بجس اصل معاہدہ میں طلاق کا ذکر نہیں تو خلاف ورزی کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

قال ابن عابدین: وان لم يقر انشاء كتابه ولو تقرر بينة لكتفه وصف الامر على وجهه
لا تعلق قضاء ولا ديانة وكان اكل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يجله بنفسه لا يقع الطلاق
ما لم يقر انشاء كتابه۔ رد المحتار ج ۲ مشاہیر منہج الطلاق: طلب بستان طلاق انشاء طلاق بالکلام
۱ سوال :- اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو نکاح کے بعد قبل الدخول

غیر مدخول بہ کو طلاق دینا طلاق دیدی ہو بعد از ان وہ اسے پھر نکاح میں لاسے گا یا نہ ہو
ہو تو ایسی صورت میں اسے کیا لاحقہ عمل اختیار کرنا چاہیے؟

الجواب :- طلاق کے وقوع کے لیے ایک نکاح ضروری ہے اس لیے قبل الدخول جس
علاقہ واقع ہوئے کے لیے کوئی امر مانع نہیں تاہم اگر تم طلاق تفریق دی ہوں یا صرف ایک طلاق
دی ہو تو ایسی حالت میں ایک طلاق سے منکوتہ جدا ہو کر دوبارہ میان بیوی کی حیثیت سے رہنے
کے لیے صرف تجدید نکاح کافی ہوگی، البتہ اگر ایک وقت میں طلاق دی ہوں تو پھر کچھ معتذر غفلت
کے حکم میں رہے گی۔

فان العدة لم تعلق في ان تزوجته غير الدخول بها انت طالق ثلاثا، يقع وقوع
والا تفرق بانت بالاولى ولم ترفع الثانية بخلاف المشوطة۔ (رد المحتار علی ہامش رد المحتار
ج ۲ ص ۳۹۲ کتاب الطلاق، باب طلاق غیر مدخول بہا)۔

طالقی ثلاثہ کے بیک وقت واقع ہونے کی تحقیق | سوال :- زید نے اپنی بیوی سے گھر پر
اتفاق میں کشیدگی کی وجہ سے دونوں

لحمه وفي الهندية: وكان ينفذ كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يجله بنفسه لا يقع به الطلاق۔
والفتاوى الهندية ج ۳ ص ۳۹۲ کتاب الطلاق، باب الثاني: انفصال الزوجين الطلاق بكتبة
لحمه وفي الهندية: اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقع عليه فان خول الطلاق
بالاولى ولم ترفع الثانية والثالثة۔ (فتاوى الهندية ج ۳ ص ۳۹۲ کتاب الطلاق، باب الثاني
انفصال الزوجين الطلاق)

وتملك في الهندية على حد دفعه رد المحتار ج ۳ ص ۳۹۲ کتاب الطلاق: فصل في تشبيه الطلاق ووصفه۔

کچھ بحث تھی، ایک روز ان کا جھومناڑ کا گھر آیا اور اپنی والدہ سے باتوں باتوں میں گھر کے حالات پوچھے تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا باپ گھر فریج نہیں دیتا، اس کے والد کے لئے والدہ سے کہا کہ میری کچھ رقم آپ کے پاس موجود ہے آپ اس میں سے خرچہ کیوں نہیں کرتیں، تو اس کی والدہ نے کہا کہ میں اس رقم کو ان کی امانت تصور کرتی ہوں، اسی دوران میں زید اور ان کے کاہنہ کا بھی لڑکے توڑنے لڑکے سے کہا کہ ان دونوں کی بچائی میں ۱۲ ماہ سے زید کے والد کا تصور ہے اور ۳ ماہ کے والدہ کا، نہ یہ بیٹے کی اس بات پر عمل، بڑی اور اس سے کہہ کر تم پر یہ ایسا سمجھتے ہو تو میرے حق پر حرام حرام، افسوس سے ہو کر پھر رو رو کر، پڑ پڑ کر باتیں کر رہی تھی میں نے جانا چاہا ہے اجازت ہے اور جو رقم اس کے پاس موجود ہے اس میں سے اپنا حق اٹھ کر وصول کر لیوں اور جو باقی بچے وہ میں نے اس کو بخش دیا۔ ان الفاظ کے بعد جب زید کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو وہ پیش مان ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا، اب آنکھ اب قرآن و حدیث کی روش سے صحیح فتویٰ صادر فرمائیں۔

نوف: یہی اختلاف کے جواب میں ایک عالم صاحب نے درج ذیل جواب دیا ہے:-

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، صورت منقولہ میں حرام حرام حرام کے الفاظ سے کہنے والے کی نیت مراد ہوئی، چنانچہ حدایہ میں ہے: قال وبقیۃ الکلیات اذا لم یکن بہا الطلاق کما نبت واحدہ یا مآثر (۲۴۷ ص ۴۸) اگر ان الفاظ سے طلاق ہی مراد لی جائے تو بیوی ایک طلاق پانچ سے طلاق ہوگی اور وہ اس حدیث کے اندر رجوع کر سکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ صورت منقولہ میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین بار طلاق کے الفاظ سے یا حرام کے الفاظ سے طلاق کہہ دیتا ہے تو یہ طلاق ایک طلاق جمع نہیں ہوگی، دوسرے شخص کو چاہیے کہ فوری طور پر اپنی بیوی سے رجوع کرے، اللہ اسے کھر جی بنائے، کیونکہ تین طلاق یکجا دینا دوسرے محل الانجام بدعت ہے، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ایسی طلاق کو ایک طلاق شمار کرتے ہیں، مدقولہ کے متن میں حدیث شریف میں وارد ہے کہ: عن محمود بن یسیر عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رجل طلق امرأته ثلاث تطلیقات جیعا فدمام عصبان ثم قال یغیب بکتب اللہ تعالیٰ وانا جیعت اظہر کبر۔ سائل: ن سویرت کوسری حدیث میں اول ولس موجود ہے، اسی دن ع: اب رضی اللہ تعالیٰ عنہما قل طلق ابو کا ذقہ ام نکاحہ فکان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ارجع امرأته فکان فی طلقہا ثلاثا قال

قد علمت ارجعہا۔ زواہ ابو داؤد اس حدیث میں ہے کہ ابو کاتر نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے اس کو (یعنی بیوی کو) تین بار کھلی طلاق دے دی ہے، بخیر نے فرمایا مجھے معلوم ہے تم رجوع کر لو۔

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں کچھ تراجم الفاظ سے روایت فرمایا ہے کہ ہطلق، یورکاتہ اصلہ فی مجلس واحد ثلاثاً فحزن حیثہ فقال نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأنہ واحدة۔ یورکاتہ۔ چنانچہ ابو کاتر نے حضور علیہ السلوۃ والسلام کے حکم پر بیوی سے رجوع کر لیا۔ یہ مسئلہ بڑا عجیب ہے اس مسئلہ پر حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قائم ہیں اور تابعین و تبع تابعین میں سے حافظ قاسم، امام بیضاوی، امام ابوالقز، امام ابن تیمیہ اور امام ابی القاسم رحمہم اللہ ہیں۔

مسائل پر واضح ہو کہ وہیں کے معاطر میں کچھ نہیں، امام اعظم کے مسلک میں یہ بات شائع ہے کہ کوئی شخص نقصان سے بچنے کے لیے دوسرے امام کے مسلک پر فتویٰ حاصل کر کے اس پر عمل کر سکتا ہے، چنانچہ صلی اللہ علیہ وسلم پر علامہ صفائی نے طویل بحث فرمائی ہے اس کی تشریح کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے اس کا اختصار یہ ہے کہ مستند درست ہے کہ اگر تصدیک کو بالائے خلق رکھ دیا جائے تو اس شخص پر کوئی امر مانع نہیں ہے کہ ان میں سے کسی پر عمل کرے کوئی امر مانع نہیں اس لیے ان حالات میں مسائل کو فتویٰ دیا جاتا ہے کہ وہ حدیث شریفہ اور صحیحہ کو اہم و اہم مقام کے اقوال کے مطابق اپنی بیوی سے دو گواہوں کے سامنے رجوع کرے اور اپنے گھر میں رہے اور اسے بسمائے ملاوہ ازہریہ بھی واضح ہو کہ موجودہ عائلی قوانین کے مطابق ایسی صورت میں برے سے طلاق واقع ہی نہیں ہوگی اس لیے فوری طور پر رجوع کر لیا جائے اور مسائل دل میں ڈرہ برابر مجھے طلال پیدا نہ کرے۔ والسلام

یہاں تک تو اس عام صاحب کا جواب تھا لیکن اس کو یہ نظر رکھئے ہوئے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں جو کہ قابل توجہ ہیں۔

(۱) صورت یہ سنو کہ کون سی طلاق واقع ہوگی؟ وقوع طلاق خلافت کے بارہ میں اگر ابو داؤد کا کیا مسلک ہے؟

(۲) حدیث شریفہ عن محمود بن لبید قال أخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجلی طلق امرأته ثلاثاً علیکات حیثہ (الحدیث) کا ترجمہ میں کے نزدیک صحیح معلوم کیا ہے اور

- کیا اس حدیث سے عدم وقوعِ طلاقِ شک نہ ثابت ملتا ہے یا نہیں؟
- (۳) غلط جواب میں ابو داؤد و شریعت کی خبر کا نہ والی حدیث تحریر کی گئی ہے تو کیا یہ حدیث قاتیہ حجت اور قابلِ عمل ہے یا نہیں؟
- (۴) سورتِ مسئلہ کے مذکورہ جواب میں امام ابو حنیفہ کے مسلک کو چھوڑ کر شیروانی اور صفیٰ ثورث کے لیے دوسرے امام کے مسلک پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟
- (۵) مذکورہ جواب میں بحیب سے موجودہ علی غالی قوانین پر عمل کرنے کی تلقین کیسے ہوئی ہے شخص کے پاس میں شریعتِ مغربہ کا نئے حکم ہے؟
- ۶: امام نووی رحمہ اللہ کی تحقیق کے خلاف طلاقِ شرعہ کو ایک طلاقِ شک نہ کرنے سے کیا تفصیل اگر بعد لازم آتی ہے یا نہیں؟
- مذکورہ اذموں کے بالوضاحت جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب (من دلائل اذموں و ارا لعلوم حقایقہ)۔ ان امور کی طرف توجہ دینا سے قبل اصل مسئلہ کے بارے میں اتنا عرض ہے کہ حرام کا لفظ طلاق کتنا ہے اور کتنا طلاق سے طلاق بائن واقع ہو تو ہے، لہذا ازید کی ہوگا پر ایک طلاق بائن واقع ہو سکتی ہے اگرچہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو، علامہ شافعی نے "بحث طلاق کتنا" میں تصریح کی ہے کہ لفظ حرام عربیہ کو طلاق طلاق ہی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اس لیے نفی پر قول یہ ہے کہ اس سے عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اگرچہ اس میں نیت نہ ہوگی، لہذا دوسرا و تیسرا لفظ حرام لغوی ہے کیونکہ بائن طلاق سے نکاح فوراً ٹوٹ جاتا ہے اور جب پہلی دفعہ حرام کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو تیسرا حرام حرام کہنا لغوی ہے اس سے زائد طلاق واقع نہ ہوگی، لہذا اس صورت کو عدت میں یا بعد از عدت دونوں حالتوں میں تجدید نکاح کے ذریعہ سے دوبارہ ایسے نکاح میں لا سکتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ کافی نہیں ہے تاوقتیکہ بیوی کی رضا مندی سے دوبارہ نکاح نہ کیا جائے، یہ اس وقت کہ جب زید نے حرام کے لفظ سے تین طلاقوں کی نیت نہ کی ہو اور اگر اس نے تین طلاقوں کی نیت کر لی ہو تو اس صورت میں بیوی منع نہ ہوگی جو حلالہ کے بغیر اس کے لیے ہرگز جائز نہ ہوگی۔ آپ نے جو سوالات اٹھائے ہیں ان کے جوابات مندرج ذیل ہیں۔

(۱) صورتِ مسئلہ میں بائن طلاق واقع ہو گئی ہے نہ کہ تہمی، اور عورت کو دوبارہ نکاح میں لانے کے لیے رجوع کافی نہیں بلکہ تجدید نکاح با رضا ضروری ہوگی، طلاقِ شک نہ کے بارے

میں اگر ارجحہ کا مسلک یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ خواہ دفعہ واحدہ دی جائے یا متفرقاً ایک ہی ٹکڑے میں ہو یا متفرقاً انبار میں تمام صدقوں میں تین طلاق ہی واقع ہوں گی نہ کہ ایک انا خودی نے شرع قسم میں اس پر اگر ارجحہ کا جہاز نقل کیا ہے۔

(۴) حدیث مذکور کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ایک ہی ٹکڑے میں تین طلاق دینا خواہ متفرقاً تین دفعہ الفاظ طلاق کہہ دے یا ایک ہی دفعہ اُنْتُ طَلَّقْتُ ثلاثاً کہہ دے یہ سب ہر ایک میں اور اس طرح طلاق دینا گناہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تین طلاق واقع نہ ہوں گی بلکہ طلاق تو تین واقع ہوں گی اور چونکہ اس طرح طلاق دینا شرعی طریقہ طلاق کے خلاف ہے اس لیے اس طرح طلاق دینے والے گنہگار ہوں گے۔ اس کی تفسیر یہ واقعہ ہے جو مسلم وغیرہ کتب حدیث میں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دفعہ اپنی بیوی کو جیٹھ کی حالت میں طلاق دے دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس طرح طلاق دینے پر سرزنش کر کے رجوع کا حکم فرمایا لیکن طلاق کو صحیح قرار دیا (اسلم) اسی طرح ایک دوسرے شخص نے اپنی بیوی کو مفاہت میں طلاق دے دی وہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا، عصیت دلت و بانت منك امرأ تلک۔ (وہ طلاق بجا والہ مشکوٰۃ) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل اگرچہ معصیت اور گناہ ہے مگر طلاق تین ہی واقع ہوں گی۔ جو لوگ محمود ابن لعیڈ کی حدیث سے عدم وقوع طلاق پر استدلال کرتے ہیں ان کا استدلال غلط ہے اور عدم وقوع طلاق کا ثبوت اس سے نہیں ملتا، اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاہدہ تین طلاق دینا گناہ ضرور ہے لیکن گناہ سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ طلاق واقع نہیں ہوگی اور نہ کہ چار چار گناہ ہے مگر موت کا اثر ضرور کرے گا، اسی طرح یہ طلاق اگرچہ بدی ہے مگر ضرور واقع ہوگی۔

(۵) دکانہ والی حدیث میں دو قسم کے الفاظ مروی ہیں: ایک یہ کہ: طلق امرأتہ ثلاثاً! دوسری قسم کے الفاظ یہ ہیں کہ: انت طالق امرأتہ البتہ فقال لہ النبی علیہ السلام: و السلام! اللہ ما اردت! لا واحدة فقال: اللہ ما اردت! لا واحدة! یہ پہلی روایت کو جس میں طلق امرأتہ ثلاثاً کے الفاظ ہیں محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے امام نووی فرماتے ہیں: "والما الروایۃ التي رواها المغامرون ان زکاة طلق ثلاثاً فجعلها النبی علیہ السلام واحدة" فریاد ضعیفہ من قوم مجہولین؟

طاعتا بالصمیم منها ما قد عتادناه طلقها البتة" (شرح نووی ص ۳۶۸)؛ ابو داؤد نے بھی طلاق کہا
 البتة والی روایت کو طلاقھا ثلثا کی روایت سے اسے قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں
 وهذا الصصح من حدیث ابن جریج ان دکانة طلق امرأته ثلاثا ثم امره ابن ک وجہ یہ
 بیان کرتے ہیں کہ طلقھا البتة والی حدیث کے رواد رکاز کے البتہ اور اولاد میں
 اور ظاہر ہے کہ اجنبی لوگوں کی بر نسبت رکاز کے واقف طلق کا علم ان کے البتہ اور
 اولاد کو زیادہ ہوگا۔ فرماتے ہیں: وحديث نافع بن عبيد بن عبد الله بن مسعود
 ابن يزيد بن دکانة عن ابيه عن جده ان دکانة طلق امرأته البتة فارقها
 البتة عليه الصلوة والسلام اصح من حدیث ابن جریج لانهم ولد النرجس
 او من بيتهم وهم اعلم به۔ (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۸۳) اس سے معلوم کہ رکاز نے
 ثلث طلاق البتة کے الفاظ سے طلاق دی تھی نہ کہ آشتی کے الفاظ سے اور
 چونکہ البتہ کثرت طلاق کا لفظ ہے اس میں تین کی نیت بھی صحیح ہے، تو ظہور تھا کہ رکاز نے
 تین تین کی نیت سے یہ الفاظ کہہ دیئے ہوں اور اس تقدیر پر یہ یوی اس کے نکاح میں
 نہیں آسکتی تھی، اس لیے اس کی نیت کے بارے میں اطمینان حاصل کرنے سے یہ ضرور رکاز
 علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اللہ ما ادری الا واحدة وجب آپ کو رکاز کے
 جواب اللہ ما ادری الا واحدة سے اطمینان حاصل ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 نکاح جدید سے اس کو یوی واپس کر دی۔ چنانچہ نو دہا کے معنی بیان کرتے ہوئے محدثین
 کہتے ہیں: قلت معنی قوله واحدة ما الیه یعنی بالنکاح لانها مطلقة بتلک واحدة
 البتة: (فتح القدیر) لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رکاز نے تین طلاق دی تھیں اور اسی
 کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک رسمی طلاق قرار دیا یہ غلط شخص ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ
 دینے کے مترادف ہے۔

- (۴) خواجہ تاجت الحسنی کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہوا کہ کسی دوسرے امام
 کا اس کا چھوڑنا گناہ عظیم اور خطرناک سلب ایمان ہے۔ کما صرح بہ العبد ناقطع فی
 زعمی واسفاهم لان هذا قولی انی بنی لاجل هوی النفس وهو من موم جہداً۔
 (۵) غالی قوانین میں جو دفعات نکاح و طلاق کے بارے میں رکھ گئی ہیں ان میں سے اکثر
 دفعات کو ہر کتاب فکر کے طالب نے قرآن و حدیث کے صریح خلاف قرار دیا ہے لہذا جو شخص

ایسی وفات پر مشتمل عالمی توہین پر رسول کو چلتے کی تلقین کر رہا ہے وہ لوگوں کو قرآن و حدیث کیست
خلافت و زلیٰ کی تلقین کر رہا ہے جو کسی طرح بھی ایک عالم دین بلکہ ایک مومن کے شایان شان
نہیں ہے۔ ایسے قوانین کے مصنفین اور واضعین کے بارے میں قرآن کریم کا فیصلہ یہ ہے:
فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْكِتَابَ بِأَبْصَارِهِمْ لَنْ يَفْقَهُوا هَذَا إِنَّهُمْ هُمْ الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ
یٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ يَفْقَهُوا قَوْلَ الْكَافِرِ إِنَّهُمْ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ لَفِي السَّمَاءِ وَأَنْهُمْ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا
يُفْقَهُونَ (سورۃ البقرہ ۱۷۰) اہل کفر کے قانون سازوں کی حالت اُن لوگوں کی حالت
سے کم از کم زیادہ خفیف نہیں تھی کا ذکر اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے۔

(۶) طلاق ثلاثہ کو واحد شمار کر لینے سے اگر اندہ اربعہ رحمہم اللہ کی تفصیل لازم نہ بھی آتی
ہو مگر تحلیفہ نو ضرور لازم آتا ہے اور یہ بھی کچھ کم درجہ کا جرم نہیں ہے، جن حضرات کی
امامت اور بیہوشی سب مذاہب پر اُمت کا سوا دا اعظم منفق ہو ان کا تحلیفہ کرنے والا
کو کس منطقی کی رسالت حق بجانب تصور کیا جائے گا یا لاکھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد فرمایا ہے: (انبعوا السوا دا اعظم۔) (حدیث) نیز ان تمام اندہ اربعہ
کا فیصلہ اجماعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خلیفہ راشد کے فیصلہ پر کیا ہے جس
کے متعلق ارشاد نبویؐ یہاں میں بسراحت یہ تفسیر کی جا سکتی ہے کہ وہ معلوم اور محدث فی ہذہ
کائناتہ ہیں۔ یہ فیصلہ حضرت عسکریؑ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی میں جنہوں نے یکجا فی
طلاق ثلاثہ توہین ہی شمار کیا ہے اور کسی بحالی یا نابہی نے ان کے اس فیصلہ کی خلاف
۔۔۔ سے نہیں دی ہے، تو اُن کے اس فیصلہ کی حیثیت تو ایک گونہ اہمارا کی ہے
جس سے بعد میں آنے والوں کے لیے خلافت کرنے کا کوئی حق معقول سے ثابت
نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسے فیصلوں کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عَلَيْكُمْ بِسُلْطَانِ رَسُولِ اللَّهِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ
الْمُهْتَدِينَ۔

لہذا اندہ اربعہ اور اُمت کے سوا دا اعظم کے اجماعی فیصلہ کے مقابلہ میں
ایک یا دو عالم یا امام یا اجماعی تہذیبہ رحمہم اللہ اور امام ابن قیم رحمہم اللہ کی ذاتی رائے
اور اجتہاد میں وہ وزن بہرگز نہیں ہو سکتا ہے جو اندہ اربعہ رحمہم اللہ تھے
اور اُمت کے سوا دا اعظم کے متفقہ فیصلہ میں ہے اور فیصلہ صحیح و آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جیسے ملہم اور محدث غلیظہ راشد کے فیصلہ پر مبنی ہوئے

لے کہ ذکرِ ہذا مسئلۃ الصلۃ ابن الملہم الحنفی، وقد اثبت انه يقع ثلاث تخطیعات باغظ واحد وهو قولہ "ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة السلفين الى انه يقع ثلاث" وايضاً قال، وقد اثبتنا انقل عن اكثرهم جميعاً بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالفت فإذا بعد الحق الا بصلال وعن حذ اقلنا نوحكم حاكم بان الثلاث يتم واحد واحد لم يخذ حكمه لانہ لا يبرح الاجتهاد غيه فهو خلاف لا اختلاف" (فتح القدر شرح الباری ج ۲ ص ۳۳۳ کتاب النکاح) حضرت ابن ہمامؒ کے مذکورہ بالا اقوال سے ثابت ہوا کہ ایک خطا سے تین طلاق کے وقوع پر جوڑ کر امام کا اجماع مستند ہو چکا ہے اس سے نفوت کرنا باثر نہیں اور صحابہ کرامؓ کے اجماع پر عمل کرنا جائز ہی ہے۔

اور تک اصحاب امام کا سانی جنس رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک لفظ سے تین طلاق واقع ہوتی ہیں بدر اس میں کسی کا اختلاف نہیں صرف شیخ نے اختلاف کیا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طرق واقع ہو کر فیصلہ کیا ہے آپ کے ساتھ کسی مقلد نے اس فیصلہ میں اختلاف نہیں کیا ہے بلکہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع معتقد ہوا ہے، وہ فرماتے ہیں، واما حکم طلاق البیدۃ فهو واحد وقع عند عامة العلماء وقتل بعض الناس انه لا يقع وهو مذہب الشيعة وقال كلن، وروىنا من عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان لا یؤتی بوجہ قد طلق امرأۃ ثلاثاً الا اوجعہ ضرباً واهلأۃ للعلیہ وکانت قضایاہ یحضر من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فیکون اجماعاً منهم علی ذلک۔

(بدائع الصنائع ج ۳ ص ۳۱۱ کتاب الطلاق)

بہر تقدیر یہ مسئلہ امت اسلامیہ اور اہل سنت والجماعہ کے سلف اوصاف جماعت میں جوڑا جائے کہ ہم اور تابعین اور تبع تابعین بھی ہیں ان تمام کا اس بات پر اجماع کہ ایک لفظ طلاق ثلاثے تین طلاق واقع ہوتی ہیں۔ اب اے کہ اس اجماع سے ایک دور یا کچھ زائد افراد کا خلاف اس اجماع پر اڑنا نماز نہیں ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ قاضی شوکانیؒ نے یہی فرمایا ہے کہ داؤد کا میری ک مخالفت سے اس مسئلہ میں اجماع پر کوئی تد نہیں پڑتا۔ دو کیسے شرح بلوغ المرام ص ۱۱۱

اور علامہ امین رحمہ اللہ طالق و تہۃ الترمذیہ نے تین طلاقوں کو ایک سمجھنے والوں کے قہم کے متعلق فرمایا ہے، "بأنه مذہب شاذ فلا یصل بہم اذہو منکس"

(ارشاد الساری ج ۱ ص ۱۵ طبع فی المصر)

طلاق دیتے وقت منہ بند کرنے کا حکم | سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا ایک دو تین ان الفاظ کہنے کے بعد فوراً کسی

دوسرے شخص نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر منہ بند کر دیا اس کے بعد اس نے کسی چیز پر غلط نہیں کیا، تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی کو طلاق نہیں ہوئی کیونکہ اس نے طلاق پر تکلف نہیں کیا نہ منہ پر اور نہ کئی پر بلکہ اس حرف محدود پر غلط کیا ہے اور حرف محدود منہ پر طلاق ہے اور کئی طلاق میں محدود ہواں اعتیاد سے گناہ جب طلاق کے بعد غلط کر گیا جائے۔

قال العلامة قاضی خان: قالت المرأة لزوجها طلقني فقال الزوج ان شئت الله من لا يقع شيء. (المختار ج ۲ ص ۶۷ کتاب الطلاق) ملے

سوال :- اگر خاوند بیوی کو لڑائی جھگڑے میں سے نکال جائے اور وہ طلاق پر اثرات کے وقت غصہ کی حالت میں یہ کہے کہ میرے

گھر سے نکل جاؤ اور یہ الفاظ وہ بار بار دہرتے تو اس سے بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب :- یہ الفاظ طلاق کنایہ کے ہیں اس سے نیت یا دلالت حال کے بغیر غلط واقع نہیں ہوگی تاہم جھگڑے کے وقت جو ٹوک دلائی حال موجود ہے اس لیے بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگی جو تجدید نکاح سے ختم ہو جائے گی۔

قال الترمذی: فتعوا اخری فلا حیی وقوی۔۔۔ ففی حالت لرضا تنوقت الاضأ علی نیت۔ ۶۱ (ترویج الاصحاح علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۶۷ باب اکت یاات ہلے

ماں باپ کے پاس چلی جاؤ کہنے سے نکاح پر اثرات کا حکم | سوال :- خاوند نے بیوی سے

حالت میں یہ کہا کہ: "جاؤ ماں باپ کے پاس چلی جاؤ" کیا اس سے نکاح متاثر ہو گیا یا نہیں؟

الجواب :- جب تک شوہر الفاظ طلاق نہ کہے ان الفاظ سے کوئی طلاق نہیں ہوگی۔ (امداد المفتیین ج ۲ ص ۶۷ کتاب الطلاق)

ملے قال العلامة قاضی خان: قوی اخری فلا حیی۔۔۔ لا يقع الطلاق الا بالنیت وانما قال لمرأوی الطلاق لان مصداقاً۔۔۔ الخ (الفتاویٰ قاضی خان علی حاشیہ المہندیہ ج ۱ ص ۶۷)

فصل فی اکت یاات والرد لکات۔۔۔ و مشکئ فی المہندیہ ج ۱ الفصل فی امر فی الکذات

الجواب: نہ کہ وہ الفاظ کا اثر ہی میں "الحق باہلک" سے تحریر کیا گیا ہے، فقہاء و ائمہ کے تصریحات کی مدد غرض میں یہ طلاق کٹائی ہے جس پر غلط کرتے وقت تیرت کرنے سے طلاق واقع ہو گی ورنہ نہیں۔

قال العلامة قاضی خان، وحن ابن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فی الاملاۃ ذاتہ الحق بہذا الحسنة ادبۃ اخرى لا اهلک لی علیک لا سبیل لی علیک خلیت سبیلک الحق باہلک۔ الخ وافتاویٰ قاضی خان علی حاشیہ بلندیہ ج ۱ ص ۱۸۸ فصل فی الکتابات والذیولۃ۔ س ۱۷

سوال :- ایک شخص نے عاظم کے سامنے یہ
میری بیوی نہیں تھی اس لئے طلاق نہیں ہوگی
 کہا کہ "میری بیوی نہیں ہے" حالانکہ اس کے گھر میں اس کی بیوی ہے، کیا ان الفاظ سے اس شخص کا نکاح مشروط ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- جو شخص یہ الفاظ طلاق کے نہیں اس لیے ان سے نکاح نہ ہوگی اگر نہیں پڑا۔

قال العلامة المحقق، ولو بسئل الذی امر لا فقال لا لا تطلق انت قادیانوی۔

والدواستخار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۱ باب (المصرح) ۲

سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی کو
طلاق دینے کا قصد کیا لیکن اب تک نہ بانی
کچھ نہیں کہا ہے لیکن اس نے ارادہ کیا کہ میری بیوی کو اجازت ہے کہ وہ دوسرا نکاح کرے
 کرے، کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

لے قال العلامة مدار الشریعۃ: وکان یتہ ما لم یوضع لہ واسطہ وغیرہ فلا تطلق الا بیتیہ اودلالة الحال وقیہ۔ الحق باہلک تقع واحدة یا ثمة انت تراها۔ ملخصاً۔

شرح الوقایۃ ج ۲ ص ۱۸۸ کتاب طلاق، باب ایقاع الطلاق

ویرشد: فی الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۸ باب الکتبات۔

لے قال العلامة ابن نجیم للمصرح: وقولہ لا عند سؤالہ بقولہ مؤلفہ وقولہ لا حاجۃ لی فیک، کافی البتہ فی فی حد الا لفاظ لا یقع وانت نوی۔

(ابحار الرائق ج ۳ ص ۱۸۸ باب کتابات فی الطلاق)

ویرشد فی فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۸ باب ایقاع الطلاق، فصل فی الطلاق قبل الدخول۔

الجواب :- بیوی سے پرکھنا کہ "تو مجھ سے آزاد ہے" ان الفاظ کی عربی زبان میں "سرخ" کے تفسیر کی جاتی ہے جو عرف میں طلاقِ رجعی میں استعمال ہوتے ہیں، اس لیے ان الفاظ سے طلاقِ رجعی واقع ہوگی۔

قال العلامة ابن عابدین : فاذا قال سرحتك يقع به الرجعي مع ان اصله كناية
بفراق الزوج المستلزم للرجوع

سوال :- ایک شخص نے فقہ کی حالت میں بیوی سے یہ "تو مجھ سے جدا ہے" کا حکم لکھا کہ "تو مجھ سے جدا ہے" جیسا کہ یہ چیز میرے ہاتھ میں ہے اور اس چیز کو ہاتھ سے بھینک ہے، اس سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟
الجواب :- "تو مجھ سے جدا ہے" کے الفاظ عرف میں طلاق کے لیے استعمال ہوتے ہیں اس لیے ان سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگی۔

والله اعلم بالصواب، والودع له انت بائن ثم قال لهما انت بائن لا يقع الا طلاق واحدة
بأنه لا نه يمكن حمله خبر من الذل وهو صدق فيه فلا حاجة الى جملة انشاء، وفيه
دأق ابو يوسف غلبة وبرية، خلت سبيلك فارقتك۔

دافت دی الہندیہ ج ۱ ص ۲۷۷ الفصل الخامس فی نکایات
سوال :- اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے بارے میں تین دفعہ
"تو مجھ پر حرام ہے" کا حکم لکھا کہ "تو مجھ پر حرام ہے" تو اس سے نکاح پر کیا اثر پڑے گا؟
الجواب :- منکوحہ کو یہ کہنا کہ "تو مجھ پر حرام ہے" طلاقِ کما فیہ ہے جس سے طلاق لاوقوع

لہ وفي المسند ب : و نوال الرجل لامرأته تراجم باذنہم، وہ ہشتم اور کمروم نزل۔ فہذا
کما تفسیر قولہ طلاق عرفاً حتی یکون رجعیاً ویقع بدون شقہ۔

دافت دی الہندیہ ج ۱ ص ۲۷۷ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الغاربیہ
ترجمہ فی خلاصۃ الفتاوی ج ۲ ص ۲۹۹ : الفصل الثانی فی نکایات جنس آخر وہ غاربیہ۔
لہ نال العلانہ بالعرب : بعد الاضارعی : حتی ان الرجل لو قال لامرأۃ انت
بائن ولولیت قتی : منع الطلاق ذنوی۔ (دافت دی الہندیہ ج ۱ ص ۲۷۷)
وب نکایات : اوج منہ فی قولہ انت حرام علی۔

نیت پر موقوف ہے، اس لیے اگر غاوند نے قین طلاق کی نیت کی ہو تو قین طلاق واقع ہوں گی اور اگر قین کی نیت نہ ہو صرف یہ ارادہ ہو کہ اس بیوی کو ایک طلاق دیتا ہوں تو پھر طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر متعدد بار یہ لفظ استعمال کئے جائیں اور اس سے طلاق کی نیت ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہو کر دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ اس کا ذکر فقہ ہے گا کیونکہ عدوت ایک دفعہ طلاق بائن سے جدا ہو جاتی ہے دوسری یا تیسری دفعہ کے الفاظ کے لیے کوئی عمل باقی نہیں رہتا ہر حال اس میں نیت یا ذکر کو طلاق کے پھر طلاق کا وقوع ممکن نہیں۔

قال العلامة المصنف: لا بد من البائن لا يعلق البائن. وايضا قال: قلت من عبارة البزازية
نوقال امر تيمه انتفاعا على حرام ونوى الثلاث في احد احوالها والواحدة في الاخرى صحت
نيت عند الامام وعليه الفتوى. (الامام الحلي على ما مضى رد المحتار ج ۳ ص ۵۰۷ باب انكنايات)۔
میں نے اسے چھوڑ دیا ہے کا حکم | سوال :- اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے متعلق یہ کہا کہ
میں نے اسے چھوڑ دیا ہے ان میں نے اسے چھوڑ دیا ہے ان الفاظ سے کوئی طلاق
واقع ہوگی؟

الجواب :- اپنی بیوی کے متعلق یوں کہنا کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے یہ الفاظ
طلاق کا نیا یہ کے ہیں نیت کی موجودگی میں ان سے طلاق بائن واقع ہوگی، لیکن ابن عابدین شافعی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرف کے حوالہ سے طلاق رجعی میں شمار کیا ہے جس سے نیت کے بغیر بھی طلاق رجعی
واقع ہوتی ہے۔

قال ابن عابدین: فإذا قال من قال وقع به الرجب مع ان اصله كناية. ايضا الخ

(رد المحتار ج ۳ ص ۵۰۷ باب انكنايات)۔

الحال مع ابوالبركات الشافعي: وفي الفتاوى لو قال المرأة انت من حرمي لغير عدة طلاق ولكن لغير
يخوي طلاقا وقع لطلاق. (راغب في لغته على ما مضى رد المحتار ج ۳ ص ۵۰۷ باب انكنايات في طلاق)
وَجَلَّ في البزازية على ما مضى الهندية ج ۱ ص ۱۷۸ في انكنايات وفي الرد من الاول۔

شہ رفیع الہندیہ، ولوقال لرجل لامرأته تربية بازداشتم ادبہ شتم اولہ کرم شرا
فهل احلته نفس قوله حلف ثلاث عرفا حتى يكون رجعا ويكون بدون النية۔

(افتاویٰ الہندیہ ج ۳ ص ۳۹۹ الفصل السابع في الطلاق بلا نية الفارسية)

وَجَلَّ في الفتاوى لمرأته على ما مضى الهندية ج ۳ ص ۱۷۸ في انكنايات وفي الرد من الاول۔

وہ مجھے نہیں چاہئے، کا حکم | سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی کو گھر سے نکال کر بعد
اسی کہہ کر کہ مجھے نہیں چاہئے کیا ان الفاظ سے طلاق
واقع ہوتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اگرچہ طلاق کی نیت سے کہے جائیں ۔
لما فی الہندیۃ : ولو قال لا حاجة لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق ۔

(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۳۷۷ الفصل الخامس فی الکتابات) لے

تم چاروں طرف جا سکتی ہو، سے طلاق کا حکم | سوال :- ایک شخص نے غصہ میں
چاروں طرف گھلے ہیں جس طرف چاہو جا سکتی ہو، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے ؟
الجواب :- یہ الفاظ طلاق کنایہ کے ہیں نیت کے ہوتے ہوئے اس سے طلاق واقع
ہوگی اور بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوگی ۔

لما فی الہندیۃ : رجل قال لامرأته اربعة طرق عليك مفتوحة لا یقع
بهذا شیء وان نوى الا اذا قال عذی ای طریق شئت وقال قویت الطلاق ۔
(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۳۷۷ الفصل الخامس فی الکتابات) لے

لے وقال العلامة الکاسانی رحمہ اللہ : ولو قال لا حاجة لی فیک لا یقع الطلاق ولن
نوی لان عذرہ حاجة لا یدل علی عذرہ الزوجیۃ ۔ (ریاض المعانی ج ۲ ص ۱۱۱)
فصل واما کتابات واما القسم الثلث

وَمِنْهُ فِی الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۲ ص ۳۷۷ باب الکتابات فی الطلاق ۔

لے وقال العلامة المحضی رحمہ اللہ : ولا یقع بأربعة طرق عليك مفتوحة وان
نوی ما لم یقتل عذی ای طریق شئت ۔ (الدر المنثور علی متن رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۱)
باب الکتابات

وَمِنْهُ فِی الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۲ ص ۳۷۷ باب الکتابات فی الطلاق ۔

اس کتاب کی پہلی کو طلاق | سوال: اگر کوئی شخص گھر چلتا تو صبح میں اپنی بیوی کو یہ انا طلاق کہے کہ اس
 منکر کی پہلی کو طلاق اس کتاب کی پہلی کو طلاق، اس کتاب کی پہلی کو طلاق، اور
 ساتھ ساتھ آخر سے اشارہ بھی کرتا رہا، اس طریقہ سے کتنی طلاق واقع ہوں گی؟
 الجواب: طلاق میں بیوی کو تعیین کرنے کے لیے نفس اشارہ کافی ہے، البتہ اس کے
 بعد کردہ صفات کا کوئی اعتبار نہیں، لہذا صورت مسئولہ میں تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں اور
 عورت بغیر عدالت شرعی کے شوہر کے لیے حلال نہیں۔

قال العلامة المحقق: قال لسانہ هذه كناية طلاق طقت. قال ابن عابد بن، لا تعتبر
 النصفة والتسمية مع الاشارة. (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۳) في الجواب طلاق غير المدخول بها طقة
سوال: اگر کوئی شخص بلا قصد و ارادہ طلاق دیتے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

کہ میری بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق، تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟
 الجواب: طلاق کے الفاظ تین طرح ایسے آتے ہیں کہ ساریں اولاد اور قہر کی کوئی
 ضرورت نہیں، بلا ارادہ میں واقع ہو جاتی ہے اگرچہ اس شخص کی نیت طلاق کی ہو یا نہ ہو لہذا
 صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی پر تین طلاق قضاء واقع ہو چکی ہو۔
 قال العلامة المحقق: وينقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو جهلًا او مكسًا أو
 هازلہ۔۔۔۔۔ او محظًا بان الابدان تکلم بغير انطراق فجزی حمل لسانہ الطلاق۔
 (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۳) من باب طلاق قبل طلب طلاق المدخول بها

قال المحقق: قال لسانہ هذه كناية طلاق طقت. قال ابن عابد بن، لا تعتبر
 النصفة والتسمية مع الاشارة. (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۳) في الجواب طلاق غير المدخول بها طقة
 تكون كناية غير محل لطلاق. (طحاوی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۳) باب طلاق غير المدخول بها
 قال العلامة طاهريون عبد الرشيد الانصاري رحمه الله. وخلافه للاعب والهازل
 وطلاق المزجل الذي ولد انت يشكك فيسوق لسانه بالطلاق واقع. الخ
 (خلاصة الفتاوى ج ۲ ص ۲۹۳) كتاب الطلاق
 ومثله في الهندية ج ۳ ص ۳۵۰ كتاب الطلاق فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن يقع طلاقه۔

سوال :- جناب محترم مفتی صاحب! میرا سوال یہ ہے کہ طلاق طلاق دینا ہوں کہتے ہیں سہ پہر دو مسافر کھڑے جان و خیر سراج احمد ان سے طلاق نکالتا واقع ہونے کا حکم

وقت تحریریں طلاق روانہ کی جب وہ بھی ایک عزیزہ کی فریاد پر تفریق کے لیے کراچی گئی ہوئی تھی۔ تو کھانا ات پرز سے وہ قدم اٹھایا جس سے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ میں نے اپنی تحریریں یہ الفاظ تحریر کئے کہ میں کھانا جاتا رہتا رہتا سراج احمد کو طلاق طلاق دیتا ہوں اور ساتھ ہی میں نے حق مہر کا چیک بھی بذریعہ برٹری مسٹر آئیڈیکو کو ارسال کر دیا۔

جناب محترم! بعد ازاں مجھے اس بات کا بے حد افسوس اور مدد ہوا کہ میں نے ایسا کیوں کیا اس دن سے آج تک سخت پریشان ہوں۔ جس وقت میں طلاق ناکر کھانا تھا اس وقت میں کمرے میں ہاں تک تنہا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آئی کہ میں نے منہ سے بالفاظ کیوں اور کیسے تحریر کئے اور میرا قلم رک گیا کیوں نہیں گیا۔

جناب محترم! میں سمجھتا ہوں کہ طلاق دینا کوئی اچھی بات نہیں ہے لیکن سمجھنے کے باوجود نہ جانے ایسے کیوں ہو گیا کہ میں نے اپنی اس غلطی کی معافی نہ مل سکی۔ یہ سب سب ہو کر غضب کی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور معاف فرمائیں گے۔

جناب محترم! میں نے حال ہی میں اپنے طلاق کے علماء اور مجھے رابطہ کیا کہ شاید اس مسئلہ کا کوئی مثبت حل قرآن و سنت اور عادیث نبوی کی روشنی میں ملے اور ان کو تجدید نکاح ہو سکے۔ علماء کرام نے میرے اس مسئلہ کا مثبت حل نکالا جس سے مجھے تسلی ہوئی۔ لیکن پھر بھی میں آپ جیسے عظیم معتمد اور عالم دین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مزید تسلی کے لیے آپ قرآن و سنت اور عادیث نبوی کی روشنی میں جواب سے جس قدر حد تک ہو سکے خواہیں۔ شکریہ

علاوہ کے علماء کرام کے جواب اور تصدیق و تائید کے قیام کو بھی اور بالہ خدمت ہے۔
الجواب :- صورت مذکورہ میں، اگر وہ قرآن و حدیث و اجماع طاعت قرآن میں طلاق نہیں ہو گئی ہیں اگرچہ ایک ہی مجلس میں نہیں طلاق دینا خلاف سنت اور گناہ ہے لیکن جب وہ دین تو جنوں طلاق کے واقع ہونے میں تمام اہمیت و اجماعت کے نزدیک کوئی مشہور نہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور تمام اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے کہ جب بجز علل شرعی کے کوئی چارہ نہ ہو تو قرآن ہے، فإن طلقا فلا یحل

لَهُ مِنْ تَبْدِئِهِ سَخِرَ لَكُمُ زَوْجَانِ مَعَهُ - (الآیۃ)

وقال الامام النووي في شرح مسلم : وقد اختلف العلماء فيمن قال لا مرد تد
نت طلاق ثلثا فقال الشافعي ومالك والبخاري وحده وجاهل العلماء من
اشاعت واختلف يقع الثلث واحتمل الجمهور لقوله ثلثا في وقت واحد وقد
نقله قتادة عن نفسه : لا تدري لعلى الله يحدث بعد ذلك امرا
تأمر به انه انما مطلق قد يحدث له ندام فلا يمكته تداركه لوقوع المينونة
فلو كانت الثلث لم يقع لم يقع ملاقة هذا الارجح فلا يستند .

(صحیح مسلم : کتاب الطلاق باب طلاق الثلث)

قال الشافعي : ذهب جمهور الفقهاء والناهيين ومن بعدهم من ائمة
المسلمين الى انه يقع الثلث . قال في الترمذي بعد سوق الاحاديث الدالة عليه وهذا
يعارض ما تقدم واما من افاض عموما الثلث عليهم مع عدم مخالفة العمامة لادخله
بانها كانت واحدة فلا يمكن الا وقد ثبت النقل من اكثرهم صريحا بايقاع
الثلث ولم يظهر لهم مخالفت بما قابعد الحق الانضلال ومن هذا قلنا لو حكم
سلكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه اغر - رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۹ كتاب الطلاق)

قرآن و حدیث اور فقہاء کلام کی عبادتوں کی روش سے آپ کی تکرار مطلقہ نکاح سے بعد میں نکاح
آپ کے لیے حلال نہیں ہے۔ جن لوگوں نے عظم صحبت و محبت کا عدت میں کیا یا وہ دم و قنوع
طوق کے قائل ہوئے وہ مخالف ہیں محمد خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۔

ملا کر کی صورت یہ ہے کہ آپ کی مطلقہ بعد گزارنے عدت میں جہتی کے کسی اور شخص سے
نکاح نہیں نکاح کرے اور وہ شخص اس سے جماع کرنے کے بعد اپنی مرضی سے اسے طلاق
دے دے اور وہ اس کی عدت گزار کر غاوند اولیٰ کے نکاح میں آسکتی ہے۔ اور اگر
اس بات کا فطرہ ہو کہ دوسرا غاوند طلاق نہ دے گا تو اس کا ایک جملہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ عدت
اس شرط پر اس سے نکاح کو ہے کہ اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اس کو اختیار ہو اس
جب وہ غاوند ایک مرتبہ اس سے جماع کر چکے تو یہ عورت اپنے اوپر از خود طلاق واقع کر
سکتی ہے اور بعد گزارنے عدت کے غاوند اولیٰ کے نکاح میں آسکتی ہے ۔

اگر باغرض ملاقات کے لیے آپ غیر مقلد بن جائیں تو بھی ملاقات میں پہنچنا

اور بدوئی طلاق کے شوہر کو دل مطلقہ نکاح سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ درختی میں ہے:
 "ان الحكم المطلق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقلید بعد التعمین بانفاقاً
 وهو انما تان فی المذهب۔" (دومشہ)

دوسری شخص کے لیے غیر متعلقہ ہونے سے پہلے کے طلاق مطلقہ ہونے کے ایک اور
 بہت بڑا گناہ سرزد ہو جائے گا جس سے دوبارہ نکاح کی گنجائش نہیں ہے۔

مگر قول الجہنم کا ردی و بطل ترک مذہب اہل حنیفہ کا کلام امراتہ من اہل
 الحدیث فقال اخاف علیہ ان یدخل ترک مذہب اہل حنیفہ لانہ استخف مذہب
 الذی هو حق عندہ و من کلہ لاسل حنیفہ۔ مثلاً: ﴿مَنْ تَشَكَّلَ مِنْ الْقَبْرِ بِرَأْسِهِ﴾
 ایکس دو تیس تم آزاد ہو گئے سے طلاق واقع ہوئے کہم

اس سوال کے جواب میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو
 ایک دو تیس تم آزاد ہو گئے سے طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ اگر ہوں تو کتنی؟ جب عرف میں اس کو طلاق
 شمار کیا جائے تو ان کا غلط فہمی پر تین حلاق سے طلاق ہو، اور مذکورہ بالا الفاظ میں کوئی فرق نہیں
 کرتے، ایک عام آدمی نے بتایا ہے کہ ان الفاظ سے عرف ایک طلاق ہائیں واقع ہوئے ہیں۔ قرآن و حدیث
 کی روشنی میں مذکورہ بالا الفاظ کی شرعی حیثیت کی وضاحت دیا جائے؟

الجواب :- وقوع طلاق میں عرف کا بہت بڑا دخل ہے، اگر کسی جگہ صورت منوں کی شکل
 اختیار عرف میں تین طلاق کیے استعمال ہوئے ہوں تو وہاں عرف کے مطابق تین طلاق معتبر شمار ہوں گے،
 اس لیے کہ تمام آثار ہونے کے ساتھ ساتھ عرف کے موافق کی بنا پر طلاق صحیح ہے حتیٰ میں یہاں ہے اگر یہ الفاظ مذکورہ
 جملہ میں عدد اور عدد کا کوئی تعلق نہیں ہے، دونوں ایک دوسرے سے متعارف ہیں عرف نے دونوں کو
 ایک امر دیا ہے، اسی طرح آزاد اگرچہ الفاظ کا لفظ ہے مگر عرف نے ان کو الفاظ عربیہ میں استعمال کیا
 ہے اس لیے مذکورہ الفاظ ان طلاق ثلاثہ کی طرح ہیں۔

قال احمد بن حنبل، وان كان حرم في نكاح ما يقع به العاقل منه، وبالله في
 الطلاق من قول الله: ولما لم يبق على النكاح او دلائل لخال... ثم عرق بينه وبين زوجته فان
 سرحتك كناية عن عرق العرقين عند استعماله في النكاح
 مع ان اصله كناية عن اجتماع وان كان لا يقع به العاقل في عرف العرب استعماله في طلاق وقد مر
 ان النكاح من بدو بدو في الطلاق من بدو بدو في النكاح كناية عن كتاب النكاح

کئی دفعہ یہ کہتا کہ ”میں تمہیں طلاق دیتا ہوں“ سے طلاق معلقہ کا حکم | سوال: جانا

میں بہت اس امید سے کہ آپ کا خدمت میں حاضر ہوئی ہوں امید ہے آپ میری زندگی بچھڑکے
میری شادی کو ۱۵ سال ہو چکے ہیں دو بیٹے ہیں بن کی عمریں بائیس و سب چودہ اور تیرہ سال ہیں
میں یہاں اب وطن میں رہن و تنہا نہیں کھینچے سے وابستہ ہوں، میرا مسئلہ کچھ میں طر ہے کہ
۱۔ شادی کے شروع سالوں میں بھی میرے شوہر نے مجھ پر پابندی لگائی کہ اگر تم نے اپنی
انگوٹوں اور بازوؤں سے ہال صاف کئے تو میری طرف سے تمہیں طلاق ہے، لیکن اس کے باوجود
میں نے بہت دفعہ یہ ہال صاف کئے کیونکہ مجھے یہ ہال پسند نہیں ہیں۔

(۲) ۱۹۹۲ء میں میرے شوہر نے یہاں ایک تعلیمی عورت سے تعلق قائم کر لیا اور اس کی
بہنراتیں اس عورت کے ساتھ گزرنے لگیں، مجھے جب پتہ چلا تو میں نے اس بات پر ان سے
جھگڑا کیا، میرے زیادہ بڑائی ہوئی تو انہوں نے مجھے مشورہ کیا کہ میں نہیں طلاق دیتا ہوں۔

(۳) ۱۹۹۳ء میں میرے شوہر کی یہاں سے کوئی ختم ہو گئی تو انہوں نے اس تعلیمی عورت کو ہال سے
ساتھ ہی ٹیکٹ میں بلایا اور اس کے ساتھ رہنے لگے، میں اور میرے بچے دوسرے کمرے میں
ہوئے تھے اور وہ خپائی عورت جس کا نام میری وک (MERRY WICK) کیونکہ وہ کچھ بھی
دھونگے بیوقوف ہیں ہوتے تھے، ہر عورت کی طرح یہ بات میرے لیے ناقابل برداشت تھی،
اگرچہ ہمارے درمیان ہمالہ تعلقات ختم ہو چکے تھے پھر بھی ذہن میں یہ بات تھی کہ رشتے کی ایک
ڈور تو باقی ہے۔ ایک دن اسی عورت کی وجہ سے مجھ سے درمیان بھڑائی ہوئی تو میں نے اپنے
شوہر سے کہا کہ آپ نے اس عورت کو بغیر نکاح کے رکھا ہوا ہے، جو کہ بہت بڑا گناہ ہے، اس
انہوں نے کہا کہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے، میں مرد ہوں جو چاہوں کروں تم کون ہوئی ہو گئے
منع کرنے یا روکنے والی؟ میں نے جواب دیا کہ آخر میں تمہاری بیوی ہوں میرا گھر سے رشتہ
ہے، اس نے کہا کہ اگر تم اس رشتے پر اڑتی ہو تو جاؤ، میں اس رشتے کو ختم کرتا ہوں، میں نہیں
طلاق دیتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے کئی لوگوں سے کہا کہ چونکہ میری بیوی میرے ذاتی معاملہ
میں دخل دیتی ہے، اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا ہے، وہ میرے ساتھ طلاق کی کہ ہے وغیرہ۔
(۴) اس طلاق کے کچھ دنوں بعد میری بیوی نے مجھ کو کہا کہ میں نے اسے کہا کہ بچہ بیمار ہے اور
اسے بہتال ہے کہ جانا ہے، تو اس نے جواب دیا کہ میرا بھرا کو گھر رشتہ نہیں میری طرف سے تم

تم انزدہ ہوج چاہتے کہ وہ کچھ نیچے کی پروا نہیں ہے۔ میں نہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ کچھ جیسے
نہیں نہیں ہیں۔

غالب مطلق صاحب: ۱۹۹۸ء کے ان زمین میں کوہ پراہن زبان سے تم کو بتا دیا اور وہ دھڑکیا کرتا
پہاڑ کی طرح اس وقت تک فیما کنی عورت نہ رہی وہ کہ سے بھی اس کو دل بھر چکا تھا یہاں سے جاتے
کے بعد اسی نے تم کو ملنے سے کہ تم کو کا باطل نہیں رکھا لیکن میں کہیں نہ کہیں سے خبر ملتی رہی کہ وہ کہتا
جاکر کسی اور عورت کا نہ ملوں گا میرا ہو گیا ہے اور نہ ہی کر رہا ہے۔ پھر شاید ان لوگوں نے انکار
کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

اب آتے دینا چھ سال کے بعد وہ ٹوٹ آیا ہے کیونکہ اسے کسی سلف بھی نہیں کیا تھا اب وہ
یہاں کر کچھ کہتا ہے کہ میں بچوں کے ساتھ رہتا چاہتا ہوں، کیونکہ ہمارا شہر ختم نہیں ہوا تم
میرے بچوں کی مالی بوجھیں اٹھانے میں ایک دوسری نے کہا ہے کہ تم اسی ہی دوسرے سے عجیبہ دلکاش کر
سکتے ہو اس لیے اب تم میرے ساتھ آنا بچوں کو خاطر ہو گا کہ میں ان کو بہترین میں نہیں شکایت کا سر نہیں
دونوں اور غیرہ وغیرہ۔

غالب مطلق صاحب: میں جانتی ہوں کہ یہ نہ کہ عارضی ہے اور میں اب کوئی غلط کام کر کے
اپنی آخرت خراب کرنا نہیں چاہتی۔ اس لیے اب سے رجوع کر رہی ہوں کہ اس مسئلے میں میری
امانتانہ قریبیوں کو شریعت مقدمہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ ہمارے ممبرانی اپنا فیصلہ ایک
الگ صفحہ پر لکھ کر بھیجیں تاکہ میں اس کے ذریعہ کو رکھ سکوں، خدا آپ کو اس کی جزائے خیر
دے گا، میں عواظ کی شدت سے منظر پر ہوں گی۔ زینت ان حالی مسرت نماز چوہا کی ابو نعیم

الجبوتب: شریعت اسلامی میں حلال اور جائز اسباب سے بعض خصوصیات تین شے علاقہ ہے
اس سے وہ عظیم شہر عرمیاں بیرونی کے مابین ہوتا ہے ختم ہو جا گیا ہے اس میں حقیقت وہ نہ
شرعاً و قانوناً برابر ہیں بلکہ ادھر شہر ہو کہ زبان سے ان الفاظ کا تلفظ ہو تو ہے ادھر بیوی مطلقہ
ہو تو ہے حتیٰ کہ الفاظ مزاج (لفظ طلاق) بغیر نیت کے بھی علاقہ واقعی ہو جاتی ہے یہ مسئلہ
شہرہ کوئی ان الفاظ کے استعمال سے حتیٰ الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔

مسودہ سطور کے مطابق اور پھر سے دیکھنے کے بعد دو قسم کی طلاق کا ثبوت ملتا ہے
۱۔ طلاق معین: نماز شادی کے شروع ماحول میں۔۔۔ کہ اگر تم نے اپنی انہی دو بار اولیٰ
سے ان ماحول کے تو نہیں طلاق ہے۔۔۔ سے معنی ہوتا ہے۔ اسی طلاق کا حکم یہ ہے کہ

نہیں شرط کے ساتھ اس طلاق کو معلق لیا گیا ہوا اس کے بدلے ہونے کے بعد بیوی پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہاں یہ شرط بیوی ہو چکی ہے جس پر آپ کے یہ الفاظ "لیکن اس کے باوجود میں نے بہت دفعہ یہ بات صاف کہنے کی دلائل کھینچے ہیں، لہذا آپ پر ایک طلاق برتن واقع ہو چکا ہے۔"

(۲) دوسری طلاق شریعتاً ایک طلاق مؤخرہ اور رقم ملنے کے ان الفاظ میں نہیں طلاق دیتا ہوں بلکہ معلق ہوتا ہے اور دوسری رقم ملنے کے الفاظ میں اس رشتے کو ختم کرنا ہوں۔ یہی جہس طلاق دیتا ہوں" سے معلوم ہوتا۔ اس دوسری قسم کی دو طلاق بھی مؤخرہ ہیں اس لیے واقع ہو چکی ہیں۔ لہذا اگر صورت مسئولہ کے مطابق تمام واقعات درست ہوں اور شوہر نے وہ الفاظ یہیہ اسی طرح کہے ہوں جو آپ کے خط میں تفصیلاً مذکور ہیں تو بنا برآں آپ کا خاوند بڑی کارشعہ طلاق غلطہ کے ساتھ ختم ہو چکا ہے اب آپ اس کی بیوی نہیں۔ میں اگر بیویوں کمان ضرور ہیں لیکن ایک بیوی کی حیثیت سے اس کے ساتھ اکٹھے رہنا بغیر حلالہ شرعی کے ناجائز و حرام ہے۔ اور اگر کسی مولوی صاحب نے آپ کے شوہر کو بیعت نامہ کے تبادلہ کا کہا ہو تو یہ شرعاً غلط ہے اس کے قول پر عمل کرنا آپ کے لیے کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

لَقَوْلِهِ لَعَنَ اللَّهُ ذِي مَرْثَةٍ فَإِنْ سَأَلَكَ بِسُغُرُوفٍ أَوْ لِسَانٍ غَيْرٍ بِإِحْسَانٍ
وَلَا يَجْعَلُ لَكُمْ إِنْ تَأْتَيْدُوا... فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ بَيْعُ بَقِيَّةِ
مَتْنِ بَيِّنَاتٍ وَفَوَاحِشُ عَيْتٍ۔ (البقرة آیت ۴۰) لہ

سوال۔ جواب مفت۔ **تمہاری بیوی پر طلاق ہونے کے جواب میں ہاں کہنے کا حکم** صاحب کسی دوسرے کے

ساتھ کسی موضوع پر میری بات چیت ہو رہی تھی اس نے باتوں کے درمیان مجھے کسی بات کے معلق پوچھا اور کہا کہ آپ پر آپ کی بیوی تین طلاق پر طلاق ہو کر بیوٹ نہ ہو لو گے۔ جواب میں میں نے صرف ہاں کہا اور پھر میں نے وہ بیوٹ بات کہہ دی۔ اب دوبارہ طلب امر یہ ہے کہ اس طرح میری برتن طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں؟ تفصیل سے مجھے بتائیے تاکہ

لَعَنَ اللَّهُ الْهَنْدِيَّةَ، مِنْ قَوْلِهِ إِنَّ دَخَلْتَ الدَّارَ فَانْتَ طَالِقٌ بِطَلْقِ الْهَنْدِيَّةِ
بِالدَّخُولِ۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۸ کتاب الطلاق)

میرے دل سے انکے دستبردار جانے ۛ

الجواب :- عبارت مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ مسائل نے جب اپنے دوست کے خط کشیدہ الفاظ کہتے ہیں کہ ”کہا کہ مسائل جو مخالفت بن گیا یعنی اس نے اپنی بیوی پر تین ملاقا واقع ہونے کو جھوٹ کہنے سے شرط کر دیا اور جب اس نے گفتگو میں جھوٹ بات کہی تو اس کی بیوی پر شرط موجود ہونے کی وجہ سے تین ملاقا واقع ہو کر مطلقہ منظور ہو چکی ہے اور اب وہ ملازمہ شرعی کے بغیر اس کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔

در مختار میں ہے، ونو قال علیہ علیہ اللہ ان اعدت کذا فقال نعم فانما لغافل الجیب۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار جلد ۳ ص ۱۵۶ کتاب الطلاق)

وفی المشاہیہ : ولا یسب علی نفیستہ و ان نوى الیمن بحائیة و نفم او اقر الامانة اخلت الی الخاغب فلا یحکم ان یکون اعالف غیوہ۔ (جلد ۳ ص ۱۵۶)

وفی الدر المختار : قیل لہ ان کنت فعلت کذا فامرک طالق فقل نعم وقد کن فعل طلقت۔ وفی المشاہیہ القاعدة الخادیة عشر لسوال معاد فی الجیب : قل امرامہ زینہ طالق او عبدا حراً علیہ (المشی نبیث اللہ ان فعل کذا و قال زید نعم۔ ص ۱۵۶ غایتاً۔ وانعم)

(الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۳ ص ۱۵۶ کتاب الطلاق)

باب تعلیق و مفوض الطلاق

(طلاق معلق و مفوض کے مسائل احکام)

طلاق کو کسی کام سے معلق کرنا | سوال :- اگر کوئی شخص نے اس طرح قسم کھائی کہ اگر میں گھر ملے

سے پہلے نہ کر سکے گا تو مجھ پر بیوی طلاق ہے، پھر وہ

فرض مکہ مکرمہ جانے سے پہلے ہی گھر ملا لیا، تو اس سے نکاح پر کیا اثر پڑے گا؟

الجواب :- صورت مرقومہ میں گھر کو مکہ مکرمہ جانے پر موقوف کر کے قسم کھائی گئی لہذا جب

یہ شخص مکہ جانے سے پہلے گھر ملائے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوئی، چونکہ مکہ مکرمہ

جا نا ممکن ہے اس لیے ماند مسائل کے قضا کی وجہ سے حنث پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

شافعی ائمہ نے، وذا اضافه الى الشرط، وقع عقبة اتفاقا، ولفظ ہنجر مستعمل

انھیں اثلث فی تعلیق الطلاق یکران وذا وغیرہ (۱)

کسی کو قتل کرنے پر طلاق معلق کرنا | سوال :- ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں نے تم کو

قتل نہ کیا تو میری بیوی پر طلاق ہوگی، بعد میں اس شخص نے

قتل سے اجتناب کیا، پھر اندری صورت اس کی بیوی پر طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- طلاق کو عدم قتل سے معلق کرنا ممکن اور قریب ہے اس لیے قسم اپنی جگہ میں منعقد

ہوگا تاہم اس شخص پر علی الفور حنث لازم نہیں رہے اس شخص پر بیوی طلاق ہو، البتہ اگر معلقہ شخص

اپنی مرتہ مرنے یا قسم کھانے والا اس کو قتل کرنے کے بغیر مر جائے تو ایسی حالت میں اس کی بیوی

اس پر طلاق ہوگی، بخلاف اتفاقاً قسم میں طلاق کی تعداد کا ذکر نہیں اس لیے ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

قال المصنف رحمه الله، لو خلف ایفلسه بتریسرة، وقال المصنف

ابن عابد یرث، تحت هذا القول، وذا، لم یفعل لا یحکم، بوقوع الحنث حتی یفعل به اس

لے قال المصنف برون الذین المرغبان، وذا، وذا، فی شرطه وقع عقبة اتفاقا۔

(اصح حدیث ۲۰۳۳ باب ایمان فی الطلاق)

وَمِنْهُ فِي بَدَائِعِ الْمُصَنِّعِ ۲۰۳۳ حَتَّى كِتَابِ الْإِيمَانِ

عن الفعل وذلک جوت الحالف او بقوت حمل الفعل۔
باب المین فی ضرب وقتل و غیر ذلک ہلہ

سوال ۱۔ ایک شخص نے جان کی غلامی کے لیے
جان بچانے کے لیے طلاق پر چھوٹی قسم کھانا
طلاق پر چھوٹی قسم کھائی اور یوں کہا کہ طلاق پر
قسم ہے میں سچ کہہ رہا ہوں، جبکہ حقیقت میں وہ سچی نہیں، تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟
الجواب۔ ایسے افتاد و عرفت میں طلاق کے لیے استعمال نہیں ہوتے اس لیے ان سے
طلاق واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی الفتاویٰ سے قسم منعقد ہو سکتی ہے۔

لانی الہندیۃ، فی الفتاویٰ لوقل سوگند خودم بطلاق بیسہ مطلیقۃ لانا پس
لوریتہ دفعہ بیستہ باطلاق۔ (افتادوی نمبر ۲۲) باب لانی فیما یجوز یثابہ لایکون بیثابہ۔

الفصل الاول فی تحمیل المعز و غیرہ و الحالف غیر ملہ حوی المستعمل ہلہ

سوال ۲۔ کسی شخص کے لیے اس کے والدین نے ایک گھر میں
نکاح سے قبل طلاق مطلق کا حکم
رغبت کر کے چاہا لیکن لڑکی والدین کے نام پر مطالبات کی وجہ سے
لڑکے نے کہا کہ اگر اس نے اس لڑکی سے نکاح کیا تو یہ مجھ پر طلاق ہوگی۔ تو کیا نکاح ہونے کے بعد
یہ لڑکی اس لڑکے کے نکاح میں رہ سکتی ہے یا اس پر طلاق واقع ہوگی؟

الجواب۔ صورت مزبور میں جب نکح طلاق کو نکاح سے منق کیا گیا ہے اس لیے نکاح جو طلاق
کے بعد لڑکی پر طلاق واقع ہوگا لیکن قسم میں طلاق کا پڑھ کر ایک دفعہ کہہ دے اس لیے وہ لڑکی دفعہ
نکاح کرنے کے بعد لڑکی اس کے نکاح میں آ سکتی ہے اگر ایجاب و قبول و عاہدہ و مبارک ہو تو

لہ تاں علامۃ المرجعین فی، وی حلت یفعلون کذا ففعلہ مرة واحدة بقری عینہ لانی للترجم فعل
واحد غیر عین اذا لقم مقام الاتقان نہایت فعل فعلہ و انما یجوز لوقع الیاس عند قولہ بیثابہ
او بقوت حمل الفعل۔ (الہندیۃ ج ۲ ص ۱۱۱) باب المین فی نقاض الدوام

وہم شہد فی الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۱۱۱ باب المین فی نقاض الدوام۔
لہ قال علامۃ قاضی خاں، ووقل سوگند خودم بطلاق کہہ این کارکنم لا یصح بیثابہ۔
رافتاوی قاضی خاں علی هامش الہندیۃ ج ۲ ص ۱۱۱ فعل فی الفاظ العین بالغریۃ
وہم شہد فی الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب الزمان نوح الشکلی فیما یجوز بیثابہ

پہلی بار۔ نکاح سے نکاح ہو کر طلاق واقع ہو کر دوسری یا تیسری بار انکاح و قبول سے دوبارہ
نکاح معتد ہوگا۔

قال: اعلم انه المصنف في شرطه منك، والاف في اليه كان نكحتك فان ما فوق.

ابو الفتوح علی ہاشمی رحمہ اللہ، مختار ۲ ص ۵۲ باب التعلیق ۱۸

طلاق معلق سے بچنے کا حیرسلا | سوال :- ایک شخص نے کسی کام کے کرنے سے تین طلاق
معلق کی ہیں ابھی تک تو شت کا موقع نہیں آیا بلکہ ہے
کئی وقت حشمت واقع ہو کر صورت مطلقہ منظر بن گئے، ایسی حالت میں اس شخص سے بچنے کیلئے
اس شخص کو کیا عمل اختیار کرنا پڑے گا؟

الجواب :- طلاق معلق کی صورت میں شرط کی موجودگی میں طلاق کا واقع ہونا ایک ضروری
امر ہے تاہم اس سے بچنے کے لیے یہ تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے کہ شخص بوجہ طلاق آمین دے
کر تدارک سے احذرت گذر لے کے بعد یہ صورت اس کے نکاح کے اٹھ جانے تو تدارک کی حالت
میں یہ شخص وہ کام کرے جس سے طلاق معلق کا ہے، چونکہ اس وقت طلاق اس کی ملک میں نہ ہونے
کی وجہ سے طلاق غیر مؤثر رہے گا، اور ایک دفعہ مانت ہوئے سے تین بار ہو کر دوبارہ کرنے
سے حشمت لازم نہیں آتا۔ لیکن جب دوبارہ نکاح کرے تو ابھی متعلقہ کام کرنے سے حشمت لازم
نہیں آئے گا۔

قال ابن عابدین: لو حلف ان يزوج امرأته الا باؤه فخرجت بعد المطلق ونقض العدة لم يعتد
وبطلت ايمن ما يمينه في شي لو تزوجها ثانيا ثم حلف ان لا يزوجها الا باؤه ثم تزوجها ثانيا لم يعتد به

سہ قال: خلاصة المرفوعة: واذا انحلف المطلق الى النكاح وقع حشمت النكاح مثل ان يقول
لا امرأ ان تزوجت ثانياً فانك وكنى مودة: تزوجها فله طلاق.

(السيهداية ۲ ص ۲۸۵ باب الايمان في المطلق)

وَمِنْهُ قَوْلُ الشَّيْخِ إِدْرِيسَ: حَلْفُ مَنْ حَلَفَ فِي تَيْنِيقِ الْمَطْلُوقِ بِكَلِمَةِ اِنْ وَرَآهُ غَيْرَهَا.
سہ قال: اعلم انه المصنف في حلف الله، فليدعي من طلق المولات بدخول الدار ان يطلقها رجلاً
شتم بعد مودة تدعيها فتدخل اليه من فيكدها. (ابو الفتوح علی ہاشمی رحمہ اللہ)

جلد ۲ ص ۵۲۵ باب التحقيق - مطلب (الحلف لزوجين في وجود الشرط)

وَمِنْهُ قَوْلُ الشَّيْخِ إِدْرِيسَ: حَلْفُ مَنْ حَلَفَ فِي مَطْلُوقِ الشَّرْطِ - فصل الاول في نفاذ الشرط.

میں گھرا یا تو کچھ طلاق ہوگی | سوال :- ایک شخص نے بیوی سے کہا اگر میں گھرا یا تو کچھ
 طلاق ہوگا۔ اب وہ خود تو گھر نہیں گیا لیکن کسی دوسرے شخص
 نے اسے اٹھا کر جہاز گھر میں داخل کر دیا، تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟
 الجواب :- شخص مذکور کی مرضی کے بغیر اسے اٹھا کر جہاز گھر میں لانے سے طلاق واقع نہیں
 ہوگی۔

لما فی اجتهادہ: فان احتلہ بغيره فادخلہ بغير امره نہ بحث سوا کا کہ راضیاً
 بہ لفظ بقلبه او ساجداً وسوا مکان فادخلہ علی الامتناع: اور نہ لیکن۔
 والاضواء: اجتهادہ: ۲۶ باب اختلاف فی البین علی الدخول والسکون

کسی کے گھر جانے سے منع کرنے کیلئے طلاق پر قسم کھانا | سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی
 کے لیے کہا اگر تُو اس وقت فلاں کے گھر گئی تو تُو مجھ پر طلاق ہے اب اگر اس کی بیوی اُسی وقت
 یا اس کے بعد اُس گھر گئی تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- صورت مسئلہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کا قول اُسی مجلس سے غامض ہے اگر
 بیوی اس مجلس سے اٹھ کر فلاں کے گھر چلی گئی تو طلاق ہے اور اگر اسی مجلس سے بعد اُسی گھر گئی تو پھر
 طلاق واقع نہیں ہوگا۔

قال الرغبی فی: وبارادۃ المرأة المروءۃ فقال ای حریت فانت طالق فقلت ثم حریت لم یثبت
 وکنایۃ ان اراد ضرب عبده فقال له اخر ان ضربتہ فعبدی حرۃ فکلمتہ ثم حریت وھذا تسبیح
 فودعہ ابوحنیفۃ باصھا رۃ الخ۔ زائدایۃ ۲۷ باب البین فی الخروج والادین وارثۃ غیر ذلک
 الخ فان فانیان، وروعن ان یدخل... وان احتلہ انساناً فادخلہ فیما فکان لایقاع علی الامتناع لا یجوز
 فی قولہ ان کان یستکلم ولم یقع وهو راض بقلبه اختلعا فانیہ والیصلیۃ یثبت۔ رقاوی فاجوبہ ۲۷ باب
 فصل فی ادخال کتاب اللہ)۔ روضۃ فی خلاصۃ الفتاویٰ ۲۷ باب الفصل فی حریت البین فی القول۔

تعلیل ابن تیمیہ: امرۃ تہیان الخروج فکلمتہ فخرج فادخلت ماعداً ثم حریت البین لان قصدہ ان یصلی فیما فکان لایقاع علی الامتناع لا یجوز
 الذی تہیات لہ فکان قال ان حریت ای ساعة ومنہ من اراد ان یضرب عبداً فکلمت علیہ ینہیہ فکان
 توکلہ ساعة حیث ینہیہ فکلمتہ صریحاً دیت۔ زائدایۃ شرح کفریاتی ۲۷ باب البین فی ادخال ولا یجوز
 والسکون والایمان وغیر ذلک)۔ روضۃ فی خلاصۃ الفتاویٰ ۲۷ باب الفصل فی حریت البین فی القول۔

بَابُ تَفْرِيقِ مَفْقُودِ الْخَبَرِ وَغَوِّهِ

(مفقود الخبر وغیره کی تفریق کے مسائل)

سوال :- ایک بالغ مرد کا نکاح ایک عورت سے
مفقود الخبر کی بیوی کا نکاح ثانی کرنا اگر وہ ایک یا بھی شخصہ عمل میں نہیں آئی کہ اس کا
خاوند زبیر ہو یا جس پر آٹھ سال گزر گئے ہیں تمام ذرائع اطلاع اور دستیاب وسائل سے اس
کی تلاش کی گئی تاہم اس کی موت و میات کا پتہ نہ چل سکا، لہذا جو ان کے چاروں کئی کئی مرتبہ بھی
نہیں کیا شریعت میں اس کیلئے نفقہ نکاح کی کوئی صورت ہے تاکہ وہ کسی دوسری جگہ نکاح کرے۔
الجواب :- مذکور مفقود خبر کے بارے میں فقہ حنفی کی تجزیات پر عمل کرنا مشکل ہے
کیونکہ مذکورہ مذکورہ بیوی کیلئے خاوند کا انتظار کن متعدد معاشی اور اخلاقی مسائل کا موجب بن سکتا ہے۔
اس لیے فقہاء کرام نے امام مالک کے مذہب کے مد نظر رکھتے ہوئے کچھ آسانی کی صورت
پیدا کی ہے کیونکہ بوقت ضرورت دوسرے فقہاء کے مذہب پر عمل کرنا فرض ہے۔

قال الإمام ابن عابدین: وقد كان بعض أصحابنا يقول يقول مالك في هذه المسألة
نضرورة ثم رأيت ما بعثته بعينه - وذكره محشي مسكين عن السيد الحميري وسبق في
تظهير هذه المسألة في ذريعة المفقود حيث قيل: قال يعني يقول مالك أنه تحت
عدة الوفاة بعد مضي أربع سنين - رتبنا المتار على أنه المتار خمس مائة باب العدة
وقال في موضع آخر: وذكره فقهاء الباقين في تأسيس نظامه أو العدة وحديث
مذهب الإمام قون في مسند مرجع إلى مذهب مالك لأنه أقرب المذاهب إليه.
رد المحتار في الدر المختار ج ۳ ص ۶۸۴

والله في من ممالك زوجة المفقود: وقال في الدر المختار: وفي قول القهستاني لو
فتى به في موضع ضرورة لا بأس به على ما نقله الران قال: وقد قال في البرزاذية
الفتاوى في زماننا على قول مالك - وواله المختار ج ۳ ص ۶۸۴
كتاب المنفرد ۴ مطلب في: لا بد من مذهب مالك في زوجة المفقود

یعنی ایسی حالت میں امام مالک کے مذہب پر عمل کرنا جائز ہے چونکہ فقہاء ائمہ

نے اسی پر عمل کی گنجائش پیدا کی ہے اس لیے یہ فقہ حنفی ہی کا حاکم شمار ہوگا۔

پس جس عہد کے خاوند پتر ہوا اور چار سال اس کے لاپتہ ہونے پر گذر جائیں اور اس کی حیات و ولادت کے بارے میں کوئی معلومات نہ ہوں تو اب اگر عہد کے خاوند کے متعلقہ میں ایٹھی رہے تو اس کو نانی و فقہ کا مسئلہ درپیش ہوگا، اگر اغراجات کا مسئلہ کہیں سے مل ہو جائے لیکن بغیر خاوند کے بھیجے ہیں کسی بے راہروی کے نشان مرنے کا اندیشہ کو تو اس حالت میں اپنے آپ کو کسی امتحان میں ڈالنے کے بجائے مباحی کی مستحکام کاش کرنا زیادہ مناسب ہے تاکہ عورت اپنی مرضی سے کسی دوسری جگہ نکاح کر سکے۔

ایسی عورت کو علم و کرامت مشورہ دیتے ہیں کہ وہ چار سال تک انتظار کرنے کے بعد کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اپنا معاملہ لے جائے، عدالت ایک سال تک مکمل نہ واقع سے اس کے خاوند کو تکلیف کش کرے، اگر خاوند کہیں مل جائے یا اس کی موت قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو تو فیہا و نہت ورنہ ایک سال کی تحقیق کے بعد متعلقہ عدالت خاوند کی عورت کو فیسخ نکاح کی ڈگری صادر کرے گی جو عورت کے حق میں مطلقاً ہائشاً ہوگی جس کی رو سے مسئلہ خاوند کے بعد یہ عہد دوسری جگہ نکاح، اسی حالت میں اگر خاوند کہیں سے آجائے تو عدالت کا فیصلہ اس کے آنے سے متاثر نہیں ہوتا بلکہ دوسری عورت کے پاس رہے گی۔

حضرت مولانا شرف علی قاضیؒ اس مسئلہ کے بارے میں یوں فرمائی دلتے ہیں: مفتوحہ کو باعاقی ائمہ مجتہدین اپنے مال کے بارے میں اُس وقت تک زندہ تقسیم کیا گیا ہے کہ جسک اسکے ہم عمر و ہم قرن لوگ زندہ پائے جائیں، جس وقت بسنی میں آسکے ہم عمر لوگ ختم ہو جائیں اُس وقت اس کی موت کا حکم کیا جاتا ہے یعنی قاضی اس کی موت کا حکم دیدیتا ہے اور اس کی میراث وغیرہ تقسیم کرنے کی اجازت ہوجاتی ہے اس پر ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظمؒ، ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام حنفیؒ کا اتفاق ہے کہ انھوں نے صرف کتبہ اور امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ نے ائمہ بہت سے دوسرے مجتہدین نے زوائد مفتوحہ میں بھی حکم دیا ہے کہ اگر جب تک مفتوحہ کے ہم عمر لوگ ختم نہ ہوں اُس وقت تک وہ زندہ ہے ورنہ سب قاتلہ اس کی ہوگی کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں، البتہ بعض صورتوں میں مفتوحہ کے نزدیک و فقہ و فقہاء نے اس کے ہم عمروں کے ختم ہونے سے پیشتر بھی قاضی نکاح کی اجازت دے سکتا ہے یعنی جبکہ

اس مفقود کے ظاہر حال سے اس کی ہلاکت و موت کا غالب گمان ہو چھے وہ شخص جو مرکز جنگ میں گم ہو گیا ایسے
معرض کی حالت میں نکل گیا ہر جہں میں موت کا گمان غالب ہے یا سمندر میں مٹ کر گیا ہو اور ساحل پر پہنچنے کا
بتردد چلا ہو اس قسم کی صورتوں میں اتنا انتظار کر کے موت کا حکم دے دیا جائے گا کہ جس میں حکم کو
مفقود کے فوت ہو جانے کا ظہور نہیں ہو جاوے اور اس حکم بالوت کے بعد اس کی صورت کو حدیث
وفات گذار کر قلعہ کر لیا جائے ہو گا۔

کافی الشاہیۃ تحت قول الدہسہ (واعتبار الزیلع بقبولہ الی الامام) قال فی الفتح
فای وقت رأی سہ انقطاع حکم ہوتہ (الی ان قل) ومقتضاه انہ یجتہد ویحکم بالقوانین
الظاہرۃ الدالۃ علی موتہ وعلی ہذا یدتبی ما فی الجماع الفتاویٰ حیث قال فاذا فقد فی
المسئلۃ قویۃ غالب بحکم بہ کثرۃ فقد فی وقت الیاقات مع العدو وقطاع الطريق اذا سافر
علی المرض الغالب ہذا کہ لو کان سقرہ فی البصر وما اشبه ذلک حکم ہوتہ لانہ الغالب فی
ہذا للحاکمات وان کان احتمالین واحتمال ہوتہ ناشئ عن دلیل لاحتمال حیاتہ لانت
ہذا الاحتمال کا احتمال ما اذا بلغ المفقود مقتدرہ لا یعیش علی حسب ما یختلفوا ذمقلا
نقل من لغیۃ انتہی مالی جامع الفتاویٰ واتفق بہ بعض مشائخنا وقالہ انہ اتفی
بہ فی زوہ صاحب جمیع الفتاویٰ لکن لا یغنی انہ لا یدعی مضی مدۃ طویلۃ حتی یطلب
علی اکثر موتہ لا مجرد فقدہ عند ملاقات العدو او سفرو البحر ونحوہ -

(والمختار ص ۳۲۳) مطلب فی الانتداب مذہب مالک فی ردیۃ المفقود
اس قسم کی صورتوں کے علاوہ فقہ تفسیر میں زوہر فقہ کے قلم طے اس کے سوا کوئی کچھ نہیں کہ
مفقود کے ہم قرن لوگوں کے ختم ہونے پر قاضی اس کی موت کا حکم کر دے اور بعد ازاں صورت حدیث
وفات گذار کر قلعہ کرے۔

لیکن امام مالک نے چند شرائط کے ساتھ دین کی تعبیل منع فرمائی ہے) ہر حال میں دینی ہلال متلون
ہو یا نہ ہو مفقود کی بیوی کو حکم نامہ کے بعد چار سال انتظار کر کے عدت گزرنے پر دوسرا نکاح کرنے
کی اجازت دیدی ہے اور امام احمد نے بھی مفقود کی بعض صورتوں میں چار سال کی عدت کو اختیار فرمایا
ہے۔ (کافی المغنی ج ۹ ص ۳۱۸)

اور ہر چند کہ خفیہ کا مذہب از روایت دلیل نہایت قوی اور غایت احتیاط پر مبنی ہے مگر فقہاء
خفیہ میں سے بعض متاخرین نے وقت کی نزاکت اور متلون پر نظر فرماتے ہوئے اس کی تعلیم کو مانگا

کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے جیسا کہ عارفی نے اور متفقین نے قبلاً ہی کا جو ہر ماضی صدی ہجری کے مشائخ
 متنبیہ میں ہیں، کا قول نقل کیا ہے۔ ہوائی بعد فی موضع خضر، قجارج، (ج ۳) لائے مطلب
 قضاء القاضی، عنی ثلاث: (۱) اور ایک (۲) صبر سے اسباب فتویٰ اپنی ہندو ویر و ہند تقریباً
 سب سے اسی قول پر فتویٰ دینا اختیار کر لیا ہے دوسرے سند اس وقت کی کتب حقیقت سے نظر حقیقی میں
 داخل ہو گیا ہے لیکن جب تک صورت میر کر کے اس وقت تک اصل مذہب ضعیف پر عمل کرنا لازم ہے۔
 بالوقت ضرورت شدید کے مثلاً خرقہ کا انتظام نہ ہو سکے یا نور و نور و معیت کے پھٹنا مناسب نہ
 ہو سکے تو اس وقت مذہب ماکیر پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور ایسے ہی مواقع کے لیے یہ
 فتویٰ مرتب کیا گیا ہے مگر کسی مسئلہ میں دوسرے امام کا مذہب لینے کے لیے یہ ضرور کہہ کر اس
 مسئلہ میں اس امام کے نزدیک جو شرطیں ہوں ان سب کی رعایت کی جاوے۔ بلانی اندر حضرت
 من ان حکم الملحق بالبالا بصر قال انما فی تحتہ مثالہ متوفی سال من بدوہ و اس
 امرہ ثم صنی فان صحت هذه الصلوة ملقطة من مذہب شافعی و حنفی و متنبیہ لاجل
 نعمتہ مستنبیہ (۳) و ایضاً قال انما فی عن الشر بلانی تحت قول اندر و انما لاجل
 عن غلبہ بعض ما مل باحدی۔ القاد و انہ تعالیٰ علیہ العمل بما یوافق ما علیہ عن
 مذہبہ مقلد فیہ دیر ما مستحبہ من جمیع مذہب و انما لاجل نعمتہ مستنبیہ لاجل
 میں ماکیر کی تمام شرائط کا معلوم کرنا لازم ہوا اور انہ میں رہنے والوں میں سے متعلق ہر
 مذہب ماکیر پر عمل کیا ہے و جس اجمال تھا اور سند کی پوری تفسیر و اس کے تمام ثبوت و ثمرات و علما
 ماکیر ہی سے معلوم ہو سکتے تھے۔ اس لیے اس ضرورت کا احساس کر کے ماکیر مذہب اسباب فتویٰ
 کی خدمت میں میرے خطبہ رزادہ اور ثمر فائز و نوراً مفصل مستند و مجرباً و بالہ کے سند و علما کے تحقیق
 نے نہایت تفصیل و توضیح کے ساتھ سوالات تحریر فرمائے لیکن پھر ان میں کچھ شبہات باقی رہے اور
 بعض نئے سوالات پیدا ہوئے اس لیے مکرران حضرت کو تکلیف دی تو یہ کہ جوابات کے بعد بھی
 کچھ اور سوالات کی ضرورت ہوگی تو سر بارہ ای کی خدمت میں سوالات بھیج کر جوابات حاصل کئے انہیں
 مامولت کتب خانہ مدرّسہ اہل العلم و الخیرات میں محفوظ ہے اولت فتاویٰ کا مجموعہ آخر کتاب میں
 ملحق کر دیا گیا ہے ان فتاویٰ کی جس جماعت سے جمارے سوالات کا جواب ملتا ہے ان سب پر
 اضافہ سے ہر شمارہ اول دینے کے ہیں۔ درج ذیل تہذیب و نور میں ان عبارت کے تحت حوالہ رکھنا
 کیا ہے کہ چونکہ تمام فتوے عربی حیالات کی ضرورت نہیں اور اہل علم اس سلسلہ کے حوالہ سے آخر کتاب میں

استدلال کما بارت خود ملا منع فرمایا کرتے ہیں اب سوالات اور جوابات اردو میں یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

سوالات

کیا فرماتے ہیں علمائے مابیکہ مسائل نازل میں کرید۔
(اقل) جو شخص منقود الغیر (الذہب) ہو اور باوجود تحقیق و تفتیش کے اس کا مال معلوم نہ ہو کہ زکوٰۃ پر
یا مرگیا کیا اس کی زکوٰۃ کے لیے حق ہے کہ وہ کسی طرح اپنے کو اس کی زوجیت سے نکال کر دوسرا نکاح
کر سکے، اگر جی حق ہے تو کیا اس کو کچھ مدت انتظار کرنے کی ضرورت ہے یا بلا مہلت اس کو اختیار ہے
دیا جائے گا؟

(دوم) اگر بیعت دی جاوے گی تو اس کی ابتدا کب سے شمار ہوگی؟ مراقد اور نماز کے
وقت سے یا گم ہونے کے وقت سے؟ حکم حاکم کے بعد سے؟
(سوم) کیا زکوٰۃ منقود فسخ نکاح میں خود مختار ہے یا قضاء قاضی شرط ہے اور ضرورت
فسخ کی کیا ہوگی؟

(چہارم) اگر قرضے قاضی شرط ہے تو کیا قاضی پر بھی یہ بات لازم ہے کہ پہلے منقود کی خود
تفتیش و تلاش کرنے سے جب اس کو مایوسی ہو جائے اس وقت زکوٰۃ کو کوئی مہلت دینا شروع یا نہ
اور اس کے اولیاء کا غلامی کر لینا کافی ہے؟

(پنجم) جی بلا میں قاضی شرعی موجود نہیں جیسے ہندوستان و طبرستان اس کی صورت کی جلتی ہے؟
(ششم) منقود کا حکم دارالحرب اور دارالاسلام میں یکساں ہے یا مختلف؟ اگر مختلف ہے
تو ہندوستان جیسے ممالک جن میں کروڑوں مسلمان آباد ہیں وہ دارالاسلام سمجھے جائیں گے یا
دارالحرب؟ (اعینونا اھانکم اللہ تعالیٰ)

جوابات

(جواب سوال اقل) زکوٰۃ منقود کے لیے مالک کے نزدیک منقود کی زوجیت سے ملتا ہے اور
کی دارالاسلام میں صورت یہ ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں حاضر ہو کرے اور پھر یہ شہادت شرعیہ پر
ثبات کرے کہ سیرانکاح فلاں شخص سے ہوا تھا اگر نکاح کے طہنی کو اور وجود نہ ہوں تو اس معاملہ میں
شہادت بالتمام بھی کافی ہے یعنی شہرت عام کی بناء پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔ کافی التفتی
نہایتی اہم کتاب الاغنیۃ (فروع) و اما نکاح حق العتبات عن سحنون
قال جل اصحابنا یقولون فی النکاح اذا استنشر عیدہ فی الجیران ان ذلکاً نزوج فلانہ

وَمَعَ الزَّوْجَاتِ فَلَهُ اِنْ شَهِدَا اَنْ فَلَانَةَ زَوْجَةُ فُلَانٍ (الخ) اس کے بعد گواہوں سے اس شخص کو
 (لاپتہ ہونا ثابت کرنے کے بعد) ان کا قاضی خود بھی اس شخص کی تعینات و تلاش کرے اور جب پتہ پتے سے
 مایوسی ہو جائے تو عورت کو چار سال عرصہ انتظار کا حکم کرے پھر اگر ان چار سال کے اندر بھی مفقود
 کا پتہ نہ چلے تو مفقود کو اس چار سال کی مدت ختم ہونے پر مرد مفقود کیا جائے گا، اور نیز ان چار سال کے
 ختم ہونے کے بعد چار ماہ دس دین حدت و وفات گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار
 ہوگا۔ اور اب چار سال گزرنے کے بعد دوبارہ قاضی کی حدالت میں درخواست دینا اور حدت و وفات
 کے لیے حکم حاصل کرنا مانگیہ کے نزدیک ضروری نہیں بلکہ قسط سے قاضی صرف اول بار بوقت عاجل
 ضروری ہے۔ کما صرح بذلک فی شرح الدردر۔ (ج ۲) (محدث) قال المغنول فیہ یوجب
 الحرام أربع سنین (المنی قولہ) ثم احدثت عدت الوفاة و سقطت بها الخفقة ولا يعتاج
 فیها الاذن و ذل الدردر و تحتہ لا ین من الحاکم لان اذ نہ حصل بضرب الاجل
 اولاً۔ ویأت فی الروایة السابعة من فتویٰ العلانہ صحیح طیب بن اسحاق مفتی
 المالکیہ بالمدینۃ المنویقہ۔ مگر ان خیال اس میں ہے کہ جب وہ چار سال جو قاضی نے مقرر کیے
 تھے ختم ہو چکیں تو دوبارہ درخواست دے کر قاضی سے حکم بالموت بھی حاصل کر لیا جائے گا۔ مذہب
 حنفیہ کی حیثیتاً توضیح رعایت ہو جائے لیکن جس جگہ قاضی وغیرہ کو دوبارہ مراندہ و شوارب و بان الی غیر ذلک
 دشواری ہو وہاں بغیر مراندہ ثلثی کے ہی عمل کرنے میں مضائقہ نہیں۔

یہ حکم مذکور تو اول الامر میں تھا اور دالہ العرب میں زوجہ مفقود کا جہور مانگیہ کے نزدیک

محکمہ ثلثانہ کے نزدیک مفقود کے تمام مہر و ولہ کے ختم ہو جانے پر بھی حکم بالموت حاصل کرنا شرط ہے۔ کافی
 شرح الورعی، الطیفۃ انہ اخرجکم جعوتہ بقضاء لانه امر محتمل فمال ینضم الیہ اعتقاد کا
 یکون حجة۔ اور مختلفہ فرائد و اقتیاد دھونے کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی برہی ہے کہ عورت کی
 دوبارہ درخواست پر جہت مفقود کا حکم کہ حدت و وفات گزارنے کا حکم دیا تھا۔ اور مسند مفقود میں مانگیہ کے
 مذہب کا اصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے پھر یہ معلوم اس جز میں کیوں خلاف کرتے ہیں۔
 نہیں جن میں کو قاضی کا طرف سے سال بھر کی ہدایت ملنے کے باوجود بھی زوجہ نہیں کو اس سال کے گزرنے
 جائے۔ یہ دوبارہ درخواست دینی پڑتی ہے اس میں حنفیہ کے ساتھ مانگیہ بھی متفق ہیں۔ یہ ہم
 نہیں نے جن میں ہر مفقود میں کیا فرق سمجھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۰

تو وہی حکم ہے جو خفیہ کے نزدیک ہے یعنی جب تک اس کے ہم عمر لوگ زندہ ہیں اس وقت تک اس کی بیوی کے لیے کسی نکاح سے جدا ہونے اور دوسرا نکاح کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ کما فی الریایۃ للثانیۃ من نوحی العلامة سعید بن صدوق مفتی المالکۃ با سندینہ بطریق زاد حاتم اللہ تعالیٰ شرفاً واجلالاً۔ اور بعض تصریحات سے اس کی مدت بھی ترک کے لحاظ پر بھیجی گئی ہے جس میں مختلف اقوال ہیں بعض کے نزدیک نوٹھے برس یعنی کنیز ایک پچتر برس بعض کے نزدیک ستر برس یعنی ثلاث۔ (ولکن الا ولی ان یفوض الی رای اهل الخیرۃ و اهل العلم بحالہ من معتدہ وسقطہ وقوتہ وضعفہ) مگر شہب سے یہ کہ اگر امام مالک کے متاخر شاگردوں میں سے ہیں اور فقہاء مالکیہ میں ابتدا پر یہ مقام رکھتے ہیں (والا حرب میں بھی یہی مذکور ہے) اور حکم لکھا ہے جو دارالاسلام میں گذر چکا ہے کما ذکرہ ابن شدق مقدمانہ (مذنبہ ۲۸) جہاں قال و اما المنقود فی بلاد طرب حکمہ حکم الاسید کا تزوج امرائے دکان قسم مانہ حتی یعلم مرتہ او یاتی علیہ من الزمان مالا یعنی اٹا مثلاً فی قول اصحاب کلہم حاشا لشہب فانہ حکم لہ حکم المنقود فی المال والزوجة حیثاً ۱۔

(جواب سوال دوم) حاکم جو چار سال انتظار کے لیے مقرر کرے گا اس کی ابتداء اس وقت سے کی جاوے گی جس وقت حاکم خود بھی تفتیش کر کے پتہ چلے سے مایوس ہو جائے اور قاضی کی مراد میں پہنچے اور اس کی تفتیش سے قبل خواہ گنتی ہی مدت گذر چکی ہو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ کما فی الاول الثانی من العلامة سعید بن صدوق المالکی دیونیدہ یا دھو وجہ فی الریایۃ الصغیرۃ من العلامة اوصوف۔

(جواب سوال سوم) زوجہ منقود کسی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہوئے خود کنارہ نہیں مگر ہر حال میں قضائے قاضی شرط ہے۔ کما ہو مخرج فی ریلۃ الفرض من الامام مالک رحمہ اللہ اور صورتہ مرافعہ اور فیج کی سوال اول کے جواب میں گذر چکا ہے۔

(جواب سوال چہارم) ہاں قاضی پر بھی ضروری ہے کہ صرف عمرت اور بیکے اوپا کی تفتیش ورائے کے بیان پر اکتفا نہ کرے مگر خود قاضی بھی تلاش کرائے اور تلاش کرنے کی حد تک یہ ہے کہ قاضی و حاکم کو ہاں جہاں منقود کے جانے کا غالب گمان ہو وہاں وہاں آدمی بھیجا جاوے۔ کما فی شرح ہند و برملہ ۲۹ میں حین العین من خبرہ یا حث عنہ فی لا ما کن اتی یقن ذلک یا جہا من البلدان یا بن برملہ الحاکم رصو کہ کتاب الحاکم ثلاث لا ما کن مشتمل علی سقۃ الریح و خوفۃ

واسیہ بقتل عندہا ۱۰۔ اور جس جگہ جائے گا گمان غالب نہ ہو صرف احتمال ہو وہاں اگر خطہ کو کافی سمجھ کر وہاں غلط و صحیح کو تحقیق کرے اور اگر افسوس میں شائع کر دینے سے غیر ملکی افسوس کو تو یہ بھی کرے، الغرض تفتیش میں پوری کوشش اور جدوجہد کرے کہ لایبغی اور رجب تلاش کے بعد ہتھ ملنے سے مایوسی ہو جائے اس وقت مذکورۃ الصد طریق پر چار سال مزید انتظار کا حکم ہے۔ کافی نوریۃ العشرین من فتویٰ العلاۃ سعید بن صدیق مفتی لائیکۃ بالمدینۃ المنورہ (نفاہ اللہ رحمہ) و تفتیش کے معارف کی بابت غلطی مایکے میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ عورت کے ذمہ ہے اور بعض نے کہا کہ بیت المال کے ذمہ ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ تحصیل ہے کہ اگر زور کے پاس مال ہو تو عارف تفتیش اس کے ذمہ ہوں گے، لہذا فی الامایۃ الحی من عشرین فتویٰ العلماۃ نفاہ شمس اور جس جگہ بیت المال نہ ہو جیسے ہندوستان وغیرہ اگر ان مواقع میں حکومت معارف پر واشت کرے تو بہتر ہے ورنہ مسلمانوں سے چند نہ کر لیا جائے۔

(جواب سوال پنجم) جن بلاد میں قاضی شرعی موجود نہیں جیسے اسلامی ریاستوں کے علاوہ ہندوستان کے تمام شہروں کا حال ہے تو وہاں وہ حکام جو گورنمنٹ کی طرف سے اس قسم کے معاملات کے تعزیر کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اگر وہ مسلمان ہوں اور فیصلہ شریعت کے موافق کریں تو ان کا فیصلہ بھی قضا کے قاضی کا قائم مقام ہو جائے جیسا کہ اس جزو اور اس کے مقدمہ میں مفصل طور پر لکھا ہے اور اگر مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا اس کی عدالت سے فیصلہ شریعت کے مطابق نہ ہو یا جو ترکہ پر نہ ہو یا مالک کے موافق و میراث مسلمانوں کی ایک جماعت پنجابیت کے حسب بیان مذکور تحقیق کرے اور تحقیق کمال کے بعد فیصلہ کرے تو یہ فیصلہ بھی قضا کے قاضی کے حکم میں ہو جائے گا لیکن پنجابیت کا ان شرائط کے موافق ہونا ضروری ہے جو مقدمہ میں لکھا ہے جس میں ہاں و کچھ لیا جائے۔ اگر زور پر مقتود ایسی جگہ میں جاوے جہاں قاضی شرعی یا

تتمہ هذا الجواب مسلمان حاکم موجود ہو اور وہ اس کے باوجود مقدمہ دہر کرے تو اس کا فیصلہ بھی زور پر مقتود کے لیے کافی ہے۔ فانہ اذا دخلت فی بلد بقتل و دخلت

عند رجل من القوم لثلاث اعداء الا قاتل عندنا، والله تعالى اعلم ۱۰۔
 عہدہ الفوس ہے کہ وہ مرد مصروف سے قتلے کا اٹھاؤ۔ سے تلی ہی دلت خراب گئے۔ ۱۰۔
 کذا فی کتابہ کالجہود۔ ۱۰۔

تحت ولائہ۔ واما انہم فقد قالوا بآیۃ علیہ السلام بشرط کمال یخفی، لیکن اگر زوجہ معقودہ یا زوجہ مسلمین تنہا کسی قاضی کے علاقہ میں چلی جائے تو قاضی کا فیصلہ مستحب نہ ہوگا بلکہ یہ ضروری ہے کہ مجوزین و مسلمین بھی اس قاضی کے علاقہ میں ہوں۔

عہد انڈین پرنسپل کے کہ منقذہ وغیر میں بدلہ کا باشندہ ہے وہاں کے قاضی کی ولایت تو اس وقت تو میں نہ ثابت نہیں ہو سکتی اور اس کے اس پر ولایت تھی اس واسطے ولایت علی کی بنا پر وہاں کے قاضی کی تو قعدہ نادر ہو سکتی ہے اور اس قاضی کی ولایت میں اس کی ہے نہ منقذہ میں کی قضاء نادر ہو سکتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لغوی قضا کے یہ ولایت عام نہ ہو یہ ولایت مایہ مستحب نہیں، پس سب فکر کے قاضی معقودہ کے یا ان میں کس کا شمار ہو رہا ہے۔ وخذ الخ۔

در رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۰ قولہ بآیۃ الولی خطاب لا یصح تولید الصغیر بنی علی الصفین ص ۳۹۹ الحمد للہ اس کی تعلیل علیہ جداولہ ثلث اشرفی تحت قولہ الامم صغیرۃ زوجت نفسها ولا ولی ولا حاکم ثمة تولیع و نذرہا، زنتها یعنی بلوغہا لانہ مجبوراً و هو السلطان۔ قولہ ولا حاکم ثمة ای فی موضع عقد قولہ نؤمن هذا مبني علی کفایۃ ذلک امکان تحت ولایت السلطان وان لم یکن تحت ولایت قاضی و علیہ فطلای العتق یتصور لجا ان ذلک ان فی دار الحرب او ایسی اور المغارۃ و نحو ذلک بضوٹ اشرفی و الاعتصام و ید۔ علیہ ما فی الفتح فی فصل الوکالۃ بالکساح حیث قال وما لا یجوز لای ما یسألہ من یقدر علی الاجازۃ یبطل کما اذا اکلنت تحت حرۃ فزوجہ الفضولی امۃ او اغت۔ امیائہ و خاصۃ او زوجہ معتزۃ او یجنونۃ او صغیرۃ او یتیمۃ فی دار الحرب او ذالک لیکن سلیمان ولا قاضی لکن من یقدر علی الاعتصام حالۃ العقد فوقع باطلاً۔ ۱۔ چونکہ اس روایت میں یجنونۃ او صغیرۃ فی دار الحرب عام ہے اس کو کہہ مجبور یا صغیر اور ہی ہے دار الحرب میں ہو یا غیرہ و لا سلیمان مرگاتی اور دار الحرب میں چلی گئی اس کو اس کی دوست ثابت ہو اگر ولایت مالک کا اعتبار نہیں ورنہ اس مجنونہ و صغیر کا بوجہ نہ سلائے گئی ہو اعتبار نہ۔ و نیز قول الشافعی فی موضع العقد ارد ذلک امکان تحت ولایت السلطان کے فقرے واضح ہے کہ ولایت کے یہ سلطان و قاضی کے علاقہ میں ہو نہ ضروری ہے اور مالک کے قاضی کے وہ تصریح کی ہے، چنانچہ حصر ص ۱۰۰ و لا یزوج (القاضی) (امرات) ای کہ بتولی عقد نکاحها حیث لا ولی لہا الا الحاکم (لیست لہ ولایۃ) بات معذرت خارجہ عنہا ان لا ولایت علیہا و امکان سلیمان من اهلہا۔ ۱۰۰ ص ۳۹۹ جلد ۲، واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۳۔ اس نے (و ما یجنونۃ از حیمۃ ناجزہ از ص ۵۹ تا ص ۶۷)

وجواب سوال ششم: منفقہ کا حکم دارالغریب اور دارالاسلام میں مختلف ہے۔ یہ سارے سوال اول کے جواب میں مفصل گذر چکا ہے۔

مگر علمائے مالکیہ کے فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان و مصر و شام وغیرہ ممالک کربین میں باوجود حکومت کافر مسلط ہو جانے کے شعائر اسلام بنور قائم ہیں ان سب میں منفقہ کا حکم وہی ہے جو دارالاسلام میں ہے مگر میں دارالغریب میں شعائر اسلام بھی موجود نہ ہوں مگر وہاں مسلمانوں کو صلح وغیرہ کے وجہ سے آنا جانا اور تقبیل کرنا ممکن ہو تو اس دارالغریب میں بھی منفقہ کا وہی حکم ہے جو دارالاسلام میں ہے لیکن اصل بلادِ مکہ کی تقبیل ہے۔ اسی لیے ہندوستان کے دارالغریب ہو کر نہیں جو علماء کے اختلاف ہے اسی کا اس مسئلہ پر کوئی اثر نہ پڑے گا اور زوجہ منفقہ کو ان ممالک میں چار سال کی مہلت کے بعد عدتِ وفات گذار کر نکاحِ ثانی کا اختیار دیا جاوے گا کائناتِ دینیۃ الخامسة للعلامۃ الفاضلۃ الشیخ احمد، والخامسة والعشرون للعلامة الطیب رحمہ اللہ۔

سوال ۱۰: ایک شخص نے کسی عورت سے باقاعدہ نامزد شخص کی بیوی کی علیحدگی کا مسئلہ نکاح کر لیا، درحقیقت کے بعد عورت کو معلوم ہوا کہ خاندانِ منفقہ پر زور ہے، اب یہ عورت اگر خاوند سے علیحدگی حاصل کرنا چاہے تو از روئے شرع اس کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب:۔۔ جس عورت کا خاوند عید النبی طویر پر یا کسی ضعف و کمزوری یا کسی بیماری کی وجہ سے علاج پر قادر نہ ہو فقہاء کی اصطلاح میں اس شخص کو عتین کہاجاتا ہے ایسے شخص کیلئے بہتر یہی ہے کہ جب اس کو اپنی کمزوری کا بشیر ہو جائے یہاں تک کہ کہیں ایک دفعہ ہی علاج ہر اس کو قدرتِ حاصل نہ رہی ہو، علاج و معالجہ سے بھی اس کو قوت کی بحالی ممکن نظر نہیں آتی ہو تو یہ شخص خود عورت کو طلاق دے کر فارغ کر دے تاکہ عورت عدت گزارنے کے بعد باقاعدہ دوسری جگہ نکاح کر کے سکون و اطمینان کی زندگی گزار سکے، اسی حالت میں اگر ایک دفعہ بھی غلطی ہوئی ہو تو خاوند کو حق نہیں بھی ادا کرنا ہوگا۔

اگر خاوند شہرِ اعزّت حریم سے عورت کو آزاد کرنے پر تیار نہ ہو تو پھر عورت مجبور ہو کر اپنا مقدمہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں سے جاسکتی ہے، حاکم وقت تحقیق کے بعد اپنے صواب و عدلی اختیارات بروئے کار لاتے ہوئے عورت کو شیخ نکاح کی ڈگری دے سکتا

ہے جو عورت کے حق میں طلاق یا تین سے زائد عورتوں کے ساتھ ہونے کے بعد آزاد ہو کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن یہ اقدام بھی چند شرائط پر مبنی ہے: پہلا یہ کہ عیلم الاست مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ان شرائط کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ نکاح سے پیشتر عورت کو اس شخص کے عینین ہونے کا علم نہ ہو پس اگر اس وقت علم تھا اور باوجود معلوم ہونے کے نکاح کیا ہے تو اب اس کو تفریق کا حق نہیں مل سکتا۔ خانی: الهندية - ان علمت المرأة وقت النكاح انها عینین لا یصل الی النساء لا یحصون لها حق المتصومة - وفي البدل اختار، تزوج الا ولی او امرأة اخرى عالمة بعلة لاخيارها علی المذهب المفتی به. بعض الصیط خلافاً للمصحیح الخانیة - ر فتاویٰ الهندية ۲۷۸ مثلاً باب التذکرہ للنسب

دوسری شرط یہ ہے کہ نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی اس عورت سے جماع نہ کیا ہو اور اگر ایک مرتبہ جماع کر چکا ہے اور پھر عینین ہو گیا تو عورت فریضہ نکاح کا اختیار نہ ہوگا۔ خانی: التذکرہ اختار، فلو جبت بعد الوصول اليها - ۲۷۸ مثلاً باب العینین مزہ قال الشی. قوله مرة وما زاد علیها فهو مستحق ربانیة لا قضاء بجر من جامع قاضیخان ویأثم اذا ترك الذیانة متعتا مع الفتوة علی اوطی. (باب لعینین ۲۷۸ مطلب باب العینین وغیرہ)

تیسری شرط یہ ہے کہ جب سے عورت کو شوہر کے عینین ہونے کی خبر ہوئی ہے اس وقت سے عورت نے اس کے ساتھ نہ ہونے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو مثلاً یہ نہ کہا ہو کہ جیسا مجھ سے اب تو میں اسی کے ساتھ زندگی بسر کروں گی کیونکہ اگر وہ اپنی رضا کے تصریح کر چکی ہو تو پھر اس کو مطاوعہ تفریق کا حق نہیں رہتا: ابی محسن سکوت سے اس جگہ رضا نہ

مسند فقہی زبان سے کہہ رہا ہو وہ تنہائی میں یا کسی کے سامنے کہہ دے۔ ویدل علیہ السلام فی البدایع نقل فی الروایة الاتیة - اور ناجین سے پیشہ بعد از تاجیل کما هو المصرح فی البدایع ولفظه هذا فلا یصح هو تصریحاً مستقلاً بالخیار و ما یجوز بحجہ سواہ سواء کان ذلك بعد تخییر لفاصل او قبله ۱۱ مختصر ۱۲ منہ

مسند کونقلی وضا جعت فیہ اذال بھی موجب رضائیں کما هو المصرح فی البدایع ۱۲ منہ

سمیجی جائے گی۔ لما فی الذم المختار: فلو وجدته عیناً ومحبوباً ولم تخاف من زمانا لم یبطل حقها۔ قال الشافعی قوله لم یبطل ای ما لم تقتر رضیت بالمقام معه معذراً قیدہ فانتفاء خافیة عن الحیث۔ والذم المختار ویرد المختار ج ۳ ص ۵۸۱ بابہ العینیں وغیرہ۔ مطلب فی خبائع نصوص الفیلة (الذبیح)

ہو مطلق شرط یہ ہے کہ جس وقت سال بھر کی مدت گزرنے کے بعد قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اُسی مجلس میں تفریق کا اختیار حاصل کرے، پس اگر اس مجلس میں اُس نے اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند کر لیا یا اس قدر سکوت کیا کہ مجلس پر خاست ہو گئی خواہ اس طرح کہ یہ عورت مجلس سے اٹھ نہ سکی یا اس طرح کہ قاضی مجلس سے کھڑا ہو گیا تو اب اُس کا اختیار باطل ہو گیا اب کسی طرح تفریق نہیں ہو سکتی۔

لما فی انہ ندیة فان اختارت زوجها وقامت عن مجلسها واقامها احوالہ القاضی وقام القاضی قبل ان تختار یطل خیارها ومعذراتہ فی المعیط۔

(اغشاوی الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ باب الشافعی العینیں)۔

رضی مجلس پر خاست ہونے اور عورت کے اٹھ جانے کے علاوہ اور صورتیں بھی ایسی ہیں جن سے مجلس بدل جاتی ہے اور اختیار باطل ہو جاتا ہے، مثلاً عورت کوئی دوسری گفتگو کرنے لگے یا نماز پڑھنے لگے، وغیرہ انکے مابعد علی الاعراض اور تبدیل مجلس شامی باب تفویض الطلاق سے معلوم ہو سکتی ہے۔ والدلیل علی ان بطلان الخیار لا یشخص بقیامھا وقیام القاضی بل کل ما یدل علی الاوضاع بیطل اختیار۔

قول الذم حیث قال لو وجد منها دلیل امرأۃ بان قامت الخ۔ لان هذا یدل علی ان القیام ذکر حیث ذکر تمثیلاً والمرد مطلق الامرأۃ، هذا ما عندنا والله اعلم بالصواب۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ عینیں کو سال بھر کی مہلت دینا اور سال گزرنے پر عورت کو اختیار دینا اور بعد ازاں اگر خاوند طلاق سے انکار کرے تو تفریق کر دینا وغیرہ یہ سب امور جن کا ذکر اوپر مفصل ہو چکا تھا قاضی کے محتاج ہیں، ہن حکم قاضی کے از خود عورت کو تفریق کا اختیار نہیں۔ کما فی رد المحتار تحت طلاق، ولا عبرة بتأجيل غیر قاضی السادة لان هذا متدا مراً لا یكون الاعتدال قاضی وهو الفرقة لکن مقدمہ والموجبة۔ رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ باب عینیں وغیرہ مطلب فی طلاق، فیما صلی: (سازگاری الناجزہ ص ۱۲۴ تا ۱۲۵)۔

سزا یافتہ قیدی کی بیوی کا حکم | سوال :- اگر کسی شخص کو کسی برہم کی پاداش میں
 عدالت کا طرہ سے عرق قید کی سزا ہو جائے تو اس
 کی بیوی کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- ایسے شخص کی بیوی تا نجات صبر کرے گی اس لیے کہ اس شخص پر موقوفہ کی
 تعریف ساری نہیں آتی اس لیے یہ موقوفہ کے حکم میں نہیں۔

لما قال شيخنا فقص حبيبنا العجاني رحمه الله عليه: شخص موقوفہ نہیں کیونکہ موقوفہ وہ ہے
 جس کی موت اور حیات کا علم نہ ہو اور اس شخص کی جگہ بھی معلوم ہے حیات بھی معلوم ہے
 لہذا یہ موقوفہ نہیں بلکہ حقیقتہً سار ہے۔۔۔۔۔ اس صورت میں اگر مالک کے نزدیک
 بھی وصیت نہیں لہذا یہ بھی بیوی بدولت نہ بدی حلاق یا موت کے کسی دوسرے شخص سے
 سے نکاح نہیں کر سکتی۔ (امداد اور احکام جلد ۲ صفحہ کتاب الطلاق باب التعلیق: ۱۰۰)
 سب سے پہلے اگر ایک مسلمان شخص دشمنان اسلام کے حال میں
 مرتد کی بیوی کا حکم ہے۔ پھر اگر مرتد پہلے (احیاء) باشندہ تو ایسی حالت میں اس کی
 بیوی کو کیا کوئی عمل اختیار کرنا چاہیے؟

الجواب :- خاوند کے مرتد ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے لہذا احدیت حدیث
 کریمہ کے بعد آزاد ہو کر باقاعدہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

لما فی التہذیبۃ ارتد احد الزوجین من الاسلام وقعت الفروقة بغير طلاق
 فان احدهما - (اختلاوی التہذیبۃ ج ۱ صفحہ ۳۹۹) الباب العاشر فی نکاح الکفار) ۱۰۰

۱۰۰۔ شیخ الفقیہ من الزعمان موقوفہ کا حکم دوسرا ہے اور اس کو سزا دی گئی وہ موقوفہ الفری نہیں
 اور وہ کسی دوسرے موقوفہ سے نہ نکاح کر سکتی اور موقوفہ الفری وہ ہے جس کا نکاح وہ وقت و صورت
 جاتا ہے کچھ معلوم نہ ہو اس کو ایک وقت مقرر پر شرط و صبر کا حکم دے دیا جاتا ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۰ صفحہ ۳۹۹ کتاب الطلاق
 ۱۰۰۔ فان اعداۃ التعلیق: (اور تعداد احد الزوجین من غیر طلاق بعد عاۓن بآقتضاء -
 نکاح الفری یعنی موقوفہ ہوتا ہے ج ۱ صفحہ ۳۹۹) باب نکاح الکافر مطلب الفری والجنون لہا من بیعہ طلاق موقوفہ
 وہی لکھ فی التہذیبۃ ج ۲ صفحہ ۳۹۹ باب نکاح اہل الشک -

متعنت کی زوجہ کا حکم | سوال: جناب مفتی صاحب امیر انکسار آئندہ سے چھ سال قبل ہوا تھا اور تین سال گزرنے کے بعد ہمارے گھر لوہا لٹا

خواب ہو گئے اور میرے شوہر نے مجھے میرے والدین کے گھر بھیج دیا اور آج تک میری خبر نہیں لی، میں اس مصیبت سے کیسے خلاصی حاصل کر سکتی ہوں؟

الجواب: متعنتین علماء کے ہاں تو اس قسم کے عوارضات کی وجہ سے عدالت یا مسلمان حاکم نکاح فسخ کرنے کا مجاز نہیں لیکن متاخرین علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ عورت شرعی عدالت کی طرف رجوع کرے وہ اس کا حل نکالے گی۔

قال الشیخ مولانا شرف علی خان لکھنوی: صورت ہلا میں زوج کی حیثیت متعنت کی ہے جس کے بارے میں حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:۔۔۔ **الجواب:** زوجہ متعنت کو اقل تولد ہے کہ کسی طرح خاوند سے غلط وغیرہ حاصل کرے لیکن اگر باوجود کوشش کے (غلامی) ہوئی صورت نہ بن سکے تو پھر عورت اپنا مقدمہ فی اسلام یا مسلمان حاکم اور بصورت نہ ہونے حاکم کے جماعت سلیبی کے سامنے پیش کرے، پھر تحقیق کے بعد شرعی شہادت سے جب عورت کا دعویٰ صریح ثابت ہو جائے کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دینا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ تفریق کر دیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ خاوند کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا غرضاً جو اسکے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے، اس میں کسی مدت کے انتظار و تمہلت کی ضرورت نہیں۔

(الحیطة لتاییدہ ملک حکم زوجہ متعنت فی انقضاء)۔۔۔

دیوریت سے بیوی کی نجات کا طریقہ | سوال:۔۔۔ اگر کوئی شخص دیوریت ہو اور اپنی بیوی سے زبردستی زندہ کرنا ہو تو

۱۔ قال الفقہ عزیر الرحمن و مفتی ظفر الدین: ایسی صورت میں کہ شوہر حقوق زوجیت ادا نہیں کرنا دینا نہیں دیتا اس کو لازم ہے کہ زوجہ کو طلاق دے، پس اس کو مجبور کیا جائے اور کرایا جائے جس طرح یہ وہ طلاق دے دے، ہر دون طلاق کے عندا غنیہ، فقہ وغیرہ نہ دینے کی وجہ سے زمین میں تفریق نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ بعد کے علماء نے تفریق کی صورت نکالی ہے جو قاضی شریعت یا شرعی پنجایت کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ (ظفر)۔۔۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۰ ص ۲۱ کتاب المطلاق)

اس عورت کے لیے کیا حکم ہے؟ وہ اس طرح خاوند سے نجات حاصل کرے؟
 الجواب: ویسے تو ایک مرتبہ نکاح ہو جانے کے بعد عورت بدعہ طلاق کے شوہر
 سے آزاد نہ ہوگی لیکن صورت مستور میں یہ عورت شرعی عدالت سے اس بارے میں رجوع
 کرے یا شرعی چھاپاریت کے پاس اپنا مقدمہ دائر کرے، عدالت زبردستی شوہر سے
 طلاق دلاوے گی یا خود نکاح فسخ کرے گی۔

لما قال الشيخ مفتي عز الدين بن علي ومفتي طرابلس، اس صورت میں جب تک اس
 عورت کی کا شوہر حلال نہ ہووے اور عدالت نہ گزرنے جائے اس وقت تک اس کو لڑکی کا دوری
 جگہ نکاح کرنا شرعاً درست نہیں ہے، دارالقضا اور شرعی چھاپاریت کے درمیان اس
 طرح کے مسائل سے عورت کو نکالا جاسکتا ہے۔

رت ذی دار العلوم دیوبند ج ۱۰ مسئلہ باب: تفریق بطلہ

مجنون کی بیوی کے فسخ نکاح کا حکم سوال: سبب ضمن نکاح کرنے کے چند روز بعد
 پاگل ہو گیا وہ علاج و معالجہ سے بھی کوئی فرق نہیں
 آیا، حالت جنون میں وہ بہت کچھ کر جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی بیوی کو بے نی جان کا خطرہ لاحق ہو جاتا
 ہے، تو کیا یہ عورت اپنے مجنون خاوند سے اپنا نکاح بذریعہ عدالت فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟
 الجواب: بشرط صدق و صحت سوال اگر اس عورت کا شوہر واقعی مجنون و پاگل ہو
 اور وہ اچھے برے کی تمیز نہیں کر سکتا ہو اور جنون بھی اس حد تک ہو کہ بیوی کا اس کے
 ساتھ رہنا ممکن نہ ہو اور علاج و معالجہ سے بھی بات نہیں بنتی ہو تو اس عورت کو شرعاً اجازت
 ہے کہ اگر وہ اپنا نکاح شوہر سے فسخ کروانا چاہتی ہو تو عدالت کی طرف رجوع کرے،
 عدالت مکمل تحقیقات کے بعد اس کو میرے نکاح کی کوکری جاری کر سکتی ہے جو اس کے لیے
 کارآمد ہوگی۔

لما قال الشيخ شرف علی التہجدی، امام محمد کے نزدیک اس کو حق حاصل ہے
 کہ قاضی کے یہاں درخواست دے کہ تفریق کا مطالبہ کرے اور اپنے آپ کو مجنون کی زندگی
 سے علیحدہ کرانے بشرطیکہ جنون اس درجہ کا ہو کہ اس کے ساتھ رہنا قدرت سے خارج ہو
 مثلاً اس سے قتل کا اندیشہ ہو الخ رجیلة الناجیة ص ۵۴ مسئلہ زوجہ مجنون)



باب الایلاء

(ایلاء کے مسائل احکام)

بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم کھانا | سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا خدا کی قسم میں تمہارے قریب نہیں آؤں گا کیسی چیزوں کے بعد یہ شخص اپنی اسی بات پر پشیمان ہوا، اب اسی کو کیا نہ محمول اختیار کرنا چاہیے؟
الجواب :- اگر یہ شخص چار ماہ تک اپنی قسم پر قائم رہتے ہوئے بیوی کے قریب نہ جائے تو بیوی عود بخود علیل ہو جائے گی جس کی تعبیل کیلئے تجدید نکاح ضروری ہے، لیکن اگر اس مدت کے دوران بیوی کے قریب چلا جائے تو اس پر قسم کا کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا۔

لا اثم لعلامة الحصة كفى؟ فعن النضر بن علقمة قال: والله لا اقربك - قال ابن عابد بن جابر
ای بلا بیان مدت اشداد فی انہ کا الوقت بمقتدة الایلاء لان الاخلاق کانتا بید
(رد المحتار ج ۲ صفحہ ۵۹۳ باب کا ایلاء) ملے

بیوی کے قریب نہ جانے کی مشروط قسم کھانا | سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نہ رہے اپنی سو کن کوراجی نہ کیا تو خدا کی قسم میں تیرے قریب نہیں آؤں گا، دیانت طلب امر یہ ہے کہ اسی حالت میں اگر کئی سالانہ ذریعہ یا اوروہ نفس عورت کے قریب نہ جائے اور نہ اس کی بیوی اپنی سو کن کوراجی نہ کرے تو اس سے نکاح پر کوئی اثر پڑے یا نہیں؟

الجواب :- صورت مسئلہ میں یہ قسم ایلاء کے حکم میں ہے، اگر شرط کی موجودگی کے بغیر عائد ہو تو خدا کے قریب گیا تو عاقبت ہو کر کفارہ قسم ادا کرنا واجب ہوگا، اور اگر اسی قسم پر چار مہینے گزر گئے اور عاوند اپنی قسم پر قائم رہا تو عورت بوجہ ایلاء طلاق اٹھ سے جدا ہو جائے گی،

لعمري انہدیة: لا ایلاء منع بنفس عن قرب التکویفہ منعاً متوکناً بالیمن بالله مطلقاً
اور مؤقتاً بأربعة اشهر. (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ صفحہ ۱۲۱) کتاب السایع فی الایلاء
وَمِنْ سَلَسَاتِي السَّهْلِ آيَةُ ۲۵ ص ۹۶۰ باب الایلاء۔

جس میں دوبارہ تحلیل اور تجدید نہ نکاح کرنا ضروری ہے۔

ما قال العلامة المحقق: واسمدة اقلها خمسة اربعة أشهر شتم قال في الحلف بالاسم
وجبت كفارة وفي غيره وجب الجزاء وسقط الايلاء لانها رابعية والعين والايقربها بالواحدة. **مسألة**
وقال العلامة ابن مابدين: تحت هذا القول نلو مضت ربعة أشهر كما يقع الطلاق لان
العين بالحنث سواء حلت على ربعة أشهر او اطلق او على الايلاء. (وقال كذلك تانت بالحد
لا حاجة الى انشاء تطليق او انعكس يا شعوب زينة هذا على الزنا المذموم ۵۹۹ باب الاول: **مسألة**
ايلاء میں رجوع کیلئے بیوی کا انکار کرنا **مسألة** اگر خاوند ایلاء میں حدت کے بعد رجوع
توفاد نہ کرے تو کیا کرنا چاہیے تاکہ اس کا نکاح بحال رہے؟

الجواب ۱۔ ایلاء کی حدت کے دوران منکوحہ خاوند کے نکاح میں رہتی ہے اور حدت
میں اگر خاوند رجوع کرنا چاہے اور حدت انکار کر دے ہی ہو تو منکوحہ زانیہ ہوتا ہے اور اگر ان کے حکم میں ہے
تاہم اس کے انکار سے مذکور پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا، اگر خاوند غلطی خود پر رجوع سے قاصر ہو تو
زانیہ طود پر ہی اس کا رجوع کافی ہے۔

ما قال العلامة المحقق: وكذا حبسها ونشوزها فيبوءة قوله لسانه قتل ابها.
والود المختار على حاشي ردة المختار ۵۹۹ باب الاول: **مسألة**



لے وقد اهدى به فان قربها في الزنا حنت وتجب كفارة في الحلف بالاسم ۵۹۹ باب الاول: **مسألة**
في اسمدة باني بالواحدة. (ان فتاویٰ امین ۵۹۹ باب الاول: **مسألة** في الايلاء)
لے وقد اهدى به. (ووعجز عن جمعها الوقتها او لمكونها صنفه انما يتبين فيمكن لا يعرفه
وهي ناشرة فيبوءه باللسان بان يقول قتل ابها.
(ان فتاویٰ امین ۵۹۹ باب الاول: **مسألة** في الايلاء) (ان فتاویٰ امین ۵۹۹ باب الاول: **مسألة** في الايلاء)
وحتث في تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق ۵۹۹ باب ربعة.

باب اللعان

(لعان کے احکام و مسائل)

سوال۔ ایک شخص نے بیوی پر زنا کا الزام لگا کر والدین کے گھر میں بھڑا عورت لعان کا حکم لے لیا۔ یہ تفسیر نکاح کی ڈگری حاصل کرن، کیا اس کے بعد یہ عورت دوسری بھڑ نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب۔ اگر دوسرے شرع بیوی پر زنا کی ہمت لگے جس میں خاوند کیلئے چار گواہوں کا پیش کرنا ضروری ہے ورنہ اس پر تفریق جاری کی جائے گی۔ تاہم ایسی حالت میں شریعت میں اس کے لیے خصوصی طور پر جو متناوی موجود ہے اس کو معاف کیا جاتا ہے جس میں خاوند نے قہر کی عدالت میں چار بار قسم کھا کر اپنی صداقت ثابت کرے گا۔ پانچویں بار یوں کہے گا کہ میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو اس کے بعد پھر عورت بھی چار بار قسم کھا کر خداوند کا مکررب اور اپنی صداقت ثابت کرے گی اور پانچویں بار یوں کہے گی کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کا قہر و غضب ہو اس سے وہاں مکمل ہر جائے گا اور قاضی ان کے درمیان تفریق کر دے گا۔

اگر ملائی قیلا اس حقیقت کا عمل ہو تو اس سے عدالت کو آزادی مل سکتی ہے ورنہ مرث زنا کھ تہمت لگنے سے عورت اپنی نازنگی کی وجہ سے تفسیر نکاح کی ڈگری حاصل کرنے سے آزادی حاصل نہیں کر سکتی ہے۔

ما فی الہندیۃ : اذا قال بھا یا زنیۃ ، وانت زنیۃ اور کثرت توفی ، فانہ یجب اللعان ۔

التناوی : ہندیۃ : اوست کتاب اطلاق : البیضاوی و مشبہ فی اللعان)

وقال اللہ تعالیٰ : اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ اَوْ ذُوْا اِلْحٰثِمٍ وَّلَمْ یُکُنْ لَّہُمْ شَہِدٰتٌ اِلَّا اَنۡفُسُہُمْ فَتَدْعٰوۃً

اَوْ تَدْعِیۡ شَہِدَیۡنِ اِلٰہِیۡنِ اَمَّا بَیۡنَ الشَّہِیۡدَیۡنِ ؕ وَ اِنۡ تَحٰمَیۡتَ اَنَّ لَکَ لَعۡنَۃً اَللّٰہِ عَلَیۡہِۥمَ اِیۡمَۃً مِّنۡ اِنۡدِیۡیۡیۡتَ ؕ وَ اِیۡذَرُوۡا عَنۡہَا الْعَذَابَ اِنَّ تَشَہِدُۡ اَوْ یَقِیۡعُ شَہَدَیۡتَۢمۡ بِالْبَیِّنٰتِ اِنَّکَ لَمِنَ السَّکِیۡنِ ؕ وَ اَلَا تَدۡعِیۡۤہُ اَنَّ تَقۡضَیَ اللّٰہُ عَلَیۡہَا اِنَّ کَانَ مَنۡ شَہِیۡدَیۡنِ ؕ

رپ : سورۃ النور آیت ۲۴

و فی الہندیۃ : واذا اتبعوا فرق ، حکم بینہما ولا تتبع الفرقة حتی یقضی بالعدۃ

عن، فروج فیہا رخصا، مطلق۔ (واللہ اعلم) ہند ۲۷۱ مشکۃ المصابیح فی حق مشرقی لغات)۔
لعان کے بعد دوبارہ نکاح کرنا۔ مسوال ۱۔ عان کے درمیان بیوی کے درمیان مثلہ ہو جانے
 کے بعد بغیر عذر کے مباح بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق قائم
 ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ لعان کی صورت میں چونکہ تفریق قاضی کی معرفت سے ہوئی ہے اس لیے ان دونوں کے
 درمیان دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا، تاہم کہ عاوند اپنے آپ کو بھڑکائیے تو اسے حقیقت نگاہ پر
 ان دونوں کے درمیان نکاح ہو سکتا ہے۔

قال المصنف رحمہ اللہ: و تَحْصِيْلُهُ: اِنْ تَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا بِأَمْرٍ مِنْ قَضِيٍّ فَجَاءَ أَحَدُهُمَا بِبَيِّنَةٍ مِنْ غَيْرِ
 رَجْعٍ مَهْمَا لَمْ يَلَنْ فَعَلِ الْفُلْفُلَ الْقَسْبَ الْيَسْرَ كَأَنَّهُ يَنْعِيْنُ وَهُوَ خَالِبٌ ذَا كُنْهٍ لَفْظِهِ۔ (بخ
 ر احمد) ۲۷۱ مشکۃ کتاب علق۔ باب لعان)۔

لعان کے بعد عدالت کا مباح بیوی میں تفریق کرنا۔ مسوال ۲۔ جب مباح ہو جائے
 دونوں کا نکاح خود بخود ختم ہو جائے گا یا حاکم وقت ان میں تفریق کرے گا؟
الجواب۔ اگر شوہر اپنی بیوی پر نہ نکاح لازم لگائے اور اس کے پاس گواہ نہ ہوں
 تو عنہ المضامیر دونوں کا آپس میں لعان ضروری ہے، دونوں کا نکاح بے سبب لعان خود بخود
 ختم نہیں ہو گا بلکہ حاکم وقت قاضی دونوں میں تفریق کرے گا اگرچہ دونوں عیسیٰ پر

لہ قال المصنف رحمہ اللہ: وَاِذَا لَعَنَ لَاتَمَّ الْفَرْقَةُ حَتَّى يَفْرُقَ الْقَضِيُّ بَيِّنَتِهِمَا۔

(ہند ایۃ ۲۷۱ مشکۃ کتاب علق۔ باب لعان)۔

وَيُكْتَلَفُ فِي الدَّرَجَةِ تَرْجِيْهُ عَشْرَةِ مَرَّاتٍ بِأَيِّ لَعَانٍ خَلَّ مَعْلُومَةً لَوْ أَنَّ لَعَنَ عَلَى عَيْنٍ۔

۲۷۱ دفعۃً۔ (الفتاویٰ)۔ قال المصنف رحمہ اللہ: اِنْ تَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا بِأَمْرٍ مِنْ قَضِيٍّ فَجَاءَ أَحَدُهُمَا بِبَيِّنَةٍ مِنْ غَيْرِ رَجْعٍ مَهْمَا لَمْ يَلَنْ فَعَلِ الْفُلْفُلَ الْقَسْبَ الْيَسْرَ كَأَنَّهُ يَنْعِيْنُ وَهُوَ خَالِبٌ ذَا كُنْهٍ لَفْظِهِ۔ (بخ

ر احمد) ۲۷۱ مشکۃ کتاب علق۔ باب لعان)۔

وَيُكْتَلَفُ فِي الدَّرَجَةِ تَرْجِيْهُ عَشْرَةِ مَرَّاتٍ بِأَيِّ لَعَانٍ خَلَّ مَعْلُومَةً لَوْ أَنَّ لَعَنَ عَلَى عَيْنٍ۔

۲۷۱ دفعۃً۔ (الفتاویٰ)۔ قال المصنف رحمہ اللہ: اِنْ تَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا بِأَمْرٍ مِنْ قَضِيٍّ فَجَاءَ أَحَدُهُمَا بِبَيِّنَةٍ مِنْ غَيْرِ رَجْعٍ مَهْمَا لَمْ يَلَنْ فَعَلِ الْفُلْفُلَ الْقَسْبَ الْيَسْرَ كَأَنَّهُ يَنْعِيْنُ وَهُوَ خَالِبٌ ذَا كُنْهٍ لَفْظِهِ۔ (بخ

ر احمد) ۲۷۱ مشکۃ کتاب علق۔ باب لعان)۔

راستی نہ ہوں۔

لما قال العدة الحسنى، وصفه ما نطق الناص الشمرى به من كتاب وسنة فان
استعدوا ولو اكثره بانه يتصرف الحاكم فيتوانان فيه تفرقة التي وقع اللعان
عندها ويضرب وان لم يوطى بالذرة - والله المختار على صدره والمختار من حيث باب اللعان -

شور کا یہی پہچانت نہا سے انکار کرنا | سوال - اگر عورت کی کہنے پر اپنے
کرہ باشعور مجبور نہ کی تہمت لگا تب ہے جبکہ شور اس بات کا انکار کرتا ہو جو میں نے کسی کو
کوئی ایسی بات نہیں کہی، تو کیا اس عہد میں دونوں کے درمیان دعویٰ ہوگا یا نہیں؟
الجواب - شرعاً اللعان اُسے کہا جاتا ہے کہ شور اپنی بیوی پر ایسی تہمت لگائے جو کسی
غیر منکوحہ میں موجب حیرت نہ ہو، چرکہ صورت مشورہ میں دعویٰ کی تعریف صادق نہیں آتی اور
نہ اس میں شرط اللعان موجود ہیں اس لیے اس میں دعویٰ نہیں ہوگا۔

قال العلامة الحسنى رحمه الله: وسيله قذف الرجل زوجته قذفاً موجباً للحد
في الإجماع... فمن قذف بغيره الزنا في رد الاسلام زوجته المحبة بكه محصن -

رد المحتار علی ہامشر رد المحتار ج ۵ ص ۵۵۲ باب اللعان ۳

دارالکفر میں بیوی پر تہمت نہا سے اللعان لازم نہیں آتا | سوال - اگر کوئی شخص دارالکفر
میں رہ کر یا مذہب میں اپنی بیوی

لما قال العلامة ابن عديم المصري رحمه الله: تحت قوله وصفه ما نطق به الناص
استعدنا بانه يتصرف الحاكم فيتوانان فيه تفرقة! اي الحاكم الذي
وقع اللعان عنده لو لم يضرب الحاكم حتى عزل او مات فاللحاکم
الشأن يستقبل اللعان عندهما - والبرهان من حيث باب اللعان
وَحِيلَ فِي أَهْوَالِ الشَّهَادَةِ ۚ باب اللعان -

سے کسی شخص نے الزنا کا دعویٰ کیا تو فرمایا: حکم عاں دہی ہو، شہادت موجودہ یا تحقیق شرط اللعان کہوں
درست ہے کہ تحقیق نافذ ہے و اگر کہے فتویٰ وارہ است آن صحیح نیست رد علیٰ ناید کردہ نا
رہنا وی دارالعلوم دیوبند ج ۱۰ ص ۱۰۰ باب یازدہم اللعان

پرنہ ناک تہمت لگائے اور خود بھی شوہر سے جدا ہونا چاہتی ہو تو کیا وہ بذریعہ عدالت اختیار کر سکتی ہے؟
الجواب :- فقہاء کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ زنا کی تہمت لگانے کا یہ معاملہ
 اور نہ اسلام میں ہوا دار اکثر میں ایسا نہ ہوگا، چرکہ صورت مسئلہ میں تہمت زنا کا معاملہ دار اکثر
 میں پیش کرنا ہے اس لیے یہاں عدالت نہ ہوگا۔

قال العلامة المحقق، دفتہ قوط... کوذا القذف بصریح المزنہ کوذہ فی دہ الاسلام، قال اللہ تعالیٰ
 رب العالمین، تحت رولہ دہ الاسلام، (خروج دہ الحرب - رد المحتار ج ۲ ص ۵۸۹)۔ اللہ تعالیٰ
 شہیر زنا موجب لعان نہیں | سوال :- اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر زنا کا مشہد نامہ کرے
 اور اسے یقین سے نہیں کہتا ہو تو کیا عدالت کے مطالبہ پر
 عدالت ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- عدالت تب ہوگا جب شوہر بیوی پر مرتکب افغانہ سے زنا کی تہمت لگائے
 صرف مشہد کے صورت میں عدالت نہیں اس لیے صورت مسئلہ میں صرف عدالت کے مطالبہ پر
 عدالت نہیں کرایا جاسکے گا۔

قال العلامة المحقق رحمہ اللہ، حسن قذوف بصریح المزنہ فی دہ الاسلام -
 رد المحتار علی ہاشم رد المحتار ج ۲ ص ۵۸۹ باب لعان ص ۵۸۹



الحق الحق عز وجل: (اگر کسی کو سوال کے جواب پر نہ ملے، عدالت کے لیے چلے جائے، اسلام کے ہر نیکو شخص کا یہ ہے، مباحثین ہر
 کتب لغتہ۔ لہذا اس شخص پر عدالت کو کوڈ صورت میں ہے اور جبکہ عدالت نہیں ہے تو تعزیر ہو نہ ہوگی۔)

(اشناوی، الرعیم وچتر، ج ۱ - ص ۱۹۹، باب ۱۰۰ - لعان)

لہذا فی الہندیۃ، سنیہ قنفذی، حوالہ قد فی یوجب الحدی لہذا، فحب یا اللہ تعالیٰ میں الزعمیں
 کوئی منہایۃ، وذا قال لہما، (لہذا ہوا انت ذیت، اور فی ذلک تزلزل فائدہ یوجب اللعان)۔

(اشناوی، الہندیۃ، ج ۱ ص ۱۹۵، باب الحدی عشر فی اللہ تعالیٰ)

وہذا فی الہندیۃ، وذا قال لہما، (لہذا ہوا انت ذیت، اور فی ذلک تزلزل فائدہ یوجب اللعان)۔

باب الظہار

(ظہار کے مسائل)

ظہار میں تشبیہ ضروری ہے | سوال :- ایک شخص لا کس بات پر اپنی بیوی سے ٹکڑا ہو گیا تو اس نے بیوی کو خطاب کرتے ہوئے کہا ”میری ماں قاسوس ہو ماؤ“ تو ان الفاظ سے اس شخص کے نکاح پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟

الجواب :- بیوی کو ”ماں“ جیسے الفاظ سے غلط کرنا بذات خود سے جماعت کے مترادف ہے اسی لیے یہ الفاظ فقہاء کے نزدیک مکروہ ہیں تاہم اداۃ تشبیہ نہ ہونے کی وجہ سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

لانی الہندیۃ : ونوفال لہذا انت اخی لا یحکون مطاہراً وینفی عن یکت مکروہاً۔
(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۵۵) کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار۔

اپنی منکوحہ کو بہن کہنے کا حکم | سوال :- اگر کسی شخص نے اپنی منکوحہ کو یہ کہہ دیا کہ ”تو تجھ پر طلاق ہے“ اور پھر تصدیق یہ بھی کہا کہ ”اگر میں نے تیرے ہاتھ کاٹھا نکھایا یا چائے پینا تو تو میری بہن ہے“ کیا ان الفاظ سے نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- ظہار کے مسئلہ میں اداۃ تشبیہ کا ہونا لازمی ہے، چرکہ صورت مندرجہ کوئی حرف تشبیہ نہیں ہے اسی لیے ”تو میری بہن ہے“ کہنے سے نکاح پر کوئی برا اثر مرتب نہیں ہو گا تاہم ایسے الفاظ کہنا کراہت سے غالی نہیں، البتہ یہ کہنا کہ ”تو تجھ پر طلاق ہے“ سے ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی جس میں رجوع باقول یا بالفعل کافی ہے۔

نوفال الہندیۃ : وان لوی، بان علی مثل مئی یزاد ظہاراً او طلاقاً محتملاً، ووقع ما لوی ذلک

لم یؤثر شیئاً، والحد فی الحاکم فقہواۃ عندنا علی ما مشی بہ الحد ج ۲ ص ۲۱۶ باب الظہار مطلب طلاق امر مطلق مستند) کا
اعمال بنیج، ختم زادہ لہذا کو کھلوا من التصبر ج ۱ ص ۱۵۵ (تشریح و تفسیر لایق ج ۲ ص ۲۱۶ باب الظہار کتاب الطلاق)

وَمِنْ کُلِّ فِی رَدِّ الْمُحْتَار ج ۲ ص ۲۱۶ باب الظہار۔ مطلب بلا فان حشد۔
کے قال المریشانی، ونوفال انت علی حرام کافی ونوی ظہاراً او طلاقاً البطلان ما فی (لہذا ج ۲ ص ۲۱۶ باب الظہار)

وَمِنْ کُلِّ فِی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۵۵ کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار۔

ظہار میں عقل و خروج شرط ہے | سوال :- کیا عقاق کی طرح ظہار میں بھی عقل کا ماحصل رہے
بالق ہونا ضروری ہے یا کہ عیسیٰ اور بنو کا ظہار بھی درجہ ہوگا؟
الجواب :- قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر تصرف کیلئے ماحصل و بالغ ہونا شرط ہے تو عقاق کی طرح ظہار
میں بھی عقل کا ماحصل بالغ ہونا لازمی ہے۔

۱) وفي الهندية من الشرائط ان لا يكون محققاً ولا مدعواً ولا مبرحاً معي طبع ولا
تماماً فلا يعزم ظهاره ولا . زافتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۵۵۰ باب التاسع فی الظہار
ظہار میں بطور کفار کیا واجب ہوتا ہے | سوال :- اگر کوئی شخص اپنی مکتوبہ شہداء کرے تو اس پر بطور
ظہار کیا قرار دیا گیا اور کفار کا نام ہوگا؟

الجواب :- ظہار کرنے سے بیوی شوہر پر اس وقت تک حرام ہو جاتی ہے جس وقت
تک وہ کفارہ ادا نہ کرے، جن کے لیے دو ماہ مسلسل روزے رکھنا یا عدم استطاعت کی موت
میں ساٹھ مسکینوں کو روزہ وقت کھانا کھانا یا ایک فدا آؤں کرنا ہے جس کے بعد بیوی اس
کے لیے حلال ہو جائے گی۔

وفي الهندية: وحکم الظہار حرمة الوطء والندوا علی غایة الکفارة۔

دافتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۵۵۰ باب الظہار

لے قال: العلامة ابو بکر الکاسانی: منها ان يكون عاقلًا اما حقيقة او تقديرًا فلا يعزم ظهار
الجنون والنفس الذي لا يعقل لان حكم الحرمة ونصاب التعزير لا يتناول من لا
يعقل - (۱) اربع الصنائع ج ۲ ص ۵۵۰ فصل الشرائط فانواع بعضها
لے قال الشيخ الدكتور: وهبة الزحيلي: تعزير الوطء بالانفاق قبل التكفير عند الجهور
غير الشاذية تعزير جميع انواع الاستمتاع... الکفارة كما دل القرآن والشفقة للنبوة
فيما سبق انواع ثلاثة (۱) عقوبة سالبة من العيوب الصغيرة او كبيرة ذكرنا في المجلد ۲ ص ۵۱۸
شہین مقتابعین (۲) اطلاق سببین مسکیناً یوساً واحداً عند اوجہ شاذیة الخفیة -

المقتبة الاسلامیة وادلتہ ج ۲ ص ۵۵۰ المطلب الثالث

اثر الظہار المطلب الرابع کفارة الظہار -

تیسرے قریب آؤں تو اپنی ماں کے قریب آؤں۔ سوال :- ایک شخص نے عیسیٰ میں اپنی
تو گویا میں اپنی ماں کے قریب آیا تو کیا ان الفاظ سے نہی واقع ہوگا یا طلاق ؟

الجواب :- ظہار میں اداۃ تشبیہ ضروری ہے اور طلاق میں نہی کے الفاظ کا کوئی اثر
ہے، صورت مسترد نہیں چونکہ یہ الفاظ ان دونوں میں داخل نہیں اس لیے ظہار یا طلاق واقع
نہیں ہوگا۔

روى البهنيّة، ولوقال ان وطئت أمتي خلاشي عيه -

(فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۰۲۰ باب التامع فی الظہار)۔

اگر میں گھر واپس آؤں تو گویا ماں کے ساتھ نہا کروں۔ سوال :- میں بیوی کے ماہ میں کسی
بات پر تنازعہ ہوا تو شہر سے
چاڑھا کر کہا کہ اگر میں اس گھر میں واپس آؤں تو گویا میں اپنی ماں ہیں سے نہا کروں۔
شرعاً ان الفاظ کا کیا حکم ہے؟ یہ شخص منظم ہر شہار ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ ظہار میں اداۃ تشبیہ ہونا ضروری ہے
بغیر اس کے ظہار نہیں ہوگا۔ چونکہ صورت مسترد میں اداۃ تشبیہ نہیں لہذا اس سے
نہ ظہار واقع ہوگا نہ طلاق۔

قال العلامة الحصكفي: تعريضاً تشبيهاً، لمسلم زوجته بمحرم عليه

تایید :- (القدس المختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۹۲۰ باب الظہار)۔

لے قال الحق عز وجل: "وَلَوْ قَالَ ادْتَ بِلَيْتِي لَكُنَّ زَوَاجًا"۔ سوال :- وہ نے اپنی منکوحہ کو ملائی اور غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ اگر میں تجھ
سے ایمان کر دوں تو گویا تجھ ماں یا بہن سے گردن، ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا ظہار؟

الجواب :- "الکیسویر" میں ہے: "ولو قال ادت بلیتی فلا شيء"۔

علیہ :- لہذا اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسترد میں طلاق و ظہار کچھ نہیں ہوتا۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۰۲۱ کتاب الطلاق

لے قال الحق عز وجل: "وَلَوْ قَالَ ادْتَ بِلَيْتِي لَكُنَّ زَوَاجًا"۔ اگر یہ کہا تو یہ کہہ کر کہ اگر میں تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بدعتی کروں

تو یہ بھی نہیں ہے، نہ ظہار ہے نہ طلاق۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۰۲۱ باب الظہار)

وَمِنْ كَلِمَاتِهِ فِي بَدَائِعِ الْمُصَنِّعِينَ ج ۲ ص ۲۱۹ کتاب الظہار۔

”اگر تجھے رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں کہنے سے طلاق کا حکم“
 رکھوں کیا دے الفاظ کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ ممکن الفاظ میں ادا ہے تشبیہ نہیں ہے۔ ہذا صورت یہ تو میں ظہار نہیں اور عدا
 یا قسم کا ہونا غاوت کی نیت پر موقوف ہے، اگر اس سے طلاق کا ارادہ کیا ہے تو طلاق واقع ہو کر تجدید
 نکاح کا لی ہے، اگر تو قسم کی نیت تھا تو یہ الفاظ اظہار میں شمار ہو کر اس میں بھی تجدید نکاح کا لی ہے۔
 قال الامام ابو نعیم انھما رجسہ اللہ: فعلم انہ لا بد فی قولہ ظہاراً من

استعصم ماداً، تشبیہ شرطاً۔۔۔ الجواب: لو جہم بربط باب ظہار بربط
 دی مرتبہ ظہار سے کفارہ کا حکم۔۔۔ سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے بچے کہ تم میرے
 اور میری ماں کی طرح دول مرتبہ ہو تو کیا یہ شخص ایک کفارہ
 کفارہ دے گا یا دول مرتبہ کفارہ دے گا؟

الجواب: کسی بھی لفظ کی تعداد ذکر کرنا ایسا ہی ہے جیسے آشتی بار اس نے اس لفظ پر
 تلفظ کیا ہو جیسے کوئی شخص طلاق دیتے وقت لفظ طلاق صرف ذکر کرے تو اتنی طلاق واقع ہو
 جاتی ہیں لہذا یہاں (موت سٹو میں) بھی کشتل مرتبہ ظہار واقع ہو چکا ہے، اسی لیے یہ شخص
 دول بار کفارہ دے گا۔

قال الامام ابو نعیم: یؤتی ان تزوجتک فانت علی کظہار ای مائتہ مرة فلیہ کل مرة
 کفارۃ۔ (الدر المختار علی صدہ رد المحتار ج ۱۰ مشکاۃ باب انظہار)



۱۔ وقال الامام ابو نعیم رحمہ اللہ: فعلم انک لا بد فی کونہ ظہاراً من التصریح بالاداء
 شرطاً وحشہ ان یقول لھا یا بنتی او یا اختی ونحوہ وقد حشلت فی اوضح المعانی سنوی
 فان حدای سنوی الطلاق وقع بالثبوت۔ (فتح القدیر شرح المنہادیۃ ج ۲ ص ۱۸۰ کتاب طلاق)
 نفس فیما تعل بہ السطوۃ۔ (باب کلا یلا)

وہ مشکتہ فی رد المحتار ج ۱۰ ص ۱۸۰ کتاب طلاق۔ (باب کلا یلا)۔

باب الخلع

خلع کے مسائل و احکام

سوال۔ ایک شخص اگر جرہ و نچارت برکے ساتھ وعدہ کرے کہ میں فلاں آزاد کرانے کے لیے اسے آقا رقم سے کرایہ کو آزاد کر دوں گا، لیکن اب وہ شخص وعدہ پورا نہیں کر رہا، کیا اس کو وہ خلع معتقد ہو کہ عورت آزاد ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ خلع میں میان بیوی کے درمیان باقاعدہ ایجاب و قبول کرنا ضروری ہے صرف خلع کے وعدہ سے عورت کو آزادی نہیں ملتی کیونکہ خلع ایک عقد اور انشاء کا نام ہے۔

قال ابن عابین: يقال خالعت المرأة زوجها خفاعة اذا اختلفت منه فخلعها۔

رد المحتار ج ۲ ص ۶۰۶ باب الخلع برآء

سوال۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ خلع کرنے پر آمادہ ہو اور اس کے پاس بدل خلع نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص جو اس عورت کے ساتھ آزادی کے بعد نکاح کا ارادہ رکھتا ہو وہ بدل خلع کی ضرورت سے اٹھائے تو کیا اس شخص پر بدل خلع کی ادائیگی لازم ہے یا نہیں؟

الجواب۔ بدل خلع کی ادائیگی کی ضرورت داری اگر کوئی اجنبی شخص اٹھائے تو خلع واقع ہو کر عورت بائق ہو جاتی ہے۔ در اجنبی شخص پر بدل خلع کی ادائیگی لازم ہے تاہم اس کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا اگرکے معاملہ میں کسی وجہ یا عدم وجہ پر خلع کا وجود موقوف نہیں۔

لہذا فی الہندیۃ: ولو انزلت لملفتنی بکذا فقال نعم فلیس بشیء لکن وعدہ۔

(والفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۸ باب الثامن فی الخلع دعا فی حکمہ)

وقال ابن نجیم: وشرعاً عن ما اختلفوا ازالة حدث النکاح انتوقعه علی قہر نسہا

لنفسہ الخلع اعمافی معناه۔ والیجر للرائی ج ۳ ص ۳۰۸ باب الخلع

ومثلاً فی بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۰۰ فصل واما اطلاق علی مال فہو فی الحکامۃ کا خلع۔

قال العلامة المحقق: فان خلعها الاوب على مال ضاماله — وقال: كالمطلع مع الوجعي.
قال ابن ماجه: ثبت هذا القول وجاها الاصل فيه انه اذا خاطب الزوجان لخلع
البدل الى نفسه يفيد ضمانه لغيره ان ملكه اياه كانه عليها بائع فلو ادعى اني ضمن
صحة والبدل عليه — والرد فمقتضى من رآه الخراج ۱۲۵۱ باب الخلع مطلق في طبع المتن في له

نافرمان عورت سے خلع کرنا سوال ۱۲۵۱
اگر کسی شخص کی بیوی نافرمان ہو اور والدین
کے گھر بڑوں بلاوجہ بیچی رہتی ہو، خاوند کے برابر
مطہ پر اس کے پاس نہ آتی ہو تو اگر خاوند ایسی نافرمان عورت سے خلع کے کچھ رقم وصول
کے تو کیا خاوند کے لیے اس رقم کا کھانا حلال ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر عورت کی نافرمانی بلاوجہ ہو اور خاوند اس میں قصور وار نہ ہو تو خاوند کے
لیے خلع کر کے رقم لینے میں کوئی حرج نہیں اس علت میں حق بہر سے زیادہ رقم بھی طلع میں وصول کی جا سکتی
ہے البتہ اگر خاوند کی کسی گوری کی وجہ سے بیوی نافرمان ہو تو خاوند کے لیے حق بہر سے زائد رقم لینا
اگرچہ قصداً جائز ہے لیکن کراہت سے غالی نہیں۔

قال العلامة المحقق: وكذا تعديلاً اخذ شو وتبعون به الا برئها
عليه ان نشر وات نشرت لا ولو منه تشووا ايضا ولو باكثر مستا
عطاها على الا وجه فصح الشئ كراهية الزيادة وتعديل العتيق
لا بأس به يفيد انها تنزيهية - (البدع والاعتدال في مدبر الدماء ۳۲۵ باب الخلع) كذا

قال العلامة ابن نجيم مصرى: وفي البرازية كسيرة اخذها زوجها واجتبيها ففعلها
ولان عليه — والبحر الرائق ج ۲ ص ۹۱ باب الخلع
ومثله في فتح القدیر ج ۲ ص ۲۹۹ باب الخلع

قال العلامة ابن نجيم المصري رحمه الله: ثبت قوله وكذا له اخذ شو ان تشووا
ان نشرت لا اى لا يكره له الاخذ اذا كانت هي انكاره اطلقه فبطل القليل
والكثير وان كان اكثر مما اعطاه هو الفکر في ما في صغيره والبدع في الاصل كراهية
الزيادة على ما اعطاها يفتي حمله على خلاف الاولى۔

(البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۹ باب الخلع)

خاوند کی رضامندی کے بغیر قاضی کو طلع کرانے کا حق نہیں | **سوال :-** ایک شخص سے نکاح
 سے بھی مایوس نہیں لیکن اس کی بیوہ نے عدالت میں اس کے خلاف طلع کا دعویٰ دائر کر رکھا ہے
 جبکہ خاوند تفریق پر راضی نہیں، تو کیا قاضی خاوند کی رضامندی کے بغیر تفریق یا طلع کر سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب :- جب خاوند بیوی کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا ہو تو اس صورت
 میں خاوند کی رضامندی کے بغیر قاضی کو طلع و تفریق کرانے کا حق نہیں کیونکہ طلاق اور طبع سے
 رضامندی واجب شرط ہے ۔

قال العلامة الكاساني : واما ركنه فهو لا عيبا والقبول لانه عقد على نطقا
 بعوض فلا تقع الفقرة ولا يستحق العوض بدونه القبول ۔

وبدائع الصنائع ج ۳ ص ۱۳۵ کتاب الطلاق ۔ فصل في الخلع ۱

وقال الامام المرحوم رحمه الله : والخلع ما تزعمه السلطان وغيره لا منه عقد
 بغير التراضي كما لو عقود وهو بمنزلة الطلاق بعوض وانزوح وكاية ايقاع الطلاق
 وحده ولا يلة للانضمام بعوض ۔ (انيسوط فلسف الاثمة السخوف ج ۴ ص ۱۳۵ باب الخلع) ۱
بدل منع کی مقدار | سوال :- کیا بدل طلع کی کوئی حد ہے یا نہیں؟ اگر حق میرے نام
 مال سے منع کیا جائے تو خاوند کے لیے اس نامزدگان کا بیٹا شدہ عا
 بنائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- بدل طلع کے لیے کوئی خاص مقدار متعین نہیں مگر یہاں بیوی کی باہمی رضامندی سے
 جو مقدار بھی اتفاق ہو تو طلع سے بیوی آزاد ہو جائے گی، تاہم اگر اس طرح سے باہمی بدل کا سبب
 خاوند کا سناؤ اور وہ انداز ساقیت ہو تو طلع سے بیوی آزاد ہو جائے گی، تاہم اگر اس طرح سے باہمی بدل کا سبب
 درہم و پوریت و دیگر اشیاء و نامزدگان اور اس سے حق نکاح کے عوض جو مقدار بھی مقرر ہو خاوند
 کے لئے لینے میں کوئی حرج نہیں ۔

والله اعلم بيقينه : وان كان الشئ من متها كرهنا له (ان يأخذ متها) كرهنا متها
 احادیث المعشوقہ : وشرطه راعى الخلع بشرط الطلاق ۔ (رافعۃ العترة ج ۱ ص ۱۳۵)
 ابواب من في الخلع وصافي حكمه ۔ (فصل الاقل في متها الخلع وكذا في متها الخلع)
 وعلل في الدر المختار من حاشیة رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۵ باب الخلع ۔

اعطاه۔۔۔ ولو اخذ الزیادة جاز قضاؤا۔ والہدایۃ ج ۲ ص ۳۸۳ باب المخلع ۱۔

ناچال کی صورت میں خلع بہتر ہے | سوال: اگر میں بیوی کی طبیعتوں میں ایک دوسرے سے لگاؤ نہ ہو اور ہر وقت ناچال رہتی ہو اور عدد و اندک حمایت نہ رکھنے کا قوی اندیشہ ہو اس صورت میں اگر عدت خلع کرنا چاہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: جب طابع میں ایک دوسرے سے ہم آہنگی کے بجائے آپس میں نفرت پیدا ہو رہی ہو اور اس سے مختلف معاشرتی اور اخلاقی مسائل پیدا ہو رہے ہوں تو ان حالات میں انکھار بننے کی بجائے بدریہ خلع طہور ہو جانا بہتر ہے۔

قل لا اِلهَ اِلاَّ ہُوَ تَعَالٰی : فَاَن رَّخِطُمْ اِنَّ لَآ یُعِیْمُا حُدُودَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا فِیْ مَا اَخْتَرْتُمْ بِیْہِ (البقرة آیت ۲۵۵)

خلع عورت کے قبول پر موقوف ہے | سوال: اگر ایک شخص اپنی بیوی کو کسی رقم کے عوض طلاق دینے پر آمادہ ہو تو اس کے نافذ ہونے کے لیے کن شرائط کی رعایت ضروری ہے؟

الجواب: کسی نقد رقم یا جائیداد خواہ حق مہر ہو یا اس سے زائد پر نافذ بیوی کو طلاق دینا پہلے تو اس صورت میں جو شخص عورت مقررہ مال کی خاوند کو ادائیگی کی پابند ہوتا ہے اس لیے اس کی صحت عدت کی قبول پر موقوف ہے، عورت اگر قبول نہ کرے تو نافذ اس سے جبری طور پر مطالبہ نہیں کر سکتا اور نہ عورت خاوند کو مال کے عوض طلاق دینے پر مجبور کر سکتی ہے۔ ایسی طلاق بالمال خلع کے نام سے موسوم ہے جس میں اگر خاوند تین طلاق اکٹھی دے دے تو منکوحہ مختلف منظر کے حکم میں ہوگی ورنہ خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

سبحہ وقال العیالۃ ابن عابدین رحمہ اللہ : نعم یکون اخذ الزیادة خلاف النوی۔

رد المحتار علی الدر المختار ج ۲ ص ۳۸۳ باب المخلع (مختص)

وَبِمُثْلِهِ فِي الْهَدَايَةِ ج ۲ ص ۳۸۳ باب المخلع۔

لَا تُلْزِمُ الزَّوْجَةَ فِي زَوَاجِهَا، وَخَافَ أَنْ لَا يَقْبَلَهَا حُدُودُ اللَّهِ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ تَفْرُقَ عَنْهَا

مِنْهُ بِمِثْلِهَا بِه۔ والہدایۃ ج ۲ ص ۳۸۳ کتاب الطلاق باب المخلع (مختص)

وَبِمُثْلِهِ فِي الدَّرَاخْتَارِ عَلَى هَامِشَةِ الدَّرَاخْتَارِ ج ۲ ص ۳۸۳ باب المخلع۔

لما قال العلامة ابن عابدینؒ سئل عن قوله في البدائع: فان يعوض عن باب

والقول۔ درذ المتداول ۲ ص ۳۵۲ باب الخلع منه

بیٹے کی طرف سے باب خلع نہیں کر سکتا سوال۔ ایک نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کا نکاح دونوں کے والدین سے بچپن میں کر دیا تھا اب جبکہ لڑکی بالغ ہو گئی ہے اور لڑکا ابھی تک نابالغ ہے، دونوں میں ناجائز پیدا ہو کر لڑکی باپ کے گھر چلی گئی ہے، بعد میں لڑکے کے والدین نے لڑکی والوں سے بدلہ خلع تین سو روپے لے کر منع کر دیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا نابالغ لڑکے کی طرف سے باہنہ کیا گیا خلع درست ہے؟ اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: نابالغ نہ خود خلع کا اہل ہے اور نہ ہی والدین کی طرف سے خلع کر سکتا ہے لڑکی تاحال لڑکے کے نکاح میں ہے اور کسی دوسرے بگمردن کا نکاح جائز نہیں، لڑکے کے بالغ ہونے کے بعد صحیح صورت حال ملنے آ سکتی ہے۔

لما في احدى رواية: خلع الاب على ابنه الصغير لا يصح ولا يتوقف على اجازته، كذا في فتاوى عابدین، خلع السكران والمسكره جائز و خلع النسيب یا ملل۔
وعلقه وی استندیقه ج۱ ص ۱۸۳ القصص الثالث فی الطلاق بالان (م)

۱۔ وفي احدى رواية: ولو ادا الزوج عن حرف الجواب قبل طلاق ثلاثا بالان۔ عندنا: حنیفة بسوفت علی قبولها فاي قبالت يقع الثلاث ويلزها ألف و انت لم تقبل بقل وعلی قولهما يقع الثلاث بألف قبالت لا کذا فی شرح الجامع مع الصغیر لقا صوب خاب۔

[الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۳]
[اسباب المصارف الخلع]

۲۔ قال العلامة ابن نجيم انصهری رحمہ اللہ: وقيل بالانطلاق في متى انكسر لانه لو جمع منه الصغیر لا يصح ولا يتوقف خلع الصغیر علی اجازة الولی۔
ويعبر بالانطلاق شرح انكسر الذوات ج ۲ ص ۹۱ باب الخلع م
وعلقه فی فتاوی فاضل خان عزها مش الهندية ج ۱ ص ۱۸۳ باب الخلع۔

خلع طلاق بائن کے حکم میں ہے | سوال :- جناب مفتی صاحب! خلع فقہاء احناف کے
 اہل طلاق ہے یا خلع فکاح ؟

الجواب :- اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے ۱۰ احناف کثر اللہ سوادہم کے نزدیک
 خلع طلاق بائن کے حکم میں ہے جبکہ شوافع اس کو خلع فکاح میں شمار کرتے ہیں ۔

قال العلامة المحقق: وفي طلاق بائن في الخلع رجعي في غيره وقسوعاً ۔

قال العلامة بن عابدی: تحت قوله بائن في الخلع لانه من كذا ياد الله عيني
 قطع الوصلة فكان الواقع به باناً ۔ زبد المستخرج ۱/ ۲۹۵ باب الخلع لہ

ایجاب خلع کے بعد شوہر کا رجوع صحیح نہیں | سوال :- خلع میں شوہر نے ایجاب کیا ۔
 اسی عورت نے قبول نہیں کیا تھا شوہر نے

رجوع کے اعلان کیے مگر اس کے باوجود عی عورت نے خلع قبول کرنا تو کیا اس سے خلع لازم ہوگا یا
 شوہر کا رجوع صحیح ہے ؟

الجواب :- خلیع جو عہد کی جانب سے عین ہے اور عین میں شرعاً رجوع نہیں کیا جاسکتا ۔
 اس لیے صورت یہ مسئلہ میں شوہر کا رجوع نادرست نہیں مگر عورت کے قبول کر لینے سے خلع نافذ العمل
 ہوگا ، البتہ اگر ایجاب عورت کی طرف سے ہو تو شوہر کا رجوع کرنا صحیح ہے ۔

قال العلامة المحقق: هو یحییٰ فی جائد لانه ملق الخلع بقبول المال فلا یصح رجوعه عنه
 قبل قبولها ولا یصح عین ایار له ولا یصح رجوعه علی المجلس ای محله ویلتحق بقبولها علی مجلس طبعها
 وفي جانبها معاویة بحال فصح رجوعه قبل قبوله و صح رجوعه فی ارجاءه والایضا بانها بائنه بالخيار ۱/ ۲۹۵ باب الخلع لہ

لہ قال شیخ و ہبۃ الزبیر: يقع به طلاق بائنه و یسدون عوض و ینہ فی اری الخفیة و المالکیۃ
 و ایضا فقیہ فی الراجح و حمدی روایت :- الفتاویٰ اسلامی و دوزیر ۲۷۷ ۱/ ۲۹۵ ایضاً الخلع
 فی اسنادیۃ ۲/ ۱۵۸ الباب الثامن فی الخلع و ما فی حکمہ ۔

کے ، قال الشیخ و ہبۃ الزبیر: و ذهب الجوزیۃ فی ان الخلع قبل قبول البسۃ عین
 بہ ما فی الزوج فلا یصح الرجوع عنه لانه علی طلاقہ اعنی قبول المال و التعلیق
 میں اسلحا و یصح معاویۃ فی حال موت جانب النزاع لانه لا یصح الرجوع
 بالان فی متابیل و فتنہ بنفسہا و علاصہا بہ الزوج ۔

(الفتاویٰ الاسلامی و احکامہ ۲۷۷ ۱/ ۲۹۵ ایضاً الخلع ۔)

ابتداءً عرفاً منہ کی سے خیار باطل ہو جاتا ہے | سوال :- اگر کوئی عورت ابتداءً عین شوہر کے ساتھ رہنے پر آمادگی ظاہر کرے اور سال دو سال بعد شوہر سے الگ ہوئے کا دعویٰ عدالت میں دائر کرے تو کیا اس عورت کو شوہر سے الگ ہونے کا اثر باطل حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر کوئی عورت شادی کے بعد اپنے شوہر کو عین اپنے تئیں کو بدیر میں عدالت نکال کر فسخ کرنے کا اشتہار حاصل ہے مگر جب وہ ایسے شوہر کے ساتھ رہے پڑاؤ کی نگاہ کر دے تو پھر اس کو تلفیق یعنی فسخ نکاح کا حق باقی نہیں رہتا۔

قال تبيخو وحبته المرحيل : استشرط لغة ما شرطين ثبوت الحق في طلبة التفریق
بالعيب وهما : ۱- الا يوفي بالعيب بعد انعقد فان كان طالب التفریق
جاءه بالعب بعد اتمام العقد ورضي به سقط حقه في طلب
تفريق - والعقود الاسلامیة والشرعیة ۲- ان شروط التفريق بالعيب هل
تشرط - | سوال :- اگر ایک عورت کو کسی طریق سے پر علم
خیار فسخ کے ختم ہونے کی شرائط ہو جائے کہ وہ جماع پر قادر نہیں اس کے باوجود
وہ اس کے ظاہری حسن و جمال یا اس کے مال و دولت کے لالچ کی وجہ سے اس سے نکاح
کرے اور کچھ عرصہ کے بعد اس بنا پر تفریق کا مطالبہ کرے کہ شخص جماع پر قادر نہیں ہے
تو کیا اس عورت کو نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب :- علماء احناف کے ہاں شوہر میں عیب کی وجہ سے فسخ نکاح کیلئے
چند شرائط ہیں۔ ۱- اگر کوئی عورت کو شوہر کے اس عیب کا علم نکاح سے قبل ہو (۲) ہو کہ
اس عورت کو شوہر کا یہ عیب نکاح سے پہلے معلوم ہوا اور اس کے باوجود وہ اس سے نکاح کر
ے تو پھر اس کو طلب تفریق یعنی نکاح فسخ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اسی طرح صورت مشابہ

۱- مال اعلامہ ابن نجیم : وان اختار انه بطن حقه... اشار بطلانہ... غلبا دھالی (۱) ۲
بوفوق بیہما ثم تزوجا... ۳- انما یجوز فیہما انما یجوز فیہما... ۴- انما یجوز فیہما... ۵- انما یجوز فیہما... ۶- انما یجوز فیہما... ۷- انما یجوز فیہما... ۸- انما یجوز فیہما... ۹- انما یجوز فیہما... ۱۰- انما یجوز فیہما... ۱۱- انما یجوز فیہما... ۱۲- انما یجوز فیہما... ۱۳- انما یجوز فیہما... ۱۴- انما یجوز فیہما... ۱۵- انما یجوز فیہما... ۱۶- انما یجوز فیہما... ۱۷- انما یجوز فیہما... ۱۸- انما یجوز فیہما... ۱۹- انما یجوز فیہما... ۲۰- انما یجوز فیہما... ۲۱- انما یجوز فیہما... ۲۲- انما یجوز فیہما... ۲۳- انما یجوز فیہما... ۲۴- انما یجوز فیہما... ۲۵- انما یجوز فیہما... ۲۶- انما یجوز فیہما... ۲۷- انما یجوز فیہما... ۲۸- انما یجوز فیہما... ۲۹- انما یجوز فیہما... ۳۰- انما یجوز فیہما... ۳۱- انما یجوز فیہما... ۳۲- انما یجوز فیہما... ۳۳- انما یجوز فیہما... ۳۴- انما یجوز فیہما... ۳۵- انما یجوز فیہما... ۳۶- انما یجوز فیہما... ۳۷- انما یجوز فیہما... ۳۸- انما یجوز فیہما... ۳۹- انما یجوز فیہما... ۴۰- انما یجوز فیہما... ۴۱- انما یجوز فیہما... ۴۲- انما یجوز فیہما... ۴۳- انما یجوز فیہما... ۴۴- انما یجوز فیہما... ۴۵- انما یجوز فیہما... ۴۶- انما یجوز فیہما... ۴۷- انما یجوز فیہما... ۴۸- انما یجوز فیہما... ۴۹- انما یجوز فیہما... ۵۰- انما یجوز فیہما... ۵۱- انما یجوز فیہما... ۵۲- انما یجوز فیہما... ۵۳- انما یجوز فیہما... ۵۴- انما یجوز فیہما... ۵۵- انما یجوز فیہما... ۵۶- انما یجوز فیہما... ۵۷- انما یجوز فیہما... ۵۸- انما یجوز فیہما... ۵۹- انما یجوز فیہما... ۶۰- انما یجوز فیہما... ۶۱- انما یجوز فیہما... ۶۲- انما یجوز فیہما... ۶۳- انما یجوز فیہما... ۶۴- انما یجوز فیہما... ۶۵- انما یجوز فیہما... ۶۶- انما یجوز فیہما... ۶۷- انما یجوز فیہما... ۶۸- انما یجوز فیہما... ۶۹- انما یجوز فیہما... ۷۰- انما یجوز فیہما... ۷۱- انما یجوز فیہما... ۷۲- انما یجوز فیہما... ۷۳- انما یجوز فیہما... ۷۴- انما یجوز فیہما... ۷۵- انما یجوز فیہما... ۷۶- انما یجوز فیہما... ۷۷- انما یجوز فیہما... ۷۸- انما یجوز فیہما... ۷۹- انما یجوز فیہما... ۸۰- انما یجوز فیہما... ۸۱- انما یجوز فیہما... ۸۲- انما یجوز فیہما... ۸۳- انما یجوز فیہما... ۸۴- انما یجوز فیہما... ۸۵- انما یجوز فیہما... ۸۶- انما یجوز فیہما... ۸۷- انما یجوز فیہما... ۸۸- انما یجوز فیہما... ۸۹- انما یجوز فیہما... ۹۰- انما یجوز فیہما... ۹۱- انما یجوز فیہما... ۹۲- انما یجوز فیہما... ۹۳- انما یجوز فیہما... ۹۴- انما یجوز فیہما... ۹۵- انما یجوز فیہما... ۹۶- انما یجوز فیہما... ۹۷- انما یجوز فیہما... ۹۸- انما یجوز فیہما... ۹۹- انما یجوز فیہما... ۱۰۰- انما یجوز فیہما...

ہیں بھی اس صورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل نہیں ہے۔

لا قال الشيخ ابو زهرة: ويشترط التفريق في العنة والحب والخصاء ثلاثاً: شرط اولها: ان يكون عابداً بذلك عند العقد فان عنته لم عند العقد ورضيت فانه ليس لها حق فسخ طلب التفريق بسببه۔

(الاحوال الشخصية ص ۵۷۲ التفريق للعيب) ۱۷

شخصی اور عین کا حکم ایک ہی ہے اس سوال پر جناب مفتی صاحب اعلیٰ طرح خیرین کے لیے وافر علاج معالجہ ایک سال کی مہلت ہے تو کیا شخصی کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی یا بغیر مہلت کے ہی میاں بیوی میں تفریق کی جائے گی؟

الجواب:- عین اور شخصی دونوں کو قاضی علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دے گا تا کہ وہ اس مدت میں اپنا علاج کر کے جماع کے قابل ہو سکے، ورنہ اگر اس کے باوجود وہ جماع کے قابل نہ ہو سکے تو ایک سال کے بعد دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔

لا قال الشيخ الامام ابو زهرة: أما العنة والخصاء فلا يحكم القاضي بالتفريق نهما بمجرد طلبها وثبوت عدم قبولها بل لا بد من تأجيلها سنة ووقت ان لم يقربها وذلك لان عمر رضي الله عنه: جل التفريق سنة عندما طلبت امرأة التفريق لأن زوجها لم يقربها۔ (الاحوال الشخصية ص ۵۷۴ التفريق للعيب) ۱۸

۱۷۔ قال الشيخ رحمه الله: اشتراط اخفها شرطين لثبوت الحق في طلب التفريق بالعيب وهما: (الايكون طالب التفريق عالماً بالعيب وقت العقد فان علم به في العقد و عقد الزواج لم يرد على طالب التفريق لأن قبوله التنازل مع علمه بالعيب ورضا منه بالعيب۔ (الفقه الاسلامي وادلته ج ۷ ص ۵۷۱ شروط التفريق بالعيب)

وَمِنْهُ فِي الدَّرَجَةِ: أَوْ عَنِ صَدْرِهِ دِ الْخِتَارِ ج ۳ مَقْصِدُ بَابِ الْعَيْنِ۔

۱۸۔ قال العلامة ابن نجيم المعين: وَأَجَلُ سَنَةٍ لِمُعْتَمِدِ الْوَعْدَةِ أَوْ خِصْمِ الْوَعْدَةِ وَهُوَ مِنْ نَزْعِ خِصْمَتِهِ وَذَلِكَ ذَكَرَهُ۔ (البحر الرائق ج ۴ ص ۱۲ باب العنين)

وَمِنْهُ فِي الدَّرَجَةِ: الْمُنْتَقِطُ عَلَى صَدْرِهِ وَاحْتَارَ ج ۳ مَقْصِدُ بَابِ الْعَيْنِ۔

مقطوع النکاح کا حکم | سوال :- اگر کوئی شخص مجبور ہو رہی ہو جس کا اذیت سال
 بالکل نہ ہو تو کیا اسے بھی ایک سال کی ہجرت دی جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد اگر کسی عورت کا شوہر مجبور ہو جائے تو اس کو ہجرت دینے میں چونکہ کوئی فائدہ نہیں اور نہ وہ قصد حاصل ہو سکتا ہے، جو ہجرت دینے سے مقصود ہوتا ہے اس لیے مجبور کو ہجرت دینے پر کوئی عمل نہیں کرے گا۔

قال العلامة ابن نجيم المصري : وجدت زوجها مجبوراً فرق في الحال وهو من استمر حل ذكره وخصيته وانما لم يزوج لعدم الغائبة.

(ابن حجر الرائق ج ۴ ص ۲۷۲ باب العین وغیرہ)۔

عقیم مرد سے فسخ نکاح کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب! ایک شخص جماعت پر قادر ہے لیکن ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق اس کے مادہ منویہ میں اولاد پیدا کرنے والے جراثیم ختم ہو چکے ہیں جبکہ اس کی بیوی تندرست اور بیچہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو کیا عورت نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- کسی کو ولاد دینا یا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے بچے عاریت فرمائے اور جسے چاہے نہ دے، جراثیم ختم ہونا کوئی عیب نہیں اور نہ ڈاکٹری رپورٹ حکم قطعی ہے، لہذا جب کسی عورت کا خاوند نفس جماعت پر قادر ہو تو اسے یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنا نکاح بذریعہ عدالت فسخ کر لے۔

لما قال العلامة ابن عثيمين : اذا كان الزوج عقيمًا اجل الحاکم سنة فان وصل اليها فيها والافرق بينهما اذا طلبت المراجعة ذلله . (المحذوۃ ج ۲ ص ۳۹۹ باب العین)

لے حال العلامة عن خال الدنيا الحسنى رحمه الله : اذا وجدت امرأة زوجها مجبوراً او مقطوع الذكر فقط او صغيراً جدياً كالمزهر فرق الحاکم طليهما بينهما في الحال ولو المجبور صغيراً لعدم فائدة التأجيل .

(الدر المنثور من مصادر المختار ج ۳ ص ۴۹۴ باب العین)

باب النعۃ

(عَدَّتْ سَكَنَ مَثَل)

بیوہ عورت کی عدت | سوال | میں عورت کا خداوند فوت ہو جائے اس کو دوسرا نکاح کرنے کے لیے تین مدت نظر کرتا پڑے گا کیا مکمل کی وجہ سے عدت میں کمی ہونی چاہیے؟

جواب | جس عورت کا خداوند فوت ہو جائے اسی کے لیے پانچ ماہ دوس دن عدت گزارنا ضروری ہے عدت کے دوران دوسرا نکاح یا اسی کی دیگر کسی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اور تو عورت مطلقہ عورت کی عدت و مہملہ حمل پر موقوف ہے نہ پانچ ماہ گھنٹہ بعد ہو یا تو چھ ماہ یا تین۔

قَالَ اللَّهُ تبارک و تعالیٰ: ذَاتَاتُ الْخُفَالِ يَحْمِلْنَ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ مِنْ عَذَائِكَ (وَيْضَا قَالَهُنَّ حَيْثُ ذَاتَاتُ الْخُفَالِ يَحْمِلْنَ حَمْلَهُنَّ وَيَضَعْنَ لَوْلَا جَانِبُهُنَّ يَضَعْنَ) رُبْعَةَ شَهْرٍ وَعَشْرًا (سورة البقرة آیت ۲۳۲)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں: لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ أَنْ تَزَوَّجَ مِنْ بَاطِلٍ وَأَنْ يُوْهَرُ الْأَعْوَانُ تَحْتَ حَمْلٍ مِثْلَ فَوْقِ ثَلَاثِ أَكْوَاعٍ زَوْجٍ مَبْعُوثٍ أَشْهُرَ وَعَشْرًا۔ صحیح مسلم ۴۸۴۱ و صحیح ابوداؤد فی سنۃ الترمذی فی ترمذی فی بیوہ فی عَدَّتْ سَكَنَ مَثَل۔ وقال: بعد من این عابدین رحمہ اللہ: تحت قول: یحکموا، ووقع جمع جمہا ای بقا تقدر بحدیث سید ولادت بعد از ولادت بیوہ او اقل۔

ریۃ المختار ۲/۲۵۸ باب النعۃ برالہ

بعد از ان بعد از حدیث شریف رحمہ اللہ: فان حوت المحدثین اللذان ارادت ان یزویا من بعد ما فترتها یوضح النعۃ۔ وخصیہ بیضا و عذۃ لوفادۃ سلاۃ العدة رُبْعَةَ شَهْرٍ وَعَشْرًا۔ (الفتاویٰ دہلوی ج ۱ ص ۵۸۸) باب النعۃ (۲)۔
وَمَثَلُهُ فِي الْهَنْدِيَّةِ ج ۱ ص ۵۳۲ باب الثالث عشر في النعۃ۔

معتدۃ عدت کہاں گذارے گی | سوال :- عدت گزارنے والی عورت کیلئے عدت کے دوران خاوند کے گھر کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ رہائش اختیار کرنا کیسا ہے ؟

الجواب :- معتدۃ کے لیے خاوند کے گھر سے نکلنا جائز نہیں، جس گھر میں اس کو طلاق مل جویا خاوند وفات پا گیا ہو عورت وہاں پر ہی عدت گزارے گی اس لیے کہ جس عورت کے اختراجات خاوند کے دفتر ہوں اسی کے لیے خاوند کے گھر سے ہی وقت نکلنا جائز نہیں ہے۔ البتہ متوفی مہتاز زوجہا کے لیے وہاں اتنی ضرورت کے لیے نکلنا مرنے سے کہ جتنے وقت میں اپنی دنیاوی ضرورت پوری کرے لیکن دست بولنا زنی طور پر شوہر کے گھر آنا ضروری ہوگا تاہم اگر مکان کو یہ کام ہو اور بیوہ کے لیے کرایہ کا انتظام مشکل ہو تو بچہ اس ضرورت کے تحت واسطے کے گھر یا مہنت گزار سکتی ہے۔

لما قال العدة انحصافی، واعدت فی معتد طلاق وموت فی بیت مہنت فیہ
لان تخرج او یہنہ، الخ۔ ! وتحاف انہما منہ او تحاف تلحق ما یسہا ولا تجزئ کرار المیت
ونحوہ لک من الضروریات فتخرج کالقرب موضع البیہ۔

۱۔ لاندہ تحت دخلی حاشیہ المختار ج ۲ ص ۲۷۵ باب العدة بوالہ
سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین
دوران عدت خاوند کے گھر پہنا ضروری ہے | طلاق دی، اب دونوں دوبارہ آباد کیلئے
مدار پر آمنی ہیں لیکن عدت نکاح حاضر ہے جس کے لیے وضع محل کے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں،
اس صہبت میں یہ عورت کہاں سکونت اختیار کرے گی یا خاوند کے ہاں رہ سکتی ہے ؟

الجواب :- صہبت مسئولہ کے مطابق اس عورت کے لیے دوران عدت خاوند کے گھر پہنا صرف
جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے، تاہم اگر نکاح سے قبل خاوند کے طرف سے کسی قسم کی غمخوار ہو تو

لحد فی الہندیۃ : علی المودۃ ان تعد فی النول الذی یبغ فی البیہا بالسکنی حال وقوع الخرقۃ
او الموت وقیدہ وان اخذت فی الخروج من بیہتھا... فی حدۃ لوفات فلا یأس عند ذلک
فتستفی... الخ۔ وفتاویٰ ہندیۃ ج ۱ ص ۵۵۵ الباب الرابع عشر فی العدة
وہنکہ فی بعد الرائق ج ۳ ص ۵۵۵ فصل فی الاحداد۔

اس کے نسد کے لیے نطوت سے اکتساب کرنا یا دیگر امتیازی تدابیر کا اختیار کرنا موزوں ہے نہ کہ زنا و غیر کے ارتکاب سے بچا جاسکے۔

قن علامۃ المصکفی؟ لیسما ان یسکت بعدا نثلث فی بیت و احد اذا العریضت قبل النکاح
للارواح و لعل یکن فیہ خوف فتنۃ و فیه عن المجتبی الاصل فی الخیولۃ یسکر و یوفا مقایا حراۃ الخ
والذ المختار عنی حاشی رد المحتار ج ۲ ص ۶۱۱ باب العدة (۱)۔

زنا کے ارتکاب سے عدت متاثر نہیں ہوتی | **اسوال :-** اگر مطلقہ منقطع سے عاوند باوجود
اقرار حرمت کے دوران عدت زنا کرے
تو کیا اس سے عدت پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟
الجواب :- مطلقہ منقطع سے اگر عاوند دوران عدت زنا کا ارتکاب کرے تو عدت جاری
رہے گی اس سے عدت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

لانی السندیۃ، واما المطلقۃ فلا اذا جامعها زوجها فی العدة مع علمہ انہ
حرام علیہ و مع اقرارہ باخرۃ لانت من العدة۔

والفتاویٰ السندیۃ ج ۱ ص ۵۳۳ باب الثالث عشر فی العدة (۲)۔

عورت کا عاوند کے گھر میں عدت گزارنے کی وجہ | **اسوال :-** طلاق ہو جانے کے بعد
عورت کو نوازندہ کے گھر میں عدت
گزارنے کا پابند کیوں کیا ہے؟ بیکر عورت کسی دوسری جگہ بھی عدت گزار سکتی ہے؟
الجواب :- اگرچہ عورت پر یہ لازم نہیں کہ وہ طلاق سے بعد عاوند کے گھر میں عدت گزارے

لہذا لای وجہ، خلاصہ باب یسکت فی بیت واحد کن عدلا کما ان الطلاق رجوعا و بان ان اولاً الاصل
الرجوع بینہما فی البیت و قد یسکر لان یکن الزوج فاسقا ففعال امر و فتنۃ تقدر علی الخیولۃ
بینہما (المعبر لائق ج ۲ ص ۵۳۳) باب العدة فصل فی الاحداد (۱)۔

قوسٹۃ فی السندیۃ ج ۱ ص ۵۳۳ الباب الرابع عشر فی الاحداد۔

لکھنوالی علامۃ ابن عابدی، و در طبعہا بعد اشلاک فی العدة بلا نکاح عاوند عریضہا الا تہب
عدة اخرى لافہ زنا۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۶۱۱) باب العدة (۲)۔

قوسٹۃ فی الخانیۃ عن حاشی السندیۃ ج ۱ ص ۵۳۳ فصل فی انتقال العدة۔

گھر میں رہے لیکن عدت کے دوران پر نکاح دوسری جگہ نہیں ہو سکتا، اس لیے شریعت نے اس کے انحرافات کا قبضہ انہیں نہ ہونے تک (غاونہ کو دوسرے دارقراو دیلتے مزید برآں یہ بھی ممکن ہے کہ عورت حاملہ ہو اور بچہ کی ولادت تک عورت غاونہ کے حق میں محسوس رہے گی، اس لیے عورت کے لیے غاونہ کے گھر کے علاوہ کوئی اور جگہ بھی تسلیم نہیں اور طلاق رجعی کی صورت میں عورت کا غاونہ کے گھر میں رہنا دوبارہ تعلقات کی بحالی کا ذریعہ ثابت ہو۔

قال بالعلمة: إمام الكشاف، وأما يجب هذه العدة أي مدة الإقار لا سبيل للرحم فوجبت العدة ليعلم بها قتل الرحم وشغلها. وإيضاً قال: وأما يجب لظاهر نعت بغير نعتة النكاح. وبذلك انتهى ج ۳ ص ۱۹۱ و ۱۹۲ من باب العدة فصل وأما العدة بالشرع فلا خلاف في ذلك

عدت کی کم از کم مدت | سوال :- غیر حاملہ عورت طلاق کے بعد دعویٰ کسے کو کر سکتی ہے؟
 مگر گھر سے تو کتنی مدت میں اس کے قول کو اعتبار دیا جائے گا؟

الجواب :- صاحبینؒ کے نزدیک ایسے دعویٰ کے لیے کم از کم ۳۹ دن کا ہونا ضروری ہے کیونکہ کم از کم تین جن کے لیے توہن اور دو گھر کے لیے تین ایام درگاہ ہونے کے تاہم عورت کی عدت کو مد نظر رکھتے ہوئے ۳۹ سے زائد ایام کے وقت قیام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال العلامة المحقق: قالت حفصت عتيق والمدة خمسة وكذا بها الزوج قولها ولا تعتله المدة لانه قال العدة اربع ما يوجب في هذا المقام وعندها اقل مدة تصدق فيها الحرة تسعة وثلاثون يوماً ثلاث حصص بثمانية ايام وطهران بثلاثين -

رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۱ باب العدة. مطلب في وطئ العدة بشبهة ج ۲ ص

۱۔ قال الشيخ الدكتور وهبة الزحيلي: "في بيان وجه العدة" بزيادة الرحم ومومن النسب واعطاء الحرمة الكافية للزوج بعد الطلاق ليعود لنزوجه المطلقة -

رافقه كلاسلاف وادله ج ۲ ص ۱۹۱ باب العدة

۲۔ قال العلامة برهان الدين المرفي في رحمه الله: وإذا قالت المعتدة انقضت عني وصح بها الزوج صحان القول قولها مع ايممين -

را البهديات ج ۲ ص ۱۹۱ كتاب الطلاق باب العدة

وَمَثَلُهُ فِي قَدَمِ الْمُتَدِيرِ ج ۳ ص ۱۵۹ باب العدة كَتَبَ الطَّلَاق -

بہی تعلقات منقطع ہونے کے باوجود مطلقہ کیلئے عدت ضروری ہے | سوال :- اگر ایک عورت اپنے خاوند سے بھاگ کر کسی شخص کے پاس عدت دراز تک غیر شرعی سرگرمیوں میں متوث رہی اور کئی سالوں تک اس کا خاوند سے رابطہ نہیں رہا، اسی حالت میں اگر خاوند اس کو طلاق دیدے تو کیا اس عورت پر عدت گزارنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب :- جب تک منکوحہ کو خاوند سے طلاق نہ ملے تو میان بیوی کی عدت دراز تک باہمی جدائی سے نکاح منشا نہیں ہوتا، نکاح کی موجودگی میں عورت کے ہاں جو کچھ پیدا ہو تو بوجہ نکاح خاوند سے اس کا نسب ثابت ہوگا، اس حالت میں نسب کا انقضاء ان پر وقت بہتے باقی و جب تک نکاح کی بقا نہ والی پر غنیمت نہ ہو تو عورت کے لیے عدت ضروری ہوگا اگرچہ عمر نہ دراز تک میاں بیوی کا رابطہ منقطع رہا ہو۔

قال الله تعالى: وَالطُّلُقُ أَنْ يَنْقُضَ أَحَدُهُمَا نِكَاحَهُ فَلَا تَحِلُّ لَهُ تَزْوُجُهُ (سورة البقرة آیت ۲۲۹) وقال النبي عليه السلام: "أولها للفراش"۔ یہ ماہر اور ادا شدہ ہو، عی مودۃ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۱۷

سوال :- ایک عورت اپنے خاوند سے عدت کی ابتدا نہ والی نکاح سے شہان ہو گئی | پھر اس سال تک جدائی اور ایک دوسرے سے کبھی ملاقات بھی نہیں ہوئی، اب جبکہ خاوند نے طلع کر دیا ہے تو کیا اس عورت پر عدت ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- صورت مرقومہ کے مطابق میاں بیوی کے ایک عرصہ تک علیحدہ رہنے کے باوجود ان کا نکاح باقی ہے، نہ والی نکاح چرکہ طلع کرنے یا طلاق دینے سے آئندہ اس لیے عدت نہ والی نکاح سے شروع ہو کر عدت پر عدت لازم ہے۔

لما قال ملائک بن الحنفی: ومبدأ العدة بعد الطلاق وبعد الصوت على العدة۔

دار الفکر طبعی، کتاب النکاح، باب العدة فی مطلب فی وطی المحققون شہیدۃ ۲۔

طحاوی المرقیانی: مرقیۃ نسب من المصلحة الزوجية، وأما نسبتهم، وأما نسبتهم، وأما نسبتهم، وأما نسبتهم۔

العبدین ج ۲ ص ۵۲ کتاب الطلاق، باب العدة۔ وکتاب فی الذمائم ج ۲ ص ۵۲ باب العدة فی غیر النسب۔

طحاوی المرقیانی: وأما بعد العدة فی الطلاق عقب الطلاق۔ (الحدیث رقم ۱۰۰۰۰) باب العدة۔

وکتبہ فی المصلیة ج ۱ ص ۵۲ کتاب الطلاق، فی أبواب الثالث عشر فی العدة۔

عدت کا اندازہ درجہ رجوع بالقول کافی ہے | سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی کو آخری آیہ میں درجہ کاراؤ کیا، باہمی تعلقات کا سہارا دینے کی بجائے صرف دو گواہوں کے سامنے پرکھ دیا کہ نہیں ہے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا ہے، تو کیا شخص مذکور اب عدت کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- عدت گزرے تھیں تھیں، غاوند کا رجوع معتبر ہے عدت کے دوران رجوع کے لیے کسی عملی اقدام کی بجائے رجوع بالقول ہی کافی ہے، اس لیے دو گواہوں کے سامنے اس کے رجوع کو اعتبار دے کر دونوں میان بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتے ہیں۔

قال ابن ہدیہ : فالرجعة انما برأبھا بالقول وشہد علی رجعتها شاہدین : الخ
واحدہ وی العترة ج۱ حاشیہ کتاب الطلاق : انما العترة الرجعة وفیما عمل بہ المطلق وما یصلی بہ
عدت کے دوران عدت کے جملہ اخراجات کا غاوند و مردار ہے | سوال :- اگر کسی شخص نے اپنی

تاریخ کر دیا ہو، اب جبکہ غاوند اور مطلقہ کے باہمی تعلقات مراحضہ یا تجدید نکاح سے نہیں رہتے ہوں تو عدت کے دوران مطلقہ کے اخراجات کا کون دترہ دار ہوگا؟

الجواب :- مطلقہ مطلقہ ہو یا تہ عدت کے دوران اس کی خوراک پریشاں اور راشی کے جملہ اخراجات غاوند کے دترہ ہیں، اگر غاوند باہمی رضامندی سے ان اخراجات سے لیا ہوگی کیلئے تیار نہ ہو تو عدت حاکم وقت یا قاضی کے فیصلہ اس سے ان حقوق کے حاصل کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

قال المرغینانی : وانما طلق امرأته فہما النفقة والسكنی فی عدتہا رجعا کان
او ائذئذ : والعدۃ ج۲ ص ۲۸۱ کتاب الطلاق - باب النفقة ص ۲۸۱
قال المرغینانی : فالرجعة انما بالقول ولجعت لمرأته : (الحداب ج۲ کتاب الطلاق باب الرجعة)
وَمَنْ طَلَّقَ فِي مَقَامِ الْخِيارِ ج۲ ص ۲۸۱ کتاب الطلاق - باب الرجعة -

۲ قال ابن ہدیہ : تحت قول المرغینانی : وجب لمطلق الرجعی ان یؤتی لزوجہ نفقة تابعة للعقد وقد با رجعی فلی
احذر دعوا لزوجہ ام ولدہ - رد المحتار ج۲ ص ۲۸۱ باب النفقة - مطلب فی نفقة المطلقہ
وَمَنْ طَلَّقَ فِي سَهْوٍ ج۲ ص ۲۸۱ کتاب الطلاق - الفصل اثبات فی نفقة المطلقہ -

حَدَّث وفات میں عورت کا نان و نفقہ کس کے ذمہ ہے سوال :- عَدَّت وفات میں
جہاں بیوہ کو عَدَّت کفر و کفر

ہے اس کے اخراجات کی ادائیگی کس کے ذمہ ہے؟

الجواب :- مخمور کے اخراجات عاوند سے ذمہ ہوتے ہیں لیکن عاوند کی وفات سے باہمی
نفسی منقطع ہونے کی وجہ سے عاوند سے یہ ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے، چنانچہ روایت سے
اسی و مطالبہ پسین کیاب ملتا، عورت کو اپنے اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے تاہم جہاں
کسی عورت اخراجات ہو اور کسی سے قاصر ہو تو یہ شخصہ ارشستہ ورنہ پر اس کی ذمہ داری
عائد ہو جاتی ہے۔

قال برهان: المني من ماله وحده لله، ولا نفقة لامتنوع عاها زوجعه.

الهداية ج ۲ ص ۳۲ کتاب الطلاق باب النفقة

وقال جندب: لا نفقة لحدی رحمہ معروفہ ذاکل صغیراً فقیراً او کنت مولداً لعلہ
نفیة۔ (الهداية ج ۲ ص ۳۲ کتاب الطلاق باب النفقة) لعلہ

ایام عَدَّت میں عورت کا پیش کیلئے جانا سوال :- میرا شوہر فوت ہو گیا ہے
اور مجھے ہر روز وایق پیش کے لیے اپنے منقطع
دفتر جانا پڑتا ہے جبکہ دفتر والے میرے بغیر کسی در کو پیش نہیں دیتے، غربت و افلاس کی
پر حالت ہے کہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوتا، تو کیا میں دوران عَدَّت پیش لینے کے لیے
گھر سے باہر جاسکتی ہوں یا نہیں؟

الجواب :- اگرچہ عورت کے لیے دوران عَدَّت گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے
مگر ضرورت شدیدہ کو شریعت معلوم ہونے مستثنیٰ کیا ہے، اس لیے اگر آپ کا بغیر
پیش کے گزارہ نہیں ہوتا ہو تو آپ اس مجبوری کی وجہ سے پیش لینے کے لیے جاسکتی ہیں

لعلہ قال المصنف: لا نفقة لاحد عتق و ع. و منها عتق موت ر. لعلہ الخ. و علی حاشی ر. و ایام ج ۲ ص ۳۲

باب النفقة مطلب: لا یجب علی ذات نفقة زوجة (بشر الصغیر)

و مثله فی الہدایة ج ۲ ص ۳۲ کتاب الطلاق باب النفقة و غیرہ

نفسوں، الخ. و ثبات فی نفقة العتمة۔

مگر ضرورت پورا ہوتے ہی فوراً واپس آنا ضروری ہے۔

قال العلامة المحقق : وتعدان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا یخربن منه الا ان تخرج او یتهدم المنزل وتضاف انهما اولتھا ولا تعد کراہ البیت ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لأقرب موضع الیہ۔ (رد المحتار علی صدر الدر المختار ج ۳ ص ۵۳۶ فصل فی الحراد) ۱۵

دوران عدت عورت کا ویزہ کے حصول کیلئے نکلتا : سوال :- اگر غریب الوطنی میں کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور دوران عدت عورت کو ویزہ گزرنے کی ضرورت پڑ جائے اور عورت کے جائے غیر ویزہ ٹھکانا ممکن نہ ہو تو کیا یہ عورت دوران عدت ویزہ گوانے کیلئے متعلقہ دفتر جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب : عدت طلاق کی ہو یا وفات کی دونوں کے دوران عورت کا یہ ضرورت شرعی کے گھر سے نکلتا جائز نہیں البتہ اگر ضرورت اتنی شدید ہو کہ اُس کے جائے غیر مستطاع نہ ہو تو اس مجبوری کی خاطر عورت گھر سے نکل سکتی ہے غمراہ کو گھر واپس آنا بہر حال ضروری ہے لہذا صورتہ مستطاع میں عورت ویزہ کے لیے دوران عدت جا سکتی ہے۔

قال العلامة المحقق رحمه الله : وتعدان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا یخربان منه الا ان تخرج او یتهدم المنزل او تحرق البیت او تلف ما لھا أو لا تجد کراہ البیت ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لأقرب موضع الیہ۔ (رد المحتار علی صدر الدر المختار ج ۳ ص ۵۳۶ فصل فی الحراد) ۱۶

سلفہ قال : علامۃ ابی نعیم المصری رحمہ اللہ : فقالوا لا تخرج المعتدة عن طلاق وموت لا لضرورة لأن المطلقة تخرج للضرورة بعسبھا میلاً مکان او ذہاراً والمعتدة عن موت كذلك۔ (البعدر المرائق ج ۳ ص ۱۸۳ فصل فی الحراد)

۱۷ ایضاً (تجاریہ مذکورہ بالا)

دارالشرب میں نو مسلم عورت کی عذرت کا حکم | سوال :- اگر نو غیر مسلم شادی شدہ
تو کیا یہ عورت عذرت گزار کر کسی مسلمان مرد سے نکاح کر سکتی ہے، نہیں؟ اگر کر سکتی ہے تو عذرت
گزارنے کا کیا طریقہ ہوگا؟

الجواب :- جب کوئی غیر مسلم عورت دارالشرب میں مسلمان جو بطعے اہل وہاں کی شادی
شرعی نہ ہو تو اور آقا میں عذرت گزار کر پہلے شہر سے آزاد ہو جائے گی اور پھر اپنی عذرت
توڑنے کے بعد کسی مسلمان مرد سے اس کا نکاح صحیح اور درست ہے۔

لما قال اعلاہما الحسکفی، وواسطہما سدھما سمہ من حق، تعیض
ثلاثا او خمسہ ثلثہ مشہور فی اسلام الآخر، قال ابن عابدی، وہو واجب لدعا
بعد معنی حدہ المقتدہ، وردھما ۲۷۲ باب نکاح الکافر ملہ

عذرت و وفات کے دوران حج کے نیسے جانا | اپنے بھائی کے ساتھ حج کے لیے نکل
کیا ہے اور منظوری بھی ہو چکی ہے کہ اس دوران میں شوہر کا انتقال ہو گیا، مدینہ طیب
امریہ ہے کہ کیا میں اس حالت میں عذرت کے دوران حج کی ادائیگی کے لیے جا سکتی ہوں؟
الجواب :- یہ عورت کا عذرت کے دوران شرفاً ضرورت شدیدہ کے گھر سے
نکلنا جائز نہیں، البتہ یہاں جان و مال یا کسی نظام کے تحت جوئے کا منہ ہو تو اس کی جگہ
کو دہر سے نکلتا نہیں ہے۔ حج اگرچہ اسلامی فریضہ ہے مگر علی الفور نہیں، لہذا اگر دانہ
کرنے اور منظوری ہو جانے کے بعد رقم واپس مل سکتی ہو تو حج یا دیگر کسی بھی سفر کے لیے نکلا جائز
نہیں اور اگر رقم واپس ملنے کا امکان نہ ہو تو پھر مجبوراً سفر حج پر جانے میں کوئی حرج نہیں۔

قال ابو نعیم علی الدین الحسکفی رحمہ اللہ لا یخرج من بیتہا اذات

لما قال ابو نعیم ابو نعیم، وقد سلطت لمرأۃ فی دار الحرب وزوجہا کافر وسم
الحرم، وبعد بحسبہ لم یقع الفروقة علیہا حتی تعیض ثلث حیض ثم یبین من زوجہا
(انہدیہ، ۲۷۲ باب نکاح اهل الشرك)

فی مسئلۃ فی شرح الخوافیہ ج ۲ ص ۲۷۲ باب نکاح الفریق وکما مر۔

تفخرج او ينهدم المنزل فتخرج لا قرب موضع اليه .

والدمس لمات وعلى صدره ٢٥ اجزاء ج ٢ ١٢٥ باب اغذاء

سوال :- اگر کسی عورت کو شوہر طلاق
دیجے نہ آنے کی صورت میں مُطلقہ کی عدت کا حکم

نہیں کر رہا ہو جبکہ محنت کی عمر بھی تقریباً ۲۵-۲۶ سال ہے تو اس عورت کی عدت کا کیا طریقہ
ہوگا ؟ کیا یہ عورت جیسے آنے تک انتظار کرے یا تین ماہ بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے ؟

الجواب :- تنفیہ کے نزدیک مطلقہ کی عدت اہل بالا حیا فرسہ عدت بالاشہار ہے
مغیر کے ساتھ قائم ہے اس لیے یہ عورت عدت نہ اس تک انتظار کرے کہ اگر آج کل
مجبوری کی وجہ سے متاخرین قہار نے امام مالکؒ کے قول کو تک سال تک انتظار کر کے پورا
نکاح کرنے پر فتویٰ دیا ہے تاکہ اس قول پر عمل تب ہوگا جب علاج معالجہ کے بعد بھی حیض نہ
آئے اور یہ دوسرا نکاح بھی باجائز قاضی و حاکم ہو۔

قال الشيخ اشرف على الدار النوبختي : تنفيه عن نزدیک مؤخرت ایسا تک انتظار جیسا
ضرر کا ہے اور بائیکہ کے نزدیک نوچینیہ اور بقول محمد ایک سال وقت طلاق سے عدت
ہے اور ضرورت کے وقت اس قول پر عمل جائز ہے ۔ زاد المسائل ج ۲ صفحہ ۱۸۲
الطلاق . فصل في العدة والرجعة ۱۷

سوال :- کسی عورت کو شوہر نے رد
عدت طلاق کے دوران شوہر کا اشتغال ہو جانا

غذائیں دین عدت کے دوران ہی

۱۔ قال الشيخ محمد بن الفضل رحمه الله : وتخرج معتدة . لموت في السكنى رأت آتيل
وتتبعها وتبيت في منزلها الا لا تنفع لها تخرج في الغرض وتفتد في منزلها وقت لفرقة
والموت ولطلاق الا ان تخرج او خافت تلف ما سها او اذ نهوا م.....

(شرح الوفاة ج ۲ صفحہ ۱۸۲ باب العدة . کتاب النکاح)

وہنکة في الہدایة ۲۸ صفحہ ۱۸۲ باب العدة . کتاب النکاح .

۲۔ قال الشيخ دھبہ الزحیل : سند کلامہ لم یستد القہر والی لم یجئها حیض وجا عا ۱۸۲
القیع ولم یبلغ سن آتیس . (ملحقہ لاسلامی وراثہ ج ۱ الفصل الرابع فی الہدایة ولا شہار)

اس کا انتقال ہو گیا تو اب یہ عورت کون سی عدت گزارے گی، عدت وفات یا عدت طلاق؟
 الجواب: اس مسئلہ میں علماء اہل سنت کا اتفاق ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کی عدت
 کے دوران انتقال کر جائے تو اس کی مطلقہ بیوی کی عدت عدت طلاق سے عدت وفات میں تبدیل
 ہو جائے گی، لہذا یہ عدت عدت طلاق کی جیسے عدت وفات (چند ماہ دس دن) گزارے گی
 بشرطیکہ شوہر نے طلاق رجعی دی ہو۔

تأني لشيخه وهبة الزحيلي: إذا مات الزوج في أثناء عدة زوجته التي طلّقها
 طلاقاً رجعياً انتقلت بالزوج من عدة بها بالمرأه أو بالأشهر إلى عدة وفاة وهي
 أربعة أشهر وعشرة أيام سواء أكانت الطلاق في حال الصحة أم في حال مرض الموت
 لأن المطلقة رجعيّاً تعد زوجة ما ماتت في العدة وموت الزوج يوجب على زوجته
 عدة لوفاته. (رافقه الاستاذ في وادته) ^۱ فصل الرابع في العدة والاستبراء ^۲
 حاملہ میں الزنا عورت کی عدت ^۱ اس سوال پر اگر کوئی عورت زنا کی مرتکب ہو اور وہ اس
 زانیہ سے حاملہ بھی ہو تو کیا ایسی صورت نشادی کے لیے
 وضع حل کا انتظار کرے گی یا نہیں؟ اور اگر حمل نہ ہو تو کیا اس عورت پر ہتھیے یا نہیں؟

الجواب: ۱۔ عدت کی مشروعیت ایک متحدہ کسی رشتہ کے انقطاع کی صورت میں
 ہوتی ہے اس کے علاوہ کسی اور جگہ میں مشروعیت نہیں لہذا حاملہ میں زنا کیلئے عدت نہیں مگر
 شوہر حرام کوٹنے کے لیے ایک جیسے تک انتظار کرے کہ کہیں حاملہ نہ ہو اگر ہو تو وضع حل تک
 حرام کرتا جائے نہیں۔

تأني لکامانی بولانچہ علی حامل بالزنا لا یوجب العدة، لأنّ الزنا زوج لمرة
 وحده حامل من الزنا یجاز نکاح عندی حلیفہ ومحل لا یجوز له ان یطلقا لم تضع مثلاً یصیر
 ساقیاً ما یزعم غیرہ۔ (بدائع الصنائع ج ۳ صفحہ ۲۵۱ فصل واماعة الحلیف) ^۱
 مثلاً لفرقة فی امامان صحیحاً علیہا عدة فی الزنا لا یجوز۔ (المجمل ج ۲ ص ۲۵۱ باب العدة)
 ومثلاً فی بدائع الصنائع ج ۳ صفحہ ۲۵۱ فی بیان انتقال العدة وتعلیقہ۔

تأني ابن قیم: وقد مات هذا الزوج من الزنا ولم یجد علیها عدل ولا أصبحا نکاحاً فلیزنی وان حرما (المراد بالزوج)
 فیماذا انقضت من تزویج حلیفہ وشجره وحی حامل من الزنا ثم طلقها او مات عنها فانها تعد بوضع حمل
 والمرکز یہ مسئلہ باب العدة)۔ (ومثلاً فی اعداء الاحکام ج ۲ صفحہ ۲۵۱ باب العدة)۔

عَدَّتِ وفاتِ شوہر کے گھر گزارنا لازمی ہے | سوال :- اگر کوئی عورت گھر بیرون چانک کی وجہ سے بیٹے والدین کے گھر چلا جائے اور وہاں وہ کئی سالوں تک اراضی بیٹھی رہے کہ چانک اس کا شوہر فوت ہو جائے تو اب یہ عورت عدتِ وفات کہاں گزارے گی؟ والدین کے گھر میں یا شوہر کے گھر میں؟

الجواب :- عدتِ وفات ایک قسم کا سوگ ہے جو کہ شرعاً شوہر کے گھر میں گزارنا لازمی ہے، شوہر کا گھر عورت کا اپنا گھر ہے، بیٹے میں جاتا اس کا اتفاقی حادثہ ہے لہذا یہ عورت عدتِ وفات شوہر کے گھر گزارے گی، تاہم اگر اس کا شوہر کے گھر رہنا باعثِ قسوت و فساد ہو تو پھر اس مجبوری کی خاطر والدین کے گھر میں بھی عدتِ وفات گزارنا مباح ہے۔

قد اعلیٰ علیہا اللہ تعالیٰ تعذّب فی المنزل ایضا فی اللہ بالسنی حال
وفی الفرقۃ و نوت و بعد ان وزارت اہلہا و مطلقا زوجہا کون عیہا ان تعویذی مثلاً
تعدت فیہ - (تہذیب علی ص ۱۷۰ فتح القدیر ج ۱۰ باب الوفاۃ) -

عَدَّتِ وفات کے دوران عورت کا بیماری کی وجہ سے والدین کے گھر جانا | سوال :- اگر کوئی عورت

عدتِ وفات کے دوران بیمار ہو جائے اور شوہر کے گھر میں اس کی تیمارداری کے لیے کوئی نہ ہو تو کیا اس مجبوری کی وجہ سے اس کے والدین علاقہِ معالجہ کے لیے آئے ہوتے گھر لاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب :- عدتِ وفات کے دوران اگرچہ عورت کے لیے شرعاً شوہر کے گھر سے نکلنا جائز نہیں مگر اس میں ضروریاتِ مستثنیٰ ہیں انہی ضروریات میں بیماری بھی داخل ہے اس لیے اس مجبوری کی وجہ سے یہ عورت کے والدین کا اسے علاج کی غرض سے اپنے گھر لانا جائز ہے۔

لہ و فی مہندیہ علی العدۃ ان تعد فی المنزل الذی یضاف الیہ بالسنی حال و فی الفرقۃ
و نوت و لو کانت زانیۃ علیہا و کانت فی غیر بیتہا لزمہا و فی قولہا لھا فی اقل الی
بیت مکنہا ان تاخیر (فتاویٰ مہندیہ ج ۳ ص ۵۳۵ فصل فی الحداد)
و یقلد فی البحر الرقعی ج ۳ ص ۵۳۵ فصل فی الحداد -

قال لا امة الا لمصطفى . وتعد ان في بيت وجبت فيه الا ان تخرج او يتهدم
استنزل وتغاث اتها امه او تنف ما سها ولا تعد كراء البيت ونحو ذلك من الضرورة
والدراختار على هامش رقة اختار جم ۳۴ ص ۵۳۶ باب الخلاص منه

سوال ناگر
گھر میں کسی کے لیے عدت و قامت اپنے اپنے گھر میں گزارنا لازمی ہے کسی شخص کی
کہ دو بیویاں ہوں اور ہر ایک کا مکان الگ الگ ہو اور شوہر کسی ایک بیوی کے مکان میں عدت
پانچے تو دوسری بیوی عدت و قامت کہاں کرے ؟

الجواب :- عدت جس گھر میں رہتی ہو وہ کسی گھر میں ہی عدت و قامت و طلاق
گزارے حتیٰ کہ اگر یہ عدت اپنی سکن کے ہاں اٹھارہ عزیت کے لیے گئی ہو تو وہیں اگر عدت
کے ایام اپنے ہی گھر میں گزارے ۔

قال العلامة علاء الدین الحنفی رحمہ اللہ : علقبت ومات وهي زائرة في
غير مكنها عادت اليه فوراً وجوبه عليها وتعدان في معتدة طلاق
وموت في بيت وجبت فيه ولا يخرجان منه الا ان تخرج ۔

والدراختار على هامش رقة اختار جم ۳۴ ص ۵۳۶ باب معرفة نكاحي فداہ منہ

له قال علامة ابن عثیم : رقت قربة وتعدان في بيت وجبت فيه الا ان تخرج او يتهدم
اي معتدة الطلاق والموت تعدان في بيت المضافات اليهما باسكني وفرد
العلاق والموت ولا يخرجان منه الا ان تخرج لا تلونا من الاية ۔

(ابن حجر الملقن ج ۳ ص ۱۵۴ فصل في الحداد)

و مثله في عهد زنا الفتاوى ج ۲ ص ۳۸ کتاب طلاق باب تعدات

سے قال في الهندية : على اعتدة ان تعتد في النخل الذي يفضن اليها بالمكني حال وقوع
نكاح الموت كن في المكاني : لو كانت زائرة هليها : وكانت في غير بيتها لا مرجع
وقوع العلق في التفت ان بيت سكتها بلا تاخير ۔

والفتاوى الهندية ج ۳ ص ۵۳۸ باب اربع مشرق الحداد

و مثله في ابن الرائق ج ۳ ص ۱۵۳ فصل في الاحداد ۔

حیض والی عورت کی عذرت حیض سے ہے | سوال ۱۱۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہہ دیا اس سے زائد ماہ تک حیض منقطع ہوتا ہے اب اس عورت کے لیے عذرت کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا تین ماہ عذرت گزار کر نکاح ٹال کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- جن مستورات کو حیض قوتا ہوتا ہو مگر کسی عارضی وجہ سے بند ہو تو ان کے قریب عذرت بالا حیض ہے اگرچہ تین چار سالوں میں پوری ہو جائے، چونکہ عورت مستحلوہ میں رخصت کی وجہ سے حیض عارضی طور پر بند ہے اس لیے اس عورت کو تین حیض آسنے تک انتظار کرنا پڑے گا یہی اسی کی شرعی عذرت ہے۔

قال علامہ المصنف: وحی فی حق مریض وولدت لہ تحت مسلم حیض لہ فی حق ولورجہ یا اوخصه فی جمیع احوالہ بعد بدخل حقیقۃ اذ حکمہ... نکاح حیض کو مکمل آئے۔ زادہ فی التالیف: ردہ عنہ عنہما اب فی ماہ شوہر مرزائی یا عیسائی ہو جائے تو عورت پر عذرت واجب ہے | سوال ۱۲۔ کاشوہر عیسائی، قادیانی یا یہودی ہو جائے جس کی وجہ سے اس کا نکاح ٹوٹ جائے، کیا ایسی عورت پر عذرت واجب ہے یا نہیں؟

الجواب :- بشرطیت اس وقت میں ہر انسانی بدانی پر عذرت واجب ہے جو مسلمان ہو یا نہ ہو کسی دین کی وجہ سے آجائے، عورت مستحلوہ میں چونکہ خاندان کے بوجہ غیر مسلم ہو جانے کے دونوں کے درمیان جدائی خود بخود آگئی لہذا اس عورت پر عذرت لازمی ہے۔

قال فی المہندیۃ: وان اخرجت الحیوة ان رد جہا ف... نکاح اب نکر وجہ بخر بعد انفصال العتہ فی: رواۃ الاستحسان فی: ردینہ السیر

۱۔ فان استلماہ برہن الدین المرعیانی رحمہ اللہ: وحی حریفہ: نکاح حیض فعز لہا تلاقہ اقراء لقولہ تعالیٰ: وَتَطْلُقَاتٌ یَنْتَرِیْنَ بِأَعْدَابِہِمْ ثَمَّ شَہَدَہُ کَرَامَہُ۔ (المہندیۃ ج ۷ ص ۱۱۷) باب العذۃ

۲۔ شہدۃ فی شرح الوقایہ ج ۲ ص ۱۴۲ باب العذۃ۔

یوں لہا ان تہذیب خان شمس الانمۃ السرخسی از صمردیۃ الامتہان ۔

(فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۳۳۱ اجاب نکاح الکافور)۔

خلوت صحیحہ کے بعد عدت طلاق کا حکم | سوال :- والدین نے ایک بچہ اپنے بیٹے کی شادی کر دی مگر بیاہنہ زینہ رویت ہو کر نہ کے قابل نہ تھا صرف ایک رات بیوی کے پاس چلا گیا اور بغیر جماع کے صبح باہر آ کر واپس کے سامنے منکر کو طلاق دے دی کیا اس عورت پر عدت واجب ہے یا نہیں ؟
الجواب :- خلوت صحیحہ (یعنی شوہر اور بیوی کا ایک کمرہ میں ملا کسی رکاوٹ و ممانعت کے ایک دوسرے کے ساتھ ملنا) ایک قسم کا جماع ہے اس لیے صورت مسئلہ میں اس مطلقہ کے دو تہ عدت طلاق گزارنا لازمی ہے ۔

قال العلامة الحنفی رحمہ اللہ ، والحلوة بلا مانع حتیٰ مشروع صك الوطی ولو كان انزوح مجبواً او عیناً او خصیۃ او غنقاً ان اقهر حاہ فی ثبوت النسب و تاكید المهر والنفقة والنکحی والعدۃ ۔ (الدر المختار علیٰ ہاشم رب الفخار ج ۲ ص ۱۲۳ مطلب نکاح النکحۃ ص ۱۲۳)
سوال :- اگر ایک شخص اپنی بیوی کی اس بات پر طلاق دے کہ وہ بد کردار ہے بیکر پر عدت نکاح سے حاملہ ہو تو اب یہ عورت تین حیض عدت گزارے گی یا وضع حمل تک انتظار کرے گی ؟
الجواب :- شریعت اسلامی نے عدت کی دو قسم مقرر کی ہیں (۱) جو عورت حاملہ نہ ہو

لہذا قال العلامة برهان الدین المرعشی فی :۔ نعم اوقات الزوج هو المهر و فلہا صك

لمهر ان دخل بہا و نصف المهر ان لم یدخل بہا ۔

(انہدایہ ج ۲ ص ۲۸۱ فی فصل نکاح اہل الشریک)

ومثلہ فی شرح الوقایۃ ج ۲ ص ۲۸۱ فی باب نکاح اہل لرقیق ۔

لہذا قال غزالیہ ناظر :۔ سہرنا کہ ثلاثہ : لوط و موث و حدیو جن و باخلوۃ الصبیحۃ و الخلوۃ الصبیحۃ ان یقعوا فی مکان بسی هناك مانع یمنعہ عن الوطی حساً او شرعاً او طبعاً ۔ (فتاویٰ قاضی خان علیہ صم الہندیہ ج ۱ ص ۲۸۱ فصل الخلوۃ و تاكید المهر) و مثلہ فی الہندیہ ج ۲ ص ۲۸۱ فصل الشان یمایہ کذبہ المهر والنکحۃ ۔

عذرت وفات میں بڑیاں پہننا | سوال۔ کیا ان عورت جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو وہ اس کے ہاتھوں میں بڑیاں تو ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ جن عورت کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس کے لیے چار ماہ وہی دن زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کرنا حرام ہے اس قسم کے قبلہ امور کو ترک کرنا ضروری ہے چونکہ بڑیاں پہننا بھی زینت ہی کی ایک قسم ہے ایسے عذرت وفات میں ان کو پہننا جائز نہیں اور اگر پہلے سے پہن رہی ہوں تو ان کا اتار دینا بھی جائز ہے۔

قال العلامة (محقق) بترك الزينة بحلی۔ قول ابن عابدین، ای جمیع انواعہ من نفقة وذهب وجوہر جس۔ قال الفقہات، والزينة ما تنزین بہ المرأة من حل او مکمل۔ رد المحتار ج ۲ ص ۱۷۱ فصل فی الطہارۃ ص ۱۷۱

دیوار کے خوف سے شوہر کا گھر چھوڑنے کا حکم | سوال۔ اگر کوئی عورت وفات پائی ہو تو اس کا شوہر اس کا گھر چھوڑ دے تو وہ اپنی عزت بچانے کیلئے مجبوراً شوہر کا گھر چھوڑ کر اپنے والدین کے ہاں جا سکتی ہے لہذا صورت مسئلہ کے مطابق اگر معتد کیلئے دوسرے بچنے کا کوئی طریقہ ممکن نہ ہو تو اس کا اپنے والدین کے گھر جانا مقرر ہے۔

الجواب۔ اپنی عصمت کی حفاظت کرنا ہر مسلمان عورت پر فرض ہے اگر کسی مجبوراً عورت کو اپنی عصمت وری کا خوف ہو تو وہ اپنی عزت بچانے کیلئے مجبوراً شوہر کا گھر چھوڑ کر اپنے والدین کے ہاں جا سکتی ہے لہذا صورت مسئلہ کے مطابق اگر معتد کیلئے دوسرے بچنے کا کوئی طریقہ ممکن نہ ہو تو اس کا اپنے والدین کے گھر جانا مقرر ہے۔

قال العلامة ابن عابدین، والافضل ان یحاج بینہم فی النفقة استرازا ان یکون فاسقا فیما بالامراء نفقة وان تعذر ما قلنا فخرجت عروجه۔ رد المحتار ج ۲ ص ۱۷۱ باب نفقة

۱۔ قال الخزمیہ ابن عیم المصبری رحمہ اللہ: وشمل بین المحرم جمیع انواعہ والوانہ ولو اسود جمیع انواع الخلی من ذهب وفضة وجواهر زاد فی الثت رخاۃ القصب۔ (البحر الرائق ج ۳ ص ۱۵۱ فصل فی الاحوال)۔

وَمِنْهُ لَفِي (مدار الفتاوی ج ۲ ص ۵۱۴ کتاب الطلاق)۔

علامہ کے نکاح میں وحی کے بغیر عورت شوہر اول کیلئے حلال نہیں ہو سکتی | سوال :- اگر کسی مرد کے ساتھ نکاح کرے مگر وحی سے قبل اس کی وفات ہو جائے تو کیا یہ عورت شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کر کے اس کیلئے حلال ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- حنفیہ کے نزدیک علامہ کے نکاح میں وحی کرنا ضروری ہے بغیر وحی کے یہ عورت شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوگی، چونکہ موت قائم مقام وحی نہیں اس لیے شوہر ثانی کی وفات سے عورت شوہر اول کے لیے حلال نہیں ہو سکتی ۔

قال العلامة ابن عابدین : لو مات عنها قبل الوطء لم يجعلها الاقوال من الشرع
هذا الوطء ۔ (رد المحتار جلد ۲ ص ۳۸۸ کتاب الطلاق باب الرجعة) ۱۷

علامہ کے نکاح میں جماع کے لیے کثرت استعمال کرنا | سوال :- اگر علامہ کے نکاح میں وحی کے دوران کثرت استعمال کیا جائے اور اس کے ساتھ مباشرت ہو تو کیا اس طریقے سے عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے گی یا نہیں ؟

الجواب :- علامہ کے نکاح میں مشقی مرد و اود خالی ذکر ضروری ہے تاکہ دونوں کو کچھ مدت حاصل ہو انزال کرنا ضروری نہیں، لہذا اگر کثرت کے ساتھ وہی لذت حاصل ہوئی ہو تو یہ وحی جماع پہلے شوہر کے لیے حلال ہو سکتی ہے ورنہ نہیں ۔

رد المحتار جلد ۲ : ۱۷۸ ذکرہ بضرر فواد دخل فرجہا خان و جسد الحارۃ تحل
والانفلا ۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۳۸۸ الباب السادس فی الرجعة و فصل فیہا
تحل بہ) ۱۸

الحمد لله العلامة ابن نجيم المحمدي رحمه الله : والموت لا يقوم مقام النجول في حق التحليل ۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۸۸ کتاب الطلاق)

الحمد لله العلامة طاهر بن عبد الرشيد و انصاري رحمه الله : اذا لفت ذكره و خرقه و دخل فرجها فان وجب لغيره التحل الانفلا ۔ (علامہ الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۸۸ باب التحليل)

حلالہ کے نکاح میں بوقت جماع انزال کرنے یا نہ کرنے کا حکم | سوال :- ایک شخص مشر

دہدی ہے اب وہ اس عورت سے دو دن تک کچھ ایسے علائقہ شرعی کروانا چاہتا ہے، تو جس شخص سے وہ علائقہ کرتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جماع کرتے وقت انزال کرسکے یا بغیر انزال کے بھی علائقہ ہو جائے گا کیونکہ وہ شخص حمل سے مراد ہے؟ لہذا اسی بارے میں شرعی حکم کی وضاحت فرمائی جائے؟

الجواب :- علائقہ شرعی میں ایڑی، دخول شفرہ ضروری ہے اور وہ بھی متشدد حالت میں ہو تاکہ حمل کو کچھ لذت بھی حاصل ہو جائے البتہ انزال ضروری نہیں، جمیع شخص سے بھی علائقہ کیا جائے اور وہ جماع کرتے وقت نفس دخول شفرہ کر کے بغیر انزال کے جماع تمتہ کرے اور عورت کو علقاق دے دے تو اب یہ عورت عدت علقاق گزارنے کے بعد یہ پہلے ضابطہ کے لیے حلال ہوں۔

لما قال العلامة الحنفیؒ: وان لم ينزل ران الشوط المزوي لا المتبع قلت،
دقی المجتبى الصواب حلها بدون الحشفة حصقاً - (رد المحتار على الدر المختار)
جلد ۲ ص ۲۹۵ کتاب العلقاق - باب الرجعة ص ۲۹۵

نابالغ سے حلالہ کرانے کا شرعی حکم | سوال :- ایک نابالغ لڑکا جس کی عمر ای ۱۳-۱۴ سال ہے لیکن وہ جماع کرنے پر قادر ہے تو کیا اس کے ساتھ عورت شوہر اتالی کے لیے حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- سوال کے لیے محلل احلالہ کرنے والے کا نابالغ ہونا ضروری نہیں صرف جماع کرنے پر قادر ہونا ضروری ہے، اس لیے فقہاء کرام نے صراحتاً قریب بطور وکف کو جو جماع کرنے پر قادر ہو نابالغ کے حکم میں داخل کیا ہے، لہذا صورت مستحب میں اگر نابالغ جماع پر قادر ہے تو اس کا حلال کرنا صحیح ہے۔

لما قال العلامة انکشاف في حشمتہ، وسواء كان الزوج بالغاً أو

لے عرف الهندیہ :- اما انزال فلیس بشرط لذل۔

الفتاویٰ اہلحدیثہ جلد ۱ ص ۴۳۳ کتاب طلاق فیلوجہ آف بہ الحنفیہ

فی حق التحلیل۔ البعور الواقع جہم ملاقاة بطلاق۔ باب رجوعہ پہلے
 عورت کا قول کہ میں عدلہ کر چکی ہوں۔۔۔۔۔ سوال۔۔۔ طلاق ثلاثہ کے بعد ایک عورت
 اپنے سینے چل گئی اور ایک سال کے بعد پہلے شوہر کو پیغام دیا کہ میں عدلہ کر چکی ہوں ہنداش آپ سے دوبارہ نکاح کرنا
 چاہتی ہوں۔ تو یہ عورت کے اس طرح کہنے سے زواجِ اول کے لیے اس سے مجوزہ طلاق
 کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب۔ عورت کا صرف یہ کہنا کہ میں عدلہ کر چکی ہوں زواجِ اول سے دوبارہ
 نکاح کی صحت کے لیے کافی نہیں بلکہ زواجِ اول کو چاہیے کہ عورت کی بات کی خوب تحقیق کرے
 اور اس سے جملہ کیفیات اور حالات کے بارے میں معلومات حاصل کرے، اگر وہ صحیح
 معلومات دیتا ہے اور وہ عدلہ کے لیے کارآمد بھی ہوں تو پھر اس عورت میں دوبارہ
 اس عورت سے نکاح کرنا صحیح ہو گا ورنہ نہیں۔

لما فی القنیۃ، لوقائت حینت مث او قال عدلا لہ کرجم لا یحل بہ التزویر
 ما لم یستعصرھا لا اختلاف للناس فی کیفیۃ التحلیل وهو انصواب۔
 (القنیۃ ص ۸۳ کتاب العلاقات۔ باب الرجوعہ)

سوال۔ کیا عدلہ کیلئے
 عدلہ کے نکاح میں دوسرے خاوند سے مجبوری ضروری ہے۔۔۔۔۔ کی گئی شادی میں دوسرے
 شوہر سے مجبوری کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر مجبوری نہ کہ جائے تو کیا عورت پہلے شوہر کے
 لیے عدلہ ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب۔ عدلہ کی شادی میں دوسرے شوہر سے مجبوری کرنا ضروری ہے البتہ مجبوری
 کے یہ عورت پہلے خاوند کے لیے عدلہ نہ ہو کہ۔
 فکذا فی الہدایۃ ص ۲۳۶ فصل فیما ذکر بہ مطلقۃ کتاب العلاقات۔

لما قال العلامة ابن عابدین: ولو ماتت عدلیا قبل ان یحللہا
 لادین۔۔۔۔۔ ذات الشریعتنا خطوطہ درود الختام ص ۲۳۶ کتاب العلاقات۔ باب الرجوعہ
 و مثله فی النہدایۃ ج ۱ ص ۲۳۶ کتاب العلاقات۔ فصل فیما یتعلق بہ المطلقۃ۔

باب ثبوت النسب

(ثبوت نسب کے مسائل و احکام)

قبل از وقت پید ہونے والے بچے کے ثابت النسب ہونے کا حکم | سوال و اگر کسی کے ہاں شادی کے

چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو تو وہ ثابت النسب شمار ہوگا یا نہیں؟
الجواب :- شادی کے چھ ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ کے بعد پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب شمار ہوگا البتہ چھ ماہ سے کم مدت میں پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب شمار نہیں ہوگا۔

تلك في الهندية، واما تزوج الرجل فجل فجلت يا لولدا أقل من ستة أشهر مشد
تزوجها لم يثبت نسبه وإن جادت به ستة أشهر فصاعداً يثبت فيه اعترف
به الزوج أو سكنت. (الشاوئی المتبرج ۱۰۲۵۲۰ باب الامر بشرق ثبوت النسب)۔
مانع حمل اور بابت کے استعمال کا حکم | سوال :- مانع حمل اور بابت کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- اگر جائز ہے تو کن حالات اور صورتوں میں ایسی ادویات استعمال کی جا سکتی ہیں؟

الجواب :- نکاح سے مقصد اولاد پیدا کرنا ہے اسی لیے مانع حمل اور بابت و آلات کا استعمال بعض جزئی صورتوں کے علاوہ شرعاً جائز نہیں اور خصوصاً رزق و مسائل معاش کے خوف کی وجہ سے تکدی بنسب اسلامی احکامات سے متصادم ہے، تاہم اگر بعض حالات میں عورت کو حمل کی وجہ سے بیماری یا غیر فطری طریقہ ولادت (آپریشن وغیرہ) کی منہدت پڑتی ہو یا اس کے مثل دیگر ضروریات شدیدہ کی صورت میں مانع حمل اور بابت و آلات کا استعمال جائز ہے یہاں تک کہ

سے قال المحکمۃ: اکثر هذه الحمل مستثناة من عا شدة في الله منها كما هو وعند الاثنية
الخلافة بن سني وأقلها ستة أشهر إجماعاً. (رد المحتار ج ۳ مشکۃ فصل في ثبوت النسب)
و مشد في الجواز بن ج ۳ مشد باب النسب۔

بعض مہلک بیماریوں کی صورت میں انقطاع رحم بھی ممکن ہے۔

وفی الفتاویٰ ثلاثہ لاہور:۔۔۔ تحریر الشیخ محرم مطلقاً ما جاد فی الشریعۃ
انفراداً من التشیء عن التشیء والتشہید فی ذلک والترغیب فی التذریج بالولود المودود
فیكون حیوین مع الحمل معوماً ان فی حالات ضروریۃ نادرۃ لا عموماً لھا ما فی حالتہ تنق
لزعوانا مل ای ولادۃ غیر عادیۃ ویضططر معہا لی اجراء علیہ مراحلیۃ لایخراج الولد
وفی حانۃ ما ذاک ان علی المولود خطر من الجملۃ مرض ونحو ذہن ان یطبق علی حانۃ
اسئلۃ۔۔۔ الفتاویٰ لاسلامیۃ کبار اعلامہ بالعربیۃ المعاصرۃ ص ۳۸۳ مشکتم سلم

استحباب حمل کے جواز کا حکم | سوال :- وہ کون سے اعذار و وجوہات ہیں جن کی بناء پر مقابول
ہائز ہر جائز ہے ؟

الجواب :- حمل کے جاری ہونے سے پہلے پہلے بعض اعذار و وجوہات شرعیہ کے
ہونے سے استحباب حمل جائز ہے اور اسرار نہ ہونے کے وقت ہائز نہیں، خدا تعالیٰ ہم پر
ظہور حمل کے بعد دودھ منقطع ہو جائے اور خاوند و امیر سے کچھ کی طاقت نہ رکھتا ہو یا عورت پر
شریر بیماری کا غلبہ ہو یا غیر مادی عریقہ و ولد سے پیش آتا ہو تاہم بعض اہم صورتوں میں جن میں
بلاست ثانی ہو تو بھی عار نہ ملے بعد بھی مقابول حمل کی گنجائش ہے۔

فتاویٰ لہوریۃ، اسئلۃ مرفوعۃ علیہا جواب، و انقلع نہیہا و تناف علیہا لایزال و یس
فی ذلک الولد سعة حتی یستأجر خطر یباح نہیہا تعلق فی استئذان لایعاد اس نعمة او منعة
وعلقة لم یمنع لہ عضو۔۔۔ الفتاویٰ لہوریۃ ص ۳۸۳ و فی بعض فقرات و فی المغایات ص ۳۸۳

لے فی ہذا ہذا و فیہا نسو انقطاع حملھا و جازعہ کو مرفوعۃ اظہر یہا اصل و انقلع
لہ و یس لای حیث منشا جریہ فطر کر حیث ہذا۔۔۔ نو، قالوہ سرح لھا و تعلق
و استئذان سرح مدام حمل منسبۃ ا وعلقة و لم یمنع نہیہا و قدر انکس لہ و قیامہ و
عسیرت پھر جاز لکھ یس ہادی و فیہ حیثان الادی۔۔۔ زر و الدنار ص ۳۸۳ و فی کتاب لکھ
و مشنۃ الالمہن ص ۳۸۳ بابا ص ۳۸۳ عشر فی ہذا و فی المغایات۔

الحمد لله رب العالمین

و مشنۃ فی الفقہ الاسلامی وادی مشنۃ ص ۳۸۳ کتاب المغایات۔۔۔

جماع کے وقت کندھوم، ساقھی کا استعمال کرنا | **سوال** کیا شادی شدہ آدمی کیلئے
بروقت جماع کندھوم، ساقھی کا استعمال

کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ کندھوم، ساقھی کا حکم عزل کی طرت ہے اس لیے فی نفسہ جماع کے وقت
کندھوم کا استعمال مباح ہے مگر بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے۔ ہر وہ بیوی کی اجازت کے
بغیر ہے تاہم اگر کوئی شرعی عندہ جو نوبہ اجازت عزل کرنے یا کندھوم استعمال کرنے میں
کوئی حرج نہیں۔

قال العلامة الحنفی: ويعزل عن المحرمه ياذنھا لکن فی الخانیة اذ ینایح فی
زماننا لفسادہ قال النکال فلیعتبر عندنا مسقط لاذنھا

(الدر المنثور علی هامش رد المحتار ج ۲ باب نکاح الرقیق) سلم

سوال جناب مفتی صاحب ایک شادی شدہ آدمی کے
عزل کرنے کی شرعی حیثیت | **سوال** لیے عزل کرنے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ عزل کرنا اگرچہ شرعاً جائز ہے مگر اس میں اگر اذیت دینی ہو ہے اجازت
لینا ضروری ہے، بغیر اجازت کے عزل کرنا مکروہ ہے۔

قال العلامة الحنفی: و یعزل عن المحرمه ياذنھا لکن فی الخانیة اذ ینایح فی زماننا لفسادہ
قال النکال فلیعتبر عندنا مسقط لاذنھا (الدر المنثور علی هامش رد المحتار ج ۲ باب نکاح الرقیق) سلم

سوال سید بطریقہ توبہ میں بھی
خاوند کے مادہ تولید کا کسی اجنبیہ کے رحم میں نشوونما پانا | **سوال** ایسا ہوتا ہے کہ مہمان بیوی کے طوہ

منویر کو ملا کر خوبہ کے درمیان کسی اجنبیہ کے رحم میں رکھا جاتا ہے اور یہ مادہ اس کے جسم میں

سلم و سلم قال العلامة ابن نجیم النصارى: لان العزل جائز عن ائمة نفسه بغير ذنبا
والاذن فی العزل عن اخره لھا ولا ینایح لغير ذنبا ولا ینایح ذنبا، وفي الخانیة اذ ینایح
فی کتاب انہ لا ینایح بغير اذنتھا، وفي الخانیة اذ ینایح سوا الزمان الخ

(انوار الفتاویٰ ج ۳ صفحہ ۲ کتاب نکاح، باب نکاح الرقیق)

ومثلاً فی السہدایۃ ج ۲ صفحہ ۲۱۳ باب نکاح الرقیق۔

شورہ ہمارے پیر بن کر پیدا ہو جاتا ہے۔ قراب سوال یہ ہے کہ اس بچے کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟
اور اس اجنبیہ کی کیا حیثیت ہوگی؟

الجواب :- ثبوت نسب کے لیے ابتدائی وقت سے میاں بیوی کے نفوس کا اختلاط ہونا کافی ہے چونکہ میریت مسئول میں جدید طریقہ تولید میں ابتداً میاں بیوی کا نفط مختلط ہو جاتا ہے اور اس اختلاط سے وہ ایک علقہ کی صورت اختیار کرتا ہے، اور پھر کسی اجنبیہ کے رحم میں رکھا جاتا ہے تو ثبوت نسب کے لیے اختلاط کی صورت تک یعنی علقہ جلتھ تک کا زمانہ کافی ہے، باقی یہ اجنبیہ ہونے والے بچے کے لیے بمنزلہ مضرعہ کے ہوگی اس کے بعضی مال باپ وہی میاں پرکھا میں جن کا یہ نفط تھا۔

لما قال بعد من ذلک انکاسانی رحمہ اللہ : النسب : الثابت بالنکاح لا بنطع
الابانقان - (بدائع النفع ج ۴ ملا ۲۲۱ باب النسب)

سوال :- بعض یورپی ممالک میں جدید نظام تولید کے لیے اجنبیہ خواتین کے ارغام کو بطور اجارہ پلے میں یعنی میاں بیوی کے نفوس کے اختلاط کے بعد جب اس کی نشوونما و مرططہ آئے تو بچہ بیوی کے رحم میں رکھنے کے کسی اجنبیہ عورت کو منالضہ دے کر نشوونما کے لیے اس کے رحم کو استعمال کیا جاتا ہے، کیا یہ طریقہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگرچہ اس طریقہ سے ہونے والا بچہ اصلاً بچہ نطفہ سے غسوب ہوگا مگر اس ثبوت سے کسی اجنبیہ کے رحم کو بطور اجارہ لینا جائز نہیں ہوتا بلکہ شرعاً منع ہے میں اس قسم کی استیصال صرف اپنے خاوندوں کے استعمال کے لیے جائز ہیں و بمرور کے لیے ان کا استعمال ہی بھی صورت میں جائز نہیں۔

لما قال اللہ تبارک و تعالیٰ : لیساء لکم عورت نکحوا انکم انی
شفعہ : سورة البقرة آیت ۲۳۲ : لہ

لہ روی العلامة جلال الدین السیوطی : عن ابی سعید بن دحسان بن زیاد لا
یعان لغیرہ - (اندام النور ج ۷ ص ۷۵ سورة الشوری)

توضیحات :- جواہر النساء ص ۱۵۱ : ایسی عورتیں جو شرعی حیثیت

طلاق رجعی کے دو سال بعد پیدا ہوئے بچے کا ثابت النسب ہونا **سوال**۔ زید نے اپنی بیوی کو طلاق بھیج دیا۔ طلاق کے دو سال بعد بچہ پیدا ہوا، جب زید کو بچہ پیدا ہونے کی خبر پہنچی تو زید نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے، لہذا یہ بچہ زید سے ثابت النسب ہو گا یا نہیں؟

الجواب۔۔ طلاق رجعی کے بعد اگر عورت نے عدت گزر جانے کا اقرار کیا ہو اور اس کے بعد بچہ پیدا ہو تو اس بچے کا نسب زید سے ثابت نہیں ہو گا، البتہ اگر عورت نے قبل از ولادت عدت گزر جانے کا اقرار نہیں کیا ہو تو بچہ زید سے ثابت النسب تسلیم کیا جائے گا۔

لا قال العلامة العثماني: ويثبت نسب مولد بعدة الرجعي... وان ولدت لأكثر من سنة... ما لم تقض بعض العدة والمدة تعلقه وكانت ولادته رجعة لوفى الأكثر (تنوير البصائر على شرح زاد المعاد ج ۲ ص ۱۶۹ فصل في ثبوت نسب المولود بغيره)۔

سوال۔۔ کوئی شخص اپنی منکوحہ کے باپ کا بچے کے نسب سے انکار کرنا **سوال**۔۔ اوہ دوسے انکار کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص اس کا انکار کرے تو اولاد کا نسب اس سے ثابت ہو گا یا کسی عدت سے؟

الجواب۔۔ منکوحہ سے اولاد کا نسب قوی ہے، اس کے نبوت کے لیے نہ تو کسی وغوی کی ضرورت ہے اور نہ خاوند کے انکار سے اس کی نفی ہو سکتی ہے، ابو جو بچہ بھی منکوحہ سے پیدا ہو وہ خاوند سے ثابت النسب ہو گا، تاہم اگر خاوند بیوی کے پیدا ہونے والے کسی بچہ سے انکار کر کے طعن کرے تو بچہ خاوند سے اس بچے کا نسب ثابت نہیں ہو گا لیکن بعد ازاں میاں بیوی کی حیثیت سے دونوں کا اٹھارہوا مشکل ہے، پس یکے یا تو خاوند بیوی کو طلاق دے گا یا بچہ قاضی کو دونوں کے درمیان تقرب کر دے گا۔

لا قال العلامة ابن عابدی: حیث قسم المرافع الى قوله وقوى وهو مراد

لے قال ابن الهيثم: ويثبت نسب ولد المطلقة الرجعة اذا جادت به لثنتين فأكثر ما لم تقض بائناً بعدتها۔ (فتح القدير ج ۳ ص ۱۵۱ باب المصافاة)۔

وكتبه في كنف الدقائق على هامش البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۱ باب ثبوت النسب۔

السكوحة ومعنى الرجوع فانه فيه لا ينشئ الا باللعان - رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۸ باب
اثبات النسب ، كتاب الطلاق ، مطلب الغرض على ربيع مراتب النسب

سوال :- جو پتھر زنا سے پیدا ہوا اس کا نسب کس سے ثابت ہو
ولع الزنا کا نسب

الجواب :- زنا سے پیدا ہونے والے بچے کا زانی سے نسب ثابت ہوتا ہے نہیں
اور نہ ہی زانی اس کو شہادہ کر سکتا ہے ، اگر مزنیہ کسی کے نکاح میں ہو تو زنا سے پیدا ہونے والے
بچے کا نسب مزنیہ کے خاوند سے ثابت ہوگا اور اگر کسی غیر شادی شدہ عورت کے بار بچہ پیدا
ہو تو اس کی نسبت دائرہ مزنیہ کی طرف ہوگی ۔

لقوله عليه الصلاة والسلام : الولد للفراش وللعاهر الحجر ۔

مسئوۃ ج ۱ ص ۲۸۱ باب اللعان ، کتاب النکاح ، فصل الاول ج ۱ ص ۱۸

سوال :- ایک شخص نے آزاد عورت
حاملہ من الزنا سے نکاح کے بعد بچہ کا نسب

اس شخص نے مزنیہ سے نکاح کر کے معاذ کو دیا لیکن زنا سے جو بچہ پیدا ہوا وہ شخص مذکور
پر قرار دیکھ کر یہ پوچھ کر غلط ہے تو کیا اس سے نسب ثابت ہوگا یا نہیں ؟

الجواب :- زنا سے نسب بھی ثابت نہیں ہوتا ، مذکورہ شخص کا دعویٰ نسب قابل انتفاع

ہے قال فی الہندیۃ : قال اسمائیل الثبوت النسب ثلاث مراتب الاول اشکاح المعیجر وما
هو فی معناہ ومن اشکاح الفاسد والحکم فیہ انہ یثبت النسب من غیر دعوی ولا یشفی
بمجرد اشفی وانما یشفی باللعان فان کان عن اللعان بیہما لا ینتفی نسب الولد ۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۹۲۶ ، باب الخامس عشر فی اثبات النسب ، کتاب الطلاق)

وَمِنْهُمَا فِي التَّوَلَّى التَّوَلَّى بَيِّنَةٌ ج ۱ ص ۱۸۵ باب الثبوت النسب ، کتاب الطلاق ۔

۱۔ قال فی الہندیۃ : اذا تزف رجل بامرأة فجادت بولد فادعاه فإني لم يثبت نسب منه
وما المرأة فیثبت نسب منه وانما ذی الہندیۃ ج ۱ ص ۹۲۶ فی الفصل الثامن فی

دعوی الولد من الزنا وما فی حکمہ ، کتاب الدعوی

وَمِنْهُمَا فِي الہندیۃ ج ۱ ص ۹۲۶ فی الباب الخامس عشر فی اثبات النسب ، کتاب الطلاق ۔

ہے تاہم اگر نکاح سے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو تو پھر قصار نکاح سے نسب ثابت ہوگا اور اگر نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم مدت میں بچہ پیدا ہو تو پھر اگر غاۓ ذریعہ اقرار کرے کہ یہ بچہ میرا ہے اگرچہ نسب کے ثبوت کے لیے یہ اقرار مفید نہیں لیکن اس کے اثر از نسب سے یہ بچہ میراث لے سکتا ہے جبکہ زمانہ اقرار کر کے بچے کے نسب کا دعویٰ کرنے سے نسب ثابت ہو سکتا ہے اور میراث میں حصہ مل سکتا ہے۔

قال في لسانہ: ولوز في ما رواه فحطت ثمر لوز: ما فولدت له ان جارت به لسته أشهر فيما بدئت نسب الان يدعيه ولم يقن انه من الزنا ما ان قال: ان متى جئت اني ما فلا يثبت فيه ويزوت منه - والله اعلم بهند في ج: من في ابنا الخامس عشر في نبوت النسب - كتاب الطلاق - له

داشتر کی اولاد کے نسب کا حکم [سوال: ایک شخص نے کسی کی منکوحہ کو اغوا کر کے گھر لے لیا تو اس سے اپنے پاس رکھا ہوا ہے جس سے اُس کے بچے بھی پیدا ہوئے ہیں جبکہ خاوند نے طلاق بھی نہیں دی ہے نہ ایسی حالت میں اس عورت کی اولاد کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟]

الجواب: اغوا کنندہ کا منکوحہ اگر غیر سے منقطع لینا کرنا ہے اور نہ اسبب ثبوت نسب نہیں رہی، داشتر کے بچوں کا نسب خاوند سے ثابت ہوگا کیونکہ اس کے لیے خاوند عمان کو ذریعہ اختیار کر سکتا ہے۔ ایسی عورت کو جب تک خاوند سے باقاعدہ آزادی نہ ملے تو مدتوں تک پاس رکھنے سے نہ تو اس سے نکاح جائز ہے اور نہ اس کی اولاد کا نسب ثابت ہوگا۔

حديث النبي صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر - (مشکوٰۃ ج ۲ باب اللعان، کتاب النکاح) وقال ابن عابد بن عاصم: انكح منكوحه الغير ومعتد به... لان له لويقلا احد

لے قال العلامة ابن ابي عمير رحمه الله تعالى: وانما يزوي الرجل، امرأة فجاءت فولدت لاقبل من ستة أشهر منذ يوم تزوجها لهد يثبت نسبہ -

(فتح القدير ج ۲ مشکوٰۃ ج ۲ باب نبوت النسب، کتاب الطلاق)

وَمَنْ كُنَّ فِي الْبَحْرِ - رَأَى ۱۳۵۰ باب نبوت النسب - كتاب الطلاق .

مواردہ غیر منعقدہ ہو۔ (اور اندر ۲۰ مسئلہ باب المبرم کتاب النکاح)۔
 گھر سے نکال جانے کے بعد منکوحہ غیر مطلقہ | سوال۔ زید نے اپنی بیوی کو کسی وجہ سے اپنے
 کے ہاں پیدا ہونے والے بچہ کا سنگم | طلاق دیتے اپنے گھر سے نکال دیا دو سال
 بعد اسی مذکورہ عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔
 خاوند نے اطلاع ملنے ہی نکاح کیا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے، کیا اس کا یہ انکار عورت
 ہے یا نہیں؟

الجواب۔ منکوحہ غیر مطلقہ کے ہاں نکاح کے چھ ماہ پورے ہونے کے بعد جو بچہ
 پیدا ہو خواہ زوج اس کا اعتراف کرے یا خاموشی اختیار کرے ہر حالت میں بچہ اس سے
 ثابت النسب ہو گا اور گھر سے نکالے جانے کے بعد جب تک اس کے نکاح میں رہی
 اس عرصہ میں پیدا ہونے والا بچہ خاوند سے ثابت النسب ہو گا تاہم اگر اس کو دوسری بچے
 سے انکار کرنا مقصود ہو تو تعان کا طلاق اختیار کر سکتا ہے جو اس کے لیے نسبت کے
 انکار کے لیے مفید رہے گا۔

لَا قَوْلَ الْعِلْمَاءِ بِرُحَانِ بْنِ اسْرَعِيَةَ فِي رَحْمَةِ اللَّهِ: وَإِذَا زَوَّجَ الرَّجُلَ مَرْثِيَةً
 بَوْنٍ لَاقِلٍ مِنْ سَنَةِ أَشْهُرٍ مَضَتْ يَوْمَ تَزْوِجِهَا بِرِثْمَتِ نِسْبَةٍ... وَأَنْ جَاءَتْ بِلَدٍّ
 سَنَةِ أَشْهُرٍ فَصَدَّقَتْ بِنَسَبِهِ مِنْهُ اعْتَرَفَ بِزَوْجِهِ وَكَسَتْ... فَإِنْ جَاءَتْ بِوَكْدَةٍ بِيَسْتِ
 بِتَهَادَةٍ مَرَّةً وَاحِدَةً لَشَهْدَةٍ بِوَلَادَةٍ حَتَّى يُولُفَ الْزَوْجُ بِبِلَاعِ بْنِ نَسَبِ يَأْتِي
 بِأَعْرَاشِ الْقَائِمِ... رَسْمِيَّةً ۲۴ مَلَكًا ۲۵ مَلَكًا نِسْبَتِ نَسَبٍ ۲۶

نَصَدَّ خَالَ مَاءٍ فَخَالَ الدِّينَ حَسْبُكَ مِنْ مَضْمُونِ رَحْمَةِ اللَّهِ: إِذَا زَوَّجَ رَجُلٌ وَلَا يَجُوزُ نِكَاحُ
 مَنْكُوحَةٍ الْغَيْرِ عِنْدَ الْكَلِّ: إِذَا دَخَلَ غَائِبَةً مِنْ بَنَاتِ الْهَنْدِ ۲۷ لَا يَأْتِي بِمَرْثِيَةٍ كَذَلِكَ الْخَطِّ
 وَنِسَابًا فِي سِغَرِ الْوَلَدِ ۲۸ بِمَنْ ۲۹ بِأَبِ الْمَرْثِيَةِ كَذَلِكَ الْخَطِّ
 سَلَّمَ فِي الْإِسْلَامِ: وَإِذَا زَوَّجَ الرَّجُلَ امْرَأَتَهُ بِلَدٍّ بِالْوَلَدِ لَاقِلٍ مِنْ سَنَةِ أَشْهُرٍ مَضَتْ
 تَزْوِجُهَا بِرِثْمَتِ نِسْبَةٍ وَأَنْ جَاءَتْ بِلَدٍّ سَنَةِ أَشْهُرٍ فَصَدَّقَتْ بِنَسَبِهِ مِنْهُ اعْتَرَفَ
 بِزَوْجِهِ ۳۰ سَلَّمَ: (الْفَتْوَى: الْهَنْدِيَّةُ ۳۱) إِذَا دَخَلَ الْغَائِبَةَ مِنْ بَنَاتِ الْهَنْدِ ۳۲
 بِمَنْ ۳۳ فِي رَحْمَةِ الْوَلَدِ ۳۴ وَكَلَّ فَصَلَّ فِي نِسْبَةِ الْوَلَدِ ۳۵ عَشْرًا فِي نِسْبَةِ نَسَبٍ ۳۶

خاوند کی طویل غیر جاضری میں بیوی کا حاملہ ہونا اس سوال: اگر ایک شخص پندرہ سالوں سے عورتیں ہوائیں لائے بغیر جاضری میں اس عورت کے ان بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟

الجواب: نسب کے ثبوت کے لیے نکاح اہم سبب ہے اس لیے نکاح کے موجودگی میں بچہ پیدا ہو تو وہ ثابت النسب ہوگا، صورتِ قمر کے مطابق اگر وہ مذکر طویل غیر جاضری میں بچہ پیدا ہوا ہو تو خاوند نفی کے لیے دعائ کا طریقہ اپنا سکتا ہے۔
قولہ علیہ الفضلۃ والسلام: الولد للفراش وللعاهر الحجر۔

ومشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸۵ باب للعان کتاب النکاح، لہ

مذرت حمل سوال:- بچہ زیادہ سے زیادہ کتنی مدت تک ماں کے پیٹ میں رہ سکتا ہے اور کم از کم کتنی مدت ماں کے پیٹ میں رہ کر صبح و سہم پیدا ہو سکتا ہے؟

الجواب:- حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو برس یعنی کم سے کم چھ ماہ بچہ ماں کے پیٹ میں رہ کر صبح و سہم پیدا ہو سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دو برس تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہ سکتا ہے، آخر سختی کی رو سے مدتِ حمل دو سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

لما قال العلامة الربیعی: وانقضت المدۃ المحسۃ سنۃ - لقول عائشۃ: الولد للفرش والبعن اکثر من سنتین ولو بطل مغزل واقطعت شہۃ الشہۃ لقولہ عائشۃ: وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا ثم قال: وفصالہ فی عامین فبقی الحمل ستۃ اشہور (الحدایہ ج ۲ ص ۲۸۲) باب ثبوت النسب، لہ

کم از کم مدتِ حمل سے پہلے پیدا ہوئی ہوئے بچے کے نسب کا حکم **سوال:-** ایک شخص نے کسی عورت سے عورت نکاح کیا

لہ وقال بن مایق: حیث قسم الفرائض علی اربع مراتب: وقولہ وهو قولہ مشکوٰۃ ومعتقدہ لم یجوز فانہ فیہ یرتفعن الا باطعان۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۶۹۴ مطلب الفرائض علی اربع مراتب)

ومعتقدہ فی السہدیۃ ج ۳ ص ۴۲: باب احاطہ من عطف فی ثبوت النسب۔

تہ وقال شیخ الاسلام احمد بن عبد اللہ القسزاشی: وانقضت المدۃ المحسۃ سنۃ - لقول عائشۃ: وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا ثم قال: وفصالہ فی عامین فبقی الحمل ستۃ اشہور (الحدایہ ج ۲ ص ۲۸۲) باب ثبوت النسب، لہ

ومعتقدہ فی الکبیر الذی قال فی حاشی البعل رائق ج ۲ ص ۶۲۳ باب ثبوت النسب۔

عورت نے نکاح کے وقت اطمینان دلایا تھا کہ اس اہل نہیں ہے اور میری عدت گزر چکی ہے
اس شخص سے عورت کے قول پر اعتماد کیا جاوے۔ مورخان یہ ہے کہ نکاح کے پانچ ماہ بعد اس
عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا، ایسی حالت میں یہ بچہ پیچہ خاوند کا شمار ہوگا یا خود میرے کا؟
الجواب :- نکاح کے بعد چھ ماہ سے لم مدت میں بچہ کا پید ہونا اس شخص سے ممکن
نہیں، جب ایسی عورت کے ہاں اکل مدت تک سے قبل بچہ پیدا ہوا تو اس سے اندازہ ہوتا ہے
کہ وہ گورہ عورت نے کذب بیانی کا سہارا لے کر دوسرے شخص کے ساتھ دھوکے سے نکاح
کیا ہے، ایسے اس نکاح کا کوئی اعتبار نہیں اور بچہ پہلے خاوند سے ثابت النسب ہوگا،
اور یہ شخص بچہ پیدا ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کر کے اس عورت کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔
لانی الہندیۃ، واذا زوجت المعتدة بزواج آخر ثم جاءت بولدان جاءت بولدان من
سنتہ من طلقہ الاقل، ومات، ولاقل من سنتہ اشهر من ذی زوجہا الثاني فالولد الاول

والخالف العدم، ج ۱ ص ۵۲۵، باب الخامس عشر في ثبوت النسب، ۱۔

سوال :- اگر ایک شخص کے ہاں شادی کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو
تو کیا یہ بچہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر والدہ اس کے
نسب سے انکار کرے تو اس سے بچے کے نسب کی نفی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- نکاح کے بعد اقل مدت تک یعنی چھ ماہ کے بعد جو بچہ پیدا ہوا اس کا نسب
بابیت ثابت ہوگا اور اس کے لیے انکار کرنے کی گنجائش نہیں، نسب سے انکار کیسے
مدان کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ مفید اور بہتر نہیں۔

لانی الہندیۃ، واذا تزوج امرأة فجاء بولد من سنتہ اشهر من ذی زوجہا المہت نسبہ۔
جاءت بہ سنتہ اشهر فصاعدًا ثبت نسبہ منعًا من ذی الزوج او سكت فان جد الولد یثبت
بشهادة امرأة واحدة تشهد بالولادة۔ (الغلو، المیزان، ج ۱ ص ۵۲۶، باب الخی من مشرق ثبوت النسب، ۱۔)
لانی الہندیۃ، لو تزوجت امرأة فجاءت بولد من سنتہ اشهر من ذی زوجہا
لم یثبت نسبہ۔ (الرمہدانیۃ، ج ۲ ص ۱۴۱، باب ثبوت النسب، ۱۔)

ومثل فی فتح القدیر، ج ۳ ص ۱۴۱، باب ثبوت النسب، ۱۔

سے قائل التوثیق، واخلی، سنتہ اشهر اجماعاً فی ثبت نسب۔ (توضیح البیہار علی ما مشرک فی المیزان، ج ۱ ص ۵۲۶،
باب ثبوت النسب، ۱۔) ومثل فی کنز الدقائق، ج ۱ ص ۱۴۱، باب ثبوت النسب، ۱۔

ثبوت النسب کے لیے مدت کا اعتبار وقت نکاح سے ہے | سوال رہا کہ اگر نکاح

اپریل ۱۹۹۸ء میں ہوا اور نکاح کی جمعیت ۵ جولائی ۱۹۹۸ء کو ہوئی، غرضی کے تقریباً تین ماہ بعد نکاح کے اس سہ ماہ میں بچہ پیدا ہوا، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس بچے کا نسب اس وقت سے ثابت ہوگا یا نہیں؟ جبکہ نکاح اور نکاح کیس میں خاواں وہیں اعلان کا ایک دوسرے کے گھر ٹا جانا بھی تھا۔

الجواب :- صورت مذکورہ میں اگر نکاح واقعی اپریل ۱۹۹۸ء میں ہوا ہو، ہوا اور غرضی جولائی ۱۹۹۸ء میں ہوئی ہو اور بچہ جولائی سے تین ماہ بعد منہر میں بچہ پیدا ہو چکا ہے تو اندری صورت ثبوت النسب کے لیے مدت کا اعتبار نکاح کے وقت سے ہوگا غرضی کے وقت سے نہیں۔ لہذا اگر نکاح سے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا ہو تو یہ بچہ اس کا ونسب ثابت النسب ہوگا تاہم اگر خاواں اس سے انکار کرے تو اس کے لیے اعلان کا ذریعہ اعتبار کرنا مفروضی ہے اور چھ ماہ سے کم مدت کی صورت میں بچہ ثابت النسب ہوگا۔

لانی اہندیہ : واو تزوج الرجل امرأة فحملت بوليد اقل من سنة اشهر منذ تزوجها لم يثبت له وان جازت به سنة اشهر فصاعداً يثبت له الخ وفيه بعد اسطر : ولو جازت اقل من سنة اشهر من وقت الطح لا يثبت الخ (انقضاء الہندیہ ج ۱ ص ۳۵۳ الباب الخامس عشر في ثبوت النسب) الخ

لے قال العلامة السرخسانی رحمہ اللہ ، واو تزوج الرجل امرأة فحملت بوليد اقل من سنة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت له نكاح بل هو نكاح فلاحق سائق على النكاح فلا يكون منه وان جازت به سنة اشهر فصاعداً يثبت له منه لان الفراش قائم والحدوة قائمة الخ

(الہدایہ ج ۲ مشک باب ثبوت النسب)

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ فِي فَنَازِي قَاضِي خَانٍ عَلَى هَآءِ اَمْسِ اَلْهِنْدِيَّةِ ج ۱ ص ۳۵۳ فَضَّلَ فِي النَّسَبِ .

سادات کا نسب اور سیدہ فاطمہؑ کی تفصیلات | سوال۔ جناب مفتی صاحب! کئی روایت
نسبت قریب کی طرف ہوتی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد انھیں بھی سادات کا
قریب سے بانے رہا ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو خود سیدہ زینبؑ سے تھے ؟

الجواب۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسوا میں اولاد کا نسب باپ کی طرف ثابت ہوتا ہے، مگر
سیدہ حضرت فاطمہؑ از رحمہ اللہ علیہا کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی واد کی نسبت آپ کی
طرف ہے، اور آپ کے واسطے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، آپ کے علاوہ کسی
بھی عورت کو یہ شرف حاصل نہیں اسی لیے آج سادات کا سلسلہ نسب دنیا میں قائم ہے۔

روای علی کہ عنایت بن عباس عن محمد بن ابی بکر عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

عن ابی عبد اللہ علیہ وسلم عن علی بن ابی طالب عن ابی جعفر عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

بغیر سلاہ کے نکاح ثانی سے پیدا ہونے والے بچے کا نسب | سوال :- ایک شخص نے

دیرین پھر چند دنوں کے بعد دوبارہ بغیر سلاہ شری کے اس سے نکاح کر لیا اس لیے کہ اس کو ایک خیر مطلقہ عالم دینی نے محمد پر نکاح کا فتویٰ دیا تھا، لیکن یہ شخص حنفی مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نکاح ثانی سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا ہے اس کے نسب کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

| الجواب :- صورت مسودہ کے مطابق یہ نکاح ثانی شرعاً حرام ہے، لیکن کسی تاخیر کے ان دونوں کو جدا ہونا چاہیے، البتہ بچے کا نسب اپنے باپ سے ثابت ہے۔

لما فی المسند بقرۃ جو مطلقہ مطلقہ ثانیہ تشریحاً جو جہا تہل ان نکاح غیرہ فجاءت مند بولہب ولا یعلم ان بفساد النکاح ثابت وان کان یعلم ان بفساد النکاح یثبت النسب ایضاً عند ابن حنیفۃ، کن فی التارخانیۃ۔ (الفتاویٰ المہدیۃ ج ۱ ص ۱۸۷) ابواب النکاح باب ثبوت النسب

عمر کے دوران سالی سے نکاح کرنا اور اس سے پیدا ہونے والے بچے کے نسب کا حکم | سوال :- ایک

بیوی کو طلاق دیدی طلاق کی وجہ سے بھی کہ موصوف کہ چوری کو شک تھا کہ اس کے سامنے سے یا کہ تعلق میں اور اسی وجہ سے دونوں اکثر اوقات غموت میں رہتے ہیں۔ اب یہ عورت حاملہ ہے اور اس کا شور سالی سے نکاح کر کے قرآن ہو گیا ہے اور ان کے ہاں ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا ہے۔ تو کیا اس بچے کا نسب اس شخص سے ثابت ہو گا یا نہیں؟

| الجواب :- صورت مسودہ کے مطابق درہن حدت سلاہ کے ساتھ نکاح جائز نہیں اگر کر لیا جائے تو نکاح فاسد ہو گا جو واجب الضحیٰ ہے۔ جہاں تک بچے کا تعلق ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک نکاح فاسد سے پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب ہوتا ہے (موسیٰ) اس لیے اس بچے کا نسب اپنے باپ سے ثابت ہے۔ امام ابن دونوں کے لیے زوجہ اول مطلقہ کی حدت ختم ہونے کے بعد دوبارہ نکاح

لما قالی بعلامۃ عالم من العادۃ انصارئ، و مطلقہ مطلقہ ثانیہ تشریحاً جو جہا تہل ان نکاح غیرہ فجاءت مند بولہب ولا یعلم ان بفساد النکاح ثابت وان کان یعلم ان بفساد النکاح یثبت النسب ایضاً عند ابن حنیفۃ۔ (الفتاویٰ المہدیۃ ج ۱ ص ۱۸۷) ابواب النکاح باب ثبوت النسب

کرنا ضروری ہے بدو ان اس کے دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے اکٹھے نہیں رہ سکتے۔

لہذا قال الفقہاء انکاحاً فی ان تزویج (خدا ہا بعد الاخری) جائز نکاح الاولیٰ وقد
نکاح الثانیۃ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۸ کتاب النکاح)

وقال ایضاً: واما نکاح الفاسد فلا حکم لہ قبلہ بالنکول واما بعد الذخول فیتعلق
بہ احکام منہ ثبوت النسب۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۸ باب ثبوت النسب)۔

ساس سے نکاح کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کے نسب کا حکم | سوال: ایک شخص نے اپنی

سے شادی کر لی، کچھ سال تک دونوں غائب رہے اس دوران ان کے ہاں چار بچے بھی پیدا ہوئے
اب اس شخص کا انتقال ہو گیا ہے تو کیا وہ بچے ثابت النسب ہو کر موصوف کے ترکہ میں میراث کے
حقدار ہیں یا نہیں؟ جبکہ مرحوم کی پہلی بیوی سے جو بچے تھے ان بچوں کو اپنے بہن بھائی نہیں مانتے
اور باپ کے ترکہ سے ان کے حق میراث کو تسلیم نہیں کرتے۔ مہربانی فرما کر قرآن و سنت کے
روشنی میں اس نزاع کو ختم فرمائیں؟

الجواب:- ساس سے نکاح کو تاثر قائم ہے اور اگر گریا جائے تو نکاح فاسد ہے
جبکہ نکاح فاسد سے قدرت اور ثبوت النسب کے مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ لہذا صورت مسئلہ
میں اگرچہ ساس سے نکاح فاسد اور واجب الفسخ تھا مگر پیدا شدہ بچوں کا نسب باپ سے
شرعاً ثابت ہے اور یہ بچے باپ کے مرنے کے بعد دیگر بھائی بنوں کا حرج ترک میراث میں برابر
کے حقدار ہونگے، کوئی بھی شخص ان کو اپنے حق میراث سے منع نہیں کر سکتا اور نہ ہی منع کرنے کو کسی کو اختیار ہے۔
لہذا فی الہندیۃ: وجہل مسلم تزویجہا رملہ فجنین یا ولاد یتیم نسب کا ولاد منہ
عندہ فی حقیقۃً خلافاً لہما بناء علی ان النکاح فاسد عندہ فی حقیقۃً باطل
عندہا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۸ باب ثبوت النسب)

لہذا فی الہندیۃ: وان تزویجہا فی عقدین نکاح الاخری فاسد یجب علیہ
ان یناقضہا..... یجب الاطلاق المسمی ومن معزل المثل علیہا العدة و
یثبت النسب ویعتزل عن اموالہ حتی تنقض عدۃ اختہا۔

والفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۸ کتاب النکاح، القسم الرابع المحرمات بالجمع

نہی کی ہوگی، انجانگی سے پیدا ہونے والے بچے کے نسب حکم کے تحت اس کے لئے ہر ماں سے آزاد شہر میں ایک آدمی سے شادی ہوئے چند سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے لیکن وہ خدا کی قدرت سے انہیں تک اولاد بھی نعمت سے محروم ہے، اس کے اچھے جائیداد کا وارث بنانے کے لیے ایک کھیل کھیل کر شاید جس طرح میرے ہاں بیٹا پیدا ہو جائے، اسی طرح اس نے اپنی بیوی کو کسی نامعلوم شخص کا بیٹا بنا کر رکھا جس سے وہ حاملہ ہوئی، مقررہ مدت کے بعد اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی جو کہ تھوڑے نشوونما سے محروم اور ہر وقت بیمار رہتی ہے، اس کا قد بڑھنے کا عمل بہت سست ہے، ابھی کچھ شکلیں ہیں اس کے خاندان کے کسی فرد سے معمولی مشابہت بھی نہیں دیکھ لی، ابھی کہ پیدائش کے بعد پچھ سال تک اس کے ہاں کوئی بیٹی، پچھپچھپٹا، واضح ہو کہ اس شخص کا باپ اپنے آپ کو اسلام کا بہت بڑا عہد رکھتا ہے اور کئی قاضی دہانے میں داخل ہوئے ہیں کہ اس کے بیٹے کے ساری صفات میں بڑی گہری دلچسپی رکھتا ہے، اُسے بھی اپنے بیٹے کی اس گناہوں کو کھٹکا توڑی طلب ہے۔ اب دریافت طلب میرے کہ کیا ایسے شخص کا اسلام میں کوئی مقام ہے؟ اُنکے نواسی کی دعا سنت فرمائیں؟ اور اگر وہ اسلامی مرد و قہود سے تجاوز کر جائے کہ اسے تو قرآن و سنت کا اس شخص کے بارے میں کیا کہہ ہے؟ امیر ہے کہ آپ تفصیل سے جواب فرمائیے

الجواب:- ذکر کردہ واقعہ قدر انکسش کے ذریعے ہے اولاد حاصل کرنا رام اور اسلامی اصولوں کے خلاف ہے، نام اگر اس طرح تولید کا عمل مکمل کر لیا جائے تو نسب ثابت ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: الولد للقرآن و لہما، (یعنی اولاد قرآن سے اس بچے کا نسب ثابت ہوگا اور وراثت اور نمائندگی وغیرہ کے نام باری ہونے سے۔) بہت نسب کے لیے وٹھ کی فطری صورت ضروری نہیں، اس کے بغیر بھی اگر کسی طرح خاوند کا ذمہ منور عورت کے رحم میں پہنچ جائے تو نسب ثابت ہوگا۔ گناہ بڑا کراہی بعض علماء تو اس سے اس کا اشارہ طلب ہے۔ خلاصۃ المسائل اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے: (بکرة انجم معارفہ دون، لفرج فحملت بان و دشن الملعق فرجہ فلما اقرب واد نکادہ نزال عزیرتہ بیضفہ او یحرف دہم۔) (چرم کا کھانا، سوائے اس کے کہ شہر کاہ کے باہر ہو، ستر ل جائے پھر وہ حاملہ ہو جائے یا اس طور کہ مرد کا مادہ منیہ اس کی شرمگاہ

داخل ہو جائے اور جب ولادت کا وقت آئے تو اطمینان و اطمینان کے ذریعے اسی کا
 پروف دیکھ کر کوئی اور پروف دیکھ کر دیا جائے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نسبت نسب کا
 حکم بھی ثابت ہو جائے گا یعنی ماں باپ و اولاد و غیرہ کا مسئلہ نسب تکمیل اسی طرز حرام ہو
 جائے جس طرح فطری اولاد و نسا نسلی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں نہ یہ صورت
 عمل از مہم ہوگی اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد و نسا نسلی، البتہ اس پر اسلامی حکم میں رزاق کی
 شرعی میزان نقد نہیں کی جاسکتی، اس لیے کہ یہ سزا صرف ناجائز عمل پر ہی نہیں ہے بلکہ باہم
 ایک دوسرے سے محبت و اندوز ہونے پر ہے۔ (مسئلہ فقہی مسائل بند ۱۵۱)

مذکورہ بالا صورت میں اس آدمی کا کیا ہوا عمل جائز نہیں جائز و نام ہے، البتہ اس پر نسب
 و غیرہ کے احکام سب ثابت ہوتے ہیں خواہ اس نجی کی شکل و صورت اس خاندان کے افراد
 متاثر ہو یا نہ ہو۔ واللہ اعلم

سوال۔ ایک صاحب نے فرمایا
چودہ ہندو سال جڈائی کے باوجود بچہ ثابت النسب ہے
 ایک بھارت جنگ میں لاپتہ ہو گیا
 کئی سال تک اس کی موت و حیات کا کوئی اثر نہ پہنچا سکا۔ اب اس کے لاپتہ ہونے کے بعد سمجھا جاتا
 ہے کہ چودہ سال بعد اس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اب دریافت طلب ہے کہ اس بچے
 کا نسب کس سے ثابت ہو گا ہرمانی قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلہ کا جواب
 عنایت فرمائیں؟

الجواب۔ اسلام نے ہر ممکن حد تک بچے کا نسب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہندو مت
 میں اگرچہ نظام ہر شوہر سے اثبات نسب مشکل نظر آتا ہے مگر شریعت مطہرہ نے اس بچے کے نسب
 کو بھی ثابت کر دیا ہے۔ ایک قانون دفعہ چودہ کا ہے کہ اولاد للفراس و اندھو
 الصبر و بخاری شریف) بچہ قرآن کا تابع ہو گا اور نانی کے لیے مرنے پر ہے۔ اسی قانون کی تحت
 صورت مشد میں بھی اس بچے کا نسب اپنے باپ سے ثابت ہے اگرچہ وہ یقیناً نہیں ہے۔ اگر
 نسب معلوم نہ ہو تو ختم نہیں ہو گا۔

لانی الہندیہ: والحکم فیہ اثبات النسب من غیر دعویٰ مختلف
 بہ مجرد النفی و اتصاف بختی۔ باللفظ: (اثبات النسب الہندیہ: ۱۰۱)
 یا بہ ثبوت النسب)

مسائل شتی

(طلاق کے تفرق مسائل)

سوال۔ جناب مفتی صاحب: میری اور میرے بھائی
اور صلح کے وقت میں نے بھائی سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں نے فلاں شخص کے ساتھ تعلقات سے
میراثی ہو کر تین طلاق ہو، اب جو کہ مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں اس شخص کے ساتھ بول چال شروع کر دوں
کیونکہ یہ شخص میرا قریبی رشتہ دار بھی ہے، اب اذیتوں سے شرع مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ مجھے کوئی ایسی
شرکب بتائیں کہ ہماری بول چال بھی شروع ہو جائے اور میری پر طلاق بھی نہ پڑے؟

الجواب۔ ویسے تو صورت سنو میں تین طلاق شروع و بشرط ہیں، جب بھی شرط پوری
ہو جائے تو طلاق مغلطہ واقع ہو جائے گی۔ اب اس سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ اطلاق آپ اپنی
بیوی کو ایک طلاق دے کر بعد ازیں اور جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو آپ اس شخص سے
بول چال شروع کر دیں اور پھر دوبارہ عدت سے نکاح کر لیں، مگر اس صورت میں آپ
کی بیوی طلاق مغلطہ کے وقوع سے بچ سکتی ہے ورنہ شخص مذکور کے ساتھ بول چال و تعلقات
شروع کرتے ہی آپ کی بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو جائے گی۔

قال العلامة الحنفی: وحیلة من طلق الثلاث بدخول الدار ان یطلقها واحدة
ثم بعد العدة تدخنها فذل الیسین ینکحها۔ (الذرائع شرح علی حاشیة الفتاویٰ)
۵۳۵/۲۴ نزل مطلب اختلاف، استدلال فی وجود الشرط

مضارع کے معنی سے طلاق کا حکم **سوال**۔ اگر کسی عورت سے کوئی غلط کام ہو جائے
اور اس کا شوہر بطور تنبیہ کے اسے یہ کہہ کر اگر تین
آئندہ یہ کام کیا تو میں تجھے طلاق دے دوں گا، چند دنوں بعد اس عورت سے وہی کام سرزد ہو گیا
تو کیا اس عورت پر طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

الجواب۔ اگر کر کے اصول کے مطابق مضارع کے معنی و طرح کے ہیں، بعض ایسے
میغ میں جو حال کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور بعض معنی مستقین نے بے استعمال ہوتے

ہیں، چونکہ صورت اولیٰ میں انشاء فی الحال اور انشاء فی الماضي ہے لہذا مضارع کے ان میں خول کے ساتھ طلاق واقع ہو جائے گا اور صورت ثانیہ میں چونکہ اظہار ارادہ ہوتا ہے لہذا اس میں ابنہ انشاء طلاق واقع نہ ہوگی۔ چونکہ صورت مشمولہ میں فقط اظہار ارادہ ہے اس لیے طلاق واقع نہ ہوگی۔

قال علامہ ابن عابدین، صیغۃ المضارع لا یقع بہا الطلاق لا اذا غلب فی الحال، کما صرح بہ النکاح ابن السہام۔ (تبیح الحامدۃ ج ۱ کتاب طلاق)۔
بلائیست طلاق یہودی کو ”دوسرا خاوند تلاش کرو“ کے الفاظ کہتا | سوال: اگر کوئی شخص یہودی سے رزاقی جھگڑے کے دوران یہ کہے کہ ”جاؤ دوسرا خاوند تلاش کرو“ مگر اس میں اس کی نیت طلاق کی نہ ہو تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ”جاؤ دوسرا خاوند تلاش کرو“ یہ طلاق کنائی کے الفاظ ہیں جو وقوع طلاق میں نیت یا دلالت مال و قرینہ و فیاس کے متاع ہیں۔ چونکہ صورت مشمولہ میں اس آدمی کی نیت طلاق کی نہیں اس لیے طلاق واقع نہ ہوگی ورنہ بصورت نیت یہودی پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

فی الہندیۃ: و بالبتی الازداج تقع واحدة بانئہ ان نواھا او اثنتین وثلاث ان نواھا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱۵۵) فصل الخاصۃ بالکنایات۔
 اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر یا عدت گذر جانے کے بعد تجدید نکاح سے یہودی خاوند کے لیے حلال ہو جائے گی حلالہ کی ضرورت نہیں۔

لہذا قال النبی علیہ السلام: ”میزہ مقدار ہے اور مضارہ سے وقوع طلاق نہیں ہوتا اگر جب مضارہ میں مال غالب ہو جائے تو فقہاء نے اس سے وقوع طلاق کی تصریح کی ہے۔ (برادر حکام جلد ۳۸۸ کتاب طلاق)۔
 کہ قال العلامة ابوالجکات انفسی رحمہ اللہ، و ضعیفا بانئہ وان لوی نثنتین و تھم نیت الثلاث وھی بائہ بتلفہ حرام۔۔۔۔۔ قوی ابتغی الازداج۔
 (کنز الدقائق علی ما مشی البعرا الرافی ج ۳ ص ۲۰۲ باب الکنایات)

نافرمان بیوی کو طلاق دینا مستحب ہے | سوال :- ایک شخص کی بیوی فاسقہ اور
نافرمان ہے اب اگر شخص اس کو طلاق
دیدے تو گنہگار تو نہیں ہوگا ؟

الجواب :- جو عہدت اپنے شوہر کی نافرمان ہو اور اس کے متفرق میں کوتاہی کرتی ہو
اور مرد و شرعی کو بھی پامال کرتی ہو تو اس کو طلاق دینے سے شوہر گنہگار نہ ہوگا بلکہ ایسی صورت
میں مسلم حاصل کرنا مستحب امر ہے ۔

قال العلامة الخصکفی : وایضا مع مباح وقیل الاصح منعه الا لاجلہ کریمہ و
کبر..... بل يستحب لو مؤدیقا ونازکا مملوۃ غایۃ ومانعہ ان لا یتلمع معاشرۃ
من لا تسلی وحبب لوقت الاماک بالمعرف . قال ابن عابدین وبحث قوله
مؤدیقا (اطلقه فتمثل المؤدیقة له او تخیدہ بقولها او بفعلها) الخ
روایۃ الحدیث ۲۷۲۵ کتاب الطلاق ج ۲

لڑکی پسند نہ آنے کی صورت میں طلاق دینے کا حکم | سوال :- وادری نے ایک عورت میری
شادی کر دی ، رخصتی کے بعد مجھے لڑکی
پسند نہیں آئی اب میں اس کو طلاق دے سکتا ہوں یا نہیں ؟

الجواب :- طلاق دینا شوہر کی ملکیت ہے وہ جس وقت چاہے طلاق دے سکتا ہے
مگر بلا مذکر شرعی طلاق دینا کراہت سے خالی نہیں ۔ صورت مسئلہ میں چونکہ طلاق کی صورت
میں وادری کی نافرمانی بھی لازم آتی ہے اس لیے حتیٰ امکان طلاق دینے سے گریز کیا جائے ،
اور اگر باوجود کوشش کے نہ ہو سکے تو پھر طلاق دینا مباح ہے ۔

قال العلامة الخصکفی : وایضا مع مباح وایضا مع مباح لا طلاق الذی اکل وین قاسمہ القیال
الاصح منعه ای معہ لاجلہ کریمہ وکبر..... ایضا مع مباح وایضا مع مباح لا طلاق الذی اکل وین قاسمہ القیال

سہ وکلمۃ فی شیز وھنۃ الخ ج ۲ ، وھنۃ معہ المذهب الی ان ایضا مع مباح لا طلاق
الآیات قال الکلبانی بن الدھان : لاصح من طلاق ای معہ الا لاجلہ کریمہ وکبر
وربحہ . قال ابن عابدین : ھذا المذہب ویستلج لاجلہ مستغنیۃ بالکبر والربح ، بل فی
اش :- ز الفقه الاسلامی وادلہ بہ ۲۷۲۵ مباح الاول ۔ حکم الطلاق

سرف طلاق کا خیال آنے سے طلاق نہیں ہوتی [سوال :- اگر کسی شخص کے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہو کہ میری بیوی مجھ پر طلاق ہے جبکہ ابھی تک اس سے زبان سے یہ اقرار نہیں کیا ہے تو کیا اس سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب :- طلاق کے وقوع کے لیے الفاظ طلاق کا یہ بان سے ادا کرنا لازمی اور ضروری ہے النفس طلاق کا خیال آنے سے طلاق نہیں ہوتی ۔

قال العلامة ابن نجيم المصري : فقد قلنا ان قصد اي انفلاق اللفظ المراد عن ازالة حل المحلقة . (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۳ کتاب الطلاق)

شک کی صورت میں کتنی طلاقیں واقع ہوں گی [سوال :- اگر کسی شخص کو طلاق کی تعداد میں شک ہو جائے کہ ایک یا دو یا تین ، تو اس صورت میں اس شخص کی بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟

الجواب :- تعداد طلاق میں شک پڑ جانے پر نہ کہ مرد اقل شہرہ ہوتا ہے وہی واقع ہو جائے کہ اس کو اکثر کہہ لیں جو جائے ، لہذا صورت مسئلہ میں بصورت شک دو طلاق واقع ہو رہی ، تاہم اگر تین طلاق کا گمان زیادہ ہو تو تین ہی واقع ہوں گی ۔

قال العلامة طاهري عبد الوہيد البعالي : رجل حلف بانطلاق وفاق الرجل انطلق واحدة او ثلاثا ففعل واحدة حتى يستيقن ، ويكفي ان يشك في عدل من حلف عليه . (خلاصة الفتاوى ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الطلاق)

۱۔ قال فہم وجہ الزحیل : بشرط بالاتفاق القصد في الطلاق وهو اعادة انعقاد بعد ولو لم يشؤد . (الفتاوی اسلامیہ و دلتہ ج ۲ ص ۲۸۱)
۲۔ بشرط في الزكرك رثاق الطلاق انقص

۳۔ قال شيخ الدكتور وجہ الزحیل : ومن شك في سفة الطلاق ، انطلقها رجعية أو بائمة بعد الرجعية لا بائمة . (طلاق و ذوات متفقہ بعد)
(الفتاوی اسلامیہ و دلتہ ج ۲ ص ۲۸۱)

سوال ۱۔ ایک شخص نے مرض الموت کی طلاق سے حق وراثت ختم نہیں ہوتا کہ حالت میں بیوی کو طلاق دی اس کے چند دن بعد وہ اس بیماری سے فوت ہو گیا تو کیا اس مطلقہ عورت کو خاندان کی میراث سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

الجواب۔ مرض الوفا میں طلاق دینے سے خاندان کے بارے میں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید اس نے بیوی کو میراث سے محروم کر کے کئے گئے یہ قدم اٹھایا ہو اس لیے از روئے شریعت مرض الموت میں طلاق دینے سے عورت کا حق میراث ختم نہیں ہوتا۔

ملانی اہندیۃ : الرجل اذا طلق امرأته طلاقاً رجعاً في حال صحته او في حال مرضه بوضاھ و بغير رضاها تم مدت وہی فی العدة فانھا يتوارثان بالذبح ساج۔
(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۹۲) اب یہ الخاص فی طلاق المریض ملے

سوال ۲۔ اگر ایک شخص نے بیوی کو اور فاحشہ عورت کو طلاق واجب نہیں مستحب ہے پھر قریبی رشتہ جو اور خاندان کی طرف سے پابندی کو ایک بوجھ سمجھ کر ہمیشہ اس کی خلاف ورزی کرتے ہو یہاں تک کہ اس سے نفق و نفوذ میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی ہو تو ایسی حالت میں عورت کو طلاق دینا شرعاً کیسے؟

الجواب۔ فاحشہ اور فاسقہ عورت کے بارے میں اس کے خاندان کو ٹھکر بند ہونا چاہیے انہیں فرست میں کسی کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیے، لیکن ہے کہ وہ اپنی اصلاح کر سکے فسق و فجور سے باز آجائے، لیکن اگر خاندان نہ تمانہ کو شمش کے باوجود اس کی اصلاح سے کلی طور پر ناامید ہو جائے تو پھر ایسی عورت کو طلاق دینا مستحب ہے تاہم واجب نہیں۔

قال العلامة المحکم رحمہ اللہ: بل يستحب (فی الطلاق) فومؤدیۃ او تارکۃ صلوۃ۔ قال العلامة ابن ہادی بن عبد اللہ: اطلقہ ففضل المؤمنۃ لہ و لہیہ بقولہا۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۷ کتاب الطلاق) ملے

ملے قال: علامۃ ابن ہادی بن عبد اللہ: فاعاد۔ رعباً فانتہاؤہ وکل ایوۃہ فومانت فی العدة۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۷ باب طلاق المریض)

وخیلاً فی کثر الذائق علی عامش لیس اراؤق ج ۳ ص ۲۸۱ باب طلاق المریض۔

وہ کہ لث فی موضع الخرج لا يجب علی الزوج تھنق العاجز ولا یؤثر فی رد النکاح
۲۶ ۲۱۹ فعل فی المرات، مطلب لین نوزوج المرنی اندہ لہ

طلاق کے لیے خاوند پر جبر کرنے کا حکم | **سوال ۱۔** کن صورتوں میں خاوند پر جبر و اکراہ
کے تعلق حاصل کی جاسکتی ہے؟

الجواب ۱۔ طلاق میں خاوند مستقل ہے، طلاق حاصل کرنے کے لیے اس پر جبر کرنا اس
کے حقوق میں دخل اندازی کے مترادف ہے، تاہم بعض کے صورت میں جب خاوند طلاق نہ دے
تو قاضی میاں بیوی کے درمیان تفریق کر سکتا ہے، ایسے ہی گھار میں کفارہ کی اور ایسی باطلاق دینے
پر مجبور کر سکتا ہے۔

لا فی الہندیۃ، المظاہر، اذا المرء یكفر ورفع امره الى القاضي یجسد القاضی حتی یكفر
اور یطلق - رائتاری الہندیۃ ج ۱ ص ۲۵۵ الباب استماع فی المناہار ج ۲ ص ۲۵۵

والدین کی رضامندی کے لیے بیوی کو طلاق دینا | **سوال ۱۔** ایک شخص کی بیوی میں کوئی
شرعی نقص نہیں کہ جس کی وجہ سے اسے

طلاق دیو جاسکتے لیکن خاوند کے والدین اور بیوی کا آپس میں اختلاف ہونا مشکل ہے، ایسی حالت
میں کیا شخص محض والدین کی رضامندی کے لیے بیوی کو طلاق دے سکتا ہے؟

الجواب ۱۔ والدین کی رضامندی کے لیے بیوی کو قریب کرنا اگرچہ بیٹے کی قربانوری کا
اصل نوز ہے، لیکن ایسی حالت میں جبکہ عورت کا کوئی جرم بھی نہ ہو ایک عورت کی زندگی سے کھیلنا

لہ قال ابن نجیم انصری، وفي غایۃ انبیان، یتعصب طلاقھا اذا كانت سلیطۃ مؤدیۃ
اور تأولۃ للصلوۃ الخ (ایضاً ترقی ج ۳ ص ۲۳۵ کتاب، طلاق) :

وفیہ ہند - وفی الجنبی من الخراج عطر والیا حد لا يجب علی الزوج تھنق العاجز
دلا علیہا تسریع العاجز - (ایضاً ترقی ج ۳ ص ۲۳۵ کتاب، طلاق) :

لہ وقال الاعلمۃ المحققین رحمہم اللہ، علیہا ان تمنعہ من الاستماع معنی یکفر
وبلی القاضی انما یمہ بہ بالتکفیر فحقاً للضرر عنہا بحسب ونسب الی ان یکفر ویطلق۔

(البدائع تارغنی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۶ باب المظاہر)

وفیئۃ فی الفتاویٰ العانیۃ علی عامش الہندیۃ ج ۱ ص ۲۴۴ باب المظاہر مطلب باغات محمد سنو

بغیر رجوع کیلئے عدت گذرنے پر عورت مجدا ہوگی | سوال :- ایک شخص نے بیوی سے طلاق

دیجو اس وقت طلاق دینے کا ارادہ نہ تھا لیکن عورت کو ناجائز کی وجہ سے کہہ دیا اس کے بعد عورت والدین کے گھر چلی گئی، پانچ سال تک ان کے ہاتھی تعلقات نہیں رہے اب وہ دونوں دوبارہ نکاح بحال کرنا چاہتے ہیں تو انہیں شرعاً کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے ؟

الجواب :- تو مجھ پر طلاق ہے جس کے الفاظ صریح ہیں ایسے انفاذ میں نیست و ارادہ کی ضرورت نہیں اس کے بغیر بھی طلاق ہو جائے ہے ، صورت مذکورہ میں چونکہ ایک طلاق واقع ہو کر عدت گذر گئی ہے ، اگرچہ عدت کے دورانے خاوند کیلئے رجوع یا قول یا فعل کافی تھا لیکن رجوع کے بغیر عدت گذرنے سے عورت جدا ہو گئی ہے اب وہ دونوں باہمی رضامندی سے تجدید نکاح کے ذریعہ دوبارہ اپنا گھر آباد کر سکتے ہیں ۔

قال: علامۃ ابن عابدین رحمہ اللہ ، والرحمن لا یزول الملك الا بعد مضي العدة - رذا المختار ج ۲ صفحہ ۵۶۷ کتاب طلاق : باب الرجعة اربعہ

مطلقہ مطلقہ کا خاوند کے گھر رہنا | سوال :- ایک شخص نے بیوی کو طلاق مطلقہ سے کر فارغ کر دیا ہے ، مثلاً کے لیے تیار نہ ہونے کی وجہ سے اگر یہ عورت خاوند کے گھر میں بطور خادمہ کے رہے تو کیا یہ جائز ہے ؟

الجواب :- اگر خاوند نے حق قابض نہ ہو اور اس سے زنا کا خطرہ نہ ہو تو مطلقہ مطلقہ کا بطور خادمہ خاوند کے گھر میں رہنے میں کوئی حرج نہیں ، تاہم پھر بھی احتیاط ضروری ہے تاکہ کسی قسم کی بے راہروی میں مبتلا نہ ہو ۔

لما قال العلامة طعنونی ، سئ شیعہ الاسلام من زوجین افترق وکل منہما سنون سنة وینتھما وکلا یحذر علیہما مقارنتھما فیسکنان فی بیتھما ولا یجتمعان

نظر اجماع گذاردہ (الہامی قرین) ، صادر مت العدة باقیہ و حائز ، وکلیۃ الرجعة اربعۃ و انہ انقضت من غیر رجعة یا نہ - راجحیۃ شرح العہد اربعۃ علی ما حاشی فی القدر ج ۳ صفحہ ۲۵۵ باب ایقاع طلاق ، کتاب الطلاق)

وینتھما فی الجعل لائق شمس حرک فی الدقائق ج ۳ صفحہ ۲۵۶ باب الصلح ۔

ذی قریش ولا ینتھیانو انتقاداً لآ زواج محل لھما ذلک قال نعم ۔

(الدراختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۶۷۵ باب عقدہ کتاب اطلاق)

عَدَّتْ گدے نے میں عورت کے بیان پر اِختصاص کرنا اس پر غرضت ہو گیا ہے اور اس کے بعد میری عدت گذر گئی ہے تو کیا اس کے بیان کو درست تسلیم کرتے ہوئے اس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر عورت کا بیان غلطی کا مفید ہو اور اس کے بیان میں سچائی کی طرف میلان زیادہ ہو تو اس سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم بہتر یہ ہوگا کہ عورت کے بیان کو بلاشرعہ کے حالات کے مطابق پرکھا جائے، قرآنی خارجہ کا سپہار لیے بغیر شاید صرف اس عورت کا بیان ظن کے لیے مفید نہ بن سکے۔

سابق السندیة، در لون المرأة ثلاث لرجل ان ذری طلق ثلاثاً وانقضت مدتی فان كانت عادلة وسعه ان یزوجها وان كانت فاسقة تحرم، وحمل بما دقع علیه تعریہ کن فی الذخيرة۔ (فتاویٰ السندیة ج ۳ ص ۳۱۳ کتاب الطلاق۔ اثنا اثنا عشر عقدہ) **نکاح کی عدت طلاق** **سوال :-** ایک آدمی نے عالت لئاس میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیا اب یہ عورت عدت گزارنے کے بغیر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر عورت میمن کے آنے سے نامید نہ ہو چکی ہو تو اس صورت میں اس پر

لھ و فی السندیة: اذا طلقها ثلاثاً او واحدة بائنة وبیس لھا الا بیت واحد فینبی لھ ان یعمل بینھما جاً حتی لا تقع الخلوة بائنة وبیت الاجنبية۔

(الفتاویٰ السندیة ج ۳ ص ۳۱۵ کتاب اطلاق۔ اثنا اثنا عشر عقدہ)

وَمَثَلُهُ فِي الْحَاقِيَةِ عَلَى هَامِشِ السَّهْنَدِيَةِ ج ۳ ص ۳۱۵ کتاب طلاق۔ باب الرابع عشر (الحدود)

لھ قال العلامة الحسینی: وحمل نکاح من ثمان طلقن زوجی وانقضت مدتی، فکنت

امه فلان واعشقی۔ (الدراختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۶۷۵ کتاب اطلاق۔ باب عقدہ)

وَمَثَلُهُ فِي الْفَتْاوی السَّهْنَدِيَةِ ج ۳ ص ۳۱۵ کتاب اطلاق۔ باب عقدہ۔

نہ بیٹھ کر انکار میں اور اگر سن ایسا سوچنے کی وجہ سے عین گنہگار نہ پیدا ہو تو اس سورت میں تین ماہ کی عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، یہ حال عدت گزارنا ضروری ہے۔

قال العلامة برهان الدين المروغیانی: اذا احتق الرجل امرأة وهي حرة فله ان يحل عقد ثلثة اشهر. (الفتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۲۱۲) کتاب الطلاق، باب اعدۃ الخلع

نوسلم عورت کی عدت کا حکم | سوال :- اگر ایک عورت اسلام سے مشرک ہو جائے اور اس کا تاوند اسلام قبول کرنے پر تیار نہ ہو تو یہ عورت اگر کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی عدت کیا ہوگی؟

الجواب :- مسلمان عورت کا تاوند اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے یا وہ کو یہ عورت کسی غیر مسلم شخص کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اس لیے مسلمان حکم یا قاضی کاوند کے اسلام لانے سے اٹھارے بعد دونوں کے درمیان جدائی کا حکم ہو کر رہے گا جو عورت کے حق میں ظلم نہ ہوگی، ایک اسلامی ملک اور معاشرہ میں رہائش رکھنے والی عورت کے لیے یہ زیادہ مناسب ہے کہ عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرے۔

قال العلامة برهان الدين المروغیانی رحمہ اللہ: واذا اعلنت سرة زوجها كافر عرض عليه الاسلام فان اسلم ذم امرأته وان ابق فارق القاضی بينهما و كان ذلك ملائماً عندی حلیۃ و مستدر رحمہم اللہ تعالیٰ
والربيع اية عرض فی الفہم ص ۳۹۸ کتاب النکاح، باب نکاح الیترک الملہ

ملہ وفی ہندیہ: واذا طلق الرجل امرأته... وهي ممن غیض فعدت ثلثة اشهر اشهر. (الفتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۲۱۲) کتاب الطلاق، باب ثلث عشر فی اعدۃ الخلع

وَمِنْهُ لَوْ فِي الْمَعْتَادِ عَلَى مَا مَشَرَّ وَاحْتَارَ ج ۲ ص ۲۱۲ کتاب الطلاق، باب اعدۃ الخلع۔

ملہ قال العلامة المحقق رحمہ اللہ: واذا اسلم احد الزوجین المجوسیین ایا امرأۃ الکئیانی عرض الاسلام علیہم الاخرین اسلم ضیاء ولا بان ان وکلت فرق بینہما۔

والربيع اية عرض فی الفہم ص ۳۹۸ کتاب النکاح، باب نکاح الیترک الملہ

وَمِنْهُ لَوْ فِي الْمَعْتَادِ عَلَى مَا مَشَرَّ وَاحْتَارَ ج ۲ ص ۲۱۲ کتاب النکاح، باب نکاح الیترک الملہ

تجھے طلاق دی توئی سے تین طلاق کا حکم **مسوال** اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے
 دی تو کیا اس سے ایک طلاق واقع ہوگا یا تین؟ جبکہ اس کی نیت میں تین ہی کی ہو؟
 الجواب: جب کسی کوئی کی نیت ایسا نہ ہو تو تین طلاق کی ہو تو اس سے
 تین طلاق واقع ہوں گی اور بدین حوالہ شرعیہ کی میاں بیوی ایک اور مرتبہ کے لیے حلال
 نہیں ہو سکتے۔

لانی العتصافۃ، ولو قالت موطلاتی فی مواد الی ان موطلاتی کن، فقال کرم۔
 کرم ذکر تم اطلاق ثلاثا وهو الاصح۔ والشافعی یسیر علی حدیث کتاب الطلاق اجماع
 "نیت طلاق کو طلاق ہو" کا شرعی حکم **مسوال** ایک شخص نے کسی اور سے کہا
 یہ کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو فلاں کی بیٹی
 رائے سے مسخر کا نام لیا تو طلاق ہو چند دنوں بعد ہی اس نے فلاں کام کر لیا اب وہ شخص یہ
 کہتا ہے کہ ان الفاظ میں نیت نے اپنی ساری نیت کی تھی بیوی کی نہیں تو کیا شریعت
 شریعت کی رو سے موصوف کی بیوی کو طلاق ہو گئی ہے یا نہیں؟
 الجواب: سر یہ مسئلہ کے مطابق موصوف کا عقیدہ اس پر ایسا ہے کہ
 بعد اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی اثناء اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں،
 یہ نیت اور معاملہ ہے۔

لما قال العلامة قاضی خانی، ولذا قال بنت خلات، طالق دلوا اسم الایہ
 ولدیہ ان اسم المرساۃ وایستہ بنت خلات، وقال بعد عن یہ مرساۃ لا
 یصدق قضاء وطلاق امرأتہ۔ (الذکری) قاضی خانی ص ۳۳۲ کتاب الطلاق

الحملۃ علیہ اشرف ابن ابی شیبہ، فی رد المحتار، الجواب: یہ نہ ان سے کہا
 ہے کہ میں نے فلاں، دی تو دی اور دی تو دی اگر نہ میرا کہہ دیتی ہو اگرچہ فلاں
 کا کہ اس کا مطلب لیا تھا اگر مطلب یہ تھا کہ کو اب تک وہ دی تھی مگر اب نہ دی
 تب تو تین طلاق واقع ہو گئیں بدین حوالہ مجدد یہ لکھان درست نہیں۔ الم
 (امداد الفتاوی ص ۲۲۳ حصہ ۳ کتاب الطلاق)

وراثية، ولا تطلق..... وان فومي امرأتہ فی ذلک والوجود طلق استہ فی
تلفاضاً وبقیاً بیئته و بیوت اللہ کذا فی خزائن المفتیر :-

(الافتاء النبیۃ ج ۳ صفحہ ۱۷۱ فی الطلاق مصریح، مطلباً و مشکلاً معنی الی)

کسی جاہل سے امراتی طالق کے الفاظ کہلانے کا حکم | سوال : ایہ صاحب

کہا کہ تم یہ الفاظ کہو کہ امراتی طالق تو اس نے یہ الفاظ کہہ دیئے، حالانکہ یہ الفاظ کہنے والا
نہ تو ان کے معانی کو جانتا ہے اور نہ اس کی نیت طلاق کی تھی، تو کیا اس سے طلاق
واقع ہو گئی یا نہیں؟

الجواب :- الفاظ صحیح میں اگرچہ نیت کی غزورت نہیں تاہم وقوع طلاق کیلئے
ضروری ہے کہ طلاق کی اساقبت میں بیوی کا قصد و ارادہ ہو، اگر یہ شرط پایا جائے تو طلاق
واقع نہ ہوگی، لہذا بشرط صحیح سوال صورت مذکورہ میں اس شخص کی بیوی پر طلاق واقع
نہیں ہوئی۔

لما قال العلامة ابن عابدین، ولكن لا بدني وقوعه قضاء او باذنه من قبل اضافة
لفظ الطلاق اليها عالماً بمعناه ولم يصرفه الي ما يعتمله كما افاده في الفتوى حقيقته
في التهور احتراماً لعمد المالك من مسائل الطلاق بعضها نفاها واكتب ناقلاً من كتاب
امراتي طالق مع التللفظ او حكمي بين غيره فانه لا يقع اعتلاً ما هو ليقسه
زوجهته وعمالو لقننته لفظ الطلاق فتلفظ به غير عالماً بمعناه فلا يقع
(اصلاً عن ما افق به مشائخ - رد المحتار ج ۲ ص ۱۷۱ كتاب الطلاق)

تیسرا میرا معاملہ ختم کرنے کے نکاح پر اثرات | سوال :- میں بیوی جس کے پاس
کسی وجہ سے تلخ کلامی پیدا ہو گئی
تو شوہر نے بیوی کو مخاطب کر کے کہا کہ تم اپنے میکے چل جاؤ اس لئے کہ میرا اور تیرا معاملہ ختم

لہ قال العلامة ابن نجيم، وكذا الوقای بنت فلان طالق ذكر اسم الاب ونحوه كذا سم
المرأة وامراته بنت فلان وقال لراعن امرأتی لا یصدق قضاء عن طلق امرأتہ
(رد المحتار ج ۲ ص ۱۷۱ كتاب الطلاق باب المصرح)

ہو چکا ہے۔ پھر تو کیا ان دونوں کا نکاح برقرار ہے یا ختم ہو چکا ہے؟
 الجواب: ”میرا اثر معاملہ ختم ہو چکا ہے“ نیز الفلہ والطلاق کا ان کے میں اگر شوہر نے
 اس سے طلاق کی نیت کی ہو تو اس کی بیوی مطلقاً آزاد ہو چکی ہے۔ یہ دونوں غلط فہمی ہیں۔
 لا فی الہندیۃ، البیوق، بیوی و بیٹک، عمل و نوع، یقع۔

والفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الطلاق، الفصل، انما من فاکلیات (مسئول)۔ جناب مفتی صاحب ایک
 اثبات طلاق کے لیے باپ کی گواہی کا حکم مسئلہ درپیش ہے کہ ایک عورت نے یہ
 دعویٰ کیا ہے کہ اس کے خاوند نے اسے تین طلاق دی ہیں جبکہ اس کا خاوند اس بات کا
 انکار ہے، عورت گواہی میں اپنے باپ اور ایک۔ جس ایہ کو پیش کرتی ہے، کیا اس گواہی
 سے عورت کا دعویٰ طلاق درست ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: دعویٰ طلاق کے اثبات کے لیے دیگر مقدمات کی طرح دو گواہوں کا
 ہونا ضروری ہے بشرطیکہ گواہوں میں کوئی کراہ نہ ہو جس کی گواہی سے قرآن پورے رکھا کی
 تہمت لگ سکتی ہو۔ چونکہ صورت میں مسئلہ میں اثبات طلاق کا ایک گواہ عورت کا باپ ہے
 جس کی گواہی اس دعویٰ طلاق کے اثبات کے لیے شرعاً درست نہیں لہذا ایک گواہ نہ
 دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا اس لیے عورت پر وقوع طلاق کا فیصلہ کرنا مشکل ہے، تاہم
 اگر قاضی اس معاملہ ہو چکا ہو تو عورت کسی اور ذریعہ راجع سے شوہر سے جدائی اختیار
 کر سکتی ہے۔

لا فی الہندیۃ، لا تعویذ شہادۃ الوالدین لولدیہا۔ والفتاویٰ الہندیۃ، باب الشہادۃ، ج ۱
 تعداد طلاق میں شک ہو تو مسئلہ۔ اگر کسی شخص کو یہ شک پڑ جائے کہ اس نے
 بیوی کو دو طلاق دی ہیں یا تین، تو کیا یہ شخص بیوی سے

رجوع کر سکتا ہے یا یہ کہ حلالہ شرعی لازمی ہے؟

الجواب: اگر کسی شخص کو تعداد طلاق میں شک پڑ جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ
 لا قالہ البیوق، ولا شہادۃ الوالد لولدیہ، و ولد ولدی، ولا شہادۃ الوالد
 لا نوحیہ ولا جدادہ والاصل فیہ قولہ علیہ السلام لا یقبل شہادۃ الوالد لولدیہ
 ولا الوالد لولدیہ ولا المرأة لزوجہا الخ۔ (الہدیۃ، ج ۱) فی شہادۃ، فصل من یقبل شہادۃ من لولدیہ

کام عدد پر عمل کرے اس بلکہ کو وہ یقینی ہے اس لیے صورت مسکوتہ کے مطابق عورت بہر دو طلاق واقع ہو چکی ہیں اور طلاق تری ہوئے کی بناء پر آزادی رجوع کر سکتا ہے۔

لما قال العلامة انھ کفی، ولو لا ان اطلق واحدة او اثنتی منی علی لاق۔

(الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۳ ص ۳۹۴ باب الصروع پر لے

رجوع میں بیوی کی رضا مندی شرط نہیں | سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی

اور شہانہ ہے، گوہوں کے سامنے اس نے رجوع کا اعلان کیا ہے لیکن بیوی نہیں مانتی وہ کہتی ہے کہ مجھے رجوع قبول نہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا عورت کی رضا مندی کے بغیر خاوند رجوع کر سکتا ہے؟

الجواب :- فقہ حنفی کی رو سے طلاق جہی میں نکاح زائل نہیں ہوتا صرف عہد میں کمی آتا ہے اس لیے خاوند کے رجوع کرنے کے لیے بیوی کی رضا مندی شرط نہیں منکوحہ راضی ہو یا نہ ہو لیکن جب خاوند باقاعدہ رجوع کرے تو دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں۔

لما فی السہندیۃ: واذا اطلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يرأعها في دية الوضوء بذاتك ولم ترخصوا في التراضي لغيره بل لظنوا بالرجوع في الرجعة ^{۳۹۵}



لے وف السہندیۃ: عن محمد اذا اشك في انه حلق واحدة او اثنتی منی واحدة یستیقن او ینتہز، اکر قلنہ الخ۔ را الغاوی السہندیۃ ج ۱ ص ۲۹۵ (انفصل اثباتی فی طلاق الصروع)

لے قال الحسکفی: ونصم الرجعة بقزوجها فی العدة، وخیه: ان لم یطلق بائناً ان ابایها فلا وان آیت۔ قال ابن عابدین: ی سوا منقبت بعد علمها او آیت۔

رد المحتار ج ۳ ص ۳۹۵ کتاب الطلاق۔ باب الرجعة)

و مشکوٰۃ فی فتح القدیر ج ۳ ص ۳۹۵ کتاب الطلاق۔ باب الرجعة۔

موجودہ بیع قاضی شرعی کے قائم مقام ہے | سوال :- جناب مفتی صاحب، ایک عورت بعد شوہر نے بیوی کو نان و نفقہ نہ دینا چھوڑ دیا، کئی بار علاقائی مرگروں کے ذریعے اسے بھانپنے کے باوجود وہ لیت و لعل سے کام لیتا رہا، آخر کار عدالت نے مجبور ہو کر عدالت میں تہنیت نظر کا دعویٰ کر دیا، عدالتی حکم پر شوہر صرف ایک بار عدالت میں حاضر ہوا، اس کے بعد عدالتی اطلاع اور سن کے باوجود عدالت میں حاضر نہ ہوا۔ آخر کار عدالت نے عدالت کے حق میں تہنیت نکاح کی ڈگری جاری کر دی۔ اب دریافت طلب امر یہ کہ :-

- ۱۔ کیا موجودہ عدالتوں کے بیع صاحبان قاضی شرعی کے قائم مقام ہیں یا نہیں؟
- ۲۔ کیا ان عدالتوں کے بیع صاحبان بیوی کو نان و نفقہ نہ دینے والے شوہر کی بیوی کی درخواست پر اس کا نکاح بیع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب :- پاکستان کے فعلی لاہ میں سے بعض کا تعلق قضاء قاضی کے صاحبہ سے غیر اس کے وہ حکم تمام نہیں ہونا، مگر قاضی کے لیے ضروری ہے کہ وہ گورنمنٹ یعنی حاکم وقت کا مقرر کردہ ہو، بغیر حاکم کی اجازت کے کوئی شخص قاضی یا بیع نہیں بن سکتا۔

فان الامام عا داری عی و الفانی لان التعلیل لا یصلح لکام جہتہ و ایضاً فخلل القصۃ من جہتہ فرض یتعین علیہ ۔ (ادب القاضی ج ۱ ص ۳۳۸)

اگرچہ حکومت کسی فاسق و فاجر کا فرک ہی کیوں نہ ہو۔

علامہ الفقہ احمد عثمانی فرماتے ہیں : فیہ دلیل علی جواز التعلیل من الکافر المسلم الجائر بالاولیٰ ۔ (امداد سنن ج ۱ ص ۵۳۸ کتاب القضاء باب منہ تعلل القضاۃ ص ۱۸)

اسی طرح مولانا شرف علی خان قادری نے لکھا ہے کہ ”جو گورنمنٹ کی طرف سے اسی قسم کے معاہدات میں فیصلہ کا اختیار رکھتے ہیں اگر وہ مسلمان ہوں اور شرعی قاعدہ کے موافق فیصلہ کریں تو ان کو قائم جہت قضاء قاضی کے قائم مقام ہو جاتا ہے“ ۔ (جلد ہائزہ ص ۱۸۱ امر قرواء المظلمات)

اس لیے موجودہ بیع و جہت بیٹ و بیو گورنمنٹ کی طرف سے ان احکامات کے اجراء کیلئے مقرر ہوں قاضی شرعی کے قائم مقام ہیں بشرطیکہ فیصلہ شرعی قواعد کے مطابق ہو۔

اسی طرح جو شخص بیوی کو باوجود وہ عدالت کے نان و نفقہ نہ دیتا ہو اور نہ ہی اسے طلاق دینے پر آمادہ ہو اور نہ خلع کرنا چاہتا ہو تو اگرچہ منصفیہ کے ہاں عورت کو نکاح کی تہنیت کی

اجازت نہیں مگر بنیاد پر مجبوری متاخری علمائے مالکیہ کے قول پر فتویٰ دیا ہے بشرطیکہ شوہر
 طلاق یا طلع سے بھی انکاری ہو اور ان وقت تک نہ دیت ہو اور عورت کے مال و نفقہ کا کوئی
 تبدیل انتظام بھی نہ ہو سکتا ہو جیسا کہ صورت مشورہ میں مذکور ہے کہ اگر بار بار بچانے اور نہ
 کے باوجود شوہر بیوی کو نکاح و نفقہ نہیں دیتا اور طلاق و طہرہ سے کتنا تکشی کر رہا ہے تو
 عورت کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اس مسئلہ کے حل کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکتا ہے۔
 اب اگر عدالت تحقیق عدالت کو یہ نظر رکھتے ہوئے عورت کو تفسیح نکاح کی ڈگری جاری
 کر دے تو یہ عورت شوہر کے نکاح سے آزاد ہو جائے گی اور عدالت گزار کر کہاں چاہے
 نکاح کر سکتی ہے۔

لما قال الشيخ وهبة الزحيلي : لا يجوز في مذهب الحنفية والامامية التفريق
 لعدم الانفاق ، اجازة الائمة الثلاثة التفريق لعدم الانفاق والواجب
 لدى رأى الجمهور لقوة ادلتهم ودفعاً للنفس عن المداءاة ولا ضرر ولا منكر
 في الاسلام . (الفقه الاسلامي وادلته ج ۲ ص ۲۵۲ کتاب الطلاق)
 (وهكذا اقل الجليمة الناجزة ص ۲۷۰ حكم زوجة متعت)

برطانیہ میں شریعت کو نسل کی طرف سے فسخ نکاح کے فیصلے کی شرعی حیثیت

سوال۔ جواب
 مفتی صاحب! یہاں برطانیہ میں شریعت کو نسل نے ایک مقدمہ میں مدعیہ کے حق میں فسخ نکاح کی ڈگری جاری کی
 ہے اب آج کتاب سے عرض ہے کہ قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں اس کی شرعی حیثیت سے
 آگاہ فرمائیں، اس مقدمہ کا پس منظر یہ ہے کہ:-

مفتی صفدر زمانہ نے ۱۹۸۲ء میں بریں بی بی فاطمہ سے پاکستان میں شادی کی اور کچھ عرصہ
 بعد انگلینڈ آ گئے، پانچ سال تک اچھے تعلقات رہے اس کے بعد اس نے غلط فہمی کا فائدہ
 سے نکال دیا اور وہ اس وقت سے اب تک تقریباً بارہ سال سے ان کے گھر چلی ہوئی ہے،
 کوئی بھی اسے منانے نہیں آیا، اس دوران صفدر زمانہ نے دوسری شادی کر لی جس سے اس کی
 چار بچیاں بھی ہو گئی ہیں، چونکہ صفدر زمانہ نے تو بی بی فاطمہ کو طلاق دینے پر تیار تھا اور نہ آباد
 کرنے کے لیے، مجبوراً بی بی فاطمہ نے شرعی کو نسل برطانیہ میں دعویٰ دائر کر دیا، ایک سال
 تک کیس چلتا رہا اس کے بعد شریعت کو نسل نے بی بی فاطمہ کے حق میں فسخ نکاح کی ڈگری جاری

کردی اور کچھ دیا کر مئی کا قلم عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔

شریعت کو نسل برطانیہ کے چیئر مین مفتی محمد اسلم صاحب ہیں، دیگر میراں حضرات بھی علماء کرام ہیں، مفتی صاحب جو یہ علماء برطانیہ کے بیزل سیکرری بھی ہیں، اس کے علاوہ مولانا محمد امداد اللہ نقوی صاحب غلیب سیمہ جزا و برہنہ فاضل پوری ٹاؤن کراچی، مولانا حافظ محمد نعیم صاحب غلیب جامعہ مسجد مینٹ الین شاہد حضرت نور عثمانیہ، مولانا محمد زمان صاحب فاضل جامعہ اشاعت القرآن حصہ و ضلع ایک بھی شریعت کو نسل کے ممبر ہیں۔
فیج نکاح کے فیصلہ نقل کا مضرہ مت ہے۔

(فیج فاضلہ، نو کے، شکلات، م)

الجواب :- اسلام نے کسی کو بھی دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنے کا کوئی حق نہیں دیا ہے بلکہ وہ اس کا ٹوک ہو یا ٹھکر ہو بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر کسی عورت کا شوہر ظالم ہو اور ہر وقت بیوی کو بلاوجہ زد و کوب کرتا رہتا ہو سب کو شکم سے اس کا جینا ڈو ٹھکر کر دیا ہو، نان و نفقہ سے بھی پہلو ہٹ کر تاہو بیوی کو خود اپنے طریقہ سے آباد کرنا پڑے اور نہ اس کو چھوڑنا ہو تو یہ سب مائیکہ کے مطابق ایسی عمود عورت نہیں کہ جو ظالم کے ساتھ عدالت میں دعویٰ کو نہ کا حق رکھتی ہے اور عدالت چھدی تحقیقات اور کوشش کے بعد صلح نہ ہونے کی صورت میں عورت کو شریعہ نکاح کی ڈگری جاری کر دے گی پھر صلح کا فیصلہ نکاح کی ڈگری ملنے کے بعد عورت عدت گزار کر دوسری بیکہ نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر نہیں شرعی عدالت نہ ہو یا دوا عرب ہو تو وہاں جہاد کو پنجایت رور کہ جو کہ دیندار مسلمان میراں پر مشتمل ہو سکتا ہے اس کی طرف سے جاری کی گئی شریعہ نکاح کی ڈگری شریعہ کو عدل کے مطابق مقبول ہوگی اور اس کا بھی وہی مقام ہے جو کسی شرعی عدالت کے فیصلے کا ہوتا ہے۔ فقہ مفتی میں بھی بنیاد پر ضرورت شدید دوسرے مذہب پر فتوہ دیا جاسکتا ہے۔ لہذا صورت سنو کہ کے مطابق برطانیہ میں شرعی عدالت کی عدم موجودگی کی وجہ سے وہاں کی شریعت کو نسل دو ایک کو نہ پنجایت ہے اس قسم کے معاملات میں فیصلہ کرنے کے حقدار سچا اول اس فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔ پھر اگر بیوی کا ظلم کے نکاح کی صلح کا فیصلہ بھی اس طریقہ پر شدہ ہو کہ عدت بڑا ہے کہ اس کا شوہر جیسی حضرات مان نہ تو صلح کے کچھ تیار تھا اور نہ طلاق دیتے تیار تھا اور نہ اس کو اچھی طرح آباد کرنے کے لیے تیار تھا اس لیے شریعت کو نسل کا فیصلہ شریعہ

درست اور صحیح ہے البی فی فاطمہ سرت گذر کرد و بری بگدر نکاح کر سکتی ہے اسی دن نکاح شروع ہوتا ہے ختم ہو چکا ہے ۔

۱۰۔ قولہ تعالیٰ وَلَا تَنْسَوُوهُمْ بِغُرَارٍ بَعَثَدُوا (واللہم) وقول اللہ تعالیٰ فَاِمْسَاكُ بِبَيْتِهِمْ وَفِي اَنْ تَنْسَوِيْعُ الْاِثْمَانِ رَا تَقِيْمُ و ان بقا مع عدم الاتفاق ضرارہ و امساك بغیر مدد و ضمان فاعلیہ ان يطلق زوجة و لما لم یقم بذلک۔ وقد تعین علیہ قام القاضی مقامہ فیہ ۔

قال علی اللہ علیہ وسلم لا یفسد و لا یفسد اودان الامساك مع عدم الاتفاقی ضرارہ و ان الامساك مع عدم الاتفاق مضارہ و علی اتفاقی ان یرذل الفهر و یفک تلك العقد البی بعبثت ضرر لا مضبوط فیہا۔ (القول للشیخین لابن زہری ما ۲۰) (۲) فی مقدمات الابن و شد ان تبین ان الضم من قبل الزوج فوق بیعہ بغیر عدم تنویمہ المرأة۔ ر لا حول الشیخین سالا۔ انصرف للفسور (۳)

(۳) واجازہ السلیبۃ التفریق بالاشفاق و الفهر منعا لفساد و حتی لا تصیح الحیاة الزوجیة جعینہا و بیلا۔ و لقرنہ علیہ السلام لا ضرر و لا ضرار و بناء علیہ ترفع السیطرة امرها للقاضی فان اثبت الفهر اوضحة دعواها طلقتها۔ و الفهر الاسلامی و ذلک من جملة اثبات التفریق بالاشفاق (۴) اگر کسی بکر مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا اس کی عدالت میں مقدمہ نہ جائے گا تو نا اختیار نہ ہو یا مسلمان حاکم قواعد شرعیہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنا ہو تو اس وقت مذہب امام مالک کے موافق رہیں اختیار کرنا بقدریت شریعہ حنفیہ۔ کی نزدیک بھی مانتا ہے مسلمانوں کی جماعت کا حکم بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہو جائے گا اور اس کی صورت یہ ہے کہ محلہ یا عسکر کے دستور بعد یا اثر مسلمانوں کی آید جماعت جس کا عدد کم از کم تین ہو کہ سامنے ایسا معاملہ پیش کیا جائے اور وہ جماعت اس معاملے کی تحقیق کر کے ثبوت کے مطابق فیصلہ کر دے ۔

(خیلۃ جزء ۳۴-۳۳ المروث مالم یصلوہ و لتفریق بین الزوجین حکم حاکم) و حکم فی اسلام کا ممکن نظام اطلاق ۳۰۹ تا ۳۱۱ ۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت

برورد میں ماضی اجمادات نے کوٹھ نہ کوٹھ نیا مسئلہ پیدا کیا ہے۔ علماء اہل سنت اور عقیدانہ کرام نے شرعی نقطہ نظر سے انہی اجمادات پر بحث و تحقیق کرتے ہوئے قرآن و سنت کے دلائل و شواہد کے ذریعے ہم انہی مسائل کو حل کرنے کیلئے پُر مغز مقالے، مضامین اور کتابیں تحریر فرمائی ہیں جو کہ اپنے اور بیگلے سب سے تسلیم کیا۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی بھی انہی میں سے ایک اجمادات کے گوشہ ساز ہے۔ یہ ہم میں اُن کے تولد کے بعد (مگر حیا سزا اور انفاقہ پانچ) طریقے وضع کئے گئے ہیں۔

دارالعلوم حائریہ کے نائب مفتی حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب نے اس کے جملہ پہلوؤں پر سیر حاصل کی بحث کے بعد جمیع کو دارالعلوم کے ترجمان نے ماہنامہ الحق نے اپنے اشاعت کے زیرِ نعت بنایا۔ قارئین اور قلمیہ باخبر کے مناسبت سے افان عام کیلئے قارئین دارالعلوم حائریہ میں شائع کیا جاتا ہے۔ (از مرتب)

ٹیسٹ ٹیوب بی کی شرعی حیثیت

نیک اور صالح اولاد ان کی زندگی کا سب سے قیمتی اندر گزری مایہ سربا ہے، اولاد والدین کے لیے معرفت دنیاوی عزت و افتخار کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ اخروی سعادت اور نجات کیلئے بھی بہترین توسل ہے، اسلام میں اولاد کی زیادتی بہ کوئی پابندی نہیں، انفرادی قوت کے لحاظ کے لیے اسلامی تعلیمات میں نکاح کی بار بار ترغیب دلائی گئی ہے، ہجر الہی عورت سے نکاح کرنے کو ترجیح دی گئی ہے جو زیادہ بچے جننے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ حضرت عقیل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

نَزِدَ جِوَالُودُ وَدُ الْمَوْلُودِ ذِي مَكَشْرِكٍ اَلْاَمِّ . (ابو داؤد، نسائی، ترجمہ) ”تم ایسی عورت سے نکاح کر دو جو اپنے غاونہ سے نجات کرنے والی ہو جو زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہو، کیونکہ میں دوسری آستوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔“

یہی وجہ ہے کہ جب ضبط تولید (FAMILY PLANNING) کی کوئی کیمپل و طہارتی نے اس بے مقصد اور بے فائدہ تحریک کی شدید مخالفت کی، بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمارا عقیدہ ہے کہ اولاد کا دینا یا نہ دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرم ہے۔ اسباب اور وسائل اور ذرائع کا حصول، استعمال اپنی فکر ضروری اور مستوں ہے مگر اولاد جیسی نعمت غفلت کے حصول کا الوقت اور دار و دار مہنت و محنت پر موقوف ہے، قرآن مجید میں اس حقیقت کو یوں واضح کیا گیا ہے :

بِذَٰلِكَ مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدِهِ لَوْلَا الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ لَكُنَّ عِزًّا قَدْ جَاءَتْكُم مِّنَ اللَّهِ آيَاتٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۵۵)

(ترجمہ) ”خدا ہی کے سبب سلطنت آسمانوں کی اور زمینوں کی اودھ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے، زمینیں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، جیسے عطا کرتا ہے اور

یا کو جمع کر دیتا ہے یعنی بیٹے اور بیٹیاں دونوں دے دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے
بے اولاد رکھتا ہے، بیشک وہ بڑا جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے معانی اولاد کے اعتبار سے افراد انسانی پر مذاق میں منقسم ہیں۔

(۱) ایسے افراد جن کو اللہ تعالیٰ بیٹیاں دیتا ہے جیسا کہ انبیاء کرام میں حضرت لوط علیہ السلام
اور حضرت شعیب علیہ السلام کی صرف بیٹیاں تھیں ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا حضرت نوح علیہ السلام
کی تین باور بیٹیاں (دیتا اولاد عوام اور حضرت شعیب علیہ السلام کی دو بیٹیاں عوام)۔
بیٹیاں تھیں۔

(۲) ایسے افراد جن کو بیٹے دے کر بیٹوں سے محروم کرتا ہے جیسا کہ حضرت بلعم علیہ السلام
کو صرف بیٹے دیئے تھے آپ کا کوئی بیٹا نہیں تھی۔ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے اسماعیل، اسمعی، مدین، مذکن، نعلان
زمران، یحییٰ اور شوش۔

(۳) ایسے افراد جن کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دے کر دونوں نعمتوں سے محروم کرتا ہے جیسا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور
فاطمہ اور تین یا چار بیٹے بھی عطا فرمائے تو ستم، ظاہر و طہیج اور ابراہیمؑ۔

(۴) آخر الذکر وہ قسم ہے جن کو اللہ تعالیٰ ہر دونوں نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے، انبیاء علیہم السلام
میرے ہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے انبیاء ہیں جو اولاد
سے محروم رہے۔

اگرچہ فرج انسانی کی یہ تمام اقسام معاذ اللہ کے عام افراد میں پائی جاتی ہیں لیکن انبیاء کرام
علیہم السلام کے تذکرے سے قصہ یہ ہے کہ نبی ہونے کے باوجود بیٹے یا بیٹی سے محروم ہونے میں
یہ سبق ہے کہ رب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے بیٹوں کے
دار سے بھی نکال دیتا ہے تو وہ بیٹوں کے لیے ترستا ہے اور کس کا زندہ بھر میں صرف ایک
بیٹی ہوتی ہے اور وہ بیٹے کے حصول کے لیے سب کچھ قربانی کرنے پر تیار ہوتا ہے کیسی کتنی
دم تک اس کی یاد و دل پوری نہیں ہوتی اعلیٰ میں اسے جیسم اور ارادہ میں پانچ کتے ہیں۔

پانچ بچوں کے اسباب
اسماں ہونے کی حیثیت سے ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام ممکنہ
وسائل بروئے کار لانے کے باوجود اولاد کا نہ ہو یا شیشہ الٹی

کا نتیجہ ہے، ممکن ہے کہ میں اس اور بیوی میں ہر ایک سے رنجے کی پیدائش کی صلاحیت موجود ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ ہی نہ چاہے تو دنیا بھر میں گھومنے اور بہتر سے بہتر علاج کر لے کے باوجود مرد کا ہمیشہ کے لیے عروم ہی رہتا ہے۔

اس باطنی اور حقیقی سبب کے علاوہ اس طبائع کے نزدیک کچھ ظاہری اسباب اور عوامل کا بھی اثر رہتا ہے، اگرچہ امام رازیؒ نے تصنیف کی ہے میں اس کا سختی سے انکار کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی کے نطفہ میں بچے کی پیدائش کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ملکہ کا نتیجہ ہے طبعی اسباب کا اس میں کوئی دخل و دخل نہیں، لیکن ذریعہ نظر مستحکم پر بحث کرنے کے لیے ہمیں لی جن اسباب کو مرد نظر رکھتا ہو گا تاکہ اصل مسئلہ کے فہم و افہام میں کوئی دشواری نہ رہے۔ جولو مردی اور موقوف حیر احمد اور دوسری ذرائع کے اختیار کر لینے کے باوجود اولاد نہ ہونے کے چند عوامل ہی ہو سکتے ہیں، مثلاً:-

(۱) ممکن ہے کہ مرد کے مادہ تولید یعنی نطفہ میں وہ صلاحیت ہی نہ ہو کہ جس سے ہو پیدائش ہو۔
(ب) یہ بھی ممکن ہے کہ یہ قصور عورت کی طرف سے ہو عورت میں تصور ہونے کے مختلف اسباب ہیں کبھی مادہ تولید میں صلاحیت نہیں ہوتی اور بعض اوقات مادہ تولید میں صلاحیت تو موجود ہوتی ہے لیکن "زرم" میں استقرار کی طاقت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے نطفہ مقررہ مدت تک "زرم" میں نہیں رہ سکتا۔ انفرادی نقصان کا عارضہ یہ ہوتی ہے کہ اگر اس بوٹے کے درمیان جڑائی ہو جائے تو کسی ایک طرف کے ذی صلاحیت ہونے کی صورت میں رکھو دوسرے ذی صلاحیت فرد سے رشتہ ہو جانے کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ بیماریاں ایسا آسان ٹیسٹ کے ذریعہ آسانی سے ہو سکتی ہے۔

(ج) ممکن ہے کہ دونوں جانب قصور کی وجہ سے یہ جڑا لڑکھونچے کی حالت سے عروہ پہنچے جو کبھی تبدیل کیے باوجود کسی ایک طرف سے قرار دھونے کی امیدیں بہت کم ہوتی ہیں۔

بانچہ جن کے علاج کی حکمت ضرورتیں | بانچہ جن کے علاج کی حکمت ضرورتیں ٹیسٹ ٹیوب ہے، "یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ اس سے بانچہ جن کا نام

سورتن کا علاج ممکن ہے کیونکہ اس طریقہ علاج کے باوجود کئی عروہ جنوں کی ناپیدائی کا علاج ثابت کر دیا ہے۔ ہمارے ہاں سب سے پہلے یہ خیال برپا ہو جائے کہ کیا یہ علاج گویا متعلقہ لڑکھونچے کی شبانہ روز کوششوں کے باوجود اگر نتائج بدیاریوں کا علاج کیا گیا ہے تو ان میں صرف دس افراد کے

بارے میں کوہمالی ہوئی ہے اور باقی نوے فیصد کے بارے میں نہ کامی ہوئی۔ اس قبیلہ کے بارے میں
کامیابی سے یہ نشانہ دہی ہو رہی ہے کہ بالآخر چین کی بعض صورتیں ابھی تک لاعلاج ہیں۔ بہر حال مردانہ طاقت
کی جانب سے قصور کی صورت میں علاج کی چند صورتیں ہیں:-

(۱) مرد کے مادہ تولید میں ضعف کا علاج ہو جائے یا متعلقہ مادہ کا تولید کم کے لیے علاج کیا جائے
تاکہ مصلحت کے بعد اس سے مطلوبہ نتائج برآمد ہوں، از روئے شریعت یہ عام ملاحیوں کی طرح
ایک علاج ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

رب! ایسا ہی عورت کے قصور کی صورت میں اگر مادہ تولید میں کوئی نقص ہو تو اس کی اصلاح کیلئے
کوئی دوائی کھانا یا کھانا جائز اور مشروع ہے۔

درج ۲ لیکن عورت میں نقص کی صورت میں اگر یہ نقص ”رحم“ میں ہو یعنی ”رحیم مادر“ میں، استقرار کی حالت
موجود نہ ہو تو اس صورت میں بھی اگر عورت کوئی ایسی دوائی کھائے جس سے رحم میں اسماک
اور استقرار کی صلاحیت پیدا ہو جائے، ابتداء پر یہ علاج بھی مشروع نہیں بلکہ دوسری بیماریوں
کے علاج کی طرح یہ بھی مشروع ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا طریقہ علاج | ”ٹیسٹ ٹیوب بے بی“ کے ذریعہ افزائہ کریماری
کا علاج دربارت کیا گیا ہے کہ مردانہ عورت
دونوں کے مادہ تولید میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہو لیکن ”رحیم مادر“ میں اسماک اور
استقرار کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے بچہ پیدا نہ ہوتا ہو تو جدید تحقیقات کی روشنی میں یہ
طریقہ علاج ایجاد کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے مادہ تولید کو ملا کر ایک خاص ترتیب
کے بعد عورت کے بیٹ میں ایک خالی جگہ میں معمولی اپریشن کرنے کے بعد رکھ دیا جاتا ہے اور
متعلقہ ضروریات پہنچانے کے بعد مقررہ مدت میں یہ مادہ تدریجی اوجارے کر کے بعد مکمل
بچہ بن جاتا ہے۔

روزنامہ مشرق کے میگزین ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء کے ایک جائزہ کی خبر ماقیہ پر شے اس
طریقہ علاج کی نشاندہی ہوتی ہے یہاں کہ اخبار لکھتا ہے:-

۱۹۸۷ء

”آج سے آٹھ سال قبل نیوڈی لینڈ کی ایک ۷۷ سالہ عورت مادرِ رحم میں بچہ
پیدا کرنے کی ایک نئی سہولت بچہ کو رحم دیا، اس بچہ کی پیدائش معمول کے مطابق نہ
ہوئی بلکہ اس عورت کی جسمانی نظام بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت سے عاری تھا اس لیے

اس کے شوہر کے نطفہ کو لیبارٹری میں "تجربہ" دینی "کنٹیک" کے ذریعہ امبریو ٹرانزفیکشن
دے کر اس کی پروکریٹس اس کے بطن میں کی گئی جہاں اس بچے نے بغیر ڈیوئیس "کی" کے
کے تمام غذائیت حاصل کی اور پروان چڑھ کر اپنے دن بھر سے کہے، بچہ کی پیدائش
اپریشن کے ذریعہ ہوئی تھی نا

یہ طریقہ علاج دن بدن متعارف ہو رہا ہے ایک اندازہ کے مطابق اس وقت دنیا میں ہزار
بچے ایسے ہیں جو اس جدید طریقہ تولید کی برکت سے پیدا ہوئے ہیں، وہ اب پاکستان بھی ان ملک کی
صف میں شامل ہو گیا ہے جو اس طریقہ تولید کے مطابق صنفِ اول میں ہیں۔
یعنی سادہ لوح اصحاب بھی غفلت پسندی میں بغیر کسی تحقیق کے حکم نگار کے قائل ہیں چنانچہ
ہمارے چند معزز ذی فکر لوگ جو اس سے چند روز قبل یہ خبر شائع ہوئی کہ:-

"ایسٹ نیو یارک ٹائمز" نے کہا کہ "ایسٹ نیو یارک میں نہیں بلکہ ان کے جسم میں جو
بروان پڑھتے ہیں اور اس کا نام "ایسٹ نیو یارک" نہیں ہونا چاہیے، یہ ایک جدید طریقہ
علاج ہے، اس کے اسلامی بغیر اصلاحی ہونے پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اگر
یوں شہر بے ہزار کی طرح ملائی کو بھی چھوڑ دیا جائے تو معلوم نہیں فی کس کے دلنگہ میں
نقصان کیا ہوں گے؟"

اگرچہ تجربہ کی دوسری اس جدید تولید میں میدانِ بیوی کے مادہ تولید سے کاٹا گیا گیا ہے لیکن کیا
اس بات کی کوئی ضمانت موجود ہے کہ آمیزہ بھی یہ عمل صرف میانِ بیوی تک ہی محدود رہے گا، ہرگز
نہیں بلکہ بطور ترقی کے اس تجربہ کو اور بھی وسعت دی گئی ہے جس میں اب میاں بیوی کا تعلق باقی نہیں
رہی بلکہ مرد اور عورتیں نسل کے تخم حاصل کئے جا رہے ہیں اور معلوم نہیں کہ آمیزہ اس کو کہاں تک پہنچائے
گا، امکان ہے (ایسا ذرا تشویش اور اگر امکانی صورتوں کو مد نظر رکھ کر اس عمل کو دیکھا جائے تو اس کے
بہت سے خطرناک نتائج کی نشاندہی بھی ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ یہ نتائج کسی وقت بھی ممکن امکان
کی جگہ ایک حقیقت واقعہ کی صورت اختیار کر لیں، اب اصل مسئلہ کا علم بیان کرنے سے قبل ایک
مقدمہ بطور تہنیت میں خدمت ہے:-

سفر ذریعہ اور اسلام اسلامی نقطہ نظر سے کسی شے کے حکم میں اس کے سبب و عوامل طریقہ کار
یا نتائج کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے، اسلام کسی شے کی عارضی اور وقتی
مصلحت کو دیکھ کر غفلت پسندی کے فیصلے کا حامی نہیں، اسلام جو کلمہ ابدی اور دائمی دین ہے اس لئے

اس میں موجودہ اور آئندہ مرد و عورتوں کی اسلافی صورتوں کو مد نظر رکھ کر حکم دیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ بہت سے اسلوب نظر پرانے اور خوبصورت ہوں، ان میں کوئی قصور اور نقص نہ ہو لیکن اس ظاہری حسن کے باوجود اگر کوئی شخص کسی دوسرے ناجائز کام کے لیے مقدمہ اور پیش خیمہ کو توڑ دیتے ہیں ناجائز کام کے لیے ذریعہ ہونے کی حیثیت سے اس کام کا درجہ بھی ناجائز کام کا ہو جاتا ہے، اُس دوسرے ناجائز فعل کی وجہ سے اس ذریعہ اور مقدمہ کو بھی حرام کے ذریعہ میں شمار کیا جاتا ہے فقہاء کرام کے ہاں یہ حکم ”سَدِّ الدُّرُطِیْعِ“ کے نام سے متعارف ہے، علمائے کرام کے ہاں یہ معتبر ہے، خاص کر حنبلیہ اور مالکیہ اس کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، قرآن و حدیث کی رو سے اس قاعدہ کی نث اندہ ہی ہو کہ ہے۔

قرآن کریم کی رو سے قاعدہ کی وضاحت

مَثَلُ مَا بَدَأَ اللَّهُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً تَنْقُضُ دَلِيلًا وَتَقْبَلُ دَلِيلًا وَتَقْبَلُ دَلِيلًا وَتَقْبَلُ دَلِيلًا

”وَإِنَّمَا“ کا انفراد استعمال کرتے تھے جس کا مقصد واضح تھا کہ یا رسول اللہ ہم مدعی مصلحت کی رعایت فرمائیے اس میں کوئی بے ادبی نہیں تھی، لیکن یہود اور منافقین اس لفظ کو بول کر اس سے ایسا معنی مراد لیتے تھے جو منصب نبوت کے مناسب نہیں تھا اور اس سے یہودیوں کو شرارت کے لیے ایک موقع ملتا تھا، اللہ تعالیٰ نے شرارت اور فساد کا پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے اس جائز لفظ کے کہنے پر جتنی سنگا کر تبادل لفظ تحریر فرمایا،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا كَلِمَاتٍ هِيَ كَلِمَاتُ كَذِبٍ وَأَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ إِذَا قُلْتُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي الْكِتَابِ

حدیث سے قاعدہ کی وضاحت

ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے تعمیر کردہ

ہذا کہ بیت اللہ کی تعمیر میں قریش نے اختیار یا بغیر اختیاری اسباب کی وجہ سے ایسے تصرفات کئے ہیں جو زیادہ اہل بھی کے خلاف ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا،

”میرا دل چاہتا ہے کہ موجودہ تعمیر کو منہدم کر کے اسے بالکل نیا بنا دیا جائے لیکن یہ لوگوں کے خلاف ہے، اس لیے میری دست اس کو اسی حال پر چھوڑتا ہوں“

ظاہر ہے کہ بہت اشد کی تعمیر ایک ساجم اور ضروری مسئلہ تھا لیکن ناجائز اور عینی فتنہ و فساد کے لیے پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے آپ نے قریباً نوے سال کی تعمیر کو اسی حالت پر چھوڑ دیا۔

اس واقعہ کے ذہنی نشین ہونے کے بدلے ہم ٹیسٹ ٹیوب ہے، لیکن طریقہ علاج کے نتائج پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے میں اور دیکھتے ہیں کہ اس طریقہ علاج کے معاشرہ کی ذہنی، اقتصادی اور معاشرتی کی نوسے کیا اثرات پڑتے ہیں؟ اس سے معاشرہ کس حد تک متاثر ہو گا ہے؟ ان کا اثر کس طرح ہو گا۔

ٹیسٹ ٹیوب ہے، لیکن کے ذریعہ نسب محفوظ نہیں رہتا | اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو نسبت کے بدلے سب سے اہم مسئلہ محفوظ

کہ ہے، دنیا باوجود ترقی کے آج اس میدان میں جبراً ہے اور غیر ثابت النسب بچوں کی تعلیم و تربیت موجودہ دنیا کے لیے ایک عظیم مسئلہ ہے۔ اسلام ہی وہ واحد دین اللہ مذہب ہے جس میں محفوظ نسب کی مکمل ضمانت موجود ہے۔ زنا اور دوائی زنا کی حرمت اور منافقت سے وہ تمام آراء سے مستدبر ہو گئے ہیں جس سے نسب متاثر ہوتا ہو لیکن مذکورہ طریقہ علاج کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں انسان کا نسب محفوظ نہیں رہ سکتا، کیونکہ اس عمل کا تجربہ اگرچہ ایک بیان بیوی کے مارے قتل سے کیا گیا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس کو صرف میاں بیوی تک محدود رکھا جائے گا، کیونکہ ایک غاوند کے نطفہ میں جب خود صلاحیت موجود نہ ہو بلکہ مذکورہ طریقہ علاج جیسے جو تو اس میں مانع کیا جائے گا کہ ایک غیر شخص کے ذہنی استعداد و نطفہ سے یہ کام لیا جائے اور یا ایک عورت کو یہ معلوم ہو کہ میرا غاوند ناقابل اور نالائق ہے تو ممکن ہے کہ اس کے نطفہ سے پیدا ہونے والا بچہ بھی باپ کی طرح نالائق اور ناقابل ہو اور عورت ہر نفس نفیس یا غاوند کے مشورہ سے حسین، قابل اور ہر شخص کے نطفہ سے یہ مسئلہ حل کر سکتی ہے تاکہ اس سے پیدا ہونے والا بچہ قابل اور ذہین ثابت ہو۔ چنانچہ اس

اس تجربہ سے کام لیا جائے گا کہ ایک اخباری الملاح ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ ایک امریکی سائنس دان نے فورینا کے علاقہ ڈیکوڈ پر دو بچوں کو گرامس نے مالی قوت نظروں کا ایک جیک قائم کیا ہے جس میں بڑے بڑے فنکار اور مسلمان اہل عقائد و فلسفے اور مشہور اعلیٰ صلاحیت کے حامل لوگوں کو ترجیح سے کر کے محفوظ رکھا گیا ہے اور ان اطفال کا انجیل کشیدہ شائع کی جاتا ہے اور وہ اسی مآول کی تلاش میں رہتے ہیں جن اطفال کے لیے مختلف خصوصیات کی حامل پہلا جو "امریکی" سے ادلا دیا کہ اس کے اعلیٰ عقل و عزم کے لوگوں کی آبادی میں اضافہ کر سکیں؟

ظاہر ہے کہ غیر کے قطع سے پیدا ہونے والا کچھ اگرچہ تغذیہ والوں، ملوثات و مضافات و جراثیم سے باپ کا بیٹا کہنا کے کا لیکن خود جب اس بچے کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ میں اس شخص کے قطع سے نہیں ہوں میری پیدائش کے لیے مادہ تولید کسی غیر شخص سے حاصل کیا گیا ہے تو یہ بچہ کبھی بھی اس کو باپ تسلیم نہیں کرے گا اور نہ دیکھتا یہ شخص باپ کہلانے کا مستحق ہے۔

ماؤ تولید کا نہ مومن کا رد بار و زمرہ کا مضمول بن جائے گا | اگر اس عمل کو جاری رکھا گیا اور ان عالی ظرف نطفوں سے بچوں کی پیدائش کے اسی طریقہ کو ان کے بڑا دیا گیا تو ظاہر ہے کہ عوام الناس کے دماغ کو دیکھ کر نطفوں کا باقائدہ کا رد بار ضرور سامنے ہو جائے گا کیونکہ بغیر قیمت کے میسر نہ ہونے کی صورت میں نوازہ نوازہ غیر کی ضرورت ہوگی، شریعت میں مال نہ ہونے کی وجہ سے بیع یا صلے سے عام انسان بھی طبعی طور پر اس مذموم کاروبار سے منع فرما رہا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ نون کی خرید و فروخت کی طرح اس کو بھی بعض نوبت آمدنی کا ذریعہ بنالیں۔

معاشرہ میں نکاح کی اہمیت ختم ہو جائے گی | موجودہ دور میں ہر ایک معاشرہ کے اندر نکاح کے لیے عام صورتیں موجود ہیں

ذاتاً سے نفرت کے لیے مذہب، قانون یا فطرت ایک اہم سبب ہے۔ اگرچہ یورپی دینہ دہ کے ہاں اصلاً سوز برائیوں کو قانونی لحاظ حاصل ہے لیکن پھر بھی ذاتاً سے نفرت کچھ بچہ کی ہٹ محسوس کرتے ہوں گے۔ لیکن زیر نظر طریقہ علاج اپنا سہ سے نکاح کی یہ نوعیت بھی ختم ہو جائے گی اور ایک نوعیت عورت کیلئے اسی میں کون کی رکاوٹ ہے کہ وہ بغیر غاوت کے کسی غیر شخص کے قطع سے معاملہ ہو کر مل رہی جائے، بغیر غاوت کے حاصل ہونے والے بچے کو کنوڑی مانا جانا چھوڑ دیں، اور یہ بچہ کی بڑ ہو کر اپنی پہچان کے لیے صرف مائے کی طرف نسبت پر اکتفا کرے گا، یوں اس کی بچہ کی خواہش تو پوری ہو جائے گی جبکہ طبی خواہشات کی تکمیل کے لیے غیر شرعی اور غیر فطری طریقے چلانے جائیں گے اور سنگان کو ذائقہ از ضرورت چیز سمجھا جائے گا۔

افزائش نسل انسانی کے فارم | جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ ایک مرد کے قطع سے متعدد عورتیں حاملہ ہو سکیں، پھر تو پھر کسی ملک کو افزائی

قوت کی ضرورت ہوگی اور یہاں افزائش نسل پر متعلقہ چیزوں کو انعام دیا جاتا ہے وہاں اس ضرورت کو تکمیل کے لیے ایک آسان نسخہ ہاتھ آجائے گا کہ اعلیٰ ظرف اشخاص کے قطعوں کو اکٹھا کر کے

ذی استعداد عورتوں کے مرغیوں، گائے اور بھیڑیوں کی طرح فارم بنا کر بچے پیدا کر لئے جائیں گے، ایک ہی انکش سے نامعلوم کتنے بچے پیدا ہوں گے، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان فارم لورائڈ ویجیل سے قوم ملک اور معاشرہ کی اصلاح کے لیے کیا اُمید کی جاسکتی ہے؟ جبکہ ایسے بچوں کا مستقبل تو دور کی خود افزائش نسل کا یہ طریقہ ایک عجیب حرکت ہے۔

ممكن ہے کہ اسی سفر کی انتہا یہ نہ ہو بلکہ اس کے بعد ان فارموں کے لیے ذی استعداد عورتوں کی ضرورت ہوگی اور اس مقصد کے لیے رضا کار عورتوں کے دستہ نہ ہونے کی صورت میں مطلوب عورتوں کو تیشا خریدنا پڑے گا۔ چنانچہ عورتوں کی خرید و فروخت کا ایک نہ موم کاروبار شروع ہو کر نیک نیت کی یاد تازہ ہوگی۔

مرد بھی بچے پیدا کر سکیں گے | جب ایک نطفہ بغیر رحم مادر کے تولیدی اڈوارٹھ کر کے

بہرہ بن جانے کی صلاحیت رکھتا ہو اور عورت کے بیٹ کے ایک خالی حلقہ سے یہ مقصد پورا ہوتا ہو تو پھر ممکن ہے کہ آئندہ اس عمل کا عورت کے بیٹ کے کوئی تعلق نہ رہے بلکہ مرد کے بیٹ میں بھی اس عمل کو جاری رکھ کر بچہ پیدا کیا جاسکے گا، یہ کہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے، مگر مرد کے خالی جانے کی صورت میں دوسرے مسائل تو درکنار خود مرد کیلئے بھی یہ ذلت اور سوائی کا مقام ہے۔ مزید برآں عورت طبعی طور پر بچے کی تربیت اور پرورش کی صلاحیت رکھتی ہے، ایک عورت بچے کی تربیت کر سکتی ہے مرد میں اس قسم ذریعہ بچہ کو اٹھانے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قولہ میاں بھوی کے درمیان جدائی ہو جائے یا نکاح قائم ہے جن صفات یعنی بچوں کی تربیت کا حق عورت کو ہی حاصل ہے گا۔

فتاویٰ عالمگیری جلد ۱۰ میں ہے کہ میاں بھوی میں ہوائی کے بعد بھی بچے کے لیے سات یا نو سال تک اور بچے کیلئے تا بلوغ جن صفات واجبہ کو حاصل ہے۔ جبکہ مرد کے خالی جانے کے بعد دوسرے مسائل کے علاوہ ماں کی شفقت اور اس کے جن تربیت سے محروم رہ جائیں گے۔

زنا کاری کا بند نہ ہونے والا دوا دارہ کھلے گا | جب مرد خود بچے پیدا کرنے کا رواج اپنے

فرقہ داری کیا ہے گی ایسے ہی جب ایک عورت غلوئے کے بغیر بچے کو جنم دے سکتی ہے تو ایسی حالت میں وہ شاید کی ضرورت محسوس نہیں کرے گی، مرد اور عورت الگ الگ بچے پیدا کریں گے تو طبی اور طبیعت کی کھیل کے لیے ناجائز ذرائع استعمال کریں گے اور پھر زنا اور حالات کا ایک بند نہ ہونے والا دوا دارہ

کھل جائے گا جس سے ہوری انسانیت کی بلاکت اور براوی یقینی ہے۔

انسان کا رشتہ مندوں اور کشتوں سے قرعہ جاسے گا | جب اس جدید طریقہ تولید کو جاری رکھا گیا

مٹی نہ ہوتی تو ہیں مٹی ہے کہ انسانی مادہ تولید کسی بندہ یا گتیا کے بیٹ کی خالی جگہ میں رکھ کر
س مٹی و پورا کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ انسانی نطفہ سے پیدا ہونے والے ہر انسان ہی شہر ہو گیگیں
ماں کا یہ پیاؤ رشتہ پھر بندوں و کشتوں کی نوع سے منسلک ہو جائے گا۔

سوچئے کا مقام ہے کہ یہ ترقی ہے یا ترقی کی کہ اشرف المخلوقات اور عہدوم عالم کی کشتیاں یا
بندہ یہ کا کچھ کہئے۔

ان متعدد ناجائز و غیر شرعی امور کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی
کے ذریعہ تولیدی عمل، زبردستی شرع ناجائز ہے۔ اگرچہ موجودہ دور میں لوگ اسے علمی اور سائنسی ترقی
سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں رسوائی اور تباہی کا پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے احمد اس پر کشتوں کی کرنا
ایک مشکل مسئلہ ہو گا۔

خانہ دانی منصوبہ بندی

ماہنامہ اسلامی قوت کے ایمان قوت کے ساتھ ساتھ ان کے انوکھ قوت سے بھی
 ناکف ہے۔ ان دونوں کو ختم کرنے کے لیے سرحد نے خانہ دانی منصوبہ بندی
 کا غیر فوری طریقہ اپنا دیا، اور اپنے اس منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لیے اس نے
 سبز باغ کے محلہ پر دھماکے کے کتبہ، مذمت کے ننگے، تعلیم و تربیت، خصوصاً
 عورتوں کے محنت و غیرہ کا فروغ کیا، بلکہ اسے دلچسپ انداز کے آڑ میں چھپا دینا
 کہ اصل مقصد اسلامی قوت سے جسے اختلاط کے ساتھ ساتھ ان کے ایمان و عقائد
 قوت کو ختم کر دے۔ حضرت مولانا کا اہل حق صاحب مدظلہ نے خانہ دانی منصوبہ بندی
 کے خطرات اور نتائج پر ان کے اندر ایسے نیکو خیالات پیدا کیے کہ وہ مولانا صاحب کے اس حکمت
 کو غلط کام کے لیے قیادہ قیادہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔ (دعوتِ حق)

قومی خود کشی

ان لارمی تھی جو انڈیا کے ایک ایسا عنصر جو ہمارے مسلم معاشرہ کے شرابی و معاشی اور اخلاقی انداز کے کسی پادار سے بھی جوڑ نہیں کھد یا موجودہ سنگین حالات میں جو ہمارے پیسے بیکار امرا کے مقابلہ کی شکل ہمارے سامنے ہے غرض یہی ہے کہ اس منصوبہ کے اس دیک پہلو پر بھی غور کیا جائے تو اس کا خمیازہ ساری قوم و ملت کو بھگنے کا اندیشہ ہے۔ اس وقت جب کہ ظاہری اسباب میں بنائی کا سیاسی کا تمام تر دور و مدار اس ملک کی عدوی قوت اور افروزی افسانہ پر ایسی سکیوں کو زیر بحث لانا بھی قومی خود کشی کے مترادف ہے جو یہ سمجھ پر نس یا نس کشی کی عمل افروزی ہے۔

انڈیا کی قوت اور یورپ اور پورپ نے جو اس رعبت کا اولین سرچشمہ اور ذمہ دار ہے اسی صدی کے آغاز سے اس تحریک کو اپنا یا کر بلا کر اس زمانہ پذیر تہذیب پر عیاں ہوا کہ قوت آبادی کی اس تحریک نے اگر ایک طرف اسے اخلاق و خرافات سے جاری بنادیا تو دوسری طرف اس پر واضح ہوا کہ قوت آبادی کے یہ مساعی اس کی اجتماعی قوت کے انمولان اور سیاسی طاقت کے اختلاف کا باعث بن رہے ہیں۔ چنانچہ بعد از فرانی بید و غریب اقوام نے اپنا رویہ تبدیل کر لی غرضان کے داخل پسینہ سے اپنے ملک کے مزالی کا بنیادی سبب قرار دیا۔ برطانیہ کے ایک

مشہور ممبر اور میرا اعلیٰ بیڈر اعلیٰ نے مشرق پریشانی کے گرنے کے خطرات سے ملک کو ابھار دیا جس پر پیکر دیگر اقوام کا ہے۔ غرضان اور اعلیٰ نے اسقاط علی اور تجدید نسل کے تمام اقدامات کو جسے ترقی جرم قرار دیا بلکہ کی معاشی ترقی اس کے تیار یا انطدام کے ساتھ ساتھ انڈیا کے نس کی مہربانی کی اور کہ ہے وہیں پہنچا چھوٹا یا غریبوں کیوں کی تعداد بڑھانے اور پر نہیں کی مخرج ہیں تہذیب کی تعلیم اس وقت یہی پالیسی ہو کر اور یورپ کی تمام اقوام کی ہے۔ ان پر بالآخر یہ حقیقت آشکار ہوئی تو ان پر اپنی قوم میں کسی ملک کے شکام بہت ہی بڑی اور وہیں الٹا آئی اگر یہ

کے اسباب میں کمزرت آبادی کا بھی کافی دخل ہے۔ گوریلا جنگ میں ہمیں نے اور جنگ عظیم نے جانیں
 میں محض اپنی عداوت سے دشمن کے لشکروں کو بے اثر بنایا۔ آج ہمارے چودھویں بیس
 اور روس کو کوسیا سی آئندہ اور طریق موصول ہے بالخصوص میں جو اپنی عظیم قوم ہی کے بن بستے پر
 مغربی استبداد کے غرور و گھمٹہ کو چیلنج کر رہا ہے اس میں کمزرت آبادی کا بھی بڑا دخل ہونے سے
 انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ممالک اگر ایک طرف ملکی حیثیت کی خوشحالی کے نئے قدرت کے حفاکہ وہ مقام
 وسائل اور ذرائع کو کام میں لارہے ہیں تو دوسری طرف آبادی کے لحاظ سے اپنی حقوق اور برتری کو
 بھی برقرار رکھے ہوئے ہے۔ یہی حال ہمارے عظیم علم ملک مغربیہ کا ہے۔

سیا اور دفاعی ضرورت مغربی ممالک میں تکثیر آبادی کے سیاسی کے باوجود مشرقی
 اقوام اور عالم اسلام کی شرح آبادی کی رفتار کی وجہ سے مغربی اقوام کو اپنی سیاسی قیادت منظر میں
 نظر آ رہی ہے اور مغرب کی کوشش ہے کہ اپنی بین الاقوامی پوزیشن برقرار رکھنے کے لئے اسلامی
 اور مشرقی ممالک کی شرح متوازن آبادی کو رکھا جائے اور ان ممالک میں تجدید نسل اور ضبط وادارت کی
 تحریک پروان چڑھا کر انہیں اپنی موت آپ مار دیا جائے۔ اور ہر باہمی فریب خوردگی کا یہ عالم کہ
 اپنی مفاد و سامنے سے خوف کس رہے ہیں رام کا۔

ظانڈوں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

ان ذمہ دات سے تجدید نسل کا مسئلہ صرف اخلاقی اور معاشی یا مذہبی مسئلہ نہیں بلکہ بین الاقوامی
 حالات نے اسے پاکستان اور عالم اسلام کے لئے سیاسی اور دفاعی ایک دفاعی مسئلہ بنا دیا ہے
 پھر سب ممالک جو ترقی یافتہ ممالک سے ایسی پوزیشن میں ہے کہ ہماری جلدیل طرف کی آبادی ہم سے تین گنا
 بلکہ آٹھ گنا تک زیادہ ہے۔ خود عبارت میں کے سامنے ہی عوام کو جب تک ٹانگ میں نہ لایا جائے
 ہم قائد برائیتین سے نہیں جھٹکتے وہاں کی آبادی سامنے چاگنا زیادہ ہے۔

ایسے حالات میں جو آج کے لیے پوراہہ ہو کہ اس تحریک کے فائدہ دے چٹا دیوینہ
 عامہ اور شان و رزاقیت کے لئے پیسج اور قومی اعلیٰ موت کے مسئلہ صند ہے اور اسلامی و قومی اتحاد

کو بلائے طائفہ لکھ کر اس تحریر کی سرپرستی اور اسے قوم میں مقبول بنانے کی دعوت دینا تو فی الواقع امت مسلمہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

تجربہ رتنی کا صبیحہ راستہ | ہماری دلی خواہش ہے کہ ملک کے حقیقی مطالبات کی بنیاد پر آئندہ ہر اس تحریک، منصوبہ اور تنظیم سے اجتناب کیا جائے جو ہمارے ملی اور قومی حقوق اور تقاضوں سے جوڑ نہ سکے اور اگر مغربی تہذیب و تمدن کی تقلید میں ہم سے کچھ غلطیاں سرزد ہوئی ہوں تو حالیہ واقعات سے سبق لے کر انہیں حوتِ غلط کی طرح مٹا دیا جائے اور ہر اس نئی دینی و ملی اہم کو سمجھتی سے روک دیا جائے جو ملتِ مسلمہ کے لئے دینی اور اخلاقی تقاضوں کا سامانی نہیں کرتے جو اسلامی جمہوریہ اور اس کے غیور مسلمانوں کو دینی اقدار اور مجاہدانہ کردار سے دور پٹانے اور جس سے اس عظیم قوم کی مومنانہ اور مجاہدانہ روح مجروح ہو۔ بخلاف وہ قائدانی منصوبہ بندی کی تحریک جو ہر جامعہ ملی و قومی کی پرفریب شکل یا متحدہ، ترقی اور پیش قدمی کے فکر انگیز نام اور یا اسلامی پالیسی و تحقیق کے نام پر تحریر ہو دین کی تحریکیں۔ ہمارے خیال میں یہی وہ طرز عمل ہے جو ہمارے مستقبل کی ترقی اور خوشحالی اور ملک کی بقا و سلامتی کا ضامن ہو سکتا ہے اور یہی وہ طریقہ ریاست ہے جسے حالیہ واقعات کے نتیجہ میں ہمارے لائق اور قابل احترام صدر مملکت محمد یوسف خان نے سب ذیل الفاظ میں اشارہ فرمایا کہ:-

یہ تجربات گہرے اور ہمہ گیر ہیں کسی عارضی عجز و خردش کا نتیجہ نہیں اور نہ وقتی اور نہ گزرنے والی باتیں ہیں۔ ان واقعات نے ہمیں زندگی کے ہر میدان کے لئے ایک مستقل طریق عمل بخشتا ہے اور یہی دراصل اسلام کا مابعد حیات ہے۔ انشاء اللہ اسب یہی طریق عمل ہمارے آئندہ طرز فکر و عمل کے لئے مشعل راہ ہو گا۔ (فرمانِ شریف)

منصوبہ بندی کا اخلاقی اور سماجی پہلو

تحریک قائدانی منصوبہ بندی (منبط و ادارت) کی ترویج میں ہمارے ملک کی پوری

نیشنری معروف کلا ہے۔ اقتصادی فوائد کے علاوہ اس کی اخلاقی اور سماجی خوبیوں کا پرچار بھی ہو رہا ہے۔ نامہ نگار نے کہنے اسلام کی تخلیق کرنے والے ایک نیکو ترین ادارہ تحقیقات اسلامیہ اور اس کے تمام بنیاد معقین کی ایک پوری کھوپ بھی قتل اولاد کی اس انسانیت کش تحریک کے زائد ذرا دھنست اور فقہ اسلام کے اقوال سے ملانے میں مصروف ہے۔ اخبارات کے پورے ایڈیشن اور نیچے اس فخر شے کے پرچار کے لئے لکھ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس فساد میں اہل حق کی مدد اُسے مزید پرکھنی تو جہ دے ہیں تو کیے، پھر بھی اہل حق علیہ السلام اپنے فریضہ احتساب کی بنا پر ملایا خوف و شہد اس تحریک کے، حال احوال اور سیاسی عواقب اور تباہ کن نتائج سے قوم کو آگاہ کر رہے ہیں۔ وہ قوم جو جامعہ یورپ کی ہمدردی میں کوئی پیادہ نہیں ہے۔ ان کی فرسٹ میں ہم اس ماہ کی دو ایک نیشنری اخلاقی اور تحریک فساد کی کہ پرچار کرنے والوں کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ اس تحریک کے جس پہلو پر اس نیشنری سے روشنی پڑتی ہے۔

”مندان کے ایک فریضے سے کہا ہے کہ قائدانی تصویر ہندی اور برصغیر کی
کے لئے جو انداز کی گولیاں استعمال کی جاتی ہیں جو سکتا ہے کہ وہ بعد ازاں کو
کی محنت پر اثر انداز ہوں اور نشانہ کی بنیاد پر ہر جگہ۔ ایسے کئی وقتوں میں
(روزنامہ ریگ، اولپنڈی، ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

”مردوں کیلئے اس عمل سے بے شمار فیاد یوں کو باعث ہونے کی غیر ناپسندیدہ
روزمرہ شائع ہو رہی ہیں۔ برصغیر کے سیاسی مضمرات کا اندازہ اس خبر سے
ہوتا ہے کہ اس ماہ دو ماہ ایک اشتراکی ملک، میں اسقاطِ عمل کو منظور قرار
دینے کے لئے قانون نافذ کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں نافذ کئے جا رہے
وہ قانون کے تحت صرف شہریت میں ضرورت کے علاوہ اسقاطِ عمل کو منظور
قرار دیا گیا ہے۔ (روزنامہ ریگ، اولپنڈی، ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

اس سے قبل فراہمی قلت اور قومی خود کشی کا تلخ تجربہ فرانسس اور کئی دیگر ممالک کو
 ہو چکا ہے اور اس حماقت نے ان ممالک کی عظمت کو خاک میں ملا کر رکھ دیا ہے۔ رہا
 اس تحریک کا اخلاقی اور سماجی پہلو تو اس کا اندازہ آئی ایس کے ہر اس ملک سے لگایا جاسکتا ہے
 جہاں افلاق و خرافات کے تمام بندھن ٹوٹ گئے ہیں اور عیسوی عیساں کے طرمان ہیں انسان بعض
 ایک انسان مٹا بھیڑیا "بن کر رہ گیا ہے۔ ذیل کے چند تازہ اعداد و شمار سے اس نہایت کا اندازہ
 لگائیے اور اس آئینے میں اپنے ملک اور معاشرہ کے سیاہ مستقبل کی ایک جھلک بھی دیکھ لیجئے اور دیکھ
 میں عربت پچھلے ایک سال میں ۲ لاکھ ۵۰ ہزار طالبات کا استیصال عمل کرایا گیا (عمید العری عرب کویت)
 قحطانی سعودیہ بنی کے آلات و ادویات نے جن لوگوں کو اس دھندہ سے بچھار دیا ہوگا۔
 اس کا اندازہ آپ خود لگائیے۔ میر ذکرہ تعداد بھی صرف طالبات کی ہے۔ انڈستان میں پچھلے ایک
 سال کے اندر ایک لاکھ ۴۰ ہزار نابالغ (سرائی) بچے پیدا ہوئے (اعری کویت) اور اس طرح
 ترائیوں کے اس لشکر نے عدس پیداوار کا کوڑ پر کر دیا۔۔۔ اب ایک ایسے ملک کا حال
 دیکھئے جو یورپ کا نہیں مشرق وسطیٰ کا ملک ہے اور جہاں کی تحریبا نصف آبادی مسلمانوں کی
 ہے۔ کویت کا مشہور رسالہ "العربی" رقمطراز ہے :-

میرت میں ۱۰ فیصد طالبات شادی سے پہلے ہی صیغی تعلقات قائم کر لیتی ہیں باقی پچھلے
 دنوں ہمارے ملک کے ساری مصلحتوں میں بھی اس تحریک کے ناجائز استعمال پر تشویش ظاہر کی گئی ہے
 جس کی خبریں اخبارات میں آچکی ہیں۔ انسان کے حقیقی رشد و ہدایت کی سچی اور لایا اب کتاب
 قرآن مجید نے بہت پہلے قتل اولاد سے منع کرنے کے فوراً بعد دنا اور دنا اس کے محرکات
 رد کر اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے کہ قتل اولاد کی ہر شکل اور دنا و فحاشی میں چلی دنا کا
 ساتھ ہے۔ اولاد کی بات کے باقی تعداد سے حیاں ہے کہ پہلا جو قتل اولاد دوسرے بزم دنا اور
 فحاشی کا محرک ہے۔۔۔ پڑھیے اور قرآن جائیے اس لافانی کتاب کے و عجائز سے
 اور سدا در بانجی ہے۔

ولا تقتلوا اولادکم خشیتہ احلاق اور متے کرو قتل اپنی اولاد کو مضمی کے
نہی منور فہم وایا کم ان قتلهہ خوت سے۔ ہم ان کو بھی روزی دی
کان خطاۃ قبیحا۔ نے اور تم کو بھی دیتے ہیں بیشک

بنی اسرائیل ۳۱ اولاد کو قتل کرنا بڑا کھاری گناہ ہے
اس آیت کے نورانہ اور شاد ہے۔

ولا تقتلوا الذین اسلموا اور نہ مٹا کے قریب بھی نہ پھینکو گناہ
کان حقاً خشعاً کون جبرستی میں حیا کی بات ہے
وساموہک بیلا۔ عام اور بہت بری راہ ہے۔

مذہب اس مقام پر یکہ دوسری جگہ انعام میں بھی قتل اولاد سے منع کرنے کے معنی
بعد فحاشی اور بے حیائی کی نمایاں اور خفیہ تمام صورتوں سے روک دیا۔ اس انداز بیان سے
بھی صاف نمایاں ہے کہ دوسرا جرم (بے حیائی اور فحاشی) پہلے جرم (قتل اولاد) پر تھک
کٹر دل کا لالہ لہی اور طبی رو عمل ہے۔ ارشاد ہے :-

ولا تقتلوا اولادکم من اساک اور مت قتل کرو اپنی اولاد کو فریت
من منور فہم وایا کم دلائلہم کے سبب ہم تم کو بھی رزق دیتے
الغواشی صا غلہ۔ سنا ہیں ایمان کو بھی اور بے حیائی کی
وما یطون۔ باتوں کے قریب بھی نہ غواشی و غواہ وہ

آیت ۱۵۱۔ انعام احلانیہ برل یا لچ شیدہ۔